فہرست مضامین

جملہ خط و کتابت بنام منیجر اُپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواگھر میل منڈی امرتسر

جلد ۱ — نمبر ۵ و ۶

اُپنشد میگزین

مُطالعہ اور علمی ست سنگ کا ماہواری سلسلہ

بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۲۳ء

جو رادھاسوامی دھام راج بنارس کی زیر سرپرستی
اشاعت پاتا ہے۔ اور حق پسندوں کی مدد۔ رہبری اور
ہدایت۔ اور حقیقت کے ذہن نشین کرانے کا آسان زبان
میں یقینی ذریعہ ہے

شیوبرت لال

مترجم۔ ایڈیٹر۔ اور مُفسر

موضوعہ۔ دفتر اُپنشد میگزین ہندوستانی دواگھر امرتسر سے
ڈاکٹر رام کشور ورما منیجر نے شائع کیا

قیمت ۱۲ نمبروں کی ۸؍ بلا جلد

(آفتاب برقی پریس امرتسر میں) باہتمام گوری شنکر لال پرنٹر چھپا

مقدمہ

برسوں سے درخواست کی جا رہی ہے۔ کہ میں اُپنشدوں کو اُردو زبان میں از سرِ نو مرتب کر دوں۔ اور برسوں ہی سے میں وعدہ کرتا ہوا چلا آیا ہوں۔ وقت کم ہے۔ کام زیادہ ہے۔ سیر و سفر میں رہنا پڑتا ہے۔ ستسنگ کا کام سر پر ہے۔ روزانہ متعدد خطوط کے جواب ضروری دینے پڑتے ہیں۔ اس کے سوا مالی کاروبار دیدہ دانستہ سدِ راہ ہو گئے۔ کتابوں کی اشاعت و طباعت اور ترتیب میں صرفِ کثیر کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ یہ سبب ہے۔ کہ ابھی تک میں اس کام کو ہاتھ میں نہ لے سکا +

اِصرار بڑھتا گیا۔ تھوڑے سے آدمیوں نے خریدار بننے اور خریدار بنانے کا وعدہ کیا۔ اُن کے اصرار۔ وعدہ اور مدد کی امید پر یہ کام ہاتھ میں لیا گیا +

اُپنشدوں کے پڑھنے والوں کو سب سے پہلے یہ خیال ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی جڑ مقدس ویدوں میں ہے۔ وید دنیا کی سب سے قدیم کتابیں ہیں۔ کوئی ان کو پانچ ہزار برس کی پرانی بتاتا ہے۔ کوئی تین ہزار برس کی۔ یہ اپنی اپنی رائے ہے۔ ہر شخص کو اپنی رائے ظاہر کرنے کی آزادی ہے۔ میری رائے میں وید دنیا کی پیدائش کے وقت سے ہیں۔ اور وہ دنیا کے خاتمہ تک رہینگے۔ اور اگر نظامِ قدرت کا سلسلہ لامنقطع اور بغیر ابتدا اور بغیر انتہا کے ہے۔ تو وید کی بھی یہی حیثیت ہے۔ وید سرشٹی گیان ہے۔ جس کی کبھی موت نہیں ہوتی۔ یہ میری اپنی رائے ہے۔ میں اسے ایسا ہی

جاننا۔ ماننا اور سمجھتا بوجھتا ہوں۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ آیا وید کتابی صورت میں کب آ سکے۔ اس کا پتہ لگانا محقق عالموں کا کام ہے۔ نہیں اس قسم کی تحقیقات کا شیدائی ہوں۔ اور نہ اس مضمون سے مجھے دلچسپی ہے۔ ہاں ویدوں کی روحانی تعلیم کی طرف نظر رہتی ہے۔ اور جو خیال اس میں ملتے ہیں۔ وہ چاہے وقت کی نظر سے نئی نئی صورتیں بدل بدل کر ظہور کے طبقوں میں آتے جاتے رہیں۔ لیکن وہ نئے نہیں ہو سکتے ⁂

ویدوں نے جو تعلیم دی ہے۔ اب تک عُلما۔ حُکما۔ عُقلا اُسی کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں۔ اس میں کسی نے اب تک ذرا بھی اضافہ نہیں کیا۔ فلسفہ کا بیج وید ہیں۔ درخت۔ شاخ۔ اور پھل پھول۔ لاکھ نشان دکھائیں۔ آخر وہ آئے کہاں سے ہیں؟ سب کی ابتدا اور انتہا بیج میں اور بیج ہی سے ہے۔ یہ ویدوں کی حقیقت ہے ⁂

اپنشد ان ہی ویدوں کے انگ ہیں۔ اور گیان کانڈ (فلسفہ) ہونے کی وجہ سے وہ عُلما اور حُکما کی کشش کے مرکز رہے ہیں۔ مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے۔ مختلف طریقہ اور طرزِ بیان سے ان کے دکھانے کی کوشش کی۔ اور ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں کو ان سے روحانی تسلی ملی۔ ان کی تفسیر اور شرحیں بھی لکھی گئیں۔ ان میں سے میں نے اکثر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن میں کسی ایک کی رائے کا پابند ہو کر نہیں رہا۔ اور نہ پابند ہونا چاہتا ہوں۔ اُپنشد میرے ہاتھ میں ہیں اور میرا اپنا تجربہ میرے ساتھ ہے۔ میں کسی کسی اہل الرائے کی تفسیر سے متفق بھی نہیں ہوں۔ ان سے مجھے نہ کوئی غرض ہے۔ نہ واسطہ ہے۔ وہ کیا کہ گئے ہیں۔ جنہیں ضرورت ہو۔ وہ ان کا مطالعہ کریں ⁂

میں کس طرح اپنشدوں کو سمجھتا ہوں۔ صرف اس کو اپنے انجمد
سے بیان کرونگا۔ اور امید ہے۔ کہ جو انہیں پڑھینگے۔ کم از کم کچھ نہ کچھ
اصلیت سے واقف ہو جاینگے۔ اور ان کے مطالعہ کے بعد اپنے معلومات
میں اضافہ اور اپنی زندگی میں خوشگوار تبدیلی محسوس کرینگے ٭

اپنشدوں کی تعداد زیادہ ہے۔ لیکن خاص اپنشد صرف دس مانے
گئے ہیں۔ اور ان کی ترتیب ایک سنسکرت شلوک میں اس طرح کی
گئی ہے :۔

ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈ۔ مانڈوکیہ۔ تیترے
ایترے یم چھاندوگیم۔ ورہد آرنیہ کم تتھا

یعنی ایش اپنشد۔ کین اپنشد۔ کٹھ اپنشد۔ منڈک اپنشد۔
مانڈوکیہ اپنشد۔ تیترے اپنشد۔ ایترے اپنشد۔ چھاندوگیہ اپنشد
ورہد آرنیک اپنشد۔ یہ دس اپنشد خاص ہیں +

میں پہلے ایش اپنشد کو ہاتھ میں لیتا ہوں۔ پھر کین کو لونگا۔ اور
اسی ترتیب سے نمبروار تعلق رکھونگا۔ جب یہ دس اپنشد ختم ہو جائینگے
تو پھر میں دوسروں کی طرف توجہ کرونگا۔ سال میں بارہ نمبر نذر کئے جائینگے +
یہ کتابیں نمبروار نکلینگی۔ امید ہے۔ کہ یہ جلد مکمل صورت میں اردو
دان گروہ کے استفادہ کی نظر سے شائع کردیجا سکینگی۔ اور ان کو ان
کے مضامین سے ناواقفیت نہ رہیگی +

رادھا سوامی دھام
راج بنارس

شیوبرت لال

دیباچہ

اصلیت

یہ مختصر اپنشد اپنے ڈھنگ میں بہت پُر مغز اور پُر معنی ہے مختصر ہے تو کیا ہوا: فلسفہ کے گہرے رموز نہایت خوبصورتی کے ساتھ اس میں زیر بحث آ گئے ہیں۔ یہ اپنشد واج سینہ سنہتا یعنی شوکل یجر وید کی سنہتا میں سے لی گئی ہے اور

نام

اس کا نام ایش اُپنشد ہے۔ ایش اس وجہ سے نام پڑا کہ اس کے پہلے منتر کا پہلا لفظ ایش ہے۔ ورنہ اسے واج سنیہ سنہتا کہتے تھے۔ چھوٹا نام بڑا کام چھوٹا نام بڑا درشن اگر یہ ہر دو مثلے کسی کے لئے موزونیت کے ساتھ صادق آتے ہیں۔ تو وہ یہی اُپنشد ہے۔ نام کی وجہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایش کہلانے کی وجہ سے اس میں صرف ایش یا ایشور ہی کا بیان ہے۔ یہ خیال غلط ہوگا۔ ہاں اس میں ایشور کے ملنے کے طریقہ کا ذکر ضرور ہے۔

اُپنشدوں کے درمیان اسکی حیثیت

خاص اُپنشدیں دس مانی گئی ہیں۔ ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن منڈک۔ مانڈوکیہ۔ تیتریئے۔ ایترے۔ چھاندوگیہ۔ برہد آرنیک ان میں سے ایش چھوٹی اور برہد آرنیک سب سے بڑی ہے۔ ان کے سوا اور بھی کتنی اُپنشدیں ہیں۔ جن کی تعداد بہت بتائی جاتی

ہے۔ ہر وید کے ساتھ اس کی علیحدہ علیحدہ اپنشدیں ہیں۔ مثلاً
رگ وید کی اُپنشدیں اَیتریہ آرنیک اور کوشتکی اُپنشد ہیں۔
شوکل یجر وید کی اُپنشدیں وِرہد آرنیک اور ایش اپنشد ہیں۔
کرشن یجر وید کی اُپنشدیں تیتریہ اور کٹھ اُپنشد ہیں۔
سام وید کی اُپنشدیں چھاندوگیہ اور کین اُپنشد ہیں۔
اتھر وید کی اُپنشدیں مُنڈک پرشن۔ مانڈوکیہ وغیرہ وغیرہ ہیں
دس خاص ہیں۔ بارہ زیادہ تر مطالعہ میں رہتی ہیں۔ باقی بہت
چھوٹی چھوٹی ہیں۔ اور ان کے مطالعے کا رواج کم ہے ؛
ایش اُپنشد کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ مُول وید سنہتا سے لی
گئی ہے۔ باقی براہمنوں یا آرنیہ سے لی گئی ہیں ؛

وید سے تعلق

شوکل یجر وید سے ایش اپنشد کے تعلق کا ذکر کر دیا گیا۔ اس
خاص وید کے دو اپنشدوں وِرہد آرنیک اور ایش اُپنشد کی جداگانہ
نوعیت ہے۔ ایش اپنشد تو سنہتا (شوکل یجر وید) کا آخری اور
چالیسواں ادھیائے ہے۔ اور ورہد آرنیا سدشت پتھ براہمن کا
آخری حصہ ہے ؛

مضمون

اس ایش اپنشد میں اٹھارہ منتر ہیں۔ جن میں وِدیا اَوِدیا خواہ
پرا اور اپرا وِدیا کا نہایت دلچسپ اشارہ ہے۔ اور اسی طرح پر برہمہ
اور اپر برہمہ خواہ شُدھ اور شبل برہمہ کی ماہیت کا بھی اشارہ
ہے۔ جس کے نہ جاننے سے نقصان۔ اور جاننے سے فائدہ دکھایا گیا ہے

ساتھ ہی گیان اور کرم کی بالترتیب حیثیت اور ان کے فائدے قائم کر کے ان کے علم اور عمل پر مختصر سی خفیف۔ اور مختصر روشنی ڈالی گئی۔ سوچنے سمجھنے کے لئے یہ بھی کافی ہے۔ اور اپنشدوں کا بیان زیادہ صراحت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ آتا ہے۔

ایش اپنشد کا مطالعہ بہت کچھ دیو۔ یان۔ پنتھ اور پتری۔ یان پنتھ کی یاد دہانی کراتا ہے۔ پتری۔ یان۔ پنتھ تو بازگشت اور واپسی کا طریق ہے۔ برعکس اس کے دیو۔ یان۔ پنتھ موکش اور مکتی کا راستہ ہے۔

اکثر ٹیکا کاروں نے اس ضروری اور اہم مسئلہ کو بہت کچھ نظر انداز کیا ہے۔ میں نے اس پر سرسری نظر ڈالی ہے۔

تین راستے

ایش اپنشد میں تین راستوں کا اشارہ ہے۔ پہلا اندھکار اور تاریکی کا راستہ جس میں کیڑے مکوڑے چلتے اور مرتے جیتے رہتے ہیں۔ دوسرا کرم کا راستہ۔ تیسرا گیان کا راستہ۔ کرم کے راستے پر معمولی طبیعت والے انسان چلتے ہیں۔ اور گیان گیانیوں کا راستہ ہے۔

ایش اپنشد نے کرم اور گیان دونوں پر ساتھ ساتھ چلنے کی ہدایت کی ہے۔ اور یہ ہدایت بہت خوبصورت اور مفید ہے۔ جو اپنشد کے مطالعہ کرنے پر خود بخود سمجھ میں آئیگی۔ میں نے اکثر منتروں کے نیچے حاشیہ کے طور پر کہیں کہیں کبیر صاحب کی ساکھیاں جان بوجھ کر دے دی ہیں۔ جن سے وہ مضمون بہت صاف ہو

جاتا ہے۔ اس جُرأت کی صرف یہی غرض ہے۔ ورنہ ان کا کوئی باہمی تعلق نہیں ہے۔ اور میں اس کے لئے پہلے ہی سے معذرت کرنے کو تیار ہوں۔ گو نہ اس کی ضرورت ہے۔ اور نہ اس کے حاشیہ میں شامل کر دینے سے مضمون میں کوئی فرق آتا ہے ؎

رادھاسوامی دھام

شیوبرت لال

ایش اپنشد

معہ تفصیل تشریح اور تفسیر کے

منگلاچرن ۔ دُعا ۔ یا شانتی پاٹھ

پُورنم ۔ پُورنم اِدم پُورنات پُورنمد چیتیُو تے
پُورنسیہ پُورنما دائے پورنیوا وششیہ تے

پہلا منتر

آسنک بھاؤ کا آدرش گیان اور جگت کا بھوگ

ایشور سے بسادو اس سب کو جو کچھ جگتوں (تریلوکی) میں ہے ۔ یہ جگت (حرکت کرنے والا) ہے ۔ تب تیاگ سے (اس کا) بھوگ کرو ۔ لالچ نہ کرو کس کی دولت ؟

تشریح

اس منتر میں کئی باتیں ہیں ۔ (۱) ایشور (۲) جگت (۳) جگت کا روپ (۴) تیاگ (۵) بھوگ (۶) لالچ (۷) دھن (۸) لالچ (گردھ) ۔

(۱) ایش کے معنی ہیں ۔ حکومت ۔ اس نظر سے جو دنیا کا حاکم ہے ۔ وہ ایشور یعنی حکومت کرنے والا ہے ۔

(۳) جگت سنسکرت مادہ گم (حرکت) سے نکلا ہے۔ جو متحرک ہے وہ جگت ہے۔ اس میں سب کچھ آجاتا ہے ÷

(۴) تیاگ سنسکرت مادہ تیج (چھوڑنے) سے نکلا ہے۔ اس سے مطلب بے تعلقی اور علیحدگی دونو ہے ÷

(۵) بھوگ سنسکرت مادہ بھج (کھانے) سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ کھانا۔ پینا۔ خوشی کرنا لذت لینا وغیرہ وغیرہ

(۶) گردھ (لالچ) کا سنسکرت مادہ گردھو (للچانا - کامنا کرنا۔ خواہش کرنا)

(۷) دھن سنسکرت مادہ دھن (پیدا کرنا) ہے۔ اس سے مُراد جائداد۔ دولت مویشی وغیرہ ہے ÷

یہ سب الفاظ منتر میں آتے ہیں

اس شوکل یجُر ویدی اپنشد کا شانتی پاٹھ نہایت ہی خوبصورت ہے۔ اور یہاں پر اس کے داخل کرنے سے یہ پہلا منتر بڑی صفائی کے ساتھ سمجھ میں آویگا۔ شانتی پاٹھ یہ ہے:-

پُورنمہ پُورنمِ اِدم پُورنات پُورنمُدچیتے
پُورنسیہ پُورنمادا۔ پُورنمیوا وشیشیتے

ترجمہ وہ (برہمہ) پُورن (مکمل) ہے۔ پُورن (مکمل) ہے۔ یہ جگت۔ پُورن سے پُورن نکلتا ہے۔ پُورن کے پُورن کو پکڑ کر پُورن ہی شیش (باقی) رہتا ہے ÷

ایشور کا یہ آدرش ہے۔ جو رشیوں نے اپنی نظر کے سامنے

رکھا تھا۔ جب تک یہ مکمل خیالی معراج نظر کے سامنے نہ ہو۔ تب تک ایشور کا آستک بھاؤ کسی حالت میں بھی پورا نہیں ہوتا۔ ایشور پورا ہے۔ اور اس لئے اُس کے جگت کو بھی پورا ہی ہونا چاہیئے۔ پورا کاریگر جب کام کریگا۔ پورا ہی کریگا۔ اَدھورا کبھی نہ کریگا۔ پورا مکمل ہوتا ہے۔ اَدھورا ناقص ہوتا ہے۔ یہ خیال رہے۔ کہ پورے سے جب نکلیگا۔ پورا ہی نکلیگا۔ اَدھورا کبھی نہ نکلیگا۔ پورن کے پورن (یعنی مکمل کے کمال) کو پکڑ رکھنے سے باقی جو کچھ ہوگا۔ وہ بھی پورن ہی رہیگا۔

کبیر صاحب

پورا ستگورو سیبئے پورا دھیان لگائے
پورے سے پورا ملے پورے ماہیں سمائے

تفسیر۔ اب ایش اپنشد کے پہلے منتر کی طرف دھیان دیجیے۔ اور اس کا مضمون۔ اور نفس مُراد آئینہ کی طرح صاف ملیگا۔

اِس دنیا کو بھوگو۔ اس کی نعمت اور دولت سے بہرہ اٹھاؤ۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ آپ اور ایشور کے اِس متحرک جگت کو ایشور کے خیال سے بھر دو۔ یہ جگت ایشور کا ہے۔ ایشور اس میں پورے طرح سے محیط کل ہے۔ جو کچھ یہ جگت ہے۔ اُس میں ایشور ہی دیاپ رہا ہے۔ ایشور کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ خیال دل پر حاوی ہو۔ کسی کے دھن دولت کی خواہش یا لالچ نہ رکھو۔ کیونکہ جہاں لالچ کا خیال آیا۔ دل ناقص ہو گیا۔ نقص میں محدودیت اور تنگی ہے۔ اور تنگ دل آدمی

کبھی ایشور کے کمال کو ذہن نشین نہیں کر سکتا ناقص کا خیال ہمیشہ ناقص رہیگا۔ اور کامل کا خیال ہمیشہ کامل رہیگا۔ یہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ جس کی سچائی میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔

صاحب کے دربار میں کمی کاہو کی ناہہ
بندہ موج نہ پاوہی چوک چاکری ماہہ (کبیر ساکھی)

لالچ کے ناقص خیال کو بھول کر بھی دل نہ دو۔ تب تم اس جگت کو خوب بھوگو گے۔ اور بھوگو گے۔ ورنہ مکمل بھوگ کا امکان محال ہوگا۔ جو شخص اس طرح تیاگ سے بھوگ کرتا ہے۔ پورا بھوگ اسی کے حصے میں آتا ہے۔ اور جس میں اس طرح کا تیاگ نہیں ہے وہ کیا بھوگیگا! ننگی کیا نہائیگی اور کیا نچوڑیگی۔ سوچو تو سہی یہ دھن کس کا ہے! کون اِسے اپنے ساتھ لے گیا! اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو بھوگ اور تیاگ دونو آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

جیسے جل میں کمل نرالم مرغابی نشانئے
سُرت شبد بھو ساگر تریئے نانک نام بکھانئے (نانک صاحب)

———:———

یہ غلط فہم ایشور کے ماننے والے اُس کی پورنتا کے کمال کو نہیں سمجھتے۔ یہ وجہ ہے۔ کہ ذرا سے دُکھ میں گھبرا جاتے ہیں۔ اور ذرا سے سُکھ میں اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ یہ رات دن ایشور کی نندیا کرتے ہیں۔ اِن کے لبوں پر ہر وقت شکایت کا کلمہ اور آہ کا نعرہ رہتا ہے۔ ان کی ایشور اُستتی بھی ایشور کی نندا ہے۔ دراصل یہ نام کے لئے

ایشور وادی یا ایشور کے ماننے والے ہیں۔ اصل میں اس کی ذات اور صفات دونو کے منکر ہیں۔ دل میں ناقص خیال کے جگہ دینے سے یہ جگت انہیں ناقص نظر آیا کرتا ہے۔ اور دُنیا بیماری مصیبت مفلسی اور پریشانی سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ ان میں سے ایشور کے جگت میں کوئی حالت نہیں ہے۔ وہ پورے سے کا پورا۔ اور مکمل کا مکمل ہے۔ مکمل ایشور کا تصور اس جگت کو مکمل دکھانے لگیگا۔ دلی نقص کے دور رہتے ہی کمال کا نقشہ خیالی نگاہ کے سامنے آجائیگا۔ اُس وقت اس دُنیا کی حالت کچھ اور ہی قسم کی ہوگی۔ خودغرضی۔ نفسانیت اور لالچ یک لخت دور ہو جائینگے۔ اور پھر جو بھوگ ہوگا۔ وہ مکمل بھوگ ہوگا ناقص نہ ہوگا۔ دکھ سکھ کوئی بھی دل پر اثرانداز نہ ہوسکیگا۔ لالچ خودغرضی اور نفسانیت کا تیاگ ہی اصلی تیاگ ہے

مصیبت سر پر آئے۔ اُسے موج کی مصلحت سمجھو۔ سکھ ملے اُسے موج کی برکت جانو۔ ناخوشگوار اور خوشگوار حالتوں کو ایشور سے منسوب کر کے راضی بررضا رہنے کی عادت ڈالو۔ اسی کا نام ایشور سے تمام جگت کو ڈھکنا۔ یہ تسلیم کا راستہ ہے۔ اور جو اس راستہ پر چلتا ہے۔ وہی اصلی معنی میں حق پرست۔ ایشور پرست اور حقیقت پرست ہے۔

اس واضح تفسیر کے ساتھ پہلے منتر پر بار بار غور کرو۔ تب اس کی ماہیت پر عبور ملیگا۔

آگے کرم کے پھل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے

دوسرا منتر

کرم کرنے کی بدھی

انسان کرموں کو کرتا ہوا سو برس تک جینے کی خواہش کرے۔ اس طرح تجھ کو کرم نہ لپٹیگا اس کے سوا انسان کے لئے اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

تشریح۔ اس منتر میں دو ضروری الفاظ آئے ہیں۔ جو غور کرنے کے قابل ہیں۔ (۱) کرم (۲) کرم کا لپٹنا

(۱) کرم۔ سنسکرت مادہ کرن (کرنا) سے نکلا ہے۔ جو کیا جائے وہ کرم ہے۔ یہ کئی طرح کا ہوتا ہے۔ مثلاً (۱) جسم کے کرتب (۲) قدرتی فعل (۳) مذہبی رسم۔ (۴) قومی رواج (۵) برے کرم (۶) بھلے کرم وغیرہ

(۲) کرم کا لپٹنا کرم کے پھل کے قید و بند کا پھنساؤ ہے۔

تفسیر۔ کرم کرنا لازمی ہے۔ بغیر کرم کے کوئی شخص ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا۔ یہ غیر ممکن ہے۔ ایسا ہو نہیں سکتا۔ کرم کرو۔ آلسی بن کر نہ رہو۔ غفلت اور سستی۔ کاہلی اور بیکاری میں عمر کو ضائع کرنا قدرتی اصول کے برخلاف ہے۔ کرم تو کرنا ہی پڑیگا اگر اچھا کرم نہیں کرتے۔ تو برے کرم کی طرف مائل ہوگے۔ اگر

اچھے بُرے کرم کا خیال نہیں ہے۔ تو وہ حیوانیت کی زندگی
ہوگی۔ جیسے کتّا گلیوں کے چوراستہ میں پڑا رہتا ہے۔ اُسے بھی
آخر کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑتا ہے ؛

لیکن تم کرم کی نظر سے ہو۔ اور اُس کا اشارہ پہلے منتر میں
دیدیا گیا ہے۔ اُس میں بھوگ کا مضمون ہے۔ اس میں کرم کا
مضمون ہے۔ دونو کا باہمی تعلق ہے۔ خیال اُوپر سے نیچے تک چلا
آتا ہے۔ سلسلہ نہیں ٹوٹتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ پہلا منتر برہم
گیان کے ادھکاریوں کے لئے ہے۔ دوسرا صرف کرم کے
ادھکاریوں کے لئے ہے۔ اُن کی نظر بھوگ اور کرم پر نہیں
گئی۔ بھوگ کرم کا پھل ہے جو آدمی کرتا ہے۔ اس کا پھل اُسے
لازمی طور پر بھوگنا پڑتا ہے۔ وہاں بھوگ کی تیاگ کے ساتھ ہدایت
کی گئی ہے۔ یہاں اُسی تیاگ کا تعلق کرم کے ساتھ بھی ہے۔ بھوگو۔
اس میں حرج نہیں ہے۔ لیکن بے تعلق رہ کر اور دل میں ایشور کا
بھاؤ بسا کر بھوگو۔ اس جگت کو ایشور کا سمجھو۔ اور کرم کرو۔
کرم کئے بغیر بچاؤ نہیں ہے۔ جو کچھ تم نے کرم کئے ہیں۔ اس کا
پھل بھوگ رہے ہو۔ اب اس طرح کرم کرو کہ وہ کرم یا کرم کا
پھل تم کو لپٹنے نہ پاوے۔ یہاں بھی اُسی تیاگ کا مطلب موجود
ہے۔ دونو جگہ بھوگ اور کرم میں ایک ہی قسم کا خیال دیا گیا ہے۔
وہاں تیاگ کی ہدایت ہے کس بات کے تیاگ کی؟ لالچ طمع
اور حرص کے تیاگ کی۔ اور یہاں کرم کرنے کی ہدایت اس طرح کی
گئی ہے۔ کہ کرم لپٹنے نہیں۔ اور آئندہ کے لئے اُس کے پھل یا

بھوگ کا سلسلہ نہ چلے۔ اس طرح پہلی حالت میں بھوگ لالچ سے خالی رہے۔ دوسری حالت میں کرم بندھن یا قید و بند کا باعث نہ ہونے پائے۔ اس طرح کرم کرتے ہوئے اگر آدمی کو سو برس تک جینے کی خواہش ہو۔ تو وہ کرم جال کے پھندے سے بچا رہیگا۔

لیکن ایسے کرموں کا امکان کیسے ہو؟ اس کا جواب اپنشد کے رشی نے نہایت صاف اور واضح شکل میں دے دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کرم لپٹنے نہ پائے۔ سو برس تک جیو۔ کرم کرتے رہو۔ اور اس کے نتیجے سے تم کو تعلق نہ رہے۔ پھر یہ کرم بندھ کا باعث نہ ہوگا۔ کرم کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور کوئی نہیں ہے۔

(۱) کبیر نربندھن بندھ رہا بندھ نربندھن ہوئے
کرم کرے کرتا نہیں داس کہاوے سوئے

(۲) بھوگ موکش مانگوں نہیں بھگتی دان گورد دیو
اور نہیں کچھ چاہیئے رینس دن تیری سیو

(۳) پھل کارن سیوا کرے تجے نہ من سے کام
کہیں کبیر سیوک نہ چہے چوگنا دام

تیسرے منتر میں گیان اور کرم کی راہ سے گمراہ ہونے کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔

تیسرا منتر

گیان اور کرم سے گمراہی کا پھل

اسُروں کے لوک اندھیرے گھُپ ہیں۔ جو کوئی اپنے آتما کی ہتیا کرتا ہے۔ وہی مرکر ان میں جاتا ہے۔

تشریح۔ اس منتر میں کئی لفظ غور طلب ہیں۔ (۱) اسُر (۲) اسُر لوک (۳) آتما (۴) آتم ہنن یا آتم ہتیا۔

(۱) اسُر اسے کہتے ہیں۔ جو سُر نہیں ہے۔ یہ سنسکرت مادہ سُر (چمکنے) سے نکلا ہے۔ جس میں چمکنے روشن ہونے اور نورانی رہنے کا وصف ہو۔ وہ سُر یعنی دیوتا ہے۔ اور جس میں تاریکی اور اندھیرا ہو۔ وہ اسُر ہے

(۲) اسُر لوک اس نسبتی رعایت سے اندھیرا ہے۔ کیونکہ وہ نور سے خالی ہے۔ سُر لوک میں روشنی رہتی ہے۔

(۳) آتما۔ یہ دو سنسکرت مادہ سے نکلا ہے۔ اَت (حرکت) اور ملن (سوچنا) جس میں حرکت اور غور کی طاقت ہے۔ وہ آتما ہے دونوں ہی وصف حرکت کی مُرادف (ہم معنی) ہیں۔ ایک باہری ہے دوسری بھیتری ہے۔ جس میں ظاہرا اور باطنی طریقہ سے بڑھنے کا سامان ہو۔ اسی کو آتما کہا جائیگا۔

(۴) آتم ہنن یا آتم ہتیا۔ ہنن اور ہتیا دونوں سے مُراد

قتل کرنے سے ہے۔ اس لئے اس لفظ کا عام فہم ترجمہ خودکشی۔ روح کشی۔ اور ذات کشی ہے۔ جو شخص اپنے آتما کی حرکت یا غور کی طاقت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور اسے بڑھنے سے روکتا ہے وہی ہتیارا۔ اور اپنا آپ دھالی ہے۔

اب منتر کی وضاحت کی طرف توجہ کیجئے

تفسیر۔ آتما کیا ہے؟ جس میں حرکت اور تمیز ہو۔ برہمہ کیا ہے؟ جس میں بڑھنے اور سوچنے کا وصف ہو۔ برہمہ سنسکرت مادوں سے بنا ہے۔ وہ ورہ (بڑھنا) اور من (سوچنا) ہے۔ جس میں بڑھنا اور سوچنا ہو وہ برہمہ ہے۔ اور اسی نظر سے پہلے دو منتروں میں انہیں دو وصفوں کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ پہلے میں سوچنا۔ تمیز اور گیان کا خیال دلایا گیا ہے۔ دوسرے میں کرم۔ کرتب حرکت کا خیال دلایا گیا ہے۔ یہ آتما اور برہمہ دونو لفظوں کی اصل ماہیت ہے۔ جس کی طرف کمتر توجہ کی گئی ہے۔ ان دونو کا مقصد ترقی ہے۔ ترقی کا انحصار۔ بڑھنے سوچنے۔ سوچنے بڑھنے یا حرکت اور سوچنے پر ہے۔ حرکت اور بڑھنا کرم ہے۔ اور سوچنا یا وچار کرنا گیان ہے۔ ان میں سے دونو ضروری ہیں۔ کیونکہ وہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اگر کسی نے گیان اور کرم دونو سے تعلق نہ رکھا۔ تو پھر اس نے اپنے آپ کی ہتیا کی ہو۔ اس آتم ہتیا یا خودکشی خواہ روح کشی کا نتیجہ اندھکار کے کرتوں میں جاکر رہنا ہوگا۔ گیان روشنی ہے۔ اور اس کی روشنی مکمل ہے۔

(۱) بھلی ہوئی جو گورو ملے ۔ ناتر ہوتی گیان
دیپک جوت پتنگ جوں پڑتا آسے نداں

(۲) بھلی بھئی جو گورو ملے اُن سے پایا گیان
گھٹ ہی ماہنہ چبوترا گھٹ ہی ماہنہ دیوان

(۳) گیان پرکاسی گورو ۔ سوجن بسر و جاے
اکبیر صاحب ا جب گوبند کرپا کری ۔ تب گورو ملیا آے

اس لئے یہ مکمل روشنی کا راستہ ہے ۔ کرم میں روشنی اور تاریکی دونوں ملی رہتی ہیں ۔ اس لئے گو بمقابلہ گیان کے اس کا درجہ کمتر ہو ۔ پھر بھی تو روشنی ہے ۔ اور وہ روشنی یا نور کسی نہ کسی طرف لے جاویگا لیکن جہاں روشنی ہی نہیں ہے ۔ وہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا ۔ اس لئے اندھکار میں پڑنے لوگ ایسے لوگوں میں جاوینگے ۔ جہاں گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہے ۔ اور وہ نہ گیانی ہیں ۔ نہ کرمی ہیں ۔ بلکہ کیڑوں مکوڑوں اور حیوانوں کی طرح ہیں ۔ ان کے حصے میں یا ان کی قسمت میں لافانیت اور امر پد نہیں ہے ۔ کیونکہ انہوں نے آتما کی ماہیت کو نہ سمجھ کر اس کو قتل کر رکھا ہے ۔ یہ مرینگے کھپینگے اور اور اسی طرح تاریکی میں پڑے رہینگے ۔ اور ان کے جنم مرن کا خاتمہ نہ ہوگا ۔ اس پر غور کرنے سے تین راستوں کا پتہ لگتا ہے جن کی وضاحت آگے چل کر اپنشدوں میں آئیگی ۔ وہ (۱) نور کا راستہ (۲) تاریکی اور نور کا درمیانی راستہ اور (۳) بالکل تاریکی کا راستہ ہیں ۔ ایک دیو ۔ یان پنتھ کہلاتا ہے ۔ جس کی منزل مراد گیان ہے ۔ اور اس میں جا کر پھر پیچھے کی جانب واپسی کا امکان نہیں ۔

ہے۔ دوسرا پتری یان پنتھ ہے۔ جس کی منزل مراد کرم اور کرم
کے پھل بھینگے۔ اور تجربات کی وسعت سے کبھی نہ کبھی کسی وقت
نور کے راستہ میں آجائینگے۔ لیکن انتہائی خطرناک اور عبرتناک
تاریکی کا راستہ ہے۔ جس پر کیڑے مکوڑے چلتے ہوئے مرتے جیتے
رہتے ہیں۔ اور مر کر اسُروں کے لوکا کو جاتے ہیں۔ جہاں سُخرت
یا سچائی کی کوئی صورت نہیں ہے +

اصلی انسان کا راستہ دیو۔ یان (روشنی کا راستہ) ہے۔
جو دیوتاؤں کے لوکوں سے بھی زیادہ منور اور نورانی ہے۔ انسان
دیوتاؤں سے بھی بزرگ تر ہے۔ ان دیوتاؤں کو بھی برہمہ۔ اور آتما
کی ماہیت کا انسان کی طرح علم نہیں ہوتا۔ نقلی انسان کرم کرنے
والے اور کرم کے پھل کے خواہشمند رہتے ہیں۔ باقی جن کو گیان
اور کرم دونو سے تعلق نہیں ہے۔ وہ کیڑے مکوڑے ہیں۔ آتم ستیا ہے
ہیں۔ سیا ہوا اگر ان کی صورت انسان کی طرح ہو۔ ایش اپنشد
نے پہلے منتر میں گیان اور گیان کی زندگی کا اشارہ کیا۔ دوسرے
منتر میں کرم کرنے کے طریقہ کی ہدایت کی کہ کرم کس طرح پہ ہو۔
جو قید و بند کے نتیجے نہ پیدا کر سکے۔ اور تیسرے منتر میں اس
کی وضاحت کی جو گیان اور کرم دونو سے بے خبری کی ہے۔

اب آگے چل کر اپنشد آتم تتو کے سمجھانے کی کوشش
کرتی ہے

چوتھا منتر

آتما

وہ بے حرکت۔ من سے زیادہ تیز ہے۔ دیوتاؤں کی اس تک رسائی نہیں ہوتی۔ وہ اِن (دیوتاؤں) سے آگے نکل گیا ہے وہ ٹھہرا ہوا اور سب دوڑنے والوں کے آگے چلا جاتا ہے۔ اُس ٹھہرے ہوئے کے سہارے سُوتر آتما تمام طاقتوں کی علیحدہ علیحدہ تقسیم کیا کرتا ہے۔ (سب کو طاقت دیا کرتا ہے)

تشریح۔ اس منتر میں کئی لفظ قابلِ غور ہیں۔ (۱) بے حرکت (۲) من (۳) دیوتا (۴) سُوتر آتما۔

(۱) بے حرکت۔ وہ ہے جو حرکت سے خالی ہو۔

(۲) من۔ سنسکرت مادہ مَن (جاننے) سے نکلا ہے۔ جس میں منن یا سوچنے کی طاقت ہو۔ وہ من ہے۔

(۳) دیو۔ سنسکرت مادہ دِو (کھیلنے یا کھیل کرنے) سے نکلا ہے۔ جو کھیل کرتا ہو۔ کھیلتا ہو۔ کھیل میں ہو وہ دیو۔ یا۔ دیوتا ہے۔ یہ وصف ہمارے اندریوں میں ہے۔ وہ کھیل کے سوا اور کچھ نہیں کرتیں۔ اس لئے دیو۔ یا۔ دیوتا کہلاتی ہیں۔ ہر شخص بطور خود سوچ کر اپنے لئے نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ ان اندریوں خواہ ان دیوتاؤں میں کھیل کے سوا اور کیا ہے۔ انبھو خود اسے بتا دیگا۔

(۴) سُوتر آتما سنسکرت مادہ سُو (سینے) سے اور آتما نکلا ہے۔ جو سینے وہ سُوت ہے۔ جو رشتہ کی صُورت سب میں گُتھا اور سب کا گُتھنے والا ہو۔ اُسے سوتر آتما کہتے ہیں۔ یہ رچنا کرنے والی دہار ہے۔ جس کے سُوت میں سب مالا کے دانوں کی طرح پروئے ہوئے ہیں۔ اُپنشد میں اس کے لئے اصلی لفظ **مات** برشوا آیا ہے۔ جس کا عام فہم ترجمہ سُوتر آتما سے بہتر اور کوئی نہیں ہے۔ اس لئے اسی کو اصلی ذہنی مُراد کا ظاہر کرنے والا مناسب سمجھا گیا۔ اِسے تم پران کہو۔ خواہ کچھ ہی کہ لو۔ جو سب میں ہے۔ سب کو طاقت دیتا ہے۔ سب کو گُتھتا ہُوا طاقتور بنا رکھتا ہے وہ سُوتر آتما کہلاتا ہے +

تفسیر۔ اب منتر کی وضاحت کی طرف توجہ دو۔

آتما بے حرکت ہے۔ ابھی ہم نے آتما یا برہمہ کی تعریف میں کہ آئے ہیں۔ کہ جس میں حرکت اور سوچنے کی طاقت ہو۔ وہ آتما ہے۔ اور جس میں بڑھنے اور سوچنے کا وصف ہو۔ وہ برہم ہے۔ ان سب الفاظ میں حرکت کا اشارہ موجود ہے۔ اب اُسے بے حرکت۔ ساکن اور لاتجنبب بتایا جا رہا ہے۔ ممکن ہے۔ ان دونو باتوں کے یکجا ہونے سے بھرم پیدا ہو۔ اور اجتماع ضِدّین کے نقص کا خیال پیدا ہو۔ اس لئے اُس کی صفائی کر دینا لازمی ہے۔ مثال سے سمجھو۔ سمندر اپنی حیثیت سے ساکن ہے۔ اور اچل نشچل۔ ٹھہرا ہوا۔ ساکن اور آدھار محض ہے۔ لیکن لہروں کی

نظر سے وہ متحرک - چلنے والا - اور جگہ بدلنے والا پرتیت ہو رہا ہے - وہ تو اصل میں جیسا ہے ویسا ہے - حرکت - جوش - تموج - اس میں نہیں ہے - وہ لہروں میں ہے، جو اس کے سہارے رہتی ہوئی کھیل کیا کرتی ہیں - اور ان کی حرکت کی نظر سے اس میں حرکت نظر آتی ہے - اور وہ متحرک معلوم دیتا ہے - یہ نسبتی نگاہ ہے جیسے کسی صاف شفاف شیشہ کے پاس سرخ یا زرد گلاب کا پھول دھرا ہوا ہو - اور اس کی سرخی یا زردی کے عکس پڑنے سے شیشہ کو سرخ یا زرد کہا جاتا ہے - حالانکہ یہ رنگ اس میں بذاتِ خاص نہیں ہیں - بالکل اسی طرح مَن اور اندریوں کے لہرانے سے یہ آتما متحرک اور صاحب غرور دکھائی دیتا ہے - ان سب کے کھیل اس کے سہارے ہوتے ہیں - وہ سہارا محض ہے - لیکن ان کی وجہ سے وہ خود کھیل والا کہا جاتا ہے - ورنہ آدھار کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے - اسی نسبتی نظر کی رعایت سے آتما یا برہم میں یہ اوصاف قائم کر کے آہستہ آہستہ بلند نظری دیتی ہوئی اپنشد اس کے سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے۔

یہ بے حرکت ہے - من ہزار تیزی والا ہو - لاکھ دوڑ دوڑ کر جائے - لیکن اس آتما کو اپنے سے آگے ہی پاویگا -

(۱) دوڑت دوڑت دوڑیا جہاں لگ من کی دوڑ
دوڑ تھکے من تھر بھیا وستو ٹھور کی ٹھور

(۲) جیتی لہر سمدر کی نیتی مَن کی دوڑ
سہجے ہیرا پائیے جو من آوے ٹھور (کبیر صاحب)

اندریاں خواہ اندریوں کے دیوتا باہر بھلا تگیں ماریں جس قدر جلد وہ چوکڑی بھر کر دوڑتی ہیں۔ یہ آتما ان کو آگے ہی آگے نظر آتا ہے۔ اور لطف یہ کہ من اور دیوتاؤں میں سے کسی کی بھی اس تک رسائی نہیں ہوتی۔ وہ یہاں ہے وہ وہاں ہے۔ وہ اِدہر ہے وہ اُدہر ہے۔ وہ اوپر ہے۔ وہ اونچے ہے۔ وہ نیچے ہے۔ وہ یہاں وہاں۔ اِدہر اُدہر۔ اوپر نیچے سب میں رہتا ہوا سب کے پرے ہے۔ من اُس تک پہنچتا نہیں۔ اندری کے دیوتا اُسے چھو تک نہیں سکتے۔ پکڑنا تو درکنار رہا۔ اب جہاں جاتے ہیں۔ اُسے وہاں ہی پاتے اور اس سے بھی آگے یقین کرتے ہیں۔ پھر یہ کیا ہے؟ اپنشد جواب دیتی ہے۔ وہ آدھار۔ مدار علیہ۔ اور سہارا محض ہے۔ جیسے لوہار کی نہائی پر ہر قسم کے لوہے گھڑے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنی جگہ کو نہیں چھوڑتا۔ بالکل اسی طرح سب کچھ اُسی کے سہارے پر ہوتا ہے۔ اور وہ خود ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ان کا ہوتا ہوا۔ ان جیسا ہوتا ہوا۔ ان کے جیسا کام کرتا ہوا۔ ان سے بالکل مختلف ہے*

بات آسان ہے۔ اور مشکل ہے۔ سمجھ میں آتی ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ وہ بات سمجھ۔ آسان اور مشکل سب میں رہتا اور سب کا آدھار بنا ہوا سب سے نیارا ہے*

پھر یہ من اور دیوتاؤں کے کھیل کس طرح ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس کے سہارے سوتر آتما کی دھارنا کر سب کو طاقت دے دے کر ان سے یہ کھیل کرا رہی ہے۔ یہ سوتر آتما سرشٹی کی دھار ہے۔ جو آتما اور من اور دیوتاؤں کے درمیان پران وغیرہ کی صورتوں میں پھیلی ہوئی۔ سب کو اُس سہارا کا سہارا دے دلا کر اور سب کو علیحدہ

علیحدہ طاقت بخش کر متحرک رکھتی ہے۔ اپنے جسم کو دیکھو۔ چوٹی سے ایڑی تک سُوتر آتما کی دھار پھیلی ہوئی سب کو زندہ رکھتی ہے۔ وہی دھار نسیں اور ناڑیوں میں محیط ہو کر آنکھوں کو نُور کانوں کو سماعت۔ ناک کو سونگھنے کی لیاقت۔ زبان کو بولنے کی طاقت۔ چمڑے کو چھونے کی حِس۔ ہاتھ کو پکڑنے اور چھوڑنے کا بل دے رہی ہے۔ جو بات اس شریر یا جسم کی نسبت کہی گئی ہے۔ وہی تمام برہمانڈ کے لئے بھی سچی ہے۔ وہاں بھی دھاروں ہی کی سرشٹی ہے۔ اُس دھار سے ایک بھی خالی نہیں ہے۔ جس سُوتر آتما کی دھار نے ہمارے تمہارے جسم اور اس کے عُضو اور حواس کو گتھ رکھا ہے۔ اسی نے لوک۔ لوکانتر۔ کروڑں نظام شمسی۔ سیاروں۔ ستاروں۔ آفتاب۔ تواتب۔ اور ابدال۔ جیو جنتو۔ عناصر وغیرہ سب کو گتھ دیا ہے۔ اور سب کو جُدا جُدا طاقتیں دے رہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ ہمارے تمہارے جسم میں وہ بیشٹی (جزوی) صورت میں کام کر رہی ہے۔ اور برہمانڈ کے جسم میں وہ سمشٹی (کلی یا مجموعی) صورت میں محیط ہے۔ یہ سُوتر آتما یا ناست رشتوا ہے ÷

کیا یہ سُوتر آتما خود آتما یا برہم نہیں ہے؟ ایک معنی میں اُسے ایسا کہو۔ دوسرے معنی میں وہ اُس سے مختلف ہے۔ آتما یا برہم تو سہارا محض ہے۔ اُسی کے آدھار پر اس سُوتر آتما کا بھی کھیل ہے۔ اور یہ سب کو طاقت دے دے کر یہ کھیل کھلا رہا ہے وہ نہ من ہے۔ نہ اندریاں ہے۔ نہ جسم ہے۔ نہ سوتر آتما ہے۔ وہ کیا ہے؟ کس طرح کا ہے؟ کس طرح پر ہے؟ ان سب دلچسپ

سوالوں کا جواب اُپنشد نہایت خوبصورتی، صفائی، اور وضاحت کے ساتھ آگے حل کریگی۔ انہیں غور سے پڑھتے چلو۔ تاکہ کچھ تو اُس کا خیال دل میں آوے ⁂

پانچواں منتر

آتم سروپ

وہ متحرک (تھرتھراتا) ہے۔ وہ غیر متحرک (تھرتھراتا) نہیں ہے وہ دور ہے۔ وہ نزدیک ہے۔ وہ ان سب کے اندر ہے۔ وہ ان سب کے باہر ہے۔

دُور کہوں تو ہے نہیں دُور دُور سے دُور
سب کے انتر رم رہا سنمکھ حال حضور
(کبیر صاحب) گیانی بھوُلے گیان کتھ نکٹ رہا نج رُوپ
باہر کھوجیں باپُرے انتر وستو انوپ

اس کی تفسیر وضاحت کے ساتھ چوتھے منتر میں آگئی ہے دوبارہ اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ⁂
اب اُس سے جگت کے ڈھکنے کی تدبیر بتاتے ہیں ⁂

چھٹا منتر

آتم درشن

جو سب موجودات (جیو جنتو وغیرہ) کو آتما ہی میں دیکھتا ہے اور سب موجودات میں آتما کو دیکھتا ہے۔ پھر وہ اُس سے نہیں چھپتا ہے۔ (پرہیز نہیں کرتا)

اس منتر میں کوئی لفظ نیا یا ایسا نہیں ہے۔ جو غور طلب ہو۔ مضمون صاف ہے +

تفسیر۔ لیکن یہ ممکن کیسے ہے۔ کہ نظر ایسی یکبارگی بن جائے۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ اس نظر کے کوئی کوئی آدمی موجود ہوں۔ جو طبعاً سب کو ایک جیسا اور ایک کو سب جیسا سمجھتے اور جانتے ہوں۔ زیادہ تعداد ایسی نہیں ہے۔ اور یہاں اُپنشد ہدایت کر رہی ہے۔ اور ہدایت ایک قسم کا اشاعتی مضمون ہے۔ اور اشاعتی مضمون ہونے کی وجہ سے وہ غور طلب ہو جاتا ہے +

یہ بات وچار سے سمجھ میں آئیگی۔ اور گیان کا تعلق وچار سے ہے۔ غور کرنے سے اس کا ذہن میں آنا اسقدر مشکل نہیں ہے اور بغیر غور کے اس طرف توجہ نہ جائیگی۔ اس لئے مشکل ہے +

نگاہ سمندر بسند بن جائے۔ پھر سمندر تو سمندر ہی برتیت ہوگا۔ اُس کے ساتھ ہی بوند بوند میں بھی وہی سمندر لہراتا ہوا نظر آنے لگیگا +

سمندر کیا ہے؟ مجموعی اور کُلی حیثیت کا نام سمندر ہے۔ بُوند کیا ہے؟ جزوی حیثیت کا نام بُوند ہے۔ سمندر میں کیا ہے؟ سمندر اور بُوند میں کیا ہے؟ سمندر۔ دونوں ہی میں ایک ہستی محیط ہوتی ہوئی نظر آنے لگیگی جس طرح سمندر سمندر کے اندر ہے۔ جس طرح سمندر بُوند کے اندر ہے۔ اُسی طرح یہ آتما دراصل سب میں ہے۔ اور سب اس آتما میں ہیں۔ سمندر میں سمندر کے ہونے کا یقین تو سب کو ہے۔ لیکن بُوند میں سمندر کے ہونے کا یقین صرف کسی کسی کو آتا ہے۔ یا آتا ہوگا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا بُوند سمندر سے جدا ہے؟ جواب ملیگا۔ جدا نہیں ہے۔ پھر سوال کرو۔ کیا سمندر بوند سے جُدا ہے۔ جواب ملیگا۔ بوند سمندر سے جدا نہیں ہے۔ اور جب ان کے درمیان جدائی نہیں ہے۔ تو پھر وہ ایک جیسے ہوئے یا نہیں ہوئے؟ اعتراض کیا جاویگا۔ کہ وہ ایک جیسے نہیں ہیں۔ بوند محدود ہے سمندر غیر محدود ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے ؟

یہ اعتراض ان لوگوں کی طرف سے ہوگا۔ جنہوں نے ایشور سے یا ایشور کے خیال سے اس جگت کو نہیں ڈھکا ہے۔ اور نہ جنہوں نے ابھی تک ایشور سے جگت کے ڈھکنے کے راز سے واقفیت۔ عامیت اور خصوصیت کی باریکیوں کو سمجھا ہے ورنہ یہ اعتراض اُن کی زبان سے کبھی نہ نکلتا ؟

خیر! اس اعتراض کا بھی کا بھی مضائقہ نہیں ہے۔ یہاں محدودیت اور غیر محدودیت کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ یہ سوال سچا ہے۔ ہاں کلیت اور جزئیت کا خیال بیشک اٹھایا جا سکتا

ہے۔ جُز اور کل۔ محدود اور غیر محدود۔ یہ لفظی گورکھ دھندے ہی ہیں۔ لیکن بمقابلہ پہلے لفظوں کے آخری الفاظ نسبتاً بہتر ہیں۔ محدود اور غیر محدود کا سوال نہ لاؤ۔ جز اور کل کا سوال کرو اور اعتراض کی صورت بدل جائیگی۔

سوال۔ کل میں کیا ہے؟

جواب۔ کل میں کل ہے۔ کل میں کل کے سوا رہتا کیا ہے۔ اور رہ کیا سکتا ہے۔ کل میں کلیت ہے۔

سوال۔ جز میں کیا ہے؟

جواب۔ جز میں جز ہے۔ جز میں جز کے سوا رہتا کیا ہے اور رہ کیا سکتا ہے۔ جز میں جزویت ہے۔

سوال۔ بہت صحیح! معقول۔ اور سچا ہے۔ لیکن کیا یہ جزویت کلیت سے بالکل جداگانہ ہے۔ جز میں کل قطعی طور پر نہیں ہے؟

اس کا جواب دینا آسان نہیں ہے۔ بغیر کل کے جز کی ہستی ہی نہیں رہتی۔ اور نہ رہ سکتی ہے۔ اور یہ کل ہی ہے۔ جو تمام جزوں میں سمایا ہوا ہے۔ کل اجزا کا مجموعہ یا اجزا کی مجموعی صورت ہے۔ اب اعتراض کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور چھوٹے منتر کی یہ صورت ہوگئی۔

جو سب موجودات کے اجزا میں کل کو سمایا ہوا۔ اور جو کل میں سب موجودات کے اجزا کو سمایا ہوا دیکھتا ہے۔ پھر وہ اس سے نہیں چھپتا (اور نہ اس سے نفرت کرتا ہے)

ہیں نے یہ جزو اور کل کی مثال صرف اصلیت کے سمجھانے کی نظر سے استعمال کی ہے۔ تاکہ کسی طرح اپنشدوں کے باطنی راز ئی سمجھ تو آوے۔ ورنہ یہ کل اور جزو سمندر اور بوند صرف نسبتی الفاظ ہیں۔ رشی انسانی طبیعتوں کے بھید سے واقف تھے۔ اس وجہ سے زیادہ بہتر۔ محفوظ تر۔ اور عام پسند تر لفظ استعمال کئے۔ انہوں نے پہلے ہی یہ ہدایت کی کہ ایشور سے تمام جگت کو ڈھک دو۔ اور ایشور پسند نظر بنا لو۔ پھر وہ ایشور تم کو ہر جگہ نظر آتا جائیگا۔ اور نظر آنے لگا۔ یہ ایشور ہی آتما ہے۔ اور یہ آتما ہی جانوں کی جان۔ جوہروں کا جوہر۔ عطروں کا عطر ہے۔ اُس کے سوا نہ کوئی اور ہے۔ نہ ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اُسے تم آتما کہو۔ برہمہ کہو۔ ذات کہو۔ حقیقت کہو۔ کچھ بھی کہو۔ اس کا مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن نفس مُراد۔ مغزِ سخن یا اور رُوحِ کلام کو جذب کر لو۔ تاکہ سمجھنے اور سمجھانے میں دقت نہ رہے۔

اب منتر کے دوسرے حصہ کی جانب رجوع کرتے ہیں۔

"جو سب کو آتما میں اور آتما میں سب کو دیکھیگا۔ پھر وہ اُس سے نہ چھپیگا (نہ نفرت کریگا)"

کون نہ چھپیگا؟ (اور کون نہ نفرت کریگا؟)

آتما۔ کو پھر ایسے شخص سے نفرت کرلے یا چھپنے کی ضرورت ہی نہ رہیگی۔ وہ آتما کے راز سے بہ آسانی واقف ہو جائیگا۔ اور چونکہ اسے تمام جگت سے ہمدردی ہو جائیگی۔ اور پریم اس کی زندگی کا اصول ہو جائیگا۔ اس لئے وہ تمام موجودات کا یگانہ

یعنی جلد گنگا اس چھٹے منتر میں ایک طرح پر ادویت گیان کی رُوح چھپی ہوئی ہے۔ اس لئے میں ذیل میں کبیر صاحب کا کلام نقل کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ جو اس آتما لفظ کے سمجھانے اور ذہن نشین کرانے میں مددگار ہوگا

سبھی کھلونے کھانڈ کے کھانڈ کھلونن مانہہ
تیسے سب جگ برہم میں برہم جگت کے مانہہ
کھانڈ کھلونے دو نہیں کھانڈ کھلونے ایک
تیسے سب جگ دیکھئے کیا کبیر بویک
کھانڈ کھلونے تم کہو ایک ایک نہیں دوے
نام رُوپ دیکھے پرتھک ہاتھی گھوڑے سوئے
اُپجے ایک کھانڈ سے ہاتھی گھوڑے اُونٹ
کھانڈ بچاری پا لیا نام رُوپ سب جھوٹ
تینوں ہی ایک ہی جیو تے جیو انیش جگ جان
برہم چراچر دیا پیا نام رُوپ کو ہان
کبیر لوہا ایک ہے۔ گھڑنے کا ہے بھیر
لوہے سے بکتر بنے لوہے سے شمشیر
نیر مدھے جوں بُدبُدا بُدبُد مدھے نیر
تینوں جگ مدھے برہم ہے برہم میں جگت کبیر

آگے اِس اصول کی پیروی کا نتیجہ دکھایا جاتا ہے

ساتواں منتر

جہاں سب موجودات آتما ہی ہوگیا - وہاں وحدت پسند گیانی کو بھرم اور رنج کیا ہونگے ÷

اس منتر میں دو لفظ (۱) موہ (بھرم) اور (۲) شوک (افسوس یا رنج) سوچنے کے قابل ہیں -

شرح - (۱) موہ سنسکرت مادہ مُہ (اگیانی یا بیوقوف ہونے) سے نکلا ہے - اس لفظ کے کئی معنی ہیں - مثلاً غشی، بیہوشی، جہالت، اگیان، نادانی، دکھ، پریشانی، غلطی، غلط فہمی، حیرت، سرگردانی، وغیرہ میں نے اپنے ترجمہ میں بھرم کے لفظ کو اس کے عوض استعمال کیا ہے +

(۲) شوک سنسکرت مادہ شُچ (رنج کرنے) سے نکلا ہے - اس لئے میں نے رنج ہی کو اپنے ترجمہ میں استعمال کیا ہے +

تفسیر - آتما ایک ہے - کُل میں بھی آتما جُز میں بھی آتما - اور جب یہ آتما سب میں سب کے ایشور بھاؤ کے [illegible] دیکھنے سے نظر آگیا - تو پھر ایسے وحدت پسند گیانی یا دگیانی کو بھرم اور رنج کیوں لگا؟ یہ بنی بنائی - سمجھی سمجھائی بوجھی بوجھائی بات ہے

باون تولہ پاؤرتی! کھری۔ نکھری۔ سچی۔ ستھری!

دُکھ تو دو ہیں اور دوئی کے سمجھنے سے ہوتا ہے۔ جہاں ایک ہی ایک ہے۔ وہاں دُکھ کیسا! یگانگت۔ وحدت۔ اور اتحاد میں دُکھ نہیں ہے۔ بیگانگی۔ مغایرت اور نااتفاقی میں دُکھ ہے۔ دُکھ لفظ کا ترجمہ سنسکرت زبان میں بُرا پکارنا اور بُرا کہنا ہے۔ جو بُرا نہ کہتا ہے نہ سمجھتا ہے۔ نہ جانتا ہے۔ اُسے پھر دُکھ کیسا!

پریشانی مٹ گئی۔ حیرانی گئی۔ سرگردانی دُور ہوئی۔ اب ہر جگہ ہر وقت اور ہر شے میں ایک ہی ایک ہے۔ ایک میں دُکھ نہیں ہوتا۔

زندگی کے معمولی تجربات اور واقعات کی طرف نظر کرو۔ انسان کا بچہ کُتے۔ بلی۔ شیر اور سانپ کے بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ وہ اُسے نہیں کاٹتے اور اس کی بدسلوکی کی سختی کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان میں اور اپنے میں کوئی مغایرت نہیں دیکھتا۔ آہنسک (معصوم) سادھو جنگلوں میں شیر اور چیتوں کے درمیان رہتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ پرند چرند سب محبت سے ان کے گرد حلقہ مارے رہتے ہیں۔ سبب یہی ہے۔ کہ وہ ان کے اور اپنے آتما میں فرق نہیں سمجھتا۔ برعکس اس کے تم مغایرت پسندوں کے کرتب کی طرف نظر کرو۔ تم اگر بلی کے بچہ کو پکڑنے جاؤ۔ تو وہ اپنے پنجے نکالیگا۔ بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا وہ بچوں کو سکوڑے اور موڑے رکھیگا۔ چڑی مار جب بستیوں سے گذرتے ہیں۔ کوّے۔ کُتے سب شور مچاتے ہیں۔

کیونکہ انکا دل مغایرت پسند بن گیا ہے۔ انہیں اس کے ساتھ ہمدردی اور محبت نہیں ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ انسان کی وضع فطری کے برخلاف اصول کا عامل ہے ٭

سارے جگت کے ایشور کے بھاؤ سے ڈھک دینے پر جہاں سب میں ایک آتما نظر آنے لگا۔ اسی وقت سے بھرم اور رنج کا خاتمہ ہو گیا۔

آتم انبھو جب بھیا تب نہیں شوک وکھاد
چتر دیپ سم ہو رہا۔ تج کر باد بواد
لکھا لکھی کی ہے نہیں دیکھا دیکھی کی بات
دُلہا دُلہن مل گئے پھیکی پڑی برات
سکھپتی ناہیں سب گلے من بدھی۔ چت پرکاس
چھک ماہیں پرنے بھیا کوٹھا کر کو داس
سم درشٹی سنگور کیا بھرم بھیا سب دُور
ہُوا اُجارا گیان کا اُدگا نِرمل سُور
سم درشٹی سنگور کیا بھرم بھیا سب دُور
دُوجا کوئی دیکھوں نہیں رام رہا بھرپور
سم درشٹی سنگور کیا دیا ستیہ کا گیان
جہاں دیکھوں تہاں ایک ہی دُوجا ناہیں آن
سم درشٹی سنگور کیا مٹیا بھرم بکار
جہاں دیکھوں تہاں ایک ہی صاحب کا دیدار
سم درشٹی تب جانیئے سیتل سمتا ہوئے

سب جیووں کی آتما لکھے ایک سی ہے

(کبیر صاحب)

یہ اِس منتر کی تفسیر ہے۔

آتما کے درشن کر لینے سے گیانی کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ اُس کا بیان آگے آئیگا ٭

آٹھواں منتر

آتم درشن

وہ گیانی اب اُس نورانی جسم رنگ اور ناڑیوں سے آزاد۔ اور پاپ (نقص) سے پاک (برہم) کو پہنچ گیا ہے جس کو ی (ودّیا وان) اناوی (لا انتہا) منیشی (عقیل) سب کے گھیرنے والے سویمبھو (قائم بالذات) (برہم) نے ہمیشہ کے لیئے ٹھیک فرائض کو دائمی مدتوں کے لیئے ترتیب دے رکھا ہے ٭

تشریح:۔ اِس منتر کے ترجمہ میں اختلافات ہیں میں نے اِس وجہ سے صرف لفظی ترجمہ سے تعلق رکھا ہے تاکہ غلط فہمی نہ پھیلے۔ یہ بطور خود واضح اور صاف ہے ٭

تفسیر۔ اِس طرح پر آتم انبھو۔ آتم درشن۔ آتم گیان اور آتم ساکشاتکار کے ہوتے ہی گیانی کی نظر اِس قدر اُونچی ہو جاتی ہے۔ کہ اُس کی رسائی برہمہ تک ہو جاتی ہے۔ اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ برہمہ ایک پرم پر تتو۔ اصلی جوہر اور سب سے اعلےٰ اصول ہے اور یہ جو سب کچھ ہو رہا ہے۔ اُسی میں اُسی سے اُسی کے سہارے باقاعدگی اور خوش ترتیبی کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔ سب کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اِن کے تعلقات سے اُونچا ہے۔ وہ آپ اپنا آپا ہے۔ کسی کے سہارے نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ

---:---

گیان اور اگیان۔ وِدیا اور اوِدیا دونو خطرناک ہیں۔ کس طرح؟ اس کا اشارہ اب دیا جائیگا +

نواں منتر

---:---

وِدیا اوِدیا سے احتیاط*

---:---

جو اوِدیا خواہ اگیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ تو گھر سے

---

* کتھنی میٹھی کھانڈ سی۔ کرنی بِش کی لوئے   کتھنی تج کرنی کرے وِش سے امرت ہوئے
کتھنی کر بھولا پھرے میرے ہردے اُجاڑ   بھاؤ بھگتی جانے نہیں۔ اندھا مُوڑھ گنوار
پڑھ گُن کے سمجھا دئیں من نہیں دھیرج دھیر   روٹی کا سنشے پڑا یوں کہیں داس کبیر

اندھیرے میں ہیں - اور جو وِدّیا خواہ گیان میں مست ہو رہتے ہیں - وہ اور بھی تاریکی میں ہیں ÷

تفسیر:- اگیان بُرا ہے - اَوِدّیا دُکھ دائی ہے - اندھیرے میں کوئی رہنا نہیں چاہیگا ! اندھیرا قابلِ تعریف حالت کسی طرح نہیں ہے - یہ سب جانتے بوجھتے اور سمجھتے ہیں - لیکن وہ لوگ جو ظاہری گیان کو پاکر خواہ ظاہری علم حاصل کر کے اُسی کی ڈینگ مارتے رہتے ہیں - وہ واچک گیانی - اگیانیوں سے بھی بدتر ہیں - کیونکہ ان کی زندگی عملی زندگی نہیں ہے - انہوں نے گیان کے مقصد کو خیال نہیں کیا اور نہ گیان کی زندگی بنائی - یہ سخت غلطی ہے ÷

جب گیان ملا تو گیان کے موافق عمل بھی ہو - اور یہ عملی مشاقی اصلیت کے درجہ تک پہنچا دیگی - اگر یہ نہیں ہے - تو گیان اگیان دونو ایک جیسے ہو گئے - ان کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا - ظاہری وِدّیا - باعملی گیان ملا تو کیا اور نہ ملا تو کیا ! جس چیز سے اصلی فائدہ نہیں ہوا - وہ بے سُود اور بے ہودہ ہے - اگر گیان ہے - تو گیان ہماری زندگی میں چمکتا ہوا جھلکے - صرف

کتھنے میں کرنے نہیں مُکھ کے بڑے لبار ۔ منہ تو کالا پڑ گیا صاحب کے دربار
چتورائی چُولھے پڑے گیان کتھنے ہلسائے ۔ بھاؤ بھگتی جانے نہیں گیان پنا جل جائے
کرنی بن کتھنی کتھے - اگیانی دن رات ۔ کُتے جُوں بھوکت پھرے سُنی سنائی بات
جیسی مُکھ سے نکسے تیسی پالے ناہہ ۔ کہیں کبیر سو سوان گتی باندھے جم پُر جاہہ

نوکِ زبان۔ علمی بحث مباحثہ اور زبانی جمع خرچ تک وہ محدود نہ رہے۔ ورنہ وہ تباہ اور برباد کرنے والا ثابت ہوگا اور زیادہ خرابی مچائیگا۔ اکثر ویدانت شاستر کے جاننے والے دلیل بازی اور حجت بازی ہی تک اپنے آپ کو مقید رکھتے ہیں۔ اُن کا گیان اُن کے لئے خود بندھن کا باعث ہو گیا۔ اور چاہے وہ شاستر ارتھوں میں دوسروں کی زبان بند کر دیں اور اپنی عقلی دلیل سے خاموش بنا دیں۔ لیکن یہ گیان کا نہ مقصد ہے۔ نہ معراج ہے +

—:—

اِس منتر کی صراحت میں لوگوں کی مختلف رائیں ہیں۔ ایک کہتا ہے۔ گیان پا کر یگیہ اور کرم کانڈ کرو۔ اپنے خیال کی تائید میں بے شمار حوالہ جات بطور سند کے پیش کرتا ہے۔ حالانکہ اُپنشد بہ آواز بلند اِس کرم کانڈ کو اندھکار بتاتا ہے +

تیسرا گروہ پرُاُپکار کی طرف لیجاتا ہے۔ یہ کسی حد تک صحیح ہے۔ لیکن وہ صحیح بھی صرف کسی حد تک ہے۔ جو پرُاُپکار کو پرُاُپکار یعنی غیروں کی بھلائی کے کرم کرنے کی ہدایت کر رہا ہے وہ خاصا گیانی ہے۔ کیونکہ گیان میں اپنا پرایا نہیں ہے۔ پرُاُپکار کا خیال شبھ کرم ہونے کی وجہ سے اچھے پھل پیدا کریگا۔ اور جنم مرن کا سلسلہ پھر چل نکلیگا۔ حالانکہ اس اُپنشد کے پہلے منتر سے لے کر اب تک سوا ایشور سے سب کچھ ڈھک دینے کے اور کسی بات کا پتہ تک نہیں ملتا۔ یہ سب پکشپات اور اَن سمجھی ہوئی

باتیں کر رہے ہیں ٭

اگر وِدّیا اور اودیا کو نچلے طبقہ میں رکھا اور مانا جائے۔ تب تو مجھے کچھ کہنے سننے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وید وغیرہ تک کی تمام وِدّیائیں اُپنشدوں کی نظر میں اپرا ودّیا ہیں۔ ان ودّیاؤں سے تعلق رکھنے والوں کے لئے تو کرم کانڈ لازمی ہے۔ لیکن جہاں پرا وِدّیا۔ پرے کی وِدّیا کا تعلق ہے۔ وہاں کون سا کرم رہ جاتا ہے؟ کھینچ تان کرنا اور بات ہے۔ اور ٹھیک طور پر سمجھنا سمجھانا دوسری بات ہے ٭

پھر اصلیت کیا ہے؟ اور اس سے کیا سمجھنا چاہیئے؟

اصلیت یہ ہے۔ برہم کا گیان پاکر برہم کا جیون جینا چاہیئے۔ گیان اس طرح زندگی پر حاوی ہو جائے۔ کہ گیانی کی زندگی گیان کی زندگی بن جائے۔ وہ زبان سے چاہے گیان کا بالکل اظہار نہ کرے۔ لیکن قدرتی طور پر گیان کے علمی اور عملی پہلو دونوں میں موجود رہیں۔ اُس کا جیون سورج۔ چاند وغیرہ کا جیون ہو جو نہ کچھ کہتے ہیں۔ نہ کرتے ہیں۔ ان کے قدرتی فرائض خود بخود انجام ہوتے رہتے ہیں٭۔ یہ اپنشد کی اصلی مُراد ہے۔ جو صاف

٭ گیانی مُول گنوائیا آپ سنا کرتا ۔ نا تے سنساری بھلا جو سدا رہے ڈرتا
مجھ میں ونی سکت کہاں گاؤں گلا پسار ۔ بندے کو اتنی گھنی پڑا رہے دربار
بانی ملے نہ آپ کو اوروں بخشنے نیز ۔ آپن من نشچل نہیں اور بندھاوت دھیر
کتھنی بن کرنی کیتے گوروید ہے نہ سو ۔ باتوں کے پکوان سے دھاپا ناہیں کوے

ہے۔ اور بغیر کھینچ تان کے ہے۔ ایسے گیانی کے کرم کرم نہیں کہلاتے۔ کیونکہ وہ پھل نہیں دیتے۔ لیکن وہ کرم ہیں۔ کیونکہ کئے جاتے ہیں۔ بغیر کرم کئے یہاں رہ کون سکتا ہے؟ یہ میرا اپنا اںبھو ہے۔ اور اس لئے میں تمام ٹیکا کاروں سے اس موقع پر اختلاف رکھتا ہوں۔ یہ سچ ہے یہاں مذہبی فرائض یا دہرم کے کام کے انجام دینے کی ہدایت کا منشا ہے۔ لیکن وہ سب کے سب اودّیا ہیں۔ ایسے کرم گیان اور اگیان کی حالت میں رہ کر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ درمیانی حالت ہے۔ گیان اونچی حالت ہے +

آگے چل کر ودّیا اور اودّیا کی مزید صراحت ہوتی ہے

دسواں منتر

ودّیا اور اودّیا کے پھل مختلف

ودّیا کا پھل اور کہا گیا ہے۔ اودّیا کا پھل اور بتایا گیا ہے

کرنی کارج میں نہیں کتھن کیتے آمار | ان باتوں کیوں پائے صاحب کا دیدار
بانی کا تو پانی بھرے چاروں بید مجبور | کرنی تو گارا کرے۔ رہنی کا گھر دور
سرنی کرنی سے کیسے کرنی ماہیں لویک | وہ کرنی بہہ جان دے جو نہیں گئے لیک

(کبیر صاحب)

یہ ہم نے اُن دِھیر پُرشوں سے سنا ہے۔ جنہوں نے ہمیں یہ کھول کر (صاف صاف) سمجھایا ہے +

تشریح :- اس منتر میں دو لفظ (۱) وِدّیا اور (۲) اودیا سوچنے کے مستحق ہیں +

(۱) وِدّیا۔ سنسکرت مادہ وِد (جاننے) سے نکلا ہے۔ جو جانی جائے وہ وِدّیا یا علم ہے۔ اِس وِدّیا کی سنسکرت میں چودہ قسمیں بتائی گئی ہیں۔ مثلاً چار وید چھ انگ۔ میمانسا۔ دھرم۔ نجوم۔ پوران وغیرہ۔ اِن کا شمار سِفلی۔ نچلی یا اپرا وِدّیا میں ہے۔ جن کا بیان بارہا اُپنشدوں میں آیا ہے۔ پرا وِدّیا ان سے مختلف ہے۔ جو سینہ بہ سینہ گورُو شِشیہ پرمپرا سے چلی آتی ہے۔ وہ اُونچی۔ عُلوی۔ اور اعلےٰ درجہ کی وِدّیا ہے +

(۲) اودّیا۔ جو وِدّیا نہ ہو۔ یہ بھرم ہے۔ اگیان ہے۔ مایا جال ہے +

تفسیر :- وِدّیا اور اودّیا دو مختلف شے ہیں۔ وِدّیا کا نتیجہ اَور ہے۔ اور اودّیا کا اور ہے۔ جیسے دو مختلف چیزوں کی تاثیریں جُدا جُدا ہوتی ہیں۔ اُسی طرح اودیا اور وِدّیا کے درمیان زمین اور آسمان کا فرق ہونے کی وجہ سے دونوں کے پھل مختلف ہونگے۔ دانا۔ عاقل۔ اور دِھیر پُرشوں نے صفائی کے ساتھ اس طرح ہم کو سمجھایا ہے +

آگے وِدّیا اور اودّیا کی اصلی مُراد پر روشنی ڈالی جائیگی اور اس آگے کے منتر پر غور کرنے سے اچھی طرح سے سمجھ میں آجائیگا کہ وِدّیا اور اَودیا سے کیا مُراد لی گئی ہے +

گیارھواں منتر

وِدّیا۔ اودّیا کی صاف صُورت

جو وِدّیا اور اَدّیا دونو کو جانتا ہے۔ وہ ان دونوں کو ساتھ لے کر اودّیا سے موت پر غالب آتا ہے۔ اور وِدّیا سے امرِت (لافانیت) کو حاصل کر لیتا ہے +

تشریح:۔ یہاں اَودّیا سے مُراد اپرا ودّیا اور اُس کے فرائض سے ہے۔ وِدّیا سے مُراد پرا وِدّیا اور علوی عِلم سے ہے +

تفسیر:۔ انسانی زندگی کے دو پَر کرم اور گیان ہیں۔ کرم اندھکار ہے۔ اور گیان روشنی ہے۔ جو بغیر سمجھے بُوجھے کرم کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ اندھیرے میں رہتا ہے۔ جو سمجھ بُوجھ رکھتا ہے وہ ان دونو کی اصلی غرض کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ اور روحانی حالت

میں اِن دونوں سے کام لے کر آخر میں وِدّیا کے مقصد کو حاصل کر لیتا ہے۔

کرم اوِدّیا اور اندھکار ہے۔ یہ نقص ہے۔ اور نقص مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔ جس کی چوٹی موت ہے۔ جب انسان کو سمجھ بوجھ آگئی۔ تو وہ سمجھ کے ساتھ کرم کرے۔ اس کرم سے اُسے فائدہ ہوگا۔ کرم کیسے کرے؟ کرم کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ بُرے اور بھلے۔ بُرا کرم بُرا ہوتا ہے۔ اور بُرے پھل دیتا ہے۔ بھلا کرم بھلا ہوتا ہے۔ اور بھلے پھل دیتا ہے۔ اِس کی سمجھ قریب قریب ہر شخص کو ہے۔ پہلے بُرے کرموں کو بھلے کرموں سے مغلوب کرے۔ بُرے کرم بالکل دب جائیں۔ اور بھلے کرم اُن پر غالب آجائیں۔ جب یہ حالت آجائے تو بھلے کرم کرنے کی عادت پڑ جائیگی۔ اور عادت فطرت ثانی ہے۔ جب یہ کیفیت ہو۔ تو پھر بھلے کرم تو ضرور کرے۔ اور عادتاً وہ کرتا ہی رہیگا۔ ہاں اُن کو خیالی یا دلی اہمیت نہ دے۔ اور نہ یہ کہے کہ میں بھلائی کرتا ہوں۔ اور بھلے کرم کرتا ہوں۔ اُس وقت یہ بھلے کرم پھل نہ دینگے۔ بھلائی کی ڈینگ مارنا نادانی اور جہالت اور اندھکار کی دلیل ہے۔ اور اس نادانی کے خیال کے اندر خواہش اور کرموں کے پھل کا بیج رہتا ہے۔ جو ڈینگ مارنے سے اُگیگا۔ اور کرم کا سلسلہ بڑھتا ہی رہیگا۔ گھٹنے میں نہ آویگا۔ یہ کرم کرنے کا طریقہ ہے۔ جس سے کرم کا بیج جل جاتا ہے۔ اور وہ پھر پھل دینے کے قابل نہ رہیگا۔ اور جب کرموں میں پھل دینے کی طاقت نہ رہی۔ تو اِسی کو موت پر فتح کہتے ہیں۔ جو اوِدّیا یعنی کرم

سے حاصل ہوگی۔ لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ اگر گیان نہیں ہے تو یہ فتح دائمی نہ ہوگی۔ گیان امرپد کو پہنچادیگا۔ گیان اور کرم۔ خواہ۔ ودیا اودیا کے یہ فائدے ہیں +

کرم کی وضاحت تھوڑی سی اور کردی جاتی ہے تاکہ مضمون کے سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔ مثلاً

بدی کمزوری ہے۔ نیکی طاقت ہے۔ بدی کی کمزوری کو نیکی کی طاقت سے مغلوب کرلو۔ پھر نیکی بدی دونو کا خیال ترک کرکے نِرِ دونِد ہو جاؤ +

پاؤں میں ببول کا کانٹا گڑ گیا۔ یہ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس لئے ناقص ہے۔ اس کے نکالنے کے لئے ثابت کانٹا لے لو۔ اُس کی مدد سے گڑے ہوئے کانٹے کو نکال کر اُسے اور اُس کے ساتھ ببول کے ثابت کانٹے دونو کو پرے پھینکو۔ ان میں سے کوئی رکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور دونو سے آزاد ہو رہو +

بیماری صحت کے نقص کا نام ہے۔ دوا سے بیماری کو دفع کرو پھر دوا کو بھی پھینکو۔ اب اس کی بھی ضرورت نہیں رہی +

اس قسم کے کرم اودیا میں شامل ہیں۔ یہ خود اودیا ہیں۔ اودیا کو ودیا سے فتح کرلو۔ یہ گیان ہے۔ اور یہ گیان خود امرپد ہے +

اس عمل کا اشارہ اور اشارہ ہی کیوں؟ بلکہ اس کی واضح صورت ایشِ اپنشد کے پہلے منتر میں دی گئی ہے۔ جو کرم کرو ایشور سے ڈھک کر کرو۔ خواہ اُسے ایشور کے ارپن کرکے کرو۔ اس طرح کرنے سے کرموں کا بھوگ بشرطیکہ لالچ سے خالی ہو۔ آگے کا

سیلسلہ نہ بڑھ جائیگا - اور اس طرح ایک طرح غرض میں بیغرضی بیغرضی میں غرض - تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق ایشور کے نام سے واسطہ رکھتے ہوئے - بڑی برکت کے باعث ہونگے اور گیان کا ادھکار بڑھتا جائیگا - اس ترکیب سے موت پر غلبہ ملیگا اور سچے گیان کے آتے ہی امرپد کی پراپتی ہو جائیگی ؛
یہ اس منتر کی واضح تفسیر ہے -

آگے کا منتر زیادہ غور طلب ہے ؛

بارھواں منتر

جو اسمبھوتی کی اُپاسنا کرتے ہیں - وہ گہرے اندھیرے میں گرتے ہیں - اور جو سمبھوتی میں مست رہتے ہیں - انھیں ان سے بھی بڑھ کر اندھیرے میں سمجھو ؛

تشریح :- اُپنشد بھر میں یہ منتر سب سے زیادہ مشکل ہے اس کے سمجھانے اور سمجھنے میں قریب قریب سب نے غلطی کھائی ہے - اس میں دو لفظ (۱) اسمبھوتی اور (۲) سمبھوتی قابل غور ہیں (۱) سمبھوتی - سنسکرت مادہ سم (ساتھ) اور بھوتی (ہونے) سے نکلا ہے - بھوتی لفظ کے سنسکرت میں کئی معنی ہیں - مثلاً

طاقت - عزت - پیدائش - حالت وغیرہ - جو اظہار کی حالت میں ہو - جس کا ظہور ذہن میں نہ آ سکے - وہ اسم بھوتی ہے - کسی حد تک نرگن برہمہ کا لفظ اس اسمبھوتی پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ سمبھوتی - ہونے کے ساتھ اور ظاہری ہستی ہے - اور اسمبھوتی نہ ہونے کے ساتھ اور باطنی ہستی ہے - یہ ان لفظوں کی تشریح ہے - اُپنشدوں میں سگن برہمہ کو شبل برہمہ کہا گیا ہے - اور نرگن برہمہ کو شُدّھ برہمہ مانا گیا ہے - جو صفت کے ساتھ ہو - وہ شبل یا سگن برہمہ ہے - جو صفت کے ساتھ نہ ہو وہ شُدّھ برہمہ ہے - اس تشریح سے منتر کا مطلب خوب واضح ہو جائے گا ؎

تفسیر :- جو لوگ یہ سمجھتے ہیں - کہ برہمہ - نرگن - خالی از صفت اور شُدّھ - اور ذات محض ہے - وہ بھی دھوکے میں ہیں - انہوں نے اصلیت کو نہیں سمجھا - اگر برہمہ ذات ہی ذات ہے - تو پھر کیا اس میں ذاتیت کا وصف - برہمہ پنا - یا برہمہ ہونے کا گن نہ ہوگا - یہ ممکن کیسے ہے ! اور جو یہ مانتے ہیں - کہ برہمہ گن والا صفت والا - ظہور والا اور ہستی والا ہی ہے - وہ بھی بھرم میں پڑے ہوئے ہیں - پہلی قسم کے آدمی اگر اندھیرے میں ہیں - تو یہ دوسری قسم کے آدمی اُن سے بھی زیادہ اندھیرے میں گر رہے ہیں - ان دونوں میں سے کوئی بھی صحیح مراد کو جذب نہیں کر رہا ہے - نہ وہ صفت ہی صفت محض ہے - اور نہ وہ

صفت ہی صفت نہیں ہے۔ نہ وہ ذات ہی ذات ہے۔ بلکہ ذاتیت کے وصف کے ساتھ ہی ہے۔ ذات کو ذاتیت سے علیحدہ کرنا ان سمجھی نادانی اور بدتمیزی کی بات ہے۔ اور ذات کو چھوڑ کر صرف ذاتیت ہی کو سب کچھ سمجھ لینا اور اُسی پر قانع ہو رہنا یہ اور بھی سخت نادانی کی گفتگو ہے ۔

اگر وہ ذات ہے۔ تو ذاتیت کی صفت اُس سے جُدا کب ہوئی کب ہو سکتی ہے۔ کس نے کی اور کیسے کی اور کب کی؟ اسی طرح اگر صرف ذاتیت کے وصف ہی پر نگاہ ہے۔ تو آخر یہ وصف ذات کے سہارے رہیگا۔ یا یُوں ہی بغیر سہارے کے رہیگا؟ زور ہمیشہ زور والے آدھار پر رہتا ہے۔ جسمانیت ہمیشہ جسم کے تابع رہیگی۔ روحانیت کو روح سے کب جدا کیا جا سکتا ہے۔ وعلٰے ہذا القیاس ۔

لوگ غلطی میں پڑکر ڈینگ مارنے کے عادی ہیں۔ کہ ہم نراکار برہم کے اُپاسک ہیں۔ کوئی ان نادانوں سے پوچھے کہ نراکار تو خود وصف ہو گیا۔ اور وصف ہمیشہ ساکار ہوتا ہے۔ پھر تم نے نراکار کو سمجھا کیسے؟ اور جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم صرف ساکار برہم کو مانتے ہیں۔ اُن انجانوں سے کوئی سوال کرے۔ کہ ساکار جب خود ہی وصف ہے۔ تو پھر یہ وصف کسی کے سہارے رہیگا۔ یا یوں ہی رہیگا۔ یہ دونو ہی مسخرے ہیں۔ اور مسخراپن کی باتیں کر رہے ہیں اور دونوں ہی خوفناک تاریکی میں پڑتے ہیں۔ جس سے ان کو نجات ملنا آسان کام نہیں ہے۔ اگر وہ ہے تو دونو ہی ہے۔ اور اگر نہیں ہے۔ تو دونو ہی نہیں ہے۔ لیکن نہیں کیسے ہے؟ یہ اُسی کی تو

ہستی ہے۔ جس کا ظہور ہو رہا ہے۔ جب کسی کی ہستی ہے۔ تو وہ اپنے (ہے پنے) ہستی۔ یا وجود کو اظہار کے طبقہ میں آنے سے کیسے روک سکتا ہے۔ یا کوئی اُسے کب روک سکتا ہے ✣

ایش اُپنشد کے مُصنف نے ہم پر بڑا احسان کیا کہ اس فاش اور نباہ کُن بھرم سے بچا لیا۔ اُس کے الفاظ بہت واضح اور صاف ہیں۔ اگر یہ ٹیکا کاروں کی سمجھ میں نہیں آئے اور وہ غلطی کر بیٹھے تو اس میں کسی کا کیا قصور ہے؟ مضمون کے صاف کرنے سے وہ پہلو بچا رہے گئے۔ اور اس منتر کو مُبہم چھوڑ دیا

اس کی مزید صراحت آگے کے منتر میں ملیگی

---

(۱) دارُو مدھیہ جوں پُوتلی پُوتری مدھے وارُ کہے کبیر تیوں برہم میں بھاسنت جگ سو بار
(۲) چیر مدھیہ جیوں تنتو ہے تنتو مدھیہ جوں چیر تیوں جگ مدھے برہم ہے برہم میں جگت کبیر
(۳) بھوشن مدھے کنک جوں بھوشن کنک سچار تیوں جگ مدھے برہم ہے برہم میں جگت اسار
(۴) دریا مدھے لہر ہے لہر مدھیہ دریاؤ تیوں جگ مدھے برہم ہے برہم میں جگت سوبھاؤ
(۵) دیہ مدھیہ جوں انگ ہیں انگ مدھ بسریر تیوں جگ مدھے برہم ہے برہم میں جگت کبیر
(۶) پاوک ایک ایک جوں دیپک اور مشال کہیں کبیر یوں جانئے برہم مدھیہ جگ جال
(۷) جیوں ہی ایکے محل میں پرتیما بیدھی پرکار کہیں کبیر تیوں ہی بسے برہم مدھیہ سنسار

(۱) لکڑی (۲) کپڑا (۳) سُوت (۵) زیور (۶) سونا (۷) آگ (۸) مُورتی

(کبیر صاحب)

تیرھواں منتر

اختلاف

اور ہی کہتے ہیں سمبھُوتی سے - اور کہتے ہیں اسمبھوتی سے (ہم نے) دھیر (پرشوں) کو ایسا کہتے ہوئے سنا ہے۔ جنہوں نے ہمیں یہ کھول کر بتایا ہے ؂

تشریح - عام بلکہ تمام ٹیکاکاروں نے اس منتر کا یہ مقصد ظاہر کیا ہے۔ کہ سمبھوتی کی اُپاسنا سے اور پھل ملتا ہے - اور اسمبھوتی کی اپاسنا کا اور پھل ہوتا ہے - اور مجھے بھی اس کے ساتھ اتفاق ہے - اس کا اشارہ دسویں منتر میں آگیا ہے ؂

اشارہ کی وضاحت آگے کی گئی ہے

چودھواں منتر

سُبل اور نشدہ برہمہ کی اُپاسنا کا پھل

سمبھوتی اور اسمبھوتی دو نوجوان جوڑے کے ساتھ

(رہ کر) اسمبھوتی سے موت کو تر لے۔ اور سمبھوتی سے امرت کو پراپت کرے +

تشریح:- منتر میں سمبھوتی کے بعد اسمبھوتی لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ ونا ش (نفی) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جو نہایت موزوں ہے۔ اور اس لئے میں بھی اُس سے فائدہ اٹھا کر اُسی کا استعمال کرتا ہوں +

سمبھوتی اثبات ہے
اسمبھوتی نفی ہے

اثبات ہستی مطلق ہے۔ اور نفی وہ ہے۔ جس کی ہستی اثبات کے ماتحت ہو۔ جیسے زور ہمیشہ زور والے کے ماتحت رہتا ہے +

تفسیر۔ نفی اور اثبات دونوں کی سمجھ رہے۔ نفی اور اثبات دونوں ہی ملا کر اُن سے کام لیا جاتا ہے۔ نفی صفت ہے اثبات ذات ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے۔ صفت اسوا سطے نفی ہے۔ کہ اُس کی اپنی کوئی آزاد ہستی نہیں رہتی۔ وہ اثبات کے تابع ہے۔ اور اثبات کی اپنی خاص ہستی ہوتی ہے۔ وہ کسی کے تابع نہیں ہوتا +

برہم ذات۔ سُروپ۔ ذات۔ ذات مطلق ہے۔
برہم پنا۔ صفت اور مایا ہے شکتی ہے۔ طاقت ہے۔ برہم میں برہم پنا ہے۔ کچھ برہم پنے میں برہم نہیں ہے۔ پھر بھی یہ

دونو کہنے ہی کے لئے جُدا جُدا ہیں۔ اور معمولی نظر سے جُدا جُدا نظر بھی آتے ہیں۔ جیسے سورج اور سورج کی روشنی۔ سورج کی روشنی کی ہستی سورج کے ماتحت ہے۔ سورج۔ روشنی کے ماتحت نہیں ہے اسے اسی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ اور جب یہ سمجھ آگئی۔ تو دونو کا جوڑا ملاکر۔ دونو سے بالترتیب کام لو۔ پھر سورج میں سورج کی روشنی کی نفی کرکے اُس سے تعلق پیدا کرلو۔ یہ سمجھانے کی مثال ہے ؛

اب اُپنشدوں کی مراد کی طرف آؤ

اسمبھوتی کی مدد سے کرم۔ دہرم۔ عزت۔ حکومت۔ پاکی۔ پارسائی۔ زہد۔ عبادت وغیرہ کے فرائض انجام دیتے ہوئے۔ کمزوریوں اور پاپوں پر غالب آجاؤ۔ یہ اسمبھوتی کی اُپاسنا کا پھل ہوگا۔ اور اس پھل سے تم موت کو جیت لوگے۔ اگر اسمبھوتی سے کام نہیں لیا گیا۔ تو تم نیک بد اور موت زندگی تک کو نہ سمجھ سکوگے۔ نہ تمہیں کمزوری اور طاقت کی سمجھ آئیگی جب سمجھ آگئی۔ تو تم نے موت کو فتح کرلیا۔ علم ہمیشہ عالم کے ماتحت ہوتا ہے۔ جس نے موت اور زندگی کی اصلیت کو سمجھ لیا۔ پھر اصلیت کے جان لینے سے اُسے موت کا خوف نہ ستاویگا۔ یہ حالت اسمبھوتی۔ یعنی صفت اور نفی کی طرف توجہ کرنے سے حاصل ہوگی۔ اور جب یہ کیفیت حاصل ہوگئی۔ تو پھر اثبات یا سمبھوتی کی مدد سے خالص اثبات یا سمبھوتی ہوجاؤ۔ یہی امر پد ہے۔ یہی مقام بقا ہے۔ یہی ست دھام اور ست لوک ہے۔ اسی کا نام دھرپد ہے۔ اسی کو نروان کہتے ہیں ؛

جو مایا کو چھوڑ کر بغیر سمجھے بوجھے برہم کی طرف جاتے
ہیں۔ وہ نادان مسخرے ہیں۔ وہ دُبدھا میں پھنسے رہینگے۔ اور
ان کے ہاتھ کچھ نہ آئیگا۔ ازاں سو رانده ازیں سو درمانده کی
مثل اُن پر صادق آئیگی۔ جو دونو کی ماہیت کو جان کر اُن سے
کام لینگے۔ وہ اپنا کام بنا لینگے۔ سنبھل اور شُدھ۔ سگن اور
نرگن۔ ساکار اور نراکار کے جوڑے بنانے کا یہ مطلب ہے
آتما اندر ہے۔ آتما باہر ہے۔ پہلے باہر ہی سے کام پڑتا ہے
اندر کی سمجھ آسان نہیں ہے۔ سمجھ لیا۔ اندر اور باہر۔ ظاہر اور
باطن۔ اثبات اور نفی دونو سے کام لیا۔ ایک سے تو موت
پر فتح پائی۔ دوسرے سے دائمی بقا کی وراثت لے لی۔ پھر
کیا رہا ہے؟

ایسے گیانی کی حالت ذیل کے منتر سے سمجھ میں آئیگی

پندرھواں منتر

دُعا

---

(۱) کبیر بھیدی بھگت سے میرا من پتیا ہے ۔ سیری پاوے شبد کی نربھے آدے جائے
(۲) بھیدی جانے سرب گن اَن بھیدی کیا جان ۔ کے جانے گورُو پارکھی کے جن لاگا بان
(۳) بھید گیان تب لگ بھلو جب لگ نکتی دیہو ۔ برہم جوت پرگٹ جہاں تہاں وکلپ نہ ہوے
(۴) بھید گیان صابن بھیا سمرن نرمل نیر ۔ انتر دھوتی آتما۔ دھوئی سرگن چیر

اے پُوشن (سُورج)! ستیہ سُروپ (ذاتِ مطلق۔ واجب الوجود) کے درشن کے لئے سنہرے برتن سے ستیہ کے ڈھکے ہوئے مُنہ کو کھول دے ٭

تشریح :۔ اس منتر میں پُوشن کا لفظ قابلِ غور ہے ٭

پُوشن سنسکرت مادہ پُوش (پالنے) سے نکلا ہے۔ جو پالے اُسے پُوشن کہتے ہیں۔ اس رعایت سے سورج کا نام ہمیشہ سے پُوشن چلا آیا ہے۔ تمام ٹیکاکار اسے مرتے وقت گیانی کی حالت بتاتے ہیں۔ گویا جب وہ مرنے کو چلا اُس وقت کی یہ دُعا ہے میرا اِس خیال کے ساتھ مطلق اتفاق نہیں ہے۔ اور بات صاف ہے ٭

گیانی نے جیتے جی موت پر فتح پائی؟ یا مرنے کے بعد؟

گیانی نے جیتے جی امرپد کو پراپت کیا؟ یا مرنے کے بعد؟

کوئی شخص پہلے ان سوالوں کا جواب تسلّی بخش پیرایہ میں دے دے۔ پھر اور آگے بڑھا جائے۔

جواب ملیگا۔ جو ہوتا ہے جیتے جی ہوتا ہے۔

جاے کو درشن اِت ہیں تاکو درشن اُت

جاے کو درشن اِت نہیں تاکو اِت نہ اُت (کبیر صاحب)

اور اس لئے یہ دُعا ہے رشتشیہ کی گورو سے۔ گورو ہی اس موقع پر پُوشن اور سُورج ہے۔ اور جہاں جہاں دنیا میں روحانیت کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ جاری تھا۔ یا جاری ہوگا۔ وہاں اسی سُورج کی مشابہت اور استعارہ سے کام لیا گیا۔ اور لیا جائیگا ٭

تفسیر:- یہ دراصل اس وقت کی دُعا ہے۔ جب گورو نے شاگرد کو اصلیت کا اشارہ اور علم بخشا۔ اب وہ اس سے پرارتھنا کرتا ہے۔ کہ اے آفتاب ہدایت! تو ستیہ سروپ ہے۔ واجب الوجود ہے۔ وہ ستیہ سنہرے برتن سے ڈھکا ہُوا ہے۔ منہ کو کھول دے۔ کہ میں اب اس کا درشن کروں۔ زبانی علم تو نے دے دیا۔ اب باطنی علم کی باری ہے +

میں جانتا ہوں۔ کہ میرے اس اختلاف آرائے سے شاذ ہی کسی کو اتفاق ہوگا! کیونکہ ان کو ہمیشہ واچک گیان سے تعلق رہا ہے۔ بیتھارتھ گیان سے تعلق نہیں ہے + دوسری اُپنشدیں اس پر مزید روشنی ڈالینگی +

دعائے مزید۔ تو میں۔ وہ کی ضمیر ویکے ساتھ

سولھواں منتر

گورو بھگتی اور وحدانیّت

—:—

(۱) اکھنڈ منڈلا کارم ویاپتم اسے نہ چراچرم (کبیر صاحب)
تت پدم درشتیم اسے نہ تسمے شری گورو سے نمہ

(۲) جا کے جت برہما بھلے۔ سُرنر مُنی دیوا (صوفی) کہیں کبیر سُن سادھوا۔ کرتگورسیوا

(۳) اے نورِ خدا در نظر از رُوئے تو مارا بگذار کہ در رُوئے تو بینیم خدارا

(۴) گورُو برہما گورو وشنو گورُو دیو مہیشورہ گورُو شاکشات پربرہم تسمئی شری گورو سے نمہ
سنسکرت شلوک

اے پُوشن (سورج)! اے ایک (اثبات) دیکھنے والے!
اے یم (نفی کے خارج کرنے والے)! اے پرجاپتی (مخلوق
کے مالک)! پھیلا دے کرنوں کو۔ اکٹھا کر دے تیج (نُور) کو جو تیرا
کلیان سے رُوپ (خوشی دینے والی ذات) ہے۔ میں اُسے تجھ
میں دیکھتا ہوں۔ جو وہ پُورش ہے۔ وہی میں ہوں ٭

تشریح:۔ (۱) ایک دیکھنے والا۔ اثبات پسند۔
واحد بین۔ توحید کا معلّم
(۲) یم۔ جو نفی اور کمزور خیالات کا دُور کرنے والا ہے۔
یم کے بعد نیم آتا ہے۔ خواہ نیم سے خود یم ہونے لگ جاتا ہے
انسان اثبات پسند بن جائے۔ پھر خود بخود نفی کے خیالات معدُوم
ہونے لگ جاتے ہیں۔ گُورُو اس نظر سے یم ہے۔ جو کمزور خیالوں
کو دل سے نکال کر باہر کرے وہ یم۔ یہ حالت گُورُو کی صحبت
سے آتی ہے ٭
(۳) پرجاپتی۔ گورو کے ساتھ مجھے دیتا ہے۔ جس کی نظر
سے وہ پرجاپتی ہے ٭
(۴) پُوشن۔ سُورج ہے جو سب پر روشنی ڈالکر اصلیّت
کی صورتوں کو دکھا دیتا ہے ٭

تفسیر:۔ اے اثبات پسند واحد بین ایک کے دیکھنے
والے! اپنے دِلوں کے اندر سے تمام کمزور خیالات اور

باطل توہمات کے خارج کرنے والے یم! اے ہم سب کے مالک! تو اپنے گیان کی کرنوں کو خوب پھیلا دے۔ تاکہ فوراً اعلےٰ نور ہو جائے۔ تاریکی مٹ جائے۔ اور تو اس نور کو جو تیری ہی نورانی ہے۔ سمیٹ لے۔ میں تیرے ہی اندر اُس پرش کو دیکھتا ہوں۔ جو وہ ہے وہی میں ہی ہوں۔ جو تو ہے وہ وہ ہے۔ اور وہ میں ہوں۔ تینوں مل کر اب ایک ہیں۔ تین میں ایک اور ایک میں تین کی تثلیث وحدت کی صورت میں نظر آ رہی ہے +

دویت وادی زبردستی۔ اپنی ہٹ اور ناقص پکش سے کہتا ہے۔ کہ اپنشدوں میں اَدویت واد (توحید) نہیں ہے۔ یہ تعصب اور ہٹ دھرمی ہے۔ ورنہ ہر جگہ یہاں اُسی وحدت کا راگ چھڑا ہوا ہے! مزے کی اور لطف کی بات یہ ہے۔ کہ جب لفظوں کے توڑ مروڑ سے کام نہیں نکلتا۔ بغلیں جھانکنا پڑتا ہے۔ تو دویت وادی (مشرک) کو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اُپاسک کو چاہیئے۔ کہ اُپاسیہ دیو میں اور اپنے میں کوئی بھید نہ مانے +

من سمجھوتی آگے آئے گی

(۱) من میرا پنچھی بھیا اُڑ کر چلا اکاس — سورگ لوگ خالی پڑا صاحب سنتن پاس
(۲) پشپ مدھیہ جوں باس ہے ویاپ رہا سب مانہہ — سنتن ماہی پائیے اور کہوں کچھ نانہہ
(۳) تل کی اوٹ میں رام ہے پرنت میرے بھائے دا پھول — ستگورو بل پرچے۔ بھیا تب یا گھٹ آئے
(کبیر صاحب)

سترھواں منتر

مَن سمجھوتی

پران امروایو اور شریر بھسم ہوجائیں۔ اے من! تو اوم کا سمرن کر۔ اپنی کمائی کا سمرن کر۔ اے سنکلپ (خیالوں والے)! خوش ہو۔ اپنی کمائی کا سمرن کر۔

تشریح اور تفسیر ایک ساتھ:۔

پران کا ادھیاس نہ رہے۔ شریر کا ادھیاس نہ رہے اوم کا سمرن رہے۔ کمائی کا رہے۔ من خوش رہے۔ کمائی میں لگا رہے۔

اٹھارھواں منتر

شُوپتھ

اے اگنی! دھن کے لئے ہمیں شبھ راستے سے لے چل اے دیو! تو سب کرموں کو جانتا ہے۔ برے پاپوں سے ہم کو بچا رکھ۔ ہم بار بار تجھے نمسکار کے بچن دینگے۔

تشریح :- اس منتر میں اگنی شبد سوچنے کے قابل ہے۔

اگنی - سنسکرت مادہ اگی (اوپر چلنے) سے نکلا ہے۔
عام ترجمہ آگ ہے۔
اگنی - سنسکرت مادہ انگ (نشان لگانے) اور
نی (اندر) سے نکلا ہے ؛

→:←

تفسیر :- اگنی نور ہے۔ اس کی راہ نیچے سے اوپر کی طرف ہے۔ یہ ہر وقت ہمارے انگ سنگ ہے۔ اگنی سے مراد ہمیشہ اُس نورانی جوہر (یا دیوتا) سے ہے۔ جو ہمارے اندر ہے۔ اور اس لئے اُس سے اُوپر کی دُعا مانگی گئی ہے ؛

—:—

چونکہ مرتے وقت ہندو اپنے مُردوں کو آگ کے سُپرد کر دیتے ہیں۔ اس لئے غلطی خواہ غلط فہمی سے یہ سمجھ لیا گیا کہ یہ مرتے وقت کی دُعا ہے۔ اور اُسی خیال کو لے کر عام ظاہر دار خواہ کوئی کیوں نہ ہوں۔ اُسے عام خیال کا جامہ پہنا کر اس طرح کی تفسیری صورت عطا کر دی ؛

دراصل یہ دیو۔ یان پنتھ کے مقصد کے اصول پر مبنی ہے۔ دیو کہتے ہیں۔ چمکتے ہوئے کو اور یان سواری کو بولتے ہیں۔ یہ نور کی سواری کا راستہ ہے۔ جو انسان کے اندر ہے۔ اور اُس کی چال اوپر دماغ یا سر کے بالائی حصے کی جانب ہے۔ یہ ایک قسم کا روحانی عمل اور شغل ہے۔ جو روزانہ

کیا جاتا ہے۔ اور شروع سے لے کر آج تک سینہ بہ سینہ گورو چیلے کے سلسلہ میں چلا آتا ہے ؛

اس دیو۔ یان پنتھ کے راستہ پانچ طرح کی اگنی یا نور آتے ہیں۔ جو پنچ اگنی یا پنچ تجلیات کہلاتے ہیں۔ یہ سب انسانوں کے اندر ہیں۔ اور یہ شغل بھی اندرونی ہے ؛

عاملوں کا طریق عالموں کا طریق نہیں ہے۔ اگر عالم ساتھ ساتھ عامل بھی ہو۔ تب تو وہ ٹھور ٹھکانے کی بات کریگا۔ ورنہ وہ باہر کی باتوں میں الجھکر نفس مضمون کا خون کر دیگا ؛

یہ دیو۔ یان پنتھ دراصل علم و عمل اور کرم گیان دونو کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ عمل اور شغل ہونے سے وہ کرم کو نہیں چھوڑ سکتا۔ کرم کو موت پر غالب آنے کا ذریعہ بتاتا ہے۔ کیونکہ جیتے جی وہ اس راستہ کو روزانہ طے کرتا رہتا ہے۔ جو موت کا راستہ ہے۔ اور وہ اس کے دماغ کے اندر ہے۔ اور گیان سے وہ حقیقت۔ سچائی۔ اصول۔ تتو۔ یا جوہر کو پراپت ہوتا ہے۔ جو اس دیو۔ یان پنتھ کا منزل مقصود ہے ؛

باہر مکھی آدمی انتر مکھی باتوں کو زبانی یا علمی طور پر نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ وہ ان کے تجربہ اور مشاہدہ کی حد سے باہر ہیں وہ خواہ مخواہ علمیت کے غرور میں انتر مکھی اشاروں کو باہر مکھی باتوں میں گھسیٹینگے۔ اس لئے غلط فہمی ہوگی۔ کیونکہ گو انتر باہر ایک ہی اصول کام کرتا ہے۔ لیکن انتر انتر ہی ہے۔ اور باہر باہر ہی ہے ؛

میری زندگی کا کثیر حصہ اِس دیو - یان پنتھ کی پیروی میں صرف ہُوا - اور میں اس لئے اُس پر اور اس کے اصول پر روشنی ڈال سکتا ہوں - اب تک بھی میں اسی اُدھیڑ بُن میں رہتا ہوں +
ایش اپنشد میں اس دیو - یان - پنتھ - یا شمسی مسلک کا صرف اشارہ ہی اشارہ ہے - ہیں اس کی وضاحت آگے چل کر انڈک چھاندوگیہ - وِرہد آرنیک کی تشریح اور تفسیر میں کرتا چلونگا - جو اس کے ادھکاری ہوں - وہ انتظار کریں - اور ساتھ ہی ساتھ ان کو موقع بھی حاصل ہے - کہ وہ میری تفسیر کا اور ٹیکا کاروں کی ٹیکا کے ساتھ مقابلہ بھی کرتے چلیں - تاکہ ان کی تسلی ہوتی ہے اُپنشدوں کا علم - دراصل علم سینہ ہے - وہ سِرِ اکبر - رازِ عرفاں اور اسرارِ حقیقت ہے - عامل اُسے بمقابلہ زبان دان عالم کے بہتر سمجھ سکتا ہے - اور اس کا پتہ میری تفسیر اور عالم ٹیکا کاروں کی ٹیکا کے مقابلہ سے ہو سکیگا +
یہ دُعا دیو یان پنتھائی کی روزانہ دُعا ہے - مرتے وقت یا چِتا میں جلتے وقت کی نہیں ہے +

چونکہ اس موقع پر اسی قدر کہنا مقصود ہے - اس لئے اشارہ دے دیا گیا - اور وہ اشارہ وضاحت اور صراحت - تشریح اور تفسیر کے ساتھ ہے - جہاں اگنی کے ایک مادی یا لغوی معنی کو سمجھو ساتھ ہی دوسرے پر بھی نگاہ رکھو - کہ اندرنشان لگا لینے سے کیا مقصود ہے - یہ نشان اندرونی اگنی یا نُور یا تجلی کے مقامات ہیں - جہاں نُور قدسیہ تاگ رہتا ہے - اور اُسے شغل کی حرارت دیکر ابھارنا ہے +

وہو ہذا القیاس

ختم ہوئی ایش اُپنشد جو راج سنہ سنتھا بھی کہلاتی ہے +

ایش اُپنشد

غیر معمولی تفسیر

بطور سوال جواب

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام
براہ گوپی گنج - راج بنارس

قیمت مجلد عـہ ۲ / بلا کمیشن

مستقل خریداروں کو سالانہ قیمت کی رعایت ہیں

مختصر دیباچہ

سوال

آپ شاید سوال کرو۔ کہ ایک ہی کتاب کو کیوں دو مختلف شکلوں میں بیان کیا گیا ہے؟ بہت سے آدمیوں کو ایک ہی خیال کے بار بار اعادہ کرنے کرانے سے نفرت بھی رہتی ہے۔ جو بات ایک مرتبہ کہ دی گئی۔ دوبارہ کہنے کہلانے سے اُن کو نہ مزہ آتا ہے۔ اور نہ وہ توجہ کے کان سے اُسے سُننا ہی چاہتے ہیں*

اس سوال کے میں کئی جواب دیتا ہوں:-

پہلا جواب

یہ ہے۔ کہ ایش اُپنشد کا جو ترجمہ اور تفسیر آ چکے ہیں۔ وہ معمولی ہیں۔ جزوی اختلاف کے ساتھ عام طور پر اور شرح کرنیوالوں کی رائے سے متفق رہنے کی کوشش و نظر رہی ہے۔ اس حصہ میں میرا ذاتی انوبھو شامل ہے*

دوسرا جواب

ایش اُپنشد کو کتاب کہنا غلطی ہے۔ یہ اپنے مفہوم کو وسعت کے ساتھ بیان نہیں کرتی جیسا کتابوں سے مقصود ہے بلکہ یہ ایک خاص قسم کے مختصر نوٹ ہیں۔ جو پہلے سے پڑھے پڑھانے اور سمجھے سمجھائے

شاگردوں کی یادداشت تازہ کرنے کرانے کی نیت سے نظم بند ہوئے ہیں۔ اُن کو اس کی مفہوم سے پہلے ہی سے واقفیت تھی۔ بالکل نئے سبق آموز متعلم کے سبق پڑھانے کا اہتمام اس میں مدنظر نہیں رکھا گیا۔ جو گورو نے ذہن نشین کرا دیا وہ چیلے کے دل میں اُتر گیا۔ یاددہانی کرانے سے وہ بہ آسانی پھر تازہ کا تازہ بن جائیگا۔ ایسی حالت میں جو ٹیکا کار اُسے جوں کا توں اُردو یا ہندی کا جامہ پہنا کر پیش کرتا ہے۔ میری سمجھ میں وہ اپنے فرض کو نہ سمجھتا ہے نہ ادا کرتا ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ جس طرح سنیہ شاکھا کی یہ اُپنشد ہے۔ وہ اب معدُوم ہے۔ اس لئے مصلحتاً زیادہ مشرح کر دینے سے اُپنشدوں کے مُتلاشی اُسے بہ آسانی سمجھ سکینگے +

تیسرا جواب

اس میں زیادہ خیالات ہی خیالات ہیں۔ لطیف خیالات اس وقت تک دل میں نہیں اترتے۔ جب تک اُن کو وضاحت کا جامہ پہنا کر پیش نہیں کیا جاتا۔ یہ نظم ہے۔ نظم ہمیشہ مختصر اور وسیع المعنیٰ ہوتی ہے۔ نظم کی سمجھ بھی ہر کس و ناکس کو نہیں ہوتی۔ نثر کی صورت میں آکر وہ معمولی سمجھ والوں کی سمجھ میں بھی آجاتی ہے +

چوتھا جواب

گو اس کے منتر بطور خود مبہم نہیں ہیں۔ واضح ہیں۔ لیکن واضح کس کے لئے ہیں؟ جن کو اُپنشدوں کے معنی مُراد کی خبر ہے۔ جن کے کان اُن سے نا آشنا ہیں۔ اور دلی میلان کی کشش بھی

کم ہے۔ وہ انہیں کیا اور کیسے سمجھ سکینگے +

پانچواں جواب

بسا اوقات واضح معنی اور مُرادبھی سنئے آدمیوں کے لئے مبہم ہوجاتے ہیں۔ اور وہ حیض بیص میں پڑجاتے ہیں۔ یہ صرف آنکھوں ہی والوں کی روشن آنکھیں جو روشنی کے مدارج اور منازل کو خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ طے کرتی رہتی ہیں۔ دُھندلی آنکھیں عینک کی محتاج ہوتی ہیں +

چھٹا جواب

بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے۔ کہ اُپنشدوں کی تعلیم آدوَیت واد ہے۔ توحید اور وحدت کا مضمون تمام اپنشدوں کا مرکز ہے لیکن دویت وادی یا مُشرک الخیال آدمی خواہ مخواہ اپنی ہٹ دھرمی۔ تعصّب اور پکشپات سے اس میں دویت۔ دویت واد اور شرک کا بکھیڑ گھسیڑتے ہیں۔ اس میں اُن کو ہمیشہ کھینچ تان اور توڑ مروڑ سے کام لینا پڑا ہے۔ کامیابی کسی کو ہوئی یا نہیں ہوئی یہ دوسرا سوال ہے۔ لیکن ان کو تو اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ یہ مطالعہ کرنے والوں کو اُپنشدوں کی منزلِ مُراد سے نہ صرف بہت دُور لے جاتے ہیں۔ بلکہ گمراہ کرکے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وہ بیچارے نہ اِدھر کے رہتے ہیں۔ نہ اُدھر کے۔ مُذبذب اور مشکوک حالت ہوجاتی ہے۔ اس لئے اُس کے واضح کردینے کی

جا بجا سخت ضرورت رہتی ہے - میں نہ دویت وادی ہوں نہ ادویت وادی ہوں - نہ وِشِشٹا دویت کا مقلد ہوں - نہ دویتا دویت کا معتقد ہوں - میرا ذاتی اصُول کبیر صاحب کے اس دوہے کے موافق ہے

ایک کہوں تو ہے نہیں - دُوجا کہوں تو گار
جیسا ہے تیسا رہے کہیں کبیرؔ وچار

یہ ضرور ہے - کہ سمجھنے سمجھانے میں خلقت کے تمام کے مدارج پر نظر ڈالنی پڑتی ہے - لیکن آخر میں جس اصلی جوہر کا گیان سے پتہ ملتا ہے - وہ ادویت پد ہے - ادویت کا لفظی ترجمہ دُوکانہ ہونا ہے - اور جہاں اصل میں دو نہیں ہوتے - وہاں ایک کا بھی خیال نہیں باقی رہ جاتا - کیونکہ ایک اور دو نسبتی الفاظ ہیں - ایک کی رعایت سے دو - اور دو کی رعایت سے ایک کہا جاتا ہے - جہاں نسبتی تعلقات نہیں ہوتے - وہ نہ ایک ہوتا ہے - نہ دو ہوتے ہیں - اسی کو ادویت کہتے ہیں - ادویت اصل میں دوکا نہ ہونا ہی ہے - اُسے اس نظر سے ایکتو (توحید) بھی نہیں کہا جاتا ہے اس سے بہتر ترجمہ ادویت کا اور کچھ نہیں ہو سکتا - وحدت اور توحید کا خیال صرف اس غرض سے ہے - کہ دوئی کے خیال کو ایک کے خیال میں محو کر دیا جائے - اور جہاں یہ محویت آئی پھر ایک کا بھی پتہ نہیں آتا - اس لئے غیر متعصب ہونے کی وجہ سے میری کوشش ہمیشہ یہی رہتی ہے - اور رہیگی - کہ خیال صرف اُپنشدوں کے تعلیمی اصُول کو اپنا مرکز بنائے ۔

ساتواں جواب

اس زمانہ کے آدمیوں میں اُتم ادھکاری کمتر ملتے ہیں معمولی
پڑھا ہوا آدمی بال کی کھال نکالنے کا شیدائی بنا رہتا ہے۔ اور اس
کو خواہش ہوتی ہے۔ کہ جو بات کہی جائے عقل کی کسوٹی پر
کسی ہوئی۔ اور تجربہ کی نظر سے جنچی تُلی ہو۔ غیر مدلل بات کو محض عقیدہ
سے صحیح مان لینا سب کو پسند نہیں آتا۔ یہ صرف معمولی بھگتوں
کا طریقہ ہے۔ کہ جو کچھ گورو نے کہ دیا۔ یا انہوں نے کتاب میں
لکھی ہوئی پڑھ لی اُس پر امنّا اور صدقنا کہنے کے لئے تیار
رہتے ہیں۔ چاہے وہ صحیح ہو یا غلط۔ اس سے اُن کو بحث نہیں ہے
اُپنشدوں کے مُعلّم اس کے برخلاف تھے۔ اُپنشد گیان کی کتابیں
ہیں۔ اور جب تک کوئی بات عقل کی ترازو میں تول نہ لی جائے
تب تک وہ کسی کو منوانا نہیں چاہیئے۔ اس لئے ضرورت ہے
کہ اُپنشدوں کے رازِ باطن کی واضح صورت میں صراحت کردی
جائے۔ اور جو مفہوم کہ مجہولیت میں پڑا ہوا ہے۔ اس کی صاف
پیرایہ میں وضاحت کردی جائے۔

آٹھواں جواب

ایش اُپنشد جہاں سچی حق پرستی کی تعلیم دیتی ہے۔ ساتھ
ہی انسان کو ہدایت بھی کرتی ہے۔ کہ کس طرح کے طرزِ معاشرت
اختیار کرنے سے انسان اپنی ہی زندگی کو خوشگوار۔ خوشنما۔ اور

خوش اسلوب بناکر انسانی زندگی کے اصلی مقصد کی تکمیل کرلینا ہے۔ اور با تعلقی میں تعلق اور تعلق میں بے تعلق رکھتا ہُوا گیان اور کرم دونو سے کام لے سکتا ہے۔ اس تعلیم کی ابتدا سے اُس کے پہلے ہی منتر سے شروع ہو جاتی ہے۔ اسلئے میں اس تفسیری ترجمہ میں اپنے طور پر دکھانے کی کوشش کرونگا +

یہ سبب ہیں۔ جن کی وجہ سے ایک ہی کتاب کو دو صورتیں دے کر یہاں پیش کیا گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اس نظر سے یہ دُوسرا حصہ بھی اور غور سے مطالعہ کئے جانے کا مستحق ہے +
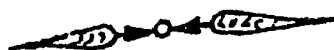
رادھا سوامی دھام

شیو برت لال

ایش اُپنشد

غیر معمولی تفسیر

بطور سوال جواب

پہلا منتر*

خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرنے کا راز

منتر

یہ جو کچھ مُتحرک اور غیر مُتحرک عالم ہے۔ اس سب میں ایشور بسا ہوا ہے۔ (خواہ ایشور سے اُسے بسا دے) (پھر) اسے ویراگ (بے تعلقی) سے بھوگ۔ کسی کی دولت کی ہوس نہ کر۔

تشریح

* پہلے منتر میں ایشور کا لفظ اس صورت میں آیا ہے۔ آگے ۱۶ ویں منتر میں اس کی اور صورت ہے۔

سوال- زندگی کے خوشگوار اور خوشنما کر بھوگنے کا راز کیا ہے؟

جواب- ایشور کو محیط کل جوہر سمجھ کر- اس تمام دنیا میں اُسے بسا ہوا مان کر اسے بھوگا جائے- اور کسی کی دولت کی ہوس نہ کی جائے- یہ راز ہے- اس طرح خیال کرنے سے زندگی پُر لطف رہیگی ٭

سوال- اس طرح ایشور کے خیال کے پختہ کرنے کی غرض کیا ہے- اور اگر ایسا نہ کیا جائے- تو پھر اُس سے نقصان کیا ہوگا؟

جواب (الف) انسان اپنے آپ کو محدود اور ناقص سمجھ رہا ہے- جب تک کوئی مکمل خیال اس کے دل میں نہ آئے گا- اور وہ اس کے تعلق کی مشتاق نہ کریگا- اس میں وسعت کی عظمت نہ آئیگی- اور وہ مکمل نہ ہوسکیگا- جیو پنے کا خیال ناقص اور کمزور ہے- اور ایشور کے خیال میں طاقت ہے- اس تصور سے وہ نقص کو چھوڑتا ہوا کمال کی طرف جائیگا- اور نقص اور کمال- محدودیت اور وسعت کا باہم گر میل ہوگا- اور وحدت کا لطف آئیگا ٭

(ب) جیو میں بھوگ کا خیال تو ہے- ویراگ کا نہیں ہے- بھوگ گرہن ہے- ویراگ تیاگ ہے- بھوگ میں عیب ہے- ویراگ میں ہنر ہے- بھوگ میں خواہش رہتی ہے- تیاگ میں بے پروائی رہتی ہے- ایک تعلق ہے- دوسرا بے تعلقی ہے- اس طرح تعلق اور بے تعلقی کا مزہ آئیگا- بھوگنے کو منع نہیں کیا جاتا- بھوگو- لیکن اُس کے دام میں پھنسے نہ رہو ٭

(ج) یہ دُنیا دو متضاد صورتوں کا مجموعہ نظر آرہا ہے- ایک

متحرک اور دوسری غیر متحرک ہے۔ متحرک اور غیر متحرک میں تفرقہ نظر آرہا ہے۔ جو دلی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ اور دکھ کا باعث ہے۔ ایشور واحد اور کلی خیال ہے۔ اگر یہ تصور پختہ ہو جائے کہ ایشور دونوں میں محیط ہے۔ تو وحدت آجائیگی۔ اور تفرقات کیحالت کالعدم ہو جائیگی۔ حرکت اور بے حرکتی میں یکسانیت نمایاں ہوگی اور تفرقات خود بخود مٹے رہینگے +

(د) بسا ہوا جیو ہے اور بسنے والا ایشور ہے۔ جیو کا لفظ گو منتر میں نہیں آتا۔ لیکن بھوگ (کر) وغیرہ میں جیو ہی کو ہدایت کی جارہی ہے۔ کہ ایشور کا خیال اس شکل میں پختہ کرے۔ اس لئے منتر میں دونو موجود ہیں۔ جیو میں کثرت ہے۔ ایشور میں وحدت ہے۔ کثرت کا خیال دل پر عکس ڈالتا ہوا اُسے دُکھی رکھتا ہے۔ اس کا علاج صرف وحدت کا خیال ہے۔ جیو میں علیحدگیاں نظر آرہی ہیں۔ اور تعدد کا یقین غالب ہے۔ جو پریشانی کا باعث ہے۔ ایشور میں کلیت مجموعیت۔ شمولیت کی کیفیت ہے۔ جو بطور خود قابل رغبت ہے۔ جب جیو ایسا سوچنے لگیگا۔ کہ ایشور ذرہ ذرہ میں قطرہ قطرہ میں شمہ شمہ میں سمایا ہوا یا بسا ہوا ہے۔ تو کثرت کے تفرقہ کا نقص خود بخود جاتا رہیگا۔ اور سمندر کی طرح ایک ہی واحد ہستی ایک ہی واجب الوجود وجود۔ اور ایک ہی کُل نظارہ نظر آئیگا۔ جو نہایت شاندار محسوس ہوگا۔ اور کُل اور جُز کی وحدت کا پتہ لگ جائیگا۔ جو اصلی خوشی اور حقیقی سرور خواہ مکمل راحت اور سکون ہے +

(۵) جسم غیر متحرک ہے۔ روح متحرک ہے۔ جڑ میں جڑتا ہے چیتن میں چیتنتا ہے۔ یہ خیال حیرانی کا موجب ہے۔ ایشور کے تصور سے یہ وہم نکل جائیگا۔ اور جڑ چیتن کے اندر ایک ہی واحد شے بطور ان کے مدار علیہ اور سہارے کے خیالی نظر کے سامنے رہیگی۔ اور وہ سکون کا باعث ہوگی۔ ابھی تو انسان یہ سمجھ رہا ہے۔ کہ روح اور جسم۔ جڑ چیتن۔ جڑ۔ اور اجر باہمدگر ضد ہیں۔ جیسے آدمی کی روح اس کے جسم کے اندر ہے۔ ویسے ہی وہ ایشور کو برہمانڈ کے جسم میں رہتا ہوا مان رہا ہے۔ مشابہت غلط نہیں ہے۔ لیکن تصور کی پختگی۔ ضد۔ دوند۔ سب کو میٹ کر ایک کر دیگی۔ کیا یہ خوشی کی کیفیت نہیں ہے؟

(۶) دولت کی ہوس اپنے ساتھ افلاس کا خوف رکھتی ہے۔ یہ دونو باہمدگر لازمی ضد ہیں۔ ایک ہوگی تو دوسری کا اس کے ساتھ رہنا لازمی اور قدرتی ہے۔ اس لئے اگر ایشور کا عقیدہ مضبوط ہوگیا۔ تو ہوس کے ساتھ خوف جاتا رہیگا۔ دولت اور مفلسی کا بھرم دور رہیگا۔ جس طرح سمندر کی کُل اور مجموعی طاقت اس کی ایک ایک بوند کے پس پشت ہر وقت موجود رہتی ہے۔ ویسے ہی ایشور کی طاقت ایک ایک جیو کے پیچھے لگی ہوئی دکھائی دینے لگیگی۔ اور دلچسپ منظر آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔

ان سب باتوں کو مدنظر رکھکر ایش اپنشد ہدایت کرتی ہے۔ کہ یہ جو کچھ غیر متحرک اور متحرک عالم ہے سب میں ایشور کو بسا دو .... وغیرہ وغیرہ

تفسیر کرنیوالے مترجم کا نوٹ:۔

ناظرین بطور خود اب غور کریں۔ کہ آیا یہی ایک منتر کسقدر وسیع الخیال اور وسیع المراد ہے۔ کیسی سنسکرت یا ہندی کے ٹیکا کار نے اِس طرح اس پر روشنی نہیں ڈالی۔ اس لئے مجھے قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

خلاصہ (۱) اُپنشدوں کی تعلیم وحدت پرستی ہے۔

(۲) اُپنشدوں کا خیالی معراج وحدانیت ہے

(۳) اُپنشدوں کی ہدایت متضاد مصیبتوں مثلاً گرمی سردی سختی نرمی۔ دُکھ سُکھ۔ جنم مرن۔ سے نجات پانا ہے۔ دوندوہم ہے۔ گیان کی مدد سے اس کے دور کرنے کی کوشش انسانی زندگی کا مقصد ہے ۞

دوسرا منتر *

کرم

—

منتر

* اس منتر کی تشریح میں سوامی شنکر اچاریہ جی نے کرم سے مُراد یگیہ کرم لی ہے۔ جو اگیانیوں کے لئے سورگ وغیرہ کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اپنشد کی مُراد قطعی نہیں ہے کیونکہ یہاں یگیہ کا نہ کوئی لفظ ہے۔ اور نہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ ان کے زمانہ میں بودھوں کا زور تھا۔ اور وہ یگیہ کرم کے بالکل مخالف تھے۔ غالباً سوامی جی کی غرض ان یگیوں کی ازسر نو تجدید ہی ہوگی۔ اور بودھوں کو شکست دینا مقصود رہا ہوگا۔ شنکر سوامی کی ٹیکا اس موقع پر کھینچ تان اور توڑ مروڑ سے خالی نہیں ہے۔ اور پڑھنے سے خود پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ وہ بودھوں کی مخالفت کے زیر اثر تھے۔

اس (کرم لوک) میں یقینی طور پر کرم کرتا ہوا انسان سو برس تک جینے کا خواہشمند رہے۔ اسطرح تجھے اے انسان! یہ کرم نہ پھنسائیگا۔ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے

خلاصہ (۱) اپنشدوں کی کرم سے مُراد یہ ہے۔ کہ آدمی ناتراشی لکڑی کی طرح ہے۔ وہ بے خوفی ہے۔ خراد پر چڑھ جائے۔ چھل چھلا کر اور صاف ہو کر خود بخود لٹو کی طرح جگت کی خراد سے باہر اُچھل پڑیگا ٭

(۲) تین ہی طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔ موڑھ۔ چنچل۔ اگیانی۔ موڑھ کرم کرتا رہے۔ بیکار نہ رہے۔ چنچل۔ دل کے صاف کرنے میں لگے۔ اگیانی گیان کا بچار کرے۔ جو صرف دل کی صفائی سے ممکن ہے ٭

تشریح

سوال۔ کرم کیوں کیا جائے ؟

جواب۔ کیونکہ یہ زمینی طبقہ جہاں اور جس میں اس وقت انسان کی نشست ہے۔ وہ کرم کرنے ہی کی جگہ ہے۔ اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ گرمی کی جگہ میں گرمی آئیگی

سردی کی جگہ سردی رہیگی۔ بالکل اسی طرح کرم کی جگہ میں کرم کرنا ضروری ہے۔ اور اس کا سبب ظاہر ہے:-

(الف) کرم زندگی کا خاصہ ہے۔ زندگی وہ ہے۔ جس میں زندگی رہنے کے اظہار کی صورت ہو۔ زندگی کا کرم ہی زندگی کے اظہار کی یقینی صورت ہے۔ جو کرم نہ کریگا وہ اپنی زندگی کا اظہار کیسے کریگا؟ یہ بالکل غیر ممکن ہے +

(ب) جیو جنتوؤں کو دیکھو۔ وہ پیدا ہوتے ہی کرم کرنے لگ جاتے ہیں۔ کرم اور کوئی چیز نہیں ہے۔ زندگی کی حرکت کا نام کرم ہے۔ یہ چیتن کا خاصہ ہے +

(ج) کرم کی ایک دو صورتیں نہیں ہیں۔ بے شمار ہیں۔ اپنے جسمانی ساخت پر غور کرو۔ خود تم کو ذہن نشین ہو جائیگا آنکھ دیکھتی ہے۔ کان سنتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کے سب کرم کے ذیل میں آتے ہیں +

(د) کرم جسمانی دلی اور روحانی دبی ہوئی طاقتوں کے اظہار کا یقینی آلہ ہے۔ اگر کرم نہ کیا جائیگا۔ تو اُن میں حرکت۔ زور اور اُبھار کیسے آئیگا؟ قدرت کا کچھ مقصد ہی اس طبقہ میں کرم کرانے کا ہے اس لئے خواہ مخواہ کرم کرنے کی ضرورت ہے +

(ہ) انسان اس دنیا میں طرح طرح کی خواہش لے کر آیا ہے جب تک وہ انہیں پوری کریگا۔ تب تک اسے نجات نہ ہوگی اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو کرم کر کے خواہشوں کو پوری کر لیا جائے۔ خواہ انہیں معدوم کر دیا جاوے۔ لیکن یہ معدوم

کرنا بھی ایک قسم کا کرم ہے +

(د) ہر زندہ مخلوق یہاں رُو بہ ترقی ہے۔ فطرتاً کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا ہے۔ جو ترقی۔ بہبودی اور اصلاح کا خواہشمند نہ ہو۔ جو کثیف ہے۔ لطافت کی طرف جا رہا ہے +

(ز) یہ بھی کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ کہ انسان صرف اپنی ہی ذاتی غرض کے لیئے کام کرے۔ گو ابتدا میں غرض کا سوال کرم کا محرک ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے لیئے کرم نہ کرے۔ تو اوروں کے لیئے بغرضانہ اور نشکام کرم کرے۔ اس کا اشارہ پہلے منتر میں آگیا ہے۔ یہاں دوبارہ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے ہاں وہ کرم ضرور کرے۔ اپاہج نہ بنے +

(ح) انسانی دل مصروفیت کے خیالات کا بستہ ہے۔ اگر کرم نہ کیا جائیگا۔ تو وہ چین نہ لینے دیگا۔ کرم میں رہیگا۔ تو شانتی رہیگی +

قصہ ہے۔ کسی براہمن کو بھوت کے بس کرنے کا خبط پیدا ہوا۔ اس نے بہت منتر۔ جنتر۔ تنتر کیئے۔ کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر میں اس نے سنا کہ سادھو اس راز سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ ایک سادھو کے پاس گیا۔ اور کہا۔ مجھے بھوت کے بس میں کرنے کا قاعدہ بتادو۔ سادھو نے منع کیا۔ کیونکہ بھوت نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔ براہمن نے نہیں مانا۔ تب اس نے مجبور ہو کر تدبیر بتا دی۔ براہمن نے عمل کیا۔ بھوت پرگٹ ہو گیا۔ اور آتے ہی درخواست کی۔ کام بتاؤ ورنہ تمہیں کھا جاؤنگا اس نے کہا "کھیت جوت آؤ" وہ کام بھوت نے دو لمحہ میں کر دیا

پھر کہا۔ لاکھ روپیہ۔ تو۔ وہ موجود! بھُوت نے پھر کام مانگا۔ اس نے کہا! پلی کے پتے گنو۔ اس نے جھٹ پٹ تعداد بتادی۔ اب براہمن کے پاس کام نہیں رہا۔ بھوت نے کھانے کی دھمکی دی۔ براہمن سادھو کے پاس دَوڑا۔ آگے آگے وہ۔ پیچھے پیچھے بھُوت! اور سادھو سے کہا۔ "مہاراج بچا لیجیے ورنہ بھُوت مجھے کھا لیگا" سادھو بولا تونے غلطی کی میں نے پہلے ہی کہ دیا تھا۔ بھُوت بد بلا ہوتا ہے۔ اچھا اُس سے کہدے میرے کُتّے کی دُم سیدھی کرے" بھُوت اس کام میں مصروف ہوا۔ دُم سیدھی کی۔ وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہی۔ تین دن تک ایسا ہی کیا۔ دُم سیدھی نہیں ہوئی۔ تب تو بھوت بھی گھبرایا۔ رہائی کی درخواست کی اور سادھو کی صلاح سے براہمن نے اُسے چھوڑ دیا۔ تب وہ چلا گیا +

قصّہ کا مطلب:۔ بھُوت من ہے۔ جو دم کے دم میں خیالی قلعے بنا دیتا ہے۔ یہ دُنیا کتّے کی دُم ہے۔ جو اس کے سیدھی کرنے سے سیدھی نہیں ہوتی۔ اس لئے نِتّ کام کرم کی ہدایت ہے۔ جب اس عمل سے وہ اُکتا جاتا ہے۔ آپ چھوڑ بھاگتا ہے۔ اور نجات ہو جاتی ہے۔ دل کے کام میں لگا رکھنے ہی میں خیریت ہے۔ ورنہ یہ نہایت مُفسِد ہے۔ اور اس کے تھک کر بھاگ جانے ہی کا نام مُکتی ہے +

(ط) اِنسان کرم کرے۔ کرم سے نہ گھبرائے۔ کرم کرتے رہنے سے وہ لطیف ہوتا جائیگا +

سوال۔ صرف سَو برس ہی کی عُمر کی کیوں تمنّا ہو۔ کم اور زیادہ کیوں نہ ہو؟

جواب۔ انسان کی عُمرِ طبعی تقریباً سو برس کی ہے۔ قدیم آریہ

اس گرم ملک آریہ ورت دیس میں کسی ٹھنڈی جگہ سے آئے تھے سو برس کی سردی کی خواہش کی عقیدتمند از روایت جلاوطن ہونے پر بھی ان کے دلوں سے دور نہیں ہوئی۔ اس لیے تو ویدک زمانہ کی دعاؤں میں بھی وہی سو برس کی سردی مانگنے کا مضمون موجود ہے۔ ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ سو برس کی زندگی کم نہیں ہوتی۔ زمینی زندگی ایک طرح کے قید و بند کی حالت ہے سو برس تک کی قید بہت ہے۔ اس سے زیادہ کی ہوس ایک طرح پر غیر فطرتی جذبہ ہے۔ اسی ملک میں اکثر یوگی ہو گئے ہیں۔ جو کئی کئی سو برس تک جیتے رہے۔ لیکن اس سے اُن کو نفع کیا پہنچا۔ بڑ کے درخت ہزاروں برس تک قائم رہتے ہیں۔ کیا انسان بڑ کا درخت بننا چاہیگا؟ کبھی نہیں۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ سو برس کے اندر اگر کوئی شخص چاہے۔ تو جو اس کی غرض ہو۔ پوری ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسی زندگی میں نروان پد تک کو حاصل کر سکتا ہے۔ پھر اور اس سے زیادہ کیا چاہیئے۔ چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اُپنشدوں کا طریق گیان مارگ ہے۔ گیان کے لیے کرم دھرم کی پابندی لازمی نہیں ہے۔ صرف گورو کی صحبت اور اس کے کلام پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات ادھکاری کو تھوڑے ہی دنوں میں حاصل ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ برہمچاری ہو۔ اور بے لوث پاکانہ زندگی بسر کرے۔ اس کے لئے سو برس کی مدت کم نہیں ہوتی۔ اب رہا کہ کمتر عمر کی خواہش کیوں نہیں ظاہر کی گئی؟ اس کی بابت اعتراض فضول

ہے۔ اگر کوئی شخص تھوڑے ہی دنوں میں اپنا کام بنا سکتا ہے تو اُسے کون روک سکتا ہے۔ اور کیوں منع کر سکتا ہے۔ اگر وہ جلد اپنا کام بنا لے۔ تو اور اچھی بات ہے۔ اس قسم کی نظیریں دنیا میں بہت ہوئی ہیں۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ نیز طبعیت دار ادھکاری جلد کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور کام بنا کر جلد دُنیا سے کُوچ کر جاتا ہے۔ کیونکہ جہاں جس کی زندگی کے مقصد کی تکمیل ہو گئی۔ پھر قدرت اُسے اُس طبقہ میں ایک دم کے لئے بھی رہنے نہ دیگی۔ یہ قاعدہ کلیّہ ہے۔ قدرت میں غیر ضروری اشیا کی محفوظیت کا سامان کہیں نظر نہیں آتا۔ سو برس کی عمر کی رعایت عام نقطہ نظر سے ہے ؛

سوال۔ یہ کیسے انسان کے امکان میں ہے کہ وہ کرم کرے اور کرم کا پھل اُسے نہ چمٹے ؟ ہر کرم اپنا نتیجہ رکھتا ہے۔

جواب۔ کرم کے پھل کا انحصار انسان کی خواہش۔ نیت اور قوت ارادی پر ہے۔ اگر خواہش گھنی ہے۔ نیت میں کرموں کے پھیلاؤ کے سنسکار زیادہ ہیں۔ اور دلی جذبات منہ زور ہیں تب تو ایک کرم سے ایک کرم پیدا ہونے چلینگے۔ اور اُن کا غلبہ عالمگیر ہو گا۔ اور اگر خواہش۔ نیت اور قوت ارادی میں گھنا پن نہیں ہے۔ آدمی قدرتی طور پر یوں بغیر خواہش کام کرتا رہیگا۔ تو اس کے دل کی صفائی کا پھل تو ملتا رہیگا۔ کیونکہ ہر کرم کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور ہوتا ہے۔ اور دل کی صفائی اُسے روز بروز حقیقت۔ اصلیت

اور ذاتیت کے سمجھنے کی جانب مائل کرتی جائیگی۔ یہ فائدہ ہوگا۔ اور چونکہ کرم میں اپنی کوئی غرض شامل نہیں ہے۔ اس لئے نہ کرموں کا سلسلہ آئندہ کے لئے بڑھیگا۔ اور نہ وہ ان کے جال میں گرفتار ہوگا +

دونوں باتوں کا اِمکان انسان کے اندر ہے۔ وہ چاہے نشکام کرم کرتا ہوا حقیقت پسند بنتا جاوے۔ خواہ غرض سے کرم کرتا ہوا ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے ہی کرموں کے الجھن میں پھنس پھنسا کر تکلیف برداشت کرتا رہے +

نشکام کرم کے سوا دوسری اور کوئی تدبیر کرموں کے الجھن سے بچنے کی نہیں ہے۔ اس سے خواہش کی ترازو کا پلہ خود بخود ہلکا ہو کر اونچا ہوتا چلیگا۔ ساتھ ہی چونکہ پہلے منتر کے موافق انسان کو ایشور پراین یعنی راضی برضا رہنے کی تاکیدی ہدایت کی گئی ہے۔ اس لئے کا کوئی کرم اپنا کرم نہ رہیگا۔ بلکہ وہ ایشوری اور قدرتی کرم میں شامل ہوتا جائیگا۔ اسی لئے پہلے منتر میں ویراگ پر زور دیا گیا ہے +

تیسرا منتر*

ناحق پسند۔ آتم ہتیاروں کی حالت

منتر

جو کوئی ایک آتم ہتیا (خود کشی) انسان ہیں وہ مرنے کے بعد اُن لوکوں (کرُوں) کو پاتے ہیں۔ جو راکششوں کے (لئے مخصوص) ہیں۔ اور جو گھنی تاریکی سے ڈھکے ہوئے ہیں ؎

تشریح

سوال۔ آتم ہتیا (خود کشی) تم کسے کہتے ہو؟

جواب۔ آتما دو سنسکرت لفظوں کے میل سے بنا ہُوا ہے۔ آت (حرکت) اور مَن (غور اور تمیز) جس میں حرکت ہو

---

* لوکوں کے لئے اُسُر لوک کا لفظ سنسکرت میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک اسور یعنی راکشش اور دوسرے آسُور یعنی سورج سے خالی۔ اپنشدوں میں دو پنتھ بیان کئے گئے ہیں۔ ایک پتری یان دوسرا دیو یان

(سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۸۱)

اور ساتھ ہی تمیز اور ادراک ہو۔ وہ اصلی اور مُرادی معنی میں آتما ہے۔ اور جو ان دونوں کی رعایت سے خالی ہے۔ اُسے آتما کہنا غلطی میں داخل ہے۔ اوپر کے دو منتروں میں پہلا منتر گیان کی حقیقت کا بتانیوالا ہے۔ اور دوسرا کرم کی ماہیت کا سُوجھانے والا ہے کون جانے اسی غرض کو مدنظر رکھتے ایش اُپنشد کے پہلے دو منتروں میں آتم تتو کے سمجھانے کی رعایت کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ جو بہت کچھ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے +

جس انسان میں نہ کرم ہے۔ نہ گیان ہے۔ اور ساتھ ہی وہ ان کی جانب التفات یا توجہ نہیں کرتا۔ وہ اپنے ذاتی جوہر اور حقیقی خصوصیت سے خالی ہو گیا ہے۔ ایسے انسان کے لئے آتم ہتیارا کا لفظ بہت موزوں ہے۔ یہ خودکشی ہے۔ اپنے آپ کو ذبح کر رہا ہے +

یہ آتم ہتیارے کئی طرح کے ہوتے ہیں :-

اوّل وہ جو اپنے میں اور ایشور میں فرق سمجھتے ہیں معمولی

بقیہ نوٹ صفحہ نمبر ٨

پتری یان کا راستہ چندر لوک کو جاتا ہے۔ جہاں سے واپسی ہوتی رہتی ہے۔ اور جنم مرن سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ دوسرے دیو۔ یان پنتھ جس کا راستہ سورج لوک کو جاتا ہے۔ اس سے پھر واپسی نہیں ہوتی۔ اور جنم مرن کا بندھن ہمیشہ کے لئے کٹ جاتا ہے۔ ان دونوں راستوں اور پنتھوں کی وضاحت برہد آرنیک اُپنشد اور چھاندوگیہ اُپنشد کی ٹیکاؤں میں ہو گی۔ یہاں صرف اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ کہ آخری منتروں میں سُورج سے دعا مانگی گئی ہے۔ اور اس وجہ سے اس کا تعلق دیویان پنتھ ہی سے ہے +

عقل کا آدمی بھی اس قدر سمجھ سکتا ہے۔ کہ سمندر کے سمندر پنے کی خصوصیت اس کی بوند بوند میں موجود ہے۔ صرف اس قدر فرق نظر آتا ہے۔ کہ سمندر کُل ہے۔ اور بوند جزُ ہے۔ اور تمام بوندیں سمندر کے رشتہ میں پروئی ہوئی ہیں +

دُوسرے آتم ہتیارے وہ ہیں۔ جو جیو اور برہمہ کا بھید مانتے ہیں۔ اگرچہ یہ باریک مسئلہ شروع شروع میں نہ سمجھ میں آسکے۔ تو آدمی اُن اصطلاحات کے معنی مراد پر تو غور کرے۔ جو برہمہ اور آتما کی لفظی رعایت میں موجود ہیں۔ برہمہ دو لفظ ورده (بڑا یا بڑھتا ہوا) اور منن (گیان یا سوچتا ہوا) سے بنا ہے۔ آتما میں وہی رعایت ات (حرکت) اور منن (سوچ وچار) میں بھی ہے۔ یہ اصطلاحات خود صاف لفظوں میں اصلیت کا اظہار کر رہے ہیں کہیں دُور نہیں جاتا ہے۔ حقیقت ناموں میں موجود رکھی گئی ہے۔ ذرا غور کرنے سے پتہ لگیگا۔ کہ جو برہمہ ہے۔ وہی جیو ہے۔ بیوہاستا میں صرف نام کا بھید ہے۔ پرمارتھ میں یہ بھید نہیں ہے +

تیسرے آتم ہتیارے وہ ہیں۔ جو کرم کرنے سے کتراتے ہیں۔ ان اپاہجوں نے کرم کی مراد غلط سمجھی ہے۔ اور معنت کی دام خوری کے دلدادہ بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے بھی اپنشد یا ویدانت کی مُراد نہیں سمجھی +

چوتھے آتم ہتیارے وہ ہیں۔ جو سمجھ بُوجھ نہ رکھتے ہوئے گیان کی مخالفت پر تُلے رہتے ہیں۔ حالانکہ گیان آتما کا لکشن اور خاصہ ہے + ؞

پانچویں آتم ہتیارے وہ ہیں۔ جو اپنے کرم دہرم ایشور کے ارپن نہ کرتے ہوئے خودی اور اہنکار کے جذبہ ہی کو پختہ کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اس اہنکار ہی میں جگت کی جڑ ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایش اپنشد نے اپنے پہلے ہی منتر میں ایشور کے بھاؤ اور عقیدہ کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے جو لوگ ایشور بھاؤ کے مخالف ہیں۔ وہ بھی آتم ہتیارے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ *

(۱) نہیں کرم نہ گیان کی اور گئے۔ نہیں تو بویک کی چاہ تمہیں
نہیں اپنا روپ لکھا کبہی۔ ملے کیسے روپ کی راہ تمہیں
(۲) نہیں سوچا وچارا۔ نہ منن کیا کیوں پراپت ہو سندھ کی تھاہ تمہیں
ہتیارے ہو۔ ڈوبوگے۔ اور ڈوبائیگا۔ جگ۔ ندھی اتی۔ اگاہ تمہیں

سوال ۲۔ اسُروں کا لوک یا اندھیرے لوک میں ان آتم ہتیاروں کے جانے کا کیا مطلب ہے۔ کیا نظام قدرت میں ایسے لوک موجود ہیں۔ یا یہ شاعرانہ استعارہ میں ناپسندیدہ حالت سے مُراد ہے؟

جواب:۔ دونوں ہی باتیں صحیح ہیں۔ ایسے تاریک گڑھے بھی ہیں۔ اور اس قسم کی حالتیں بھی ہیں۔ جو شخص مزاج اور طبیعت کا جیسا ہوتا ہے۔ اس کے رہنے کی جگہ بھی ویسی

---

* نوٹ صفحہ ۸۲
(کبیر صاحب کا کلام) گورو پشو۔ نر پشو۔ وید پشو۔ سنسار
مانش سوئی جانئے جاہی بویک وچار

ہوتی ہے۔ لطیف شے لطیف مقام میں رہتی ہے۔ اور کثیف شے
کے لئے کثیف جگہ مقرر رہتی ہے۔ یہ اصُول ہے۔ اور یہ اصُول
قدرت میں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ اور تم لوگ اپنی خانہ داری کے نظام
میں بھی اُس کی پابندی کو مدِّ نظر رکھتے رہو+

سوال ۳۔ اِن کو آتم ہتیارا کیوں کہا گیا؟

جواب ۱۔ اس کا مفصّل جواب تو دے دیا گیا۔ اب پھر سُنو۔ آتم
ہتیارے وہ اِن وجہوں سے ہیں:۔

(الف) وہ اپنے آپ کو علیٰحدہ شخصیت اور فردیّت مانتے ہیں
حالانکہ یہ علیحدگی قدرت میں کہیں نہیں ہے۔ سمندر سے نہ بوند جُدا ہیں
نہ بُوند سمندر سے جُدا ہیں۔ پھر یہ بوند بوند بھی آپس میں جُدا نہیں ہیں

(ب) یہ ایشور کو اپنے سے بالکل نیارا اور مختلف مانتے ہیں۔
حالانکہ اسی میں اوت پروت ہیں۔ جو شخص ایشور کو اپنے سے جدا مان
کر اُس کی بھگتی کرتا ہے۔ اُسے اس قدر بھی سمجھ نہیں ہے۔ کہ بھگتی پریم
ہے۔ پریم محبت ہے۔ محبّت جب ہوگی اپنے ہم جنس کی ہوگی۔ اور
اصلی محبت تو صرف اپنی ذات کی ہے۔ غیر ذات اور غیر جنس کی
بھگتی خواہ محبّت کا قدرت میں کہیں نہیں ہے۔ جو ایشور۔
دید۔ برہم۔ کشیتر وغیرہ کو اپنی ذات سمجھ کر نہیں مانتا۔
بلکہ اپنے سے جدا سمجھ کر مانتا ہے۔ وہ اُسی طرح آتم ہتیارا ہے۔ جس
طرح کوئی جسم رکھنے والا شخص اپنے ہاتھ پاؤں کو جسم سے جدا مانتا
ہے۔ اس لئے ایسا آدمی تفرقہ پسند ہوگا۔ تفرقہ پسندی خودکشی ہے*۔

* یہ مضمون وِرہار نیک اپنشد میں تیسری ادھیا ... سے مواد کے سلسلہ میں مفصل اور واضح صورت میں آتا ہے

(ج) قدرت میں ہر جگہ وحدت ہے۔ جسے قلت اور کثرت کہا جاتا ہے۔ وہ بھی وحدت ہے۔ اور جو ایسا نہیں سمجھتا۔ اُسے آتم ہتیارے کے سوا اور کیا کہا جائے۔ تمام تفرقہ پسند مُشرک دویت وادی آتم ہتیارے سمجھے جانے کے قابل ہیں +

(د)۔ اور پہلے آتما کی تعریف میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ آتما ات (حرکت) اور منن (غور تمیز) سے خالی نہیں ہے۔ اس نظر سے جو بیکار اور بیعقل رہنے کے خیال کو پختہ کرتے ہیں۔ وہ بھی آتما کے ہنن کرنے والے اور اپنے آپ کو ذبح کرنے والے ہیں۔

وغیرہ وغیرہ

اعتراض۔ جب تمہارے کہنے کے بموجب قدرت میں دویت کا اہتمام ہی نہیں ہے۔ اور ایک کے سوا تم دوسرے کے وجود کے قابل ہی نہیں ہو تو پھر کسی کو آتم ہتیارا کہنا صحیح اور سچا کیسے ہو سکتا ہے!

جواب (۱) جیسے ہم اپنے آپ ہی ہیں۔ بات چیت کرتے ہیں۔ اور سوال و جواب ہوتے رہتے ہیں۔ ویسے ہی یہ حالت بھی سمجھو۔ ایک ہی وجود ہے۔ جس نے اپنے کو سب میں محیط کُل بنا رکھا ہے۔ اس پر کافی روشنی دوسری آپنشدوں کی تعلیم سے ملیگی

خلاصہ (۱) بیکاری اور بیعقلی اُصول قدرت کے خلاف ہیں +

(۲) بیکار اور بیعقل خودکش اور آتم ہتیارے ہیں +

(۳) بیکار اور بیعقل مر کر تاریک کروں میں جگہ پاتے ہیں +

چوتھا منتر

مات رِشوا۔ کی تعریف

(٥) اڈول۔ ایک (اور) مَن سے زیادہ تیز (ہے) (دیوتا (اندریاں) اُسے نہیں پہنچ سکتیں۔ (وہ سب کے) آگے آگیا ہے۔ وہ دوڑتے ہوئے دوسروں کو لانگھ گیا ہے۔ ٹھہرا ہُوا اُسی پر اُسی کا سہارا (ہے) اپ (طاقتوں) کو وہ مات رِشوا (سُوتر آتما محیط کُل جوہر) الگ الگ تقسیم کرتا ہے۔

مات رِشوا۔ ماتری (آکاس وسعت) شِو (پھیلا ہوا) برہمہ یا الشور سے مراد ہے۔ ویدوں میں جنجھ کی صورت میں پران وایو کو بھی یہ نام دیا گیا ہے۔

تفسیر

سوال۔ برہمہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب۔ بے حرکت اور مَن سے زیادہ تیز۔ اندریوں کی

رسائی سے اونچا - سب کے آگے - ایسا باحرکت کہ سب کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے - وہ آدھار محض ہے - ساکن ہے - اور اُسی پر سب ٹھہرے ہوئے اُسی کے سہارے ہیں - اُسی محیط کُل جوہر سے سب کو طاقت ملتی ہے - (وہ مات رِشوا یا سُوتر آتما ہے - جو ہر شے میں اوت پروت ہے)

سوال ۲ - کیا اس تعریف میں اجتماع ضدّین کا نقص نہیں ہے؟

جواب - نہیں

سوال ۲ - حرکت اور بیحرکتی باہمدگر مخالف ہیں - اُپنشد کہتی ہے کہ وہ ٹھہرا ہوا ہے - اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتی ہے - کہ وہ حرکت میں سب سے آگے بڑھ گیا ہے!

جواب - یہی تو اس کے سمجھانے کی خوبی ہے - اور کسی طرح یہ مضمون صاف نہیں ہونیوالا تھا - اُپنشدوں نے اسے بالتوالنفی کے پہلو کو لے کر ذہن نشین کرایا - یا اس طرح اجتماع ضدّین کی مدد سے سمجھایا - اب تم توجہ کے ساتھ سُنو - تاکہ اسے خوب سمجھ سکو - ایشور جگت کا جوہر ہے - جو کُل اور جُز سب میں رہتا ہے اور جو جُز اور کُل سب میں محیط ہو - وہ غیر منقسم اور اکھنڈ ہے اور ایک ہے - اور دائم اور قائم ہے - اور جو یہ حرکت پرتیت ہوتی ہے - یہ اسی کے محیط کُل چیتن شکتی کا کھیل ہے - یہ حرکت کہیں باہر یا اُس سے علاوہ نہیں ہے - کیونکہ اس کے سوا جب دوسرا ہو - تب وہ اس میں حرکت کرے - یہ سب رچنا اُسی میں اور اسی کے آسرے ہے - اور اس نظر سے وہی برہمانڈ

کے جگت میں رہتا ہُوا پنڈ کے جگت میں بھی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جسے ہم جیو کہتے ہو۔ اصلیّت کی نظر سے وہ برہمہ ہی ہے خودی کا پردہ اگیان کی صورت میں ہے۔ جس کی وجہ سے جیو اپنے آپ کو جزُ سمجھ کر اس کلُ سے جدُا سمجھ بیٹھا ہے۔ حالانکہ اگر کلُ میں سے ایک جزُ بھی علیحدہ نکال لیا جائے۔ تو اس کی علیحدگی سے وہ کلُ کلُ نہ کہلائیگا۔ بلکہ دو اجزا بنجائینگے۔ جن میں سے ایک بڑا ہے۔ اور دوسرا چھوٹا ہے +

میں نے اس کلیّت اور مجموعیت کے سمجھانے کی کوشش پہلے بھی سمندر کی تمثال سے کی ہے۔ اب سمندر سوچو کیا ہے؟ کلُ ہی تو ہے۔ اور اس کے جو اجزا بوندوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ وہ خود بھی تو سب سمندر ہیں۔ سمندر ان سب میں سمایا ہوا ہے۔ اسی طرح وہ ایشور بھی کلُ کی شکل میں جیو جیو کے اندر بسا ہُوا ہے۔ جیو کو اُسی طرح اس کا جزُ (صرف کہنے کے لئے) مان لو۔ جیسے بوُند کو سمندر کا جزُ مانتے ہو۔ لیکن جیسے بوند سمندر ہے۔ اور سمندر کے سمندر پنے سے نہ خالی ہے۔ نہ خالی سمجھا جا سکتا ہے۔ ویسے ہی جیو برہمہ ہے۔ اور برہمہ کے برہمہ پنے سے نہ جدا ہے۔ اور نہ جدا کیا جا سکتا ہے +

یہ برہمہ یا برہمہ پنا آدھار ہے۔ اور اس کے اندر جو جیو پنا پرتیت ہو رہا ہے۔ وہ جزُویت کے گیان کا کھیل ہے۔ اس جزوِیت کے گیان کے کھیل میں حرکت ہے۔ حرکت برہمہ میں نہیں ہے۔ اور وہ بھی برہمہ کے اندر ہی ہے۔ اس کے باہر نہیں

ہے۔ اس نظر سے برہم میں حرکت اور بے حرکتی کے اجتماع ضدین کو سوچ سمجھ کر تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر اس طرح سمجھا جائے۔ تو پھر برہم کی اصلیت سمجھنے میں ذرا بھی دقت نہ محسوس ہو۔ اور ضدین کا نقص بھی نظر نہ آئے ؛

سوال ۴۔ وہ من سے تیز اور اندریوں سے آگے پہنچا ہوا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے ؟

جواب۔ اُس تک من اور اندریوں کی رسائی نہیں ہے یہ ضرور ہے۔ کہ جہاں جہاں من اور اندریاں ہیں۔ وہاں وہاں برہم بھی ہے۔ لیکن یہ کبھی نہ کہا جا سکتا ہے۔ نہ کہنے میں آتا اور آسکتا ہے۔ کہ برہم کی حد یہاں ہی تک ہے۔ بلکہ خیال فوراً مرکزی نقطہ بناتے ہو۔ برہم کو اسی وقت اس مرکزی نقطہ سے اونچا پاتا ہے۔ اور وہ اس سے پرے نرنتیا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہا گیا ہے۔ کہ برہم من سے تیز اور اندریوں کی پہنچ سے پرے ہے ؛

سوال ۵۔ برہم ساکن ہے۔ اور سب اسی کے سہارے ہیں اور اُسی کی مدد سب کو ملتی ہے۔ اس کی کچھ صراحت درکار ہے ؛

جواب۔ یہ بات تو آئینہ کی طرح صاف ہے۔ سمندر میں کونسی بوند ہے۔ جو سمندر کے سہارے نہیں ہے۔ اور سمندر اُسے مدد نہیں دے رہا ہے۔ ہر بوند کے پس پشت ہر جگہ اور ہر وقت سمندر ہی لہرا رہا ہے۔ اور سب کا سہارا بنا ہوا

سب کا مددگار ہے۔ اور سب اُسی پر قائم ہیں۔ وہی تو سب میں اوت پروت ہے۔ وہی سب میں بھرا ہوا ہے۔ اس سے خالی ایک بھی تو نہیں ہے۔ نہ ہو سکتا ہے۔ یہ سبب ہے کہ اُپنشد نے سب سے پہلے منتر میں ہی ہدایت کی۔ کہ سب میں برہم کو بسا کر تب اس جگت کو ویراگ کے ساتھ بھوگو۔ اور کسی کے دھن کی لالچ نہ کرو۔

خلاصہ ۔ برہم محیطِ کُل ۔ بے حرکت ۔ ایک ۔ من سے تیز ۔ اندریوں کی پہنچ سے پرے ۔ سب کا آدھار اور سب کا سہارا دینے والا ہے۔

پانچواں منتر

مزید تعریف

منتر

وہ چلتا ہے۔ وہ نہیں چلتا ہے۔ وہ دُور ہے وہ یقینی طور پر نزدیک ہے۔ وہ اس سب جگت کے اندر ہے۔ وہ سب جگت کے باہر ہے۔

تفسیر

سوال ا- یہاں پھر اجتماع ضدین کا نقص آگیا۔

جواب - پھر ہوا کیا؟ کیا وہ ایش یا برہم ایسا نہیں ہے
اس کا جواب پورے طور پر چوتھے منتر میں دے دیا گیا ہے
کیا پھر دوبارہ اس کا اعادہ کرانا چاہتے ہو؟ تاہم پھر بھی کچھ
نہ کچھ سن لو:-

آدھار اور سب کا سہارا ہونے کی وجہ سے وہ ساکن
ٹھہرا ہوا اور بے حرکت ہے۔ اور چونکہ اسی کے سہارے سب
کو طاقت ملتی ہے۔ اور سب میں اسی کی طاقت سے حرکت
آتی ہے۔ اس لئے وہ با حرکت ہے۔

جو اُسے اپنی ذات۔ اپنا جوہر۔ اپنی اصلیت اور اپنا
تتو مانتے ہیں۔ اُن سے تو وہ یقیناً نزدیک ہے۔ لیکن جو
اُسے اپنے سے جدا۔ اپنے علاوہ۔ اور اپنے سے مختلف
مانتے ہیں۔ اُن سے وہ یقیناً بہت دور ہے۔ یہ اُسے نہ
سمجھینگے نہ سمجھ سکینگے۔ اور نہ وہ اِن کی سمجھ میں آنیوالا ہے۔
کیونکہ یہ ایشور کو غیر مان رہے ہیں۔ مغایرت میں محبت نہیں
ہوتی۔ اس لئے وہ ایشور کے ہزار بھگت کہلاتے ہوئے
بھی اُسے دور ہی پائینگے۔ اور تم کو جو دنیا میں یہ فتنہ۔ فساد
نظر آرہا ہے۔ وہ صرف اسی مغایرت کا نتیجہ ہے۔ مغایرت
دوری ہے۔ محبت قرب ہے۔ متعصب اور یکشیاتی اہل
مذاہب خدا پرستی یا ایش پرستی کی ڈینگ مارتے ہوئے بھی خدا

یا ایشور سے لاکھوں کوس کی دوری میں ہیں ۔ یہ جھگڑا اور تفرقہ انداز بنے رہینگے ۔ کیونکہ مغایرت کے غلام اور دلدادہ ہیں ۔ ایشور کو صرف وہ پا سکتے ہیں ۔ جو اسے اپنی ذات سمجھتے ہیں اس سمجھ کے آتے ہی وہ قریب ہو جاتا ہے ۔ مغایرت کی جگہ لیتی ہے ۔ اور تفرقے مٹ جاتے ہیں +

وہ سب کے اندر ہے ۔ اسی خیال سے پہلے منتر میں سب میں اس کے بسانے کی ہدایت کی گئی ہے ۔ وہ حقیقت میں سب متحرک اور غیر متحرک اشیا کو اپنا گھر بنائے ہوئے ان کے اندر بسا ہوا ہے ۔ اور وہ ان کے باہر بھی ہے ۔ کیونکہ اگر ہم یہ کہو کہ یہ جگت ہی برہم ہے ۔ تو اسی وقت جگت اس کے سہارے پرمیت ہوگا ۔ اور برہم اس سے پرے سوچا جائیگا وعلے ہذالقیاس +

خلاصہ ۔ دور نزدیک ۔ باحرکت بے حرکت ۔ اندر اور باہر برہم ہی برہم ہے +

اوپر کے پانچ منتروں پر مزید روشنی

پہلے منتر میں ایشور کے ایک مستقل اور مضبوط خیال بندھانے کی تدبیر بتائی گئی ۔ اس سے سچی اثبات پسندی کا

سبق ملتا ہے۔ ساتھ ہی چونکہ انسان کو بھوگ بلاس کی پڑی رہتی ہے
اور یہ ہوس کتنے آدمیوں کے دلوں سے دور ہوتی ہے۔ اس لئے اُن
سے جگت کا بھوگ نہیں چھینا گیا۔ بلکہ اُس کے بھوگنے کی ہدایت
ایشور پر بھروسہ رکھتے ہوئے۔ ویراگ کے ساتھ بھوگنے اور دوسرں
کی دولت کی لالچ سے بچ کر رہنے کی ہدایت کی گئی۔ کیونکہ لالچ
کرنے سے پھر یہ بھوگ بھی ہاتھ نہ آئیگا۔ یہ ایمان اور اثبات
پسندی ہے +

دوسرے منتر میں کام کرنے کی تاکید اور بیکار رہنے کے
برخلاف ممانعت کی گئی ہے۔ اور سمجھایا گیا ہے کہ اگر ایشور پرست
بے ہوس۔ ویراگی ہو کر جگت کو بھوگا جائے۔ اور ساتھ کرم کرتا
ہُوا آدمی سو برس تک زندہ رہے۔ تو یہ کرم اُسے کبھی قید و بند
میں نہ لائیگا۔ نہ وہ بندھن کا باعث بنیگا۔ یہ کرم اور نشکام کرنے
کا اُپدیش ہے +

تیسرے منتر میں گیان۔ سمجھ بوجھ۔ بویک اور تمیز سے کام
لینے کی ضرورت محسوس کرائی گئی۔ کیونکہ بغیر گیان کے ایک میں انیک
اور انیک میں ایک کی اصلیت کا سمجھ میں آنا مشکل ہے۔ اور انسان
کے اگیانی بن کر تفرقہ پسند بنجانے کا خطرہ ہے۔ ایسے اگیانیوں کی
بابت جتایا گیا ہے۔ کہ وہ مرنے کے بعد تاریکی میں جاتے ہیں۔
جو صحیح ہے۔ یہ گیان سے تعلق رکھتا ہے +

چوتھے منتر میں ایشور کی ایشوریہ تا۔ یا برہم کا برہم پنا سمجھایا
گیا۔ جو وحدت اور وحدانیت اور توحید ہے۔ اور کس طرح

وہ ایک ہوتا ہوا سب میں سمایا ہے۔ یہ توحید کی بابت ہے
پانچویں منتر میں اسی توحید کو اور زوردار پیرایہ میں مزید
صراحت کے ساتھ ذہن نشین کرایا ہے۔ یہ بھی توحید کے
تعلق میں ہے ؛

چھٹا منتر

توحید پرستی سے فائدہ

جو سب بھوتوں (پرانیوں) کو آتما میں ہی دیکھتا
ہے۔ اور سب بھوتوں (پرانیوں) میں آتما کو دیکھتا ہے
اس (کی وجہ) سے وہ کسی سے نفرت نہیں کرتا ؛

تفسیر

سوال - سب کو آتما میں دیکھنے کا مطلب کیا ہے ؟
جواب - بوندوں میں سمندر کو دیکھنا - جیووں میں ایشور کو
دیکھنا - اور سب میں آتما کو محیط سمجھنا - یہ سب کو آتما میں
دیکھنا ہے ؛
سوال ۲ - سب پرانیوں میں آتما کو دیکھنے سے کیا غرض ہے ؟
جواب - پہلے منتر کی ہدایت پر غور کرو - اس سب میں ایشور

کو بسا دو وغیرہ وغیرہ ۔ آتما کو سب میں دیکھنے کا یہ مطلب ہے ۔ یوں سمجھو یہ جتنے پرانی نظر آتے ہیں ۔ وہ بے شمار گھر میں اور ان سب کے اندر ایک آتما مکمل طور پر بسا ہوا ہے ۔ یہ مکان ہیں ۔ اور وہ مکین ہے ۔ یہ مسکن ہے ۔ اور وہی سب میں ساکن ہے ۔

سوال ۳ ۔ اس طرح سمجھنے سے فائدہ کیا ہوگا ؟

جواب ۔ تفرقات مٹ جائینگے ۔ مغایرت جاتی رہیگی ۔ کسی کی تعریف اور مذمت سے سروکار نہ رہیگا ۔ یہ فائدہ ہے ۔

سوال ۴ ۔ آتما سے ایشور مراد ہے ۔ یا اور کچھ !

جواب ۔ آتما تو آتما ہے ۔ آتما کہتے ہیں ذات کو ۔ جوہر کو ۔ تم یہاں آتما سے مراد ایش یا ایشور سے لے سکتے ہو ۔ کیونکہ ایش اُپنشد اسی لفظ سے شروع ہوتی ہے ۔ لیکن یہ تم کو بار بار سمجھا دیا گیا ہے ۔ کہ ایش یا ایشور اپنی ہی ذات ہے ۔ اگر وہ اپنی ذات نہیں ہے ۔ تو پھر کچھ بھی نہیں ہے ۔ اس کی نہ بھگتی ہوگی ۔ نہ اس کا پریم ہوگا ۔ اور جب پریم نہ ہوگا ۔ تو مغایرت ہوگی ۔ اور جب مغایرت ہوگی ۔ تو پھر تفرقے شروع ہونگے ۔ میں اچھا یہ برا ۔ میرا مذہب صحیح اس کا مذہب غلط ۔ اور اس قسم کا مغایرت پسند اور متعصب آدمی روز بروز تاریکی کے غار میں گرتا جائیگا ۔ اور اس کا نتیجہ آتم ہتیا ہوگا ۔

سوال ۵ ۔ کیا بھلے کو بھلا اور برے کو برا کہنا نفرت پھیلانے

میں داخل ہے؟
جواب - یہ بات آدمی کی نیت پر موقوف ہے - اور نیت کے اندر خود غرضی رہتی ہے - اور خود غرضی میں نفسانیت ہے - نفسانیت مغایرت کی طرف لے جاتی ہے - اور اس کا نتیجہ تم کو بتا دیا گیا - اگر نیت میں فتور نہیں ہے - اور نیک نیتی سے کسی کو بھلا برا کہا جاتا ہے - تو اس میں اسقدر عیب نہیں ہے - لیکن ان کے لئے جو سب میں آتما ہی کو سمایا ہوا دیکھتے ہیں - برا بھلا کہنے کی ضرورت نہیں رہتی - جب آتما ہی پر نظر ہے - تو آتما تو نہ برا ہے - نہ بھلا ہے - اسے کون برا بھلا کہنے لگا - اور اسے بھلا برا کہنا ہی کیوں پڑا۔
خلاصہ - سب میں آتما ہے - اسی کی طرف نظر رہے - اور نفرت سے پرہیز کرو ٭
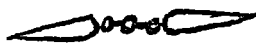
ساتواں منتر

وحدت کا ثمرہ

جس میں سب بھوت (پرانی)، آتما ہی (پرتیت)

ہو گئے۔ وہاں ایکتا (وحدت) کو دیکھتے ہوئے۔
گیان والے پُرش کو کیا موہ اور شوک ہوتا ہے؟۔

تفسیر

سوال ۱۔ تمام پرانی آتما ہی آتما ہو گئے اس کا کیا مطلب ہے؟
جواب۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ (۱) وہ جو اپنے کو سمجھتا ہے۔ ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے۔ (۲) وہ آتما ہے۔ اور سب ہی آتما ہیں۔ (۳) اس میں یکسانیت کی نظر آ گئی (۴) وہ ایکتا دیکھنے والا (وحدت بین) ہو گیا (۵) اس کی نظر میں سب ایک آتما ہی ہو گئے۔ آتما کے سوا اب اُسے کچھ نہیں بھا سکتا اسی کا نام آتم گیان یا برہم گیان ہے۔ جسے ایسا گیان آ گیا وہی گیانی اور وگیانی ہو گیا۔
سوال ۲۔ گیان تو ہو گیا۔ سمجھ آ گئی۔ یہ تو مان لیا۔ پھر موہ اور شوک کیسے چلا گیا؟ موہ اور شوک تو شخصیت کے ساتھ رہتے ہیں۔
جواب۔ شخصیت جو محدود تھی۔ وہ غیر محدود ہو گئی۔ تنگی اور تنگ خیالی جاتی رہی۔ اُس کی جگہ وسعت اور فراخ خیالی نے لے لی۔ تنگ اور محدود شخصیت کی سمجھ کی حالت میں وہ خود غرض اور صرف اپنے ہی نفع پر نگاہ رکھنے والا تھا۔ اب اس کے ذہن نشین ہو گیا۔ کہ یہ چرا چر جگت اور کچھ نہیں ہے

اُسی کا روپ اور اُسی کی ذات۔ اور اُسی کی حقیقت ہے
اور جب دوسرے اُس سے جدا جدا نہیں ہوتے۔ تو پھر
بھرم کیسے اور کس کا ہوگا! بھرم تو وہاں ہوتا ہے۔ جہاں
مغائرت ہوتی ہے۔ اور دو ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو
دیکھ کر مان کر اور جان کر ڈرتا رہتا ہے۔ کہ کہیں وہ دوسرا
اُسے نقصان نہ پہنچا دے۔ لیکن جب ایک ہی ایک رہ گیا۔
دوسرا نہیں رہا۔ تو یہ موہ (بھرم یا تعلق) کس کو اور کیوں ہونے
لگا۔ ایک ایک کو نہ نقصان پہنچاتا ہے۔ نہ خوف دلاتا ہے۔
جو بھرم یا موہ کے نیچے ہیں۔ ایک ایک کو ایسا نہیں کرنا۔ اس
کا امکان ہی نہیں رہتا۔ اور جب دو بنے اور علیحدگی کا بھرم
نہ رہا۔ تو پھر اس کے بعد افسوس اور شوک کیوں۔ کیسے اور
کیسے ہوگا؟

سوال ۳۔ ایکتا کے معنی تو ایک پنا ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ لیکن
جتنا سمجھنا تو ممکن ہے۔ اور ہو بھی سکتا ہے۔ لیکن اس
سے یہ تو مراد نہیں ہے۔ کہ سب مل کر ایک ہی ہو گئے
دوسرا نہیں رہا۔ اور دوسرے کا وہم جاتا رہا؟

جواب۔ اس کی مراد ہی یہی ہے۔ کہ ایک کے سوا دوسرا
نام کو بھی نہ رہا۔

سوال ۴۔ اسے کسی مثال سے صاف کیجئے۔

جواب۔ جب تک دوپنا۔ مغایرت۔ اثنیت اور کثرت
ہے۔ تب تک سمندر میں یوں ہی بوند نظر آتے ہیں۔ یہ بوند

کا نظر آنا نظر کو تنگ بنانا ہے۔ اور جب نظر کی یہ تنگی گئی تو اب صرف ایک ہی سمندر آنکھوں کے سامنے ہے۔ بوندوں کی کثرت اب اُس میں پرتیت نہیں ہوتی۔ اسی کا نام ایکتا۔ ایک پنا۔ اور وحدت ہے۔ اس کے سوا ایکتا اور ایک پنا اور کوئی چیز نہیں ہے +

سوال ۵ ۔ تم جب دیکھو سمندر ہی کی مثال دیا کرتے ہو۔ اور کوئی مثال نہیں دے سکتے ؟

جواب ۔ کیوں نہیں دے سکتے ۔ یہ جگت یا دنیا عالم مثال ہی تو ہے۔ یہاں مثالوں کی کیا کمی ہے۔ جب تم کرنوں کی جانب نظر کرتے ہو۔ کرن ہی کرن نظر کے سامنے ہیں۔ نظر کو پھیلا دو کرنوں کی کثرت اسی وقت سورج کی شکل میں تبدیل ہو جائیگی۔ تم تنگ نظر بن کر ریت کے ذرہ ذرہ ہی کو دیکھ رہے ہو۔ فراخ نظر ہو جاؤ۔ ریگستان مجموعی طور پر آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ تم محدود نگاہ والے ہو کر ایک ایک درخت کو دیکھتے ہو۔ اُن کے الجھن میں پھنستے ہو۔ ذرا اپنی نگاہ کو وسعت دے لو۔ پھر جنگل ہی جنگل دکھائی دینے لگیگا۔ یہ اور مثالیں ہیں +

سوال ۶ ۔ ان مثالوں سے یہ تو نہیں ظاہر ہوتا۔ کہ ذروں کی۔ کرنوں کی اور درختوں کی ہستی جاتی رہی ؟ ۔

جواب ۔ یہ بات تم سے کس نادان نے کہی ہے۔ کہ ان کی ہستی جاتی رہی۔ ہست کی ہستی تو کبھی کسی حالت میں بھی نہیں جاتی۔ یہاں جو ہست ہے۔ وہ نیست کبھی نہیں ہوتا

اور جو نیست ہے۔ وہ تو پہلے ہی سے نیست ہے۔ اس میں
ہستی کیسی!

سوال ۷۔ تمہاری بات مؤثر اور زوردار تو ہے۔ لیکن مجھے
میں کچھ کمی ہے۔ جس کی وجہ سے میں اس ایکتا یا وحدت
کو جیسا چاہئے۔ نہیں سمجھ رہا ہوں۔

جواب۔ ایسا ہی ہے۔ تم بتاؤ۔ دل کے اندر کیا وہم ہے
تب میں جواب دوں۔

سوال ۸۔ میں تو یہ سمجھ رہا ہوں۔ کہ ایک جیو آتما ہے اور
ایک پرماتما ہے۔ یہ دو ہیں۔ اور یہ ہمیشہ دو رہینگے۔
ان کا دوپنا کبھی جانے والا ہی نہیں ہے۔ اور جب
یہ بات ہوئی۔ تو تم جس ایکتا یا وحدت کو ذہن نشین
کرانا چاہتے ہو۔ وہ غلط۔ مبہم۔ اور موہوم مضمون ہے۔

جواب۔ جیو آتما اور پرماتما کی علیحدگی کی حالت ہمیشہ نہیں
رہتی۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ اصل میں علیحدگی نہیں ہے
یہ صرف فرضی اور وہمی ہے۔ اس لئے ایسے دائمیت نہیں
۔ وحدت کے وقت چاہے وہ جس حالت میں ہو۔
جیو آتما اور پرماتما کے درمیان فرق ہی نہیں رہتا۔

سوال ۹۔ مثال سے واضح کیجئے۔

جواب۔ مثلاً جب تک تم جاگتے ہو۔ تب ہی تک یہ انیک
جگت بھاستا ہے۔ اور جب گہری نیند۔ سوشپتی کی حالت
آگئی۔ پھر وحدت آگئی۔ اس کیفیت میں نہ کہیں جیو آتما ہے

نہ پرماتما ہے۔ صرف ایک ہی ہستی ہے۔ جو مکمل وحدت ہے۔ اس میں نام کے لئے بھی فرق نہیں رہتا ہے۔ اگر فرق رہتا۔ تو اس حالت میں بھی آتما اور پرماتما کا بھید ہوتا۔ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھید بالکل فرضی اور وہمی ہے۔ یہ صرف وہم کی حالت میں پرتیت ہوتا ہے۔ اور جب یہ وہم مٹ جاتا ہے۔ تب ہی موہ اور شوک کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اُس سے پہلے ایسا نہیں ہوتا۔ سُشُپتی کی کیفیت وحدت کی کیفیت ہے۔ اس میں نہ آتما ہے۔ نہ پرماتما ہے۔ صرف ہے پنا یعنی ہستی مطلق ہے۔ اور اس واحد ہستی مطلق میں تم موہ اور شوک کو تلاش کرو۔ اُن کا کہیں بھی پتہ نہ ملیگا۔ اور پتہ کیوں ہو! وہاں مغایرت۔ دوپنا اور انیک پنا کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

سوال ۱۰۱۔ ایسی حالت کو میں سمادہی کہتا ہوں۔ یہ حالت سمادہی میں آتی ہے۔ اس وقت جیو آتما پرماتما میں لین ہوجاتا ہے۔

جواب۔ یہ بالکل بھرم ہے۔

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر
فعلِ بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

سمادہی صرف سَنسَم کے دھارن کر رکھنے کا نام ہے۔ یہ سَنسَم کس میں دھارن کیا جاتا ہے؟ اپنے میں۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ اپنے ہی میں ہوتا ہے۔ اپنے سے باہر نہ کچھ ہے۔ نہ

کبھی ہُوا۔ نہ ہونے کا اِمکان ہے۔ یہ صاف صاف اور سچی سچی باتیں ہیں۔ اِن کا سمجھنا اس قدر مشکل بھی نہیں ہے۔ لیکن دویت وادی اور شرک کے غیر فطرتی وہم کو پختہ کرتے کرتے اس قدر اگیانی ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ حقیقی سچی اور قدرتی بات ان کی سمجھ سے باہر ہو جاتی ہے۔ یہ ہمیشہ آتما اور پرماتما کے موہ (بھرم) میں پڑے رہینگے۔ اِن کا موہ اور شوک اگر دور بھی ہو تو کیسے ہو! کیونکہ دل میں دویت۔ دو پنے۔ اور کثرت کے وہم کا بھوت سمایا ہوا ہے۔

سوال ۱۱۔ (اعتراضی پہلو کے ساتھ) "یار! تم تو صاف لفظوں میں ناستک ہوئے جا رہے ہو۔ ایشور تک کی جڑ کاٹ دی۔ جو ہے وہ آتما ہی ہے۔ پرماتما کچھ بھی نہ رہا۔ حالانکہ اس میں ایش اُپنشد کی تعلیم 'ایشور' لفظ سے شروع ہوئی ہے۔

جواب۔ تم پھر اور گہرے بھرم میں پڑ گئے۔ ہم ایشور کی ہستی سے مُنکر تو کسی حالت میں نہیں ہیں۔ ایشور خیالی اور معتقدانہ معراج ہے۔ وُہی تو وحدت کی نظر سے منزلِ مُراد اور اِشٹ پد ہے اور وہ ہماری اپنی ذات ہے۔ جو جیو پنے کی وہمی حالت میں نظر کے وسیع کرنے کے لئے ہم اس پر غور کرتے رہتے ہیں۔ اسی کا نام وحدت ہے۔ ایشور ایک ہے۔ دو چار دس بیس ایشور نہیں ہیں۔ اور جب وہ ایک ہے اور اس کے سوا دوسرے کا امکان ہی نہیں ہے۔ تو وہ اگر ہماری ذات نہیں ہے۔ اور کیا ہوگا! وہ نہ ہم سے کبھی جُدا ہے۔ نہ جدا ہُوا۔ اُپنشد اسی خیال کو آہستہ آہستہ بھرم مٹاتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کرتی ہے۔

خلاصہ۔ وحدت بین گیانی وحدت بین ہے۔ اور موہ شوک سے آزاد ہے ؏

چھٹے اور ساتویں منتر پہ مزید روشنی

جو کچھ ہے وہ برہم ہی ہے۔ وہ اٹل اور غیر تبدیل ہونے والا ہے۔ اور اس لئے دائم قائم ہے۔ من۔ پران۔ جسم مزاج۔ جذبات۔ کرم۔ دھرم تبدیل ہونے والی صورتیں ہماری ذات نہیں ہیں۔ صفات بیشک کہ لو۔ ذات میں تبدیلی کا امکان محال ہے ؏

جگت میں جو کچھ ہے۔ چاہے وہ متحرک ہو یا غیر متحرک جب ان کو آتم درشٹی (ذات کی نظر) سے دیکھا جاتا ہے تو پھر سب میں وحدت ہی وحدت پرتیت ہونے لگتی ہے۔ اور وحدت چونکہ ذات ہے۔ اور کوئی مخلوق

اصلیّت اور حقیقت کی نظر سے ہم سے نہ جُدا ہے۔ نہ مختلف ہے۔ جب یہ گیان ہو جاتا ہے۔ تو پھر آتما ہی مکمّل پرماتما بھاسنے لگتا ہے۔ اور موہ شوک کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جاتا ہے۔

صرف اسی کو جس نقطۂ نظر سے ممکن ہو۔ ذہن نشین کر لینا،

آٹھواں منتر

برہمہ کی تعریف

منتر

وہ نُورانی۔ بغیر جسم۔ بغیر زنگ۔ بغیر رگ و ریشہ۔ الا شُدھ (پاک) اور پاپ کی چھُوت سے آزاد سب جگہ موجود ہے۔ سب کا دیکھنے والا۔ تن کی پریرنا کرنے والا سب میں محیط ہے۔ سو سمجھو آپ ہونیوالا (سنئے سطلق) ہمیشہ سے مناسب اور موزوں طریقہ پر

اس نے ہر ایک شے کی ترتیب دی ہے ؎

سوال ۱۔ اس منتر میں کس کی تعریف ہے۔ آتما کی یا پرماتما کی؟
جواب۔ پرماتما کی جو وحدت واحد اور واجب الوجود ہے۔ وہی اصلی حقیقی۔ دائمی جسم رنگ اور رشتوں کے تعلق سے آزاد ہے۔ پاک ہے۔ بے خطا ہے۔ وہ ہر جگہ ہے۔ سب کا ناظر سب کا متحرک۔ سب میں محیط ہستی مطلق وہ کوی (شاعر) بلند خیال اور منیشی (دانا) ہے۔ جو شے یہاں نظر آتی ہے۔ اُسی کی ذات سے نہایت موزونیت کے ساتھ سب کی ترتیب تقسیم اور تنظیم ظہور میں آئی ہے ؎
سوال ۲۔ تب تو خود تم دو کے ماننے والے ہو گئے۔ آتما
اور پرماتما کے۔ پھر جب خود بھید وادی اور دویت
وادی ہو گئے۔ تو تمہاری وحدت بنی کا اصول جڑ
سے کٹ گیا۔ اور تعلیم غلط ثابت ہوئی ؎
جواب۔ کب اور کس حالت میں؟
سوال ۲۔ اس وقت اور اس حالت میں۔ اور ہر حالت میں
جواب۔ صرف تمہارے ذہن نشین کرانے کی نیت سے یہ بات کہی گئی ہے۔ تم یکبارگی نہ سمجھ سکتے۔ ہر سنگ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ آتما تو آتما ہی ہے۔ چاہے وہ ورے کا آتما یعنی جیو آتما ہو۔ خواہ پرے کا آتما یعنی پرماتما ہو۔ یہ بات میں نے ساتویں منتر کی تفسیر میں تمہیں ذہن نشین کرا دی تھی

سوال ۴ - اُسی کی بنا پر میں اعتراض کرنے لگا ہوں - اور میرے اعتراضات یہ ہیں :-

(۱) جیو ساکار ہے - برہمہ نراکار ہے -

(۲) جیو ساکار ہونے سے محدود ہے - اور برہمہ نراکار ہونے سے غیر محدود ہے -

(۳) جیو الپگیہ الپ درشٹا اور الپ کرتا ہے - برہمہ سروگیہ - سرب درشٹا اور سرب کرتا ہے وغیرہ وغیرہ

جواب - یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو - صفت کی نظر سے کہہ رہے ہو - ذات کی نظر سے نہیں کہہ رہے ہو - سروگیہ تا - الپگیہ تا وغیرہ سب صفات ہیں - اور صفات تبدیل ہوتی رہتی ہیں - ان کی اپنی جدا ہستی کوئی نہیں ہوتی - بلکہ ان کی فرضی ہستی کسی اور حقیقی ہستی کے تابع ہے - اپنے اعتراض کے جواب سُنو :-

(۱) اگر جیو ساکار ہے - تو پھر برہمہ ساکار کیوں نہیں ہے - جیو پنڈ یعنی جسم میں رہتا ہوا جسمانی پرنتیت ہوتا ہے - اسی طرح برہمہ برہمانڈ کے جسم میں رہتا ہوا جسمانیت سے آزاد کیسے ہوا *

(۲) مانا ظاہری نظر سے جیو الپگیہ اور برہمہ سروگیہ وغیرہ - لیکن یہ دونو صفت ہی صفت ہیں - فرق صرف محدود اور غیر محدود کا ہے - لیکن - اگر ذرا غور کرو - تو آسانی سے سمجھ میں آ جائے - اس طرح کی صفت خود محدودیت کا ... ہے - اصل میں برہمہ صفت کے دائرے سے بھی پرے ہے *

(۳) اب مشابہت کے پہلو کو نظر کے سامنے لے کر سوچو
جیسے تم جیو کہہ رہے ہو۔ اس کا روپ کیا ہے؟ جیو۔ فرضی محدودیت
کی حالت میں بھی جسم۔ رگ۔ ریشہ۔ اور رنگ وغیرہ کی رعایت
سے آزاد ہے۔ نہ وہ بھی آنکھ۔ کان ناک نہیں ہے۔ اور جیسے برہم
تمام برہمانڈ کا پریرک ہے۔ وہی اس کی کیفیت اس پنڈ کی
نظر سے ہے۔ جیسے پنڈ اور برہمانڈ کی یکسانیت ہے۔ ویسے
ہی جیو اور برہم کی بھی یکسانیت ہے۔ جہاں تمیزی مدارات
اور صفاتی توہمات حائل نہیں ہوتے وہاں جیو اور برہم میں
فرق نہیں محسوس ہوتا۔ جیسا کہ میں نے سوشپتی کی مثال سے
تمہارے ذہن نشین کر دیا ہے *

سوال ۵۔ آپ ہی ہونے والا سے کیا غرض ہے؟
جواب۔ منتر میں "سوئمبھو" لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی
آپ ہونے کے ہیں۔ "سوئیم" (خود) بھو (ہونا)۔ اس سے
مراد ہے۔ کہ حقیقی اور اصلی ہستی صرف اس کی اور اسی میں
ہے۔ اور اپنی ہستی کے لئے وہ کسی اور ہستی کا محتاج نہیں
ہے۔ دوسری ہستیاں بھی سب اسی کی ہستیاں ہیں۔ اس کے
سوا اور کوئی ہستی نہیں ہے *

سوال ۶۔ کیا مایا یا پرکرتی بھی وہی ہے؟
جواب۔ مایا یا پرکرتی۔ قدرت۔ صفت اور مادیت کو
کہتے ہیں۔ پر تم یہ نہیں سمجھ سکتے۔ کہ قدرت قادر میں۔ صفت
موصوف میں۔ اور مادیت مادہ میں رہتی ہے۔ قادر نہ ہو۔

تو قدرت کا رہنا محال ہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ صفت جب ہوگی۔ موصوف ہی کے تابع اور ماتحت ہوگی۔ مادیت مادہ کو چھوڑ کر کہاں جائیگی۔ ایسی حالت میں قدرت اور قادر کے اندر فرق کیا ہے؟ جو وہ ہے۔ وہی تو یہ بھی ہے۔ اس لئے بَل کو بلوان سے جدا سمجھنا اگر بھرم نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے یہاں اصل میں توحید کے سوا اور کوئی شئے نہیں ہے۔ ایک ہی واجب الوجود ہے جس کی ہستی کبھی نمودی شکل میں محسوس ہوتی۔ اور کبھی وجودی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔

سوال ۷- لیکن وہ بغیر جسم بغیر رگ وریشہ اور بغیر رنگ روپ کا کہا گیا ہے!

جواب - یہ سچی بات ہے۔ اس کے صحیح ہونے میں شک ہی کیا ہے۔ اس پر پہلے ہی سوچا دیا گیا ہے۔ کیا دوبارہ پھر سننا چاہتے ہو۔ وہ آدھار محض اور سہارا محض ہے۔ اس جگت کا کھیل اسی کے سہارے ہوا کرتا ہے۔ اور لطیف نظری کی نگاہ سے وہ جسمانیت کی رعایت سے پاک اور صاف ہے۔

سوال ۸- وہ کوی (شاعر) اور منیشی (درنا) کہا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی ہر شئے کا ترتیب اور قاعدہ میں لانے والا بتایا گیا ہے۔

جواب - صحیح بتایا گیا ہے۔ کوی اور منیشی ویدک اصطلاحات ہیں۔ کوی کہتے ہیں شاعر اور ناظر کو۔ یہ لفظ رشی کا مرادف

اور ہم معنی ہے۔ اور منیشی کہتے ہیں۔ سوچنے والے یا منن کرنے والے کو۔ ان دونو الفاظ کی مراد کے درمیان فرق ہے۔ کوئی فوق العقل ہے۔ جو اصلیت سے ملا ہُوا اصلیت کا شاہد دیکھنے والا ہے۔ منیشی میں غور اور تمیز ہے۔ یہاں اس درجہ میں آکر اس کے اندر تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ تب تمیز کو حرکت ملتی ہے۔ برہمہ کے اندر یہ دونو اوصاف ہیں۔ ایک عالم بالا پر بلند پرواز رہتا ہے۔ دوسرا منقسم تمیز کی قابلیت سے نیچے اُترتا ہُوا۔ اصلیت کے اظہار کے سمجھ پر قادر ہوتا ہے۔ ایک لطیف ہونے سے اروپ اور نِرگن ہے۔ دوسرا کثافت کو لئے ہوئے سگن ہے۔ یہ دونو اوصاف برہمہ میں ہیں۔ اور اُسی کے سہارے اور اُسی میں ہیں۔ اسی وجہ سے وہ سویمبھو آپ ہونے والا کہا گیا ہے۔ وہی اوپر ہے۔ وہی نیچے ہے +

خلاصہ :- برہمہ ہی آزاد مطلق۔ ہستی مطلق۔ گیان مطلق۔ پاک جسمانیت و رنگت وغیرہ سے مبّرا محیط کُل۔ ناظر۔ ناظم سب کچھ ہے +

نواں منتر

اَوِدّیا۔ وِدّیا۔ کی اُپاسنا

---:---

منتر

جو اَوِدّیا کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ وہ نہایت تاریکی میں داخل ہوتے ہیں۔ اور اُن سے بھی زیادہ تاریکی میں وہ داخل ہوتے ہیں۔ جو وِدّیا میں رَت (مست) رہتے ہیں ﴿

---:---

تفسیر

سوال ا۔ اس میں تو شک ہی نہیں کہ جہالت پسند لوگ تاریکی میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ کیوں کہا گیا کہ علم پسند اور علم دوست اُن سے بھی زیادہ اندھیرے میں داخل ہوتے ہیں ﴿

جواب۔ یوں سمجھو۔ وِدّیا۔ اور اودیا دونوں سے کوئی مقصد نہیں ہے۔ نہ معراج ہے۔ نہ اِشٹ ہے۔ یہ ضرور ہے۔ کہ اَوِدّیا یعنی جہالت سے وِدّیا اور علم ہزارہا درجہ بہتر

ہے - جاہل تو خود ہیچ اندھیرے میں ہے - اس کی نسبت تو کچھ ہی نہیں ہے - لیکن عالم جو علم کی غرض کو نہ سمجھ کر اسی کی دُھن میں لگا رہتا ہے - خواہ اس کے ناز - غرور اور گھمنڈ کے نشہ میں چور ہے - وہ جاہل سے بھی زیادہ جاہل - اور تاریکی سے بھی زیادہ تاریکی میں داخل ہے - غرور اور بیجا ناز کس بات کا! یہ غرور ہی تو دنیا کے قید و بند کی جڑ ہے - جاہل تو جہالت میں پھنسا ہوا ہے - اور مغرور عالم علم کا سودائی بنا ہوا جہالت کے درجہ سے گزرا ہوا اور بھی زیادہ بدتر حالت میں ہے ۔

سوال ۲ - مضمون ابھی تک بہت صاف نہیں ہوا

جواب - قصہ سنو -

قصہ - دو آدمی تھے - ایک تو حیوانیت کے درجہ کا تھا اور ودیا خواہ علم سے اُسے کوئی تعلق نہیں تھا - کھایا - پیا سو رہا - دوسرا ذہین - ودوان محقق اور عالم تھا - اُسے ہر وقت تحقیقات کی پڑی رہتی تھی - اور اپنے علم کے نشہ میں چُور رہتا تھا - دونوں ایک ساتھ کسی خوبصورت سے باغ میں گئے - نادان آدمی تو پھل کھانے میں لگ گیا - دانا شخص درخت گننے - ان کی نوعیت اور جنسیت کے پہچاننے اور بنسپتی ودیا خواہ علم نباتات کے زعم میں تحقیقات کرنے میں لگا - شام ہوگئی - دونوں کو مجبوراً باغ سے باہر نکلنا پڑا - ایک تو حریص ہے - کہ اس قدر پھل کھائے تھے - کہ اُسے چلنے میں تکلیف ہونے لگی - دوسرا پھل کھانے سے

محروم رہ کر اسی عقلی اور دلی افسوس میں بسورتا ہوا پریشان ہو گیا کہ اس سے تو وہ جاہل ہی اچھا رہا۔ جسمانی عذاب اس قدر بُرا نہیں ہے۔ جس قدر دلی عذاب بُرا ہوتا ہے۔ ایک تو پھر بھی کسی نہ کسی طرح برداشت کر لیا جاتا ہے۔ دوسرا ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ اس نظر سے عالم کے غرور کو جہالت سے بدتر بتایا گیا ٭

سوال ۳۔ ابھی تک مراد کی وضاحت نہیں ہوئی ٭

جواب۔ ایک نادان شخص ہے۔ جو نہ جیو کی سمجھ رکھتا ہے نہ ایشور کی۔ اس کے تاریکی میں رہنے میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جیو اور ایشور کی ماہیت سے بیخبر ہے۔ اُسے موڑھ کہتے ہیں۔ اور دوسرا پڑھا لکھا جاہل ہے۔ جس نے کتابوں میں یہ پڑھ لیا۔ کہ جیو اور برہمہ چیتن روپ سے ایک ہیں۔ چیتن روپ کی نظر سے ان کے درمیان بھید نہیں ہے۔ خواہ کسی سے یہ سُن لیا۔ کہ جیو اور برہمہ میں یکسانیت ہے اور اسی ایک ودیا کے خیال میں رت ہو کر خواہ مخواہ ہر وقت "اہم برہمہ آسمی"، "اہم برہمہ آسمی" چلاتا ہوا رہتا ہے۔ اور بغیر اصلیت کا ساکشاتکار کئے ہوئے ناحق شور مچا رکھا ہے۔ یہ اس جاہل سے بھی زیادہ جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہے ٭

سوال ۴۔ ان عالموں کی کتنی قسمیں ہیں:۔

جواب۔ کئی کئی:۔

(۱) جو پڑھی پڑھائی باتوں میں رت ا پھیلے ہیں۔ وہ واچک گیانی ہیں۔ یہ جاہل سے بھی زیادہ جاہل ہیں ٭

(۲) جنہوں نے ایشور کے آدرش کو عملی نقطۂ نگاہ سے نہیں قبول کیا۔ وہ بھی ایسے ہی ہیں ؛
(۳) جو علم کے ناز کے نشہ میں چُور ہو کر کرم کرنا چھوڑ بیٹھے اور اپاہج پنے کی زندگی بسر کرنے لگے وہ بھی ایسے ہی ہیں ؛
(۴) جو ایشور کے ستبل اور شدھ روپ کے بحث مباحثہ میں پڑے رہتے ہیں۔ اور حقیقت سے دُور ہیں ؛
(۵) جو علم کے مقصد سے غافل اور اپنی علمیت یا علم دانی سے دلیل بازی ہی کے شُغل میں مصروف رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ ؛
خلاصہ۔ جہالت بڑی ہے۔ اور جہالت سے بدتر وہ علم ہے۔ جو عمل اور انبھو سے خالی ہے ؛

دسواں منتر

وِدّیا۔ اَوِدّیا کے نتیجے

منتر

یہ کہا گیا ہے۔ کہ یقینی طور پر وِدّیا کا پھل اور ہے۔ اور اودیا سے اور پھل بتایا گیا۔ یہ ہم نے دھیر (سنجیدہ مزاج) پُرشوں سے سنا ہے۔ جنہوں نے اس

کی تعلیم دی ہے ٭

—:—

صاف ترجمہ۔ جن دانا اور عقیل آدمیوں سے تعلیمی سلسلہ جاری ہوا ہے۔ اُن سے یہ سنا گیا ہے۔ کہ علم کا نتیجہ اور ہے۔ اور جہالت کا نتیجہ اور ہے ٭

—:—

چونکہ یہ منتر بہت صاف ہے۔ اور ہر شخص بطور خود سمجھ سکتا ہے۔ اس کی تفسیر غیر ضروری معلوم ہوئی ٭

گیارہواں منتر

وِدّیا۔ اَوِدّیا کے مختلف پھل (مسلسل)

—:—

منتر

وہ جو اُس کو جانتا ہے۔ کہ وِدّیا اور اَوِدّیا دونوں ایک ہے۔ وہ اَوِدّیا سے موت کے پار ہو جاتا ہے۔ اور وِدّیا سے لا ثانیت (امریت) کو بھوگتا ہے ٭

—:—

سوال ۱۔ "دو نوہیں ایک ہے" اس سے کیا مراد ہے؟
جواب۔ برہمہ۔ ایشور۔ آتما۔
سوال ۲۔ دو نو کیا ہیں؟
جواب۔ ودّیا اور اَودیا۔
سوال ۳۔ ودّیا تو خیر اچھی حالت ہے۔ اَودیا تو اچھی نہیں ہے۔ کیا اُس میں بھی برہمہ رہتا ہے!
جواب۔ کیوں نہیں۔ برہمہ تو سہارا محض ہے۔ جو کچھ ہے۔ تھا۔ اور ہوگا سب اُسی کے آدھار پر رہتا ہے۔ اس کے سوا اور کسی کو آشرا کس کا ہے؟
سوال ۴۔ یہ تو صحیح ہے۔ اَودیا اس کے سہارے رہے لیکن وہ اَودیا میں ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟
جواب۔ تم اصلیت سے دُور چلے جا رہے۔ یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ برہمہ اَودیا میں رہتا ہے۔ بلکہ اُپنشد یہ کہہ رہی ہے کہ وہ دونو میں ایک ہے۔ اس ایکتا کا نام برہمہ ہے۔ برہمہ نہ ودیا ہے۔ نہ اودیا ہے۔ بلکہ ان دونوں کی اتحاد۔ ملاپ۔ اور ایکتا ہے۔
سوال ۵۔ یہ تم نے نئی بات کہی ہے۔
جواب۔ یہ نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ بہت پُرانی اور سب سے پُرانی بات ہے۔ اسی کے نہ سمجھنے سے ویدانت کے سمجھنے میں غلطی اور غلط فہمی ہوئی ہے۔ برہمہ وحدت۔ واحدت اور ویدانیت ہے۔ غور کرو۔ برہمہ لفظ دو مختلف لفظوں

وِرہ (بڑھنا) اور مَن (سوچنا) سے بنا ہے۔ وہ نہ صرف اکیلا وِرہ یا وَرہد ہی ہے۔ اور نہ وہ صرف اکیلا مَن ہی ہے۔ بلکہ وِرہ اور مَن دونوہی کی ایکتا ہے۔ آتما دو مختلف الفاظ ات (حرکت) اور مانن (سوچنا) سے بنا ہے۔ اس لیئے وہ دونو کی مشمولی کیفیت ہے۔ نہ وہ صرف اکیلا حرکت ہے۔ اور نہ وہ صرف اکیلا مَن ہی ہے۔ بلکہ دونو کا دونو کا ملاپ ہے۔ اصلیّت کا اشارہ برہمہ اور آتما کے لفظوں میں پہلے سے موجود ہے۔ اس لیئے اُسے نیا خیال کہنا غلطی ہے ⁂

سوال ۶۔ پھر اس وِرہ اور مَن سے خواہ ات اور مَن سے وِدّیا اور اوِدّیا کا کیا تعلق ہے" ⁂

جواب۔ وِرہ آوِدّیا ہے۔ اور مَن وِدّیا ہے۔ ات اوِدّیا ہے۔ اور مَن وِدیا ہے۔ وِرہ اور مَن مل کر برہمہ ہے۔ ات اور مَن مل کر آتما ہے۔ اس لیئے وِدّیا اور اوِدّیا کے ملاپ میں اصلیّت۔ ذاتیت۔ حقیقت۔ حقیّت اور حقانیت ہے یہ کہنے کا مطلب ہے

سوال ۷۔ یہ تم نے اچھی لفظی تشریح کی ہے پہلے کسی نے شاستروں کے سلسلے میں یہ سوجھ نہیں سوجھائی تھی ⁂

جواب۔ یہ سوجھ دو لفظوں کے اندر پہلے ہی سے موجود ہے میری ایجاد نہیں ہے۔ اگر کسی کو نہیں سوجھی۔ تو میرا کیا قصور ہے ⁂

سوال ۸۔ خیر! وِدّیا اور اودیا کو میں بیان کیا سمجھوں!

جواب - اودیا کرم ہے۔ اور ودیا گیان ہے۔ اگر برہمہ یا آتما کا ساکشاتکار کرتا ہے۔ اور تمہارے خواہ سچی اور حقیقی واقفیت حاصل کرلی ہے۔ تو کرم اور گیان دونوں ہی سے تعلق رکھو۔ کیونکہ برہمہ دونوں ہی سے

سوال ۹ - کیا برہمہ کرم ہے۔

جواب - نہیں۔

سوال ۱۰ - کیا برہمہ گیان ہے؟

جواب - نہیں۔

سوال ۱۱ - پھر؟

جواب - کرم اور گیان دونوں ہی اس کے سہارے رہتے ہیں۔ اور وہ دونوں کے ملاپ ہی سے ہے۔ نہ یہ اور نہ وہ بلکہ دونوں +

سوال ۱۲ - خوب! اور اس کا نتیجہ؟

جواب - کرم کرکے موت پر غالب آؤ۔ اور گیان کی مدد سے امرپد یعنی لافانیت کو حاصل کرو۔ یہ ایش اپنشد کی تعلیم ہے +

سوال ۱۳ - لیکن پہلے نویں منتر میں تو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اودیا (یا کرم) کی اپاسنا سے تاریک کرۂ میں جانا ہوتا ہے۔ اور یہاں اس کے برخلاف کرم یا اودیا کی مدد سے موت پر فتح پانے کی خوشخبری سنائی جاتی ہے؟

جواب - اُسی منتر میں یہ بھی تو آتا ہے۔ کہ خالی گیان سے

پرانی اور زیادہ گہری تاریکی میں منہ کے بل گرتے ہیں۔ تم کو سوچنا چاہیئے
کہ ایسا کیوں کہا گیا؟ مطلب یہ ہے۔ کہ ودیا اور اودیا۔ خواہ کرم اور
گیان دونوں ہی سے کام لینا ہے۔ نہ اکیلا کرم ہی اس قدر مفید ہے
اور نہ گیان ہی مفید ہے۔ جب دونوں ساتھ ملی جلی حالت میں
چلتے ہیں۔ تو کرم سے موت پر فتح اور گیان سے امرپد کی پراپتی
ہوتی ہے۔ یہ اپنشد کی مراد ہے۔ اسی دنیا کے بیوہار میں دیکھو۔
جو رات دن کرم ہی کرتے ہیں۔ وہ جانوروں کی طرح تاریکی میں
پڑے رہتے ہیں۔ اور دوسروں کے محتاج۔ پابند۔ اور غلام
ہیں۔ تمیز اور عقل سے خالی ہیں۔ اور جو صرف گیان کا کتھن کرتے
ہیں۔ کرم سے تعلق نہیں کرتے ان کی محتاجگی اور بھی زیادہ ہوتی
ہے۔ وہ کھانے پینے تک کے لئے دوسروں کے دست نگر
ہوتے ہیں۔ جب سنسار کے بیوہار میں تم یہ کھلی آنکھوں سے
دیکھتے ہو۔ تو پھر پرمارتھ میں خالی اہم برہم آسمی کہتے رہنے
سے ان کا کیا بھلا ہوگا۔ بات کچھ ہے اور یہ سمجھتے کچھ نہیں۔ اس
لئے جب وہ یہاں تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو پھر آگے بھی
تو ان کی یہی حالت ہوتی ہے۔ یہ بات صاف صاف آئینہ کی
طرح روشن ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے اُسے اختیار ہے +

خلاصہ۔ ودیا اور اودیا۔ خواہ کرم اور گیان دونوں کی
چال ملی جلی ہونی چاہیئے +

آٹھویں سے لیکر گیارہویں منتر تک

مزید روشنی

آٹھویں منتر کا عطر - برہم میں دونوں ہی اوصاف ہیں۔ وہ سوئمبھو
پربھو ہے۔ وہی سب کچھ ہونے والا اور ہو جانے والا ہے۔ چاہئے
وہ وراٹ کی طرح محیط کل ہو کر ہر جگہ رہے۔ خواہ محدودیت میں
زندہ مخلوق کی حیثیت میں جیون گزر رہے۔ سوئمبھو (آپ ہونے
والے) کا یہ مطلب ہے۔ یہی مقلد کوئی (شاعر) اور منیشی
(ناظم) کی رعایت میں ہے۔ پڑھنے والے غور سے بار بار منتر کو
پڑھیں۔ تب یہ مضمون اچھی طرح ذہن نشین ہوگا۔

نویں منتر سے لے کر گیارہویں تک کا عطر - قدرت میں
ظہور کے کرشمے دو ہی طرح ہوتے ہیں۔ ودیا یا اودیا۔ خواہ برہم
لفظ کی رعایت سے ورہ اور من سے ہستی کا اظہار ہے۔ خواہ آتما کی
رعایت سے ات اور من سے عالم شہود کا امکان ہوتا ہے۔ اسے کرم اور گیان بھی کہتے ہیں
وحدت دائمی اور اصولی جوہر ہے۔ اس کی اصلیت میں
کبھی فرق نہیں آتا۔ کثرت یا ایکتا۔ غیر اصلی۔ غیر حقیقی اور غیر
صفاتی شے ہے۔ یہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اودیا کا رخ کثرت
یا اینک واد کی جانب ہے۔ اور ودیا کا رخ وحدت کی طرف
رہتا ہے۔ یوں بھی اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو کثرت کی
حالت کبھی وحدت سے خالی نہیں رہتی۔ سمندر وغیرہ کی مثالیں

تفسیر میں دی گئی ہیں۔ وہ قابل غور ہیں۔ اگر وحدت نہ ہو۔ تو پھر کثرت کا امکان محال اور غیر ممکن ہو +

کثرت کے خیال میں تفرقہ ہے۔ جو پریشانی کا موجد ہوتا ہے وحدت کے خیال میں اتحاد ہے۔ جو شانتی کا موجد ہے +

برہمہ صفت میں ودیا اور اودیا دونوں سے پرے ہے۔ نہ اُسے ودیا سے فائدہ ہے۔ نہ اودیا سے نقصان ہے۔ وہ ہمیشہ ایک رس رہتا ہے +

جیو جس وقت کرم اور گیان کی مشمولی کیفیت سے مستفید ہو کر کرم سے موت اور گیان سے امرپد حاصل ہو کر برہمہ خواہ اپنی ذات سے واصل ہو جاتا ہے۔ تو وہ خوشی اور سرور میں اُکر کہ اُٹھتا ہے۔ آسو ہم آسمی (میں وہی ہوں) یہ آزاد سے یا آزاد حالت میں رہنے والے جیوں کا انجام ہے۔ اس سے یہ مُراد کبھی نہ لینی چاہیئے۔ کہ ہر شخص اس کا بغیر سمجھے بوجھے اعادہ کرتا پھرے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا +

بارہواں منتر

سمبھوتی اسمبھوتی (پیدا ہونے اور نہ پیدا ہونیکا) بیان

منتر

جو اسمبھوتی (پیدا نہ ہونے) کی پیروی کرتے ہیں
وہ گھرے اندھکار کو پراپت ہوتے ہیں۔ پھر اُن سے
زیادہ اندھکار میں وہ جاتے ہیں۔ جو سمبھوتی (پیدا
ہونے) کی پیروی کرتے ہیں ؎

یہاں سمبھوتی کا ترجمہ پیدائش اور اسمبھوتی کا ترجمہ غیر پیدائش کیا
گیا ہے۔ کئی ٹیکا کاروں نے اسمبھوتی کا ترجمہ پرکرتی اور سمبھوتی کا
پرکرتی کا کاروبار کیا ہے۔ منتر کا ترجمہ اُن کے یہاں اس طرح پر ہے ؎
"جو پرکرتی کو ایشور مان کر اُپاسنا کرتے ہیں۔ وہ گھور اندھیرے
میں جاتے ہیں۔ اور جو پرکرتی کے کاموں کو ایشور بھاؤ سے اُپاسنا کرتے
ہیں۔ وہ اُن سے بھی زیادہ اندھیرے میں جاتے ہیں" ؎
میں نے اس پر بہت غور کیا۔ پرکرتی اور پرکرتی کے کام سے یہاں
مراد نہیں ہے۔ اور نہ ایشور کا لفظ ہی منتر میں آتا ہے ؎
سمبھوتی کے لفظی معنی کوشوں میں پیدائش کے۔ اور اسمبھوتی کے
غیر پیدائش ہیں۔ اور یہ معنی مُراد زیادہ موزوں معلوم ہوتے ہیں ؎
واضح طور پر اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے۔ "جو چاہتے ہیں۔ کہ پیدا
ہوں۔ وہ گہرے اندھیرے میں ہیں۔ اور جو چاہتے ہیں۔ کہ نہ پیدا ہوں
وہ اُن سے بھی زیادہ گہری تاریکی میں ہیں" ؎
میں توڑ مروڑ کو پسند نہیں کرتا۔ نہ کسی کے ساتھ مجھے بحث مباحثہ
یا تعصب ہے۔ میں اسی اپنے ترجمہ کو بہتر سمجھتا ہوں۔ یہ صاف ہے

اور دل لگنے والا ہے۔ اور کسی مزید لفظ کے اضافہ کرنے کی اِس میں ضرورت نہیں پڑتی"۔

تفسیر

سوال ا۔ جنم مرن دُکھدائی ہیں۔ ان سے نجات کا ملنا ہی اچھا ہے"۔

جواب۔ یہ بزدلی اور کمزوری اور غلط فہمی کا خیال ہے۔ اور دونو بھاو غیر مناسب ہیں۔ پہلے آٹھویں منتر میں آتما کو سوئمبھو کہا گیا ہے جس کا مطلب آپ ہونے کا ہے۔ یہ آتما ہی ہے جو اظہار میں آتا رہتا ہے۔ اور آپ آتا ہے۔ یہ اس کی فطرت میں داخل ہے۔ اُس کی یہ خواہش کہ پیدا ہو ہو کر کرم کے پھلوں کو بھوگتا رہے۔ ویسے ہی نکمی اور بھدی اور قابلِ مذمت ہے جیسے اس کا یہ چاہنا کہ وہ مر جائے اور معدوم ہو جائے۔ اور کرموں کے پھل سے اُسے چھٹکارا ملے۔ اس خیال میں سخت کمزوری ہے۔

آتما ہستی ہے۔ اور ہستی جب اور جہاں ہوگی۔ اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہ غیر ممکن۔ غیر فطرتی اور سو بھاو کے برخلاف ہے۔ جنم اور مرن سے ڈرنا کیوں ہے! جنم اور مرن اہنکار کے دور کرنے میں ہے۔ اہنکار گرہ ہے۔ اور کسی قسم کے اہنکار کو تقویت دینا گرہ بند ہونا ہے۔ اظہار تو ہوگا۔ اور ہوتا رہیگا۔ کیونکہ آتما ست اور ہستی ہے۔ ہستی

کبھی اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جو کچھ انسان کو کرنا دھرنا ہے وہ صرف اہنکار کی گرہ کو کھول دینا ہے۔ جب یہ کھل جائیگی۔ اصلیت اور ذاتیت آجائیگی۔ یہی حقیقت ہے۔ آدمی کرم اور گیان دونوں سے کام لیتا ہوا اس اصلی حقیقت کی حالت کو حاصل کرے۔ یہی ایش اپنشد کی تعلیم کا معراجی خیال ہے اہنکار نہ رہے۔ کیونکہ یہ خواہش کے سلسلہ کو جاری رکھکر جنمنا مرنا ہے۔ جیسا جنم ہے ویسا ہی مرن ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کی بھی خواہش بیہودہ خیال ہے۔ کیونکہ اس خیال کے اندر اہنکار کی گرہ کھلتی نہیں۔ وہ جیوں کی تیوں بنی رہتی ہے۔ کیا یہ اچھا ہے؟ نہیں۔ آدمی اہنکار سے نجات پا جائے۔ اہنکار ہی سے نجات پانا نرواں (یعنی اہنکار کو پھونک کر بجھا دینا) ہے جب اہنکار نہ رہا۔ تو قید و بند کی حالت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور انسان مُکت ہو گیا۔ پھر اگر وہ جسم میں بھی رہے۔ تو اس کا کیا نقصان ہے۔ آتما میں لافانیت ہے۔ یہ لافانیت صرف گیان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی حاصل شدہ چیز کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کرم اور گیان دونوں کی شمولیت میں ہوتی ہے۔ اور اگر آدمی کرم کرے۔ اور ساتھ ہی گیان والا رہے۔ تو کرم سے وہ موت کے خیال پر فتح پائیگا۔ اور گیان سے لافانیت کی معراج کو حاصل کریگا۔ پھر اُسے جینے اور مرنے کا کھٹکا ہی نہیں رہیگا۔ یہ اس منتر کا مطلب ہے۔ زیادہ وضاحت کے لئے اپنشد کے دوسرے

منتر کو پھر دوبارہ غور سے پڑھو۔ تاکہ اُس کا مطلب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ اور بھرم نہ رہے

خلاصہ۔ دُکھ کا کارن صرف اہنکار ہے۔ اسی اہنکار سے جنم اور مرن کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ جو مہا دُکھ دائی ہے اہنکار کی گرہ کشائی کرم اور گیان سے کر لی جائے۔ پھر اہنکار کا خیال خود بخود معدوم ہو جائیگا۔ لافانیت یا دائمی ہستی تو رہیگی وہ دُور نہیں ہو سکتی۔ ہاں جنم مرن کا خیالی اور اہنکاری رشتہ کٹ جائیگا۔ یہ آتمتو یعنی سچی رُوحانیت کی حالت ہے۔ یہ کیا بھدا خیال ہے۔ کہ ہم پیدا نہ ہوں۔ یا ہم مر جائیں۔

تیرہواں منتر

پیدائش اور غیر پیدائش پر مزید روشنی

منتر

اور یقین کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ پیدائش (کے خیال) کا دوسرا پھل ہے۔ اور غیر پیدائش (کے خیال) کا دوسرا پھل

ہے۔ ایسا دھیر پرشوں سے سنا گیا ہے۔ جو ہم اپدیش دے گئے ہیں +

تفسیر

سوال۔ جنم مرن دُکھ کا کارن ہے۔ اگر جینے کا خیال مضبوط کرتے ہیں۔ تو پھر یہ جنم کا سلسلہ چلیگا۔ یہ اس کا پھل ہوگا۔ اور اگر نہ جینے کے خیال کو تقویت دیتے ہیں۔ تو پھر خطرہ ہے۔ کہ جڑ پنا کا پھل پراپت ہو۔ کیونکہ دونو کے پھل مختلف ہونگے۔ اس حالت میں کیا کرنا چاہیئے ؟

جواب۔ اس کا جواب ایش اُپنشد کے پہلے دو منتروں میں پہلے ہی سے بتا دیا گیا۔ تاکہ بھرم نہ پیدا ہو۔ اور پھر اسکی وضاحت گیارہویں منتر میں صاف صاف کر دی گئی ہے +

(۱) یہ جو کچھ متحرک اور غیر متحرک عالم ہے۔ اس سب میں ایشور کو بسا دو۔ ایسے ویراگ سے بھوگو۔ کسی کی دولت کی ہوس نہ کرو +

(۲) یقینی طور پر کرم کرتا ہوا سو برس تک جینے کی خواہش کرے۔ اس طرح اے انسان! یہ کرم تجھے نہ پھنسائیگا۔ اس کے سوا اے انسان تجھے اور کوئی (تدبیر) نہیں ہے +

(۱۱) وہ جو اس کو جانتا ہے۔ کہ ودیا اودیا دونوں میں ایک ہے۔ وہ اودیا سے موت کے پار ہو جاتا ہے۔ اور اودیا سے امر پد کو پاتا ہے +

چودہواں منتر

پیدا اور نہ پیدا ہونے کی اور صراحت

منتر

وہ جو جانتا ہے۔ کہ پیدائش اور وناش (غیر پیدائش) اُس ایک میں ہے۔ مگر وہ موت سے پار ہو جاتا ہے اور پیدائش (پیدا ہونے) سے وہ اَمر پد کو بھوگتا ہے ؞

یہاں بھی ٹیکا کاروں نے ناحق الٹ پھیر کر کے سمبھوتی (پیدائش) اور اسمبھوتی (غیر پیدائش) کا مطلب بگاڑ دیا ہے۔ بات کچھ ہے۔ اور کہتے کچھ ہیں۔ افسوس ہے۔ ان لوگوں نے سنسکرت کے کوش سے بھی مدد نہیں لی۔ ورنہ ایسا نہ کرتے ؞

تفہیم

سوال ا۔ یہ دوبارہ پھر پیدائش اور غیر پیدائش کے مسئلہ کو چھیڑا گیا؟
جواب۔ اس کی ضرورت تھی تاکہ بھرم نہ ہو ؞

سوال ۲- بھرم کیا ہوتا!

جواب- کوئی جنمنے کے خیال کو مضبوط کرتا- کوئی نہ جنمنے کے۔ اس لیئے مضمون کو زیادہ صاف کر دیا گیا- اور ساتھ ہی ان سے کام لینے کی تدبیر سُوجھا دی گئی- اور مقصد ذہن نشین کرا دیا گیا۔

سوال ۳- مقصد کیا ہے؟

جواب- مقصد یہ ہے- کہ نہ تو پیدائش کا خیال مکمل ہے- اور نہ غیر پیدائش کا- دونو ہی غیر مکمل ہیں- ان میں سے کسی ایک کے مضبوط کرنے میں خطرہ ہے- غیر پیدائش جڑتا کی جانب لے جائیگی- اور پیدائش جنم جنمانتر کا سلسلہ پیدا کریگا- یہ دونو دوند یعنی متضاد حالتیں- اور نسبتی تعلقات والی ہیں- ان کی بنیاد اہنکار پر ہے- وہ مصیبت کی گرہ ہے- اُس کا کھلوا دینا مقصود ہے- پیدائش اور غیر پیدائش کے جو پھل ہوتے ہیں- ان پر غور کرو-

(۱) پیدائش کا خیال جسمانیت کی محدودیت ہے-

(۲) جسمانیت اہنکار ہے- اہنکار تاریکی ہے-

(۳) یہ حقیقت کی سمجھ کے درمیان پردہ ہے-

(۴) اس میں پھنسا ؤ ہونے سے اعلےٰ زندگی کا حصول غیر ممکن ہوگا- اور زیادہ تاریکی ہوگی۔

اسی طرح

(۱) غیر پیدائش کا خیال موت ہے-

(۲) موت بے بسی کی حالت ہے

(۳) یہ جڑتا بنا دیگی۔ حقیقت سمجھ میں نہ آویگی۔
(۴) اور زندگی کا مقصد حاصل نہ ہوگا +
یہ دونوں ہی تاریکی ہیں +

سوال ۲۔ مرکر موت کے پار ہونے اور پیدا ہو کر امر پد کے
ہو گنے سے کیا مراد ہے!

جواب۔ تم محدود ہستی کے لپیٹ میں آگئے۔ کیسے آگئے۔
اس پر اس وقت بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں
نفس مضمون نہیں ہے۔ آنا تھا آگئے۔ اب ایسا ہو کہ پیدا
ہو گئے تو کرم اور گیان سے تعلق رہے (دیکھو منتر ۱۔۲۔۱۱)
تاکہ لافانیت کے وارث ہو جاؤ۔ اور جب پیدا ہوئے
تو مرنا لازمی ہے۔ نسبتی مدارج ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں
اچھا! اب کرم اور گیان سے فائدہ اٹھا کر موت کے خیال
کے اوپر غلبہ پا لو۔ اُسے جیت لو۔ یہ مقصد ہے +

خلاصہ۔ جو بات یہاں کہی گئی ہے۔ وہی دوسری شکل پر
بارھویں منتر میں بھی آیا ہے۔ مقابلہ کرو +

پندرہواں منتر

دُعا۔ پرارتھنا

منتر

اے پُوشن (سُورج۔ پالنے والے) اِس شُعلے تابدار ڈھکنے سے ستیہ (حقیقت) پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اُسے تو ستیہ دھرم (حقیقت) کے درشن (انکشاف) کے لئے کھول دے!

تفسیر

سوال ۱۔ پُوشن کا کیا مطلب ہے؟
جواب۔ سُورج اور پالنے والے سے ہے۔
سوال ۲۔ پرارتھنا سورج سے کیوں کی گئی۔ ایشور سے کیوں نہیں کی گئی؟
جواب۔ اس سُورج منڈل (نظام شمسی) کا انتظام سُورج ہی سے متعلق ہے۔ یہ تمام کُرّے مع زمین کے اُسی کے ماتحت

ہیں۔ اور اسی سے پرورش پاتے ہیں۔ حقیقت کے ذہن نشین کرانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نورانی۔ جلالی۔ اور تابدار منظر آنکھوں کے سامنے نہیں ہے۔ اس وجہ سے ویدک زمانہ کے قدیم رشیوں نے اُسے برہمہ کے جتلانے کا پرتکم (یعنی چیہنہ) بنایا۔ تاکہ سمجھنے والے اس کی مدد اور سہارے سے برہمہ کے خیال تک آہستہ آہستہ رسائی پیدا کر سکیں۔ اسی طرح اور اُپنشدوں کے پڑھنے وقت تم کو پتہ لگیگا۔ کہ رشیوں نے پران وغیرہ کو بھی مصلحتاً اسی طرح کا چیہنہ بنایا ہے۔ یہ سب چیہنہ محض ہیں۔ ورنہ پرارتھنا کی مراد صرف ایشور سے ہے۔ ایشور اس قدر لطیف ہے۔ کہ اس کا خیال تک آنا مشکل ہے۔

سوال ۲۔ لیکن اگر اس کی عوض میں ایشور کا لفظ آیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔

جواب۔ (الف) ایشور تک من اور بانی کی رسائی نہیں ہے معمولی آدمیوں کا الو بجھو تک اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا سمجھانا تو آخر تھا۔ اسی کے سہارے سمجھانے کی کوشش کی گئی۔

(ب) آتما نظر نہیں آتا۔ صرف جسمانیت کی اظہار میں اس کا جلوہ دیکھا۔ اور دکھایا جاتا ہے۔

(ج) آتما صرف ایک اکھنڈ۔ غیر منقسم ہے۔ اُسے معمولی لوگ نہیں سمجھتے۔ سورج کی ہستی سے کچھ پتہ لگتا ہے۔ کہ جس طرح سورج منڈل میں سورج محیط کل ہے۔ اور سب اسی کے سہارے ہیں۔ اسی طرح ایشور ایک ہوتا ہوا سب میں محیط

کل اور غیر منقسم ہے۔

سوال ۳۔ ستیہ پر کس طرح طِلائی تابدار غلاف چڑھا ہوا ہے؟
جواب۔ تم خود حقیقت ہو۔ لیکن اگیان اور اندھکار کے پردہ کی وجہ سے اپنی حقیقت آپ نہیں جانتے۔ اوروں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ تم پر پردوں پر پردے چڑھے ہوئے ہیں۔ جن میں سے پانچ پردے ان میں کوش۔ پران مے کوش۔ منو مے کوش۔ وگیان مے کوش۔ اور آنند مے کوش خاص ہیں۔ باقی اوروں پر اس قدر تفصیلی روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آتما ان کے اندر ہے۔ اسی طرح وہ سب کے اندر ہے اور سب جگہ اسی قسم کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کا درشن یا انکشاف نہیں ہوتا۔

سوال ۴۔ یہ پردے سنہلے اور تابدار کیوں کہے گئے ہیں؟
جواب۔ ان کے اندر جو آتما یا حقیقت ہے۔ وہ خود نورانی اور روشن ہے۔ وہ نظر نہیں آتی۔ یہ پردے چونکہ اُسی کے جلوے سے جلوہ آرا اور جلوہ افگن ہیں۔ اپنے جلوے سے وہ کشش اور نظر کی کھچاؤ کے باعث ہو رہے ہیں۔ نظر اس پر پڑتی ہے۔ اندر نہیں جاتی۔ اسی وجہ سے دعا مانگی گئی کہ اے پوشن (نورانی اور پالنے والے ایشور)! تو ان پردوں کو اُٹھا دے۔ تاکہ تیرا درشن نصیب ہو۔

سوال ۵۔ دعا کیوں مانگی گئی۔ کیا خود جیو ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اگر چاہے تو یہ کام کرم اور گیان سے ممکن ہے!

جواب (الف) جیو فرضی اور خیالی طور پر محدود ہو گیا ہے اور جب محدود ہو گیا۔ تو غیر محدود کا نسبتی خیال دل میں آنا لازمی تھا۔ وہ غیر محدود خیال ایشور ہے ٭

(ب) محدودیت کے نقص میں کمال کے ضائع ہونے سے اُسے اپنے سے بہتر طاقت سے مدد طلب کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ اس خیال سے ایشور سے پرارتھنا کی گئی۔ کیونکہ وہ نقص اور محدودیت کی بندشوں سے آزاد ہے ٭

(ج) اکرم اور گیان حاصل کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ مکمل آدرش۔ معراج اور انشٹ پد سامنے ہو۔ چاہے وہ خیال ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا ہونا لازمی ہے۔ اس لئے ایشور کو مکمل معراج مان کر اس سے دعا مانگی گئی ٭

سولہواں منتر
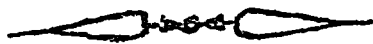
دُعا پرارتھنا

منتر

اے پالن پوشن کرنے والے! اے اکیلے رشی!

اے قاعدہ میں رکھنے والے! اے نورانی سورج! اے پرجاپتی! اپنی کرنوں کو ہٹا لے۔ اپنے جلال کو سمیٹ لے۔ (تاکہ) تیرے تیج والے روپ کو جو سب کا کلیان داتا ہے۔ تیرے اُس روپ کو میں دیکھ لوں۔ جو پُرش۔ وہاں۔ وہاں ہے۔ وہ میں ہُوں۔

تفسیر

سوال ا۔ اس دُعائیہ منتر کا مطلب صاف ہے۔ برہم سب کا سہارا اور آدھار ہے۔ وہی اصلی نورانی سورج اور سب کا پرجاپتی (مالک) ہے۔ یہ جگت اسی کے جلوہ کا تماشہ ہے۔ اسی کے مبارک جلالی اظہار کے زیر اثر سب ہیں۔ اور جب تک وہ اپنی جلالی اور جمالی کرنوں کو نہ سمیٹیگا تب تک اس کے روپ کا درشن ملنا مشکل ہے۔ یہ سب تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ کیوں کہا گیا۔ کہ "جو پرش وہاں وہاں ہے۔ وہ میں ہوں"؟

جواب۔ یہی اپنشد کا راز باطن۔ جوہر مخفی اور سرِ اکبر ہے جو پُرش سُورج میں ہے۔ وہی ہم میں تم میں اور سب میں ہے یہ دونوں ایک ہی ہیں۔ ان کے درمیان نام کے لیے بھی فرق نہیں ہے۔

سوال ۲۔ اگر ہوں کی جگہ 'ہُوؤں' یا 'ہو جاؤں' ترجمہ کیا جاتا تو کیا فرق آتا؟

جواب۔ (الف) ایکتا میں فرق آتا۔ وحدت کے خیال کو دھکہ پہنچتا۔ من برت ہوتی۔

(ب) ایشور کی بھگتی غیر ممکن ہوتی کیونکہ غیر جنس کی محبت کا اہتمام نظامِ قدرت میں نہیں ہے +

(د) اور توڑ مروڑ۔ اور لفظوں کے مُرادیں کھینچ تان کرنی پڑتی۔

(ہ) پھر منتر میں 'سَ اہم اسمی' لفظ آئے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ "وہ میں ہوں" یہ نہیں ہے۔ کہ میں وہ ہو جاؤں۔ بات صاف صاف کیوں نہ کہی جائے۔ مجھے کوئی پکشات یا مذہبی تعصب تو نہیں ہے۔ کہ خواہ مخواہ غلط ترجمہ کروں۔ اور انصاف کا خون کروں جو بات ہے۔ صاف صاف ہے۔ میں لگاؤ بیٹ۔ کانٹ چھانٹ اور ناحق کے توڑ مروڑ کا حامی نہیں ہوں +

خلاصہ۔ سَ۔ اہم۔ اسمی" "میں وہ ہوں"

ستر ہواں منتر

پنج چتاونی

منتر

وایو۔ اگنی امرت ہے۔ لیکن اس شریر (کاانجام) بھسم (خاک یا راکھ) ہے۔ اوم یاد کر۔ جو کرم کیا گیا اُسے یاد کر۔ جو کرم کیا گیا اُسے یاد کر۔

تفسیر

سوال ا۔ "وایو۔ اگنی امرت ہے" اس سے کیا غرض ہے"

جواب۔ وایو (پران) امر ہے۔ اسی طرح اگنی (حرارت) ہے وایو کو پہلے کسی منتر میں مات رشوا کہا گیا ہے۔ اسی طرح اگنی بھی ہے یہ دو نو ویدک اصطلاحات ہیں بالعموم اور اُپنشدوں میں بالخصوص برہم کے چنھ سمجھے گئے ہیں۔ یہ لافانی ہیں۔ یہ معدوم نہیں ہوتے۔

سوال ۲۔ یہ شریر ناشمان ہے۔ یہ صحیح ہے۔ لیکن "اوم یاد کر اپنے کرم کو" ایسا کیوں کہا گیا؟"

جواب۔ یہ نچ چتاوتی۔ اور من بودھک کلام ہے۔ اوم پرماتما کا نام ہے۔ اسی کے زیر اثر اپنی زندگی کے گذشتہ اور حال کے کرموں کے یاد کرنے کی ہدایت ہے۔ تاکہ پھر بھرم میں پڑ کر اگیان کا شکار نہ ہونا پڑے۔
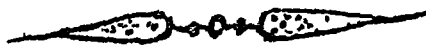
اٹھارہواں منتر

اگنی سے پرارتھنا

منتر

اے اگنی! لے چل شبھ مارگ میں۔ ایشوریہ کے لئے ہم کو۔ تمام دیوا! کرموں کو جانتے ہوئے۔ دُور کر دے ہم سے ناقص پاپ کو۔ تجھے ہم بہت بڑا نمسکار کے بچن بھینٹ کرینگے

تفسیر

سوال ا۔ اگنی سے کیوں پرارتھنا کی گئی؟

جواب۔ اگنی کو برہم کا چیفہ سمجھکر ایشور سے مراد لی گئی اور یہ پرارتھنا ایشور سے ہے ظاہری آگ سے نہیں ہے۔

سوال ۲۔ "بڑا نمسکار بھینٹ کرینگے" ایسا کیوں کہا گیا۔ کیا برہم اس نمسکار کا خواہشمند ہے۔ یا خوشامدی ہے؟

جواب۔ نہ وہ خواہشمند ہے نہ خوشامدی ہے۔ بندگی پرارتھنا محدود جیو نے کیحالت میں ہے۔ یہ اسکا بھاو ہے۔ جیسے سنسار میں اکثر بڑے آدمیوں کی اُستتی گائی جاتی ہے۔

ایش اُپنشد کی غیر معمولی تفسیر سوال وجواب کی صُورت میں ختم ہوئی۔

اظہارِ حال

ایش اُپنشد ۱۸ منتروں کی کتاب ہے۔ جو ایک صفحہ میں آسکتی اسکا ترجمہ اور تفسیر نذر ہے۔ دوسری اُپنشد کین ہوگی۔ اسی طرح یہ اقساط تمام اُپنشدیں یکے بعد دیگرے پیش ہوتی رہینگی کام مشکل ہے۔ اور زیادہ صرفہ چاہتا ہے۔ خریداروں کی تعداد کافی نہیں ہے۔ یہ سخت کمی ہے۔ باوجود علالت۔ دیرینہ سالی۔ مصروفیت اور روزانہ خط کتابت کے میں نے اسے اپنے ذمہ لیا ۔

سنسکرت ہندی یا اردو کے کسی شرح سے ملا کر دیکھو۔ اس کی عمدگی کا آپ یقین ہوگا۔ اور ساتھ ہی نہایت غیر متعصبانہ اور بغیر یکطرفہ کے یہ سلسلہ قلمبند ہو رہا ہے ۔

اُپنشدوں کے خواہشمندوں کا فرض ہے۔ کہ وہ زیادہ خریدار بنائیں تاکہ یہ سلسلہ کئی سالوں تک جاری رہ کر مکمل ہو جائے۔ یہ اصلی ویدانت ہے۔ جو اسے پڑھ لیگا۔ وہ پھر کسی اور کا محتاج نہ رہیگا ۔

میں بیماری کی وجہ سے رادھا سوامی دھام چلا آیا۔ اسی بیماری میں قلم برداشتہ بغیر نظرثانی کئے ہوئے لکھی گئی ہے۔ بھائی کرشن دیال صاحب وئید شاستری ویدراج نے اس کی کاپی اور پروف دیکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ اُن کا احسان ہے ۔

شیوبرت لال

ایش اُپنشد

تفسیری ضمیمہ

بابت: ماہ جنوری و فروری سنہ ۱۹۲۷ء

۳

ایش اُپنشد کی تعلیم، تلقین، تربیت، تناسب اور تنظیم پر
خیالی نظر

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام
گوپی گنج
راج بنارس

بھگوانداس کاتب اودیکلا

دیباچہ

اُپنشد کیا کہتی ہیں؟ ان کی تعلیم کیا ہے؟ اور اس تعلیم کی اصلی غرض اور علت غائی کیا ہے؟ اور اس کا امکان کس طرح ہو سکتا ہے؟

میرے اُپنشدوں پر قلم اٹھانے کا صرف یہ مقصد ہے اکثر لوگ ناحق اُپنشدوں کے برخلاف غلط فہمی پھیلاتے ہیں۔ اور مذہبی تعصب کے زیر اثر اکر توڑ مروڑ اور لفظی کھینچ تان سے کچھ کا کچھ دکھانا چاہتے ہیں۔ اس سے فائدہ کیا ہے؟ عوام تو اُپنشد پڑھتے نہیں۔ صرف خاص الخاص کی توجہ ادھر رہتی ہے۔ اُن طرز بیان مجلے آئینہ کی طرح صاف ہے۔ پھر ان میں خواہ مخواہ شک و شبہات کے بال پیدا کرنے کی ضرورت تھی۔ کیا یہ کافی نہیں تھا۔ کہ انہیں اس دست اندازی اور دخل در معقولات سے معاف کر دیا جاتا۔

اکثر لوگوں نے ناحق ارتقا کا ارتکا کرتے ہوئے غلط فہمی پھیلایا ہے ایسی غلطی اور غلط فہمی کے دور کرنے کی نیت سے میں نے قلم اٹھائی۔ اور انہیں اپنے خیال یا مذہبی عقاید کے ماتحت نہیں بنایا۔ میں ان کو ہندی میں نکالتا لیکن میرے پڑھنے والے سب کے سب اردو دان ہیں۔ مجبوری تھی۔

یہ اُپنشدیں اسرلو اردو میں منڈ رہیں۔ لفظی ترجمہ موجود ہے توڑ مروڑ
کہیں بھی نہیں ہے۔ جو بات ہے۔ صاف صاف ہے۔ اور پھر میری
تفسیر اور تشریح ہے۔ جو اُپنشدوں ہی کی نظر سے ہے۔ جہاں کہیں اختلافات
ہو گئے۔ وہ صرف لفظوں کے ترجمہ میں ہونگے۔ ٹیکا کار بالعموم مکھی پر مکھی
مارتے چلے آرہے ہیں۔ میں نے سنسکرت کے لُغات دیکھے۔ اور
لفظوں کا ترجمہ عام فہم پھبتی ہوئی مناسب زبان میں کردیا۔ ان کا اشا
منتروں کی تشریح میں جگہ جگہ دے دیا گیا ہے۔ مثلاً
پہلے منتر میں "ایشا واسیم ادم سربم" آیا ہے۔ واس کا ترجمہ
سب نے ڈھکنا کیا ہے۔ میں نے 'بسانا' زیادہ موزوں سمجھا۔
'واس' لفظ کے معنی بھی بسانے کے ہیں۔ "ایشور کو سب میں
بسادو" یہ زیادہ موزوں ہے۔ "ایشور سے سب کو ڈھک دو"
یہ بالکل غیر موزوں ہے۔ کیونکہ ڈھکنا بیرونی سلوک ہے۔ اور 'بسانا'
باطن میں جگہ دینا ہے۔
اسی طرح 'سمبھوتی' اور 'اسمبھوتی' الفاظ کے میں نے اصلی اور لغوی
دیدئے ہیں۔ جو زیادہ چسپاں ہیں۔ اوروں نے توڑ مروڑ کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ
سولہویں منتر میں سوہم آسمی لفظ نہایت وضاحت اور صفائی کے
ساتھ جیو کے لئے آیا ہے۔ جو صاف ادویت بھاؤ کو ثابت کرتا ہے۔
وہاں ہمارے زمانہ حال کے لئے مفسر یہ کہکر نکلے ہیں۔ کہ جیو بھگتی کو ایسا
پختہ کرے۔ کہ وہ اپنے آپ کو اس سے جدا نہ سمجھے۔ خیر یہ بھی غنیمت
ہے۔ لیکن یاد رہے۔ اپنشد نے نہایت تحقیق کے ساتھ جیو اور برہم کی
ایکتا کو بیان ذہن نشین کرایا ہے۔ اور یہی راگ ہر جگہ الاپا ہوا ملیگا کوئی کہاں

تک توڑ مروڑ کریگا۔ یہ اصلیت ہے جیو برہم میں ذاتیت اور مطلقیت کی نظر سے ذرا بھی فرق نہیں ہے یہاں اس پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے +

ہم اپنے بھائیوں سے مودبانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ اپنشدوں کا مطالعہ اپنشدوں کی نظر سے کیا جائے۔ توڑ مروڑ ذرا بھی نہ ہو تب وہ رُوحانی لطف دیگا۔ ورنہ تعصب اور ہٹ دھرمی نتیجہ ہوگا۔ جو روحانیت کی مخالف دشمن ہے +

میں نے دیدہ دانستہ اٹھارہ منتروں کی کتاب کو بڑی بنا دی۔ جو اسے باربار بغور پڑھیگا۔ آیندہ بڑی اُپنشدوں کو خوب سمجھ سکیگا۔ ورنہ تعصب ان کو غیر دلچسپ بنا کر لطف سے محروم کردیگا۔ اور وہ طاق یا کتب خانہ میں ہی رکھنے کی کتابیں بنینگی۔ میں نے اپنی دانست میں غیر متعصبانہ نظر سے مطالعہ کرکے ان کو نذر کیا ہے +

یہ ضمیمہ زائد تفسیر ہے اس کا بیشتر حصہ بابو آربند وگھوس صاحب کی تحریرات سے اخذ کیا گیا ہے۔ ان کا مجھ پر احسان ہے کاش یہ بزرگ اپنشدوں پر قلم اٹھاتا تو خوب روشنی ڈالتا۔ یہ تفسیر اقتباسی اور انتخابی ہی نہیں ہے۔ بلکہ میں اس کو واضح بھی کرتا گیا ہوں۔ تاکہ پڑھنے والے اصل الاصول کو ذہن نشین کرسکیں۔ یہی میرے لکھنے کا مقصد ہے +

شیوبرت لال
مقیم راد ھا سوامی [illegible]

ایش اُپنشد

تفسیری ضمیمہ

تعلیم تلقین۔ ترتیب اور تناسب پر خیالی نظر

تمہید
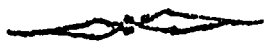
کسی طرح سے کوئی پائے اصلیت کا پتہ
یہی ہے مقصد دل میرے کہنے سننے کا

ایش اُپنشد جس قدر چھوٹی ہے۔ اسی قدر اس میں سوچنے کے لئے بہت خیال ملتے ہیں۔ یہ "بہ قامت کہتر و بہ قیمت بہتر" چیز ہے۔ جس پر دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں۔ اور جب خیالات کا سمندر لہرانے پر آجاتا ہے۔ تو پھر وہ روکے نہیں رکتا۔ یہ عجیب و غریب کتاب ہے۔ روحانی طالب علم کے لئے اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہی ایک کتاب بطور خود جامع اور مکمل ہے۔ بشرطیکہ اس کی توجہ زندگی بنانے کی جانب مائل نہ ہو۔ علم بغیر عمل کے ہیچ ہے اور عمل بھی بغیر علم کے بہت زیادہ مفید نہیں ہے۔ جب وہ

باتیں ساتھ ساتھ چلیں۔ اس وقت زندگی روحانیت کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ اور انسان ان کی تعلیم و تربیت کی خود مجسم تصویر بن جاتا ہے ؞

اس وقت ہم اس کی تعلیم کے صرف چار پہلوؤں پر اپنے خیال دوڑاتے ہیں۔ اور پڑھنے والوں کی ذات سے اُمید رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنشد کے ہمخیال بن کر اُسے اُسی کی نظر سے دیکھیں تاکہ اس کی تعلیم کی رُوح اُن کے اندر جذب ہو جائے اور مؤثر ثابت ہو۔ وہ خیالات کے چار پہلو حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ایشور کی آستکتا۔ اثبات اقرار اور ایمان کا خیال۔

(۲) خواہش اور فعل وغیرہ کی حقانی زندگی کے ساتھ مطابقت کا خیال۔

(۳) نظام عالم کے کاروبار میں وِدّیا۔ اَوِدّیا۔ موت اور لافانیت میں وحدت کا خیال۔

(۴) سمبھوتی اور اسمبھوتی کی صورت میں معراج تمنا کی تحصیل و تکمیل کا خیال ؞

یہ چار باتیں کم از کم مطالعہ کرنے والے کے مدِ نظر رہیں تب اس کے مطالعہ کا لطف حاصل آسکے ؞

پہلا باب

ایشور کی آستکتا۔ ایمان۔ اقرار اور اثبات کا خیال

(۱) گورو کی ضرورت

ایشور ہے۔ یہ یقین دل پر حاوی ہو۔ اگر یہ نہیں ہے۔ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں۔ کہ خواہ مخواہ انسان بغیر سمجھے بوجھے ہوئے "اندھ وشواس" یا بغیر جانے پہچانے ہوئے خواہ مخواہ کہی سُنی باتوں کے اعتقاد کا دلدادہ ہو۔ یہ پسندیدہ عادت نہیں ہے۔ آخر انسان کو عقل اور تمیز بھی کسی خاص غرض اور مقصد سے ملی ہوئی ہے۔ اور اُس سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ یہ تمیز یہ عقل۔ اور یہ سمجھ بوجھ گورو کی صحبت سے میسّر ہوتی ہے۔ کیونکہ اپنشدوں کا طریق۔ مذہب۔ دین و آئین گورومت ہے۔ کوئی اُپنشد ایسی نہیں ہے۔ جو گورو اور شاگرد کے درمیان مکالمہ نہ ہو۔ یہ منمت نہیں ہے۔

گورومت اور منمت میں فرق ہوتا ہے۔ منمت تو ذاتی تحقیقات اور اپنی دلی کھوج اور تلاش کا طریق ہے۔ میں غرور کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ گورومت میں ذاتی تحقیقات اور دلی کھوج اور تلاش گورو کے ماتحت رہ کر ا

سچی اور یقینی تقویت حاصل کرتے ہیں۔ اور غرور کا عنصر مئہ زور نہیں ہونے پاتا۔ بلکہ اس کی جگہ شانتی لے لیتی ہے +

بات ایک ہی ہے۔ صرف طرز عمل کا فرق ہے۔ سوچ سمجھ کا مادہ تو شاگرد کے اندر پہلے ہی سے موجود رہتا ہے۔ وہ کہیں باہر سے نہیں آتا۔ من مت ہونے میں ذلی اکڑ کی وجہ سے اس میں خرابی کے نقص آنے کا خطرہ رہتا ہے۔ یہی اصل میں ہماری محدود زندگی ہونے کا باعث بھی ہے۔ اور اس لئے من مت نہ صرف نقص کے پہلو کا تقویت دیتا ہے۔ بلکہ اُسے قائم کر رکھتا ہے۔ برعکس اس کے گورو مت اگوروئے سلسلہ کے ہزاروں صدیوں کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ یہ نقص اور محدودیت کے مغلوب کرنے زائل کرنے اور اس سے قطعی نجات پانے کا بہترین خوشترین اور یقینی ترین طریقہ ہے۔ جنہوں نے کبھی ست سنگ سچے گورو کی صحبت اور تصوف کی مجلسی برکت کا لطف اٹھایا ہے۔ وہ اسے جانتے ہیں۔ اور جن کو اس کی ہوا تک نہیں لگی۔ وہ سمجھانے پر بھی نہ سمجھ سکینگے۔ ان کی زندگیوں کو ابھی چکر سے گزرنا ہے +

گورو کی اہمیت ضرورت۔ اور حقیقت پر اپنشدوں نے باربار تاکیدی زور دیا ہے۔ جو مطالعہ کرنیوالوں کو انکی اپنی عبارت میں جابجا نظر آئیگا +

(۲) تعلیم اور دلی حرکت

شاگرد کی تعلیم اور دلی حرکت کا سامان پہلے تین منتروں کی ہدایت

میں موجود ہے +

(۱) جو متحرک اور غیر متحرک یہ جگت ہے۔ اس میں ایشور کو بسا دو۔ تیاگ سے بھوگ کرو۔ لالچ نہ کرو۔ یہ دھن کس کا ہے؟

(۲) کرم کرتے ہوئے سو برس تک جینے کی خواہش کر۔ اس طرح کرم تجھے نہ چمٹیگا۔ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے +

(۳) جو آتم ہتیا کرتے ہیں۔ وہ مر کر اُن لوکوں کو جاتے ہیں۔ جو اسُر وں کے ہیں۔ (شُور رُوح کے نور سے خالی ہیں) اور گھُپ اندھیرے سے ڈھکے ہوئے ہیں +

ایشور ہے۔ اس میں شک نہ ہو۔ ایشور رُوح ہے۔ اور رُوح کی حرکت رُوح کے اندر ہے۔ باہر نہیں ہے۔ رُوح میں تبدیلی نہیں آتی۔ رُوح کی حرکت کے سامان تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ ظاہرا بہت سے متعدد اور مختلف تعلقات اور واقعات کی صورتوں کی جمعیت نظر آتی ہے۔ جو بار باران کے اعادہ کی شکل اختیار کرلیتی ہے +

ہر علیحدہ شے قدرت میں بطور خود ایک مجموعی عالم ہے۔ جو ظاہری حرکت میں نمایاں ہے۔ ورنہ وہ خود مکمل ہے۔ جو پنڈ ہے۔ وہی برہمانڈ ہے۔ ایک ایک پنڈ آپ برہمانڈ ہے۔ عالم کبیر اور عالم صغیر میں نام کے لئے بھی فرق نہیں ہے +

لیکن ظاہری حرکت سے کثرت نمایاں ہو رہی ہے۔ اسکا باعث صرف حرکت کے اندر حرکت ہے۔ جسے تم ظاہر بینی کے نقص کی وجہ سے علیحدہ شے دیکھ اور مان رہے ہو۔ وہ دراصل علیحدہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ کل سے گتھی ہوئی اور اُس سے ملی ہوئی ہے۔ نظام قدرت کے قانون کے زیر اثر وہ اس طرح محدود نظری کی وجہ

سے نظر آرہی ہے۔ ورنہ یہاں وحدت ہی وحدت اور وحدانیت کی وحدانیت ہے +

(۳) رُوح یا آتما

رُوح خود آزاد۔ قائم بالذات۔ دائم۔ غیر متبدل اور ایک ہے۔ اور تمام حرکتیں اس کے تابع ہیں +

یہ حرکت اشیا یا تنفس کے اندر اس وجہ سے ہے کہ اصل الاصول یا جوہر اولی۔ خواہ پرم تتو کے رہنے کی جگہوں کا پتہ اور نشان مل سکے۔ وہی ایک ہی شے جو ان سب کو اپنا مسکن بنا کر ان میں بستی ہے۔ یہ سب اس کے رہنے کے مقامات ہیں۔ وہ سب کا حاکم ہے۔ اور وہی سب میں مکین ہے۔ اسی کو ایش کہتے ہیں +

جو ایشور سونح میں کُلّی طور پر بسا ہوا نظر آ رہا ہے۔ وہی برہمانڈ کے ہر جزوی صورتوں میں حرکت۔ زور۔ اور کرم کا باعث بنا ہوا ہے +

چونکہ وہ کل ہے۔ اکھنڈ اور غیر منقسم ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ وہی برہمانڈ میں بھی ہے۔ وہی پنڈوں یعنی اجسام اور اجرام میں بھی ہے +

اس پرم تتو اور اصلی جوہر کو سب کا عطر۔ خلاصہ اور روح سمجھو +

اَوِدّیا - اگیان

سکونت اور حرکت کا مقصد بھوگ (لذت) اور قبضہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آتما اس جگت پر قابض ہوکر اُسے بھوگ (لذت یاب) رہا ہے۔ اونچی اور وسیع نظر نہ ہونے سے انسان محدود نظر ہوکر برہمانڈ کو منقسم اور منجزا۔ خواہ کھنڈ کھنڈ مان بیٹھا ہے۔ اس لئے نہ اُسے بھوگ میسر ہے نہ جوگ میسر ہے۔ اسی کا نام اَوِدّیا اور اگیان ہے۔ جزویات اور فروعات میں پھنس کر مقیّد ہو رہنے کا نام اَوِدّیا ہے۔ یہ صرف محدود انانیت یا ناقص اہم بھاؤ کی گرہ اور گتھی کی وجہ سے ہے۔

(۴) محدود اہم

یہ انسان محدود اہم بن گیا ہے۔ اور اپنی ہی وِدّیا اور اَوِدّیا خواہ گیان اگیان کی دو مختلف طاقتوں کے زیر اثر آیا ہوا ہے۔ وہ کثرت اور وحدت۔ اور ان کی نسبتی تعلقات کو جانتا ہے۔ جب تک اُسے ایسی سمجھ ہے۔ تب تک اس قدر عیب نہیں ہے۔ اُس کی آزادی میں ابھی تک فرق نہیں آیا۔ جب وہ کُل اور کلیّت کے خیال کو ترک کر کے جُز یا جزویت کے قید و بند میں آجاتا ہے۔ اُس وقت اس کی دلی اور عقلی حالت ناقص ہوجاتی ہے۔ پردوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ

ایک ایک ظاہری شے کے قید میں آکر جزو اور کُل کی باہمی نسبت کی طرف سے آنکھیں بیچ لیں۔ ظاہری نظاروں ہی کا ہو رہا۔ اپنے آپ کو سب سے جُدا سمجھ بیٹھا۔ اور اصلیت کا خون ہو گیا۔ اہنکار غرور۔ اور خودی سے دبوچ کر اُسے انفرادی شخصیت اور شخصی انفرادیت کی حیثیت دے دی۔

اس نقص بینی اور نقص پسندی اور نقص اندیشی کا نتیجہ یہ ہو ہو گیا۔ کہ کُل اور جزو کے ساتھ ہم آہنگی۔ مطابقت اور مماثلت نہ رہی۔ اور نہ اُسے جوگ (قبضہ) حاصل ہے۔ اور نہ بھوگ (لذت) میسر ہے۔ لیکن روح چونکہ بالذات ایش اور حاکم ہے۔ اُس کا اثر زائل نہیں ہے۔ محدود باہم نسبتی محدودیت کے ہوتے ہوئے بھی یوگ اور بھوگ کا خواہشمند رہتا ہے۔ چاہے وہ اصلیت کو محسوس کرے یا نہ کرے۔ اس خیال سے اب بھی جدا نہیں ہے۔ تفرقہ ہو گیا۔ خیالی وہمی۔ اور فرضی جدائی گلے کا ہار بن گئی۔ دل کمزور۔ اور عقل کمزور اور حواس کمزور ہو گئے۔ نادانی کا شکار ہوا۔ اور پس و پیش میں پڑ کر حالات کی تبدیلی کی جانب راغب ہوا جسے جنم اور مرن کہتے ہیں۔ ایک حالت میں آ جنمنا ہے۔ اُسے ترک کرنا مرنا ہے۔ اور اب اسی گورکھ دھندے کا سلسلہ چل نکلا۔

محدودیت کی خواہش میں ماتحتی۔ احتیاج۔ تفرقہ۔ اور رشک و حسد رہتے ہیں۔ جو آزاد۔ غنی ایک اور حاکم تھا۔ وہی پابند۔ محتاج۔ انیک اور ماتحت نظر آنے لگا۔

(۵) آتم تتو یعنی روحانیت کا قانون

سرشٹی اور مرشٹی کے تمام پدارتھ۔ اس سرشٹی میں بھوگ کے لئے ہیں۔ یہ بھوگ اُسی وقت نصیب ہوتا۔ اگر ان سے تیاگ ہوتا۔ انسان یہ نہیں سمجھتا کہ بھوگ اور بھوگ کے پدارتھ میرے لئے ہیں۔ بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں بھوگ اور بھوگ کے پدارتھ کے لئے ہوں اگر بے تعلقی ہوتی۔ تو وہ انہیں بھوگتا۔ تعلق کر لینے سے وہ اُسے نہیں بھوگ سکتے ہیں +

یہ تیاگ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق ہے۔ جسمانیت کا ہو کر نہ رہنا بلکہ جسم دل اور دماغ کا مالک بن کر رہنا تیاگ اور ویراگ ہے۔ بے جا ہوس اور حرص اس کے دشمن ہیں +

آزادی ان سے بھاگنے میں نہیں ہے۔ بلکہ عملاً اور قولاً اور جسماً اور معناً شخصی اور محدود خواہش کو مغلوب اور اپنے ماتحت کر رکھنا ہے۔ اس بات کی خواہش کہ کوئی شئے مجھے مل جائے۔ اس کے بغیر گذارہ نہیں ہے۔ بیجا خواہش ہے۔ اس کا تعلق دلی بندش کی وجہ سے ہے۔ انسان سمجھتا ہے۔ کہ مجھے یہ شئے نہیں ملی۔ اور دوسرے کو حاصل ہے۔ یہ غلط سمجھ ہے۔ اسی میں احتیاج کی جڑ ہے +

جس سے ہوتے شیر ہیں روباہ مزاج
وہ غلط ہے احتیاج اور احتیاج

اس سمجھ بوجھ کے اندر بھی وحدت کی روح چھپی ہوئی ہے

انسان محتاج ہوتا ہوا لا احتیاج بننا چاہتا ہے۔ وہ ناقص مفلس۔
نہیں رہنا پسند کرتا۔ بلکہ کامل اور غنی ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔
کیوں؟ کیونکہ یہ اس کے آتما کا خاصہ ہے۔ آتما تمام و کمال۔ مکمل اور
واحد ہے۔ صرف اُسے محدودیت کی وجہ سے گیان کی کمی ہے۔ وہ
اس وقت نہیں جانتا کہ تمام اشیا آتما کے اندر ہی ہیں غلط فہمی میں
پڑکر باہر مان رہا ہے۔ اس لیے کثرت اور تفرقہ دامن گیر ہو رہا
ہے۔ گورو ملے۔ تب بتائے کہ سب میں ایش ہی بسا ہوا ہے۔ یہ سب
کے سب اسی ایک کے رہنے کے مکانات ہیں ؛

اس محدود اہم پر محیط کُل ایش کا خیال لے کر غالب آتا ہے۔
جب سب میں ایک ہی واحد وجود بسا ہوا ہے۔ تو پھر یہ کیا ہے؟ کیا
وہ اس میں نہیں ہے؟ جسم پر کیوں نظر ہے؟ اُسے اس طرح اونچی
کر دے۔ پھر یہ راز خود بخود سمجھ میں آجائے گا ؛

جب اس وحدت کی سمجھ آجائیگی۔ دل اور عقل میں وسعت ہوگی
اُسے سب سے خوشی ملیگی۔ اور کوئی خاص محدود خواہش ستائیگی
پھر جب یہ جوگ ہوا۔ تو پھر بھوگ ہی بھوگ ہے۔ جوگ اور بھوگ
ساتھ رہینگے۔ اور آتما کو اپنی کلیت مجموعیت اور اکھنڈ پنے کے
اظہار کا موقع رہیگا۔ یہ بھوگ آنند کہلاتا ہے۔ اس میں بندش
نہیں ہے یہ آزاد ہے۔ پھر آدمی ایسی سمجھ لے کر کرم کرے ؛

(۶) کرم کی ضرورت

بغیر کرم کی زندگی کچھ نہیں ہے۔ کرم زندگی کے اظہار کی صورت

ہے۔ اپنش کے مکمل خیال سے پھر آتما کرم کرتا ہُوا بغیر کرم کے
اور بغیر کرم کے کرم کرتا ہُوا پرنیت ہونے لگیگا۔ یہ کرم جسمانیت
کی نظر سے قدرتی حرکت کا ایک جُز ہے۔ وہ جائز، مناسب
ضروری اور لازمی ہے۔ بغیر اس کے کمال یا مکمل پنا کہاں ہے۔
برہمہ میں ورہ (بڑھنا) اور منن (سوچنا) ہے۔ یہ تو اس
کے اوصاف میں داخل ہیں۔ یہ حرکت نہیں تو کیا ہیں؟ یہ کرم نہیں
تو انہیں کیا کہوگے؟ آتما میں ات (حرکت) اور منن (سوچنا)
ہے۔ وہ اپنے قدرتی فرض کو سوبھاوک ادا کر رہا ہے۔ چاہے
وہ اس جسم میں ہو۔ یا کسی جسم میں ہو۔ جب یہ سوبھاوک ہے۔
تو پھر یہ جائیگا کہاں؟ لوگ ناحق سُست اور اپاہج بنتے ہیں
انہوں نے تو ویدانت کو سمجھا۔ نہ اُپنشد کو۔ آتما کے آزاد کرنے تک
کا خیال جہالت اور اگیان ہے۔ وہ تو خود آزاد ہے۔ محدودیت
کا اگیان ناحق گریبان گیر ہو رہا ہے۔ مکتی یا آزادی تو اس میں
خود ہے۔ وہ اس کی ذاتیت، مطلقیت، حقیقت۔ اورا
ہے۔ اس کا صرف ذہن نشین کر لینا ہی کافی ہے۔

کرم سے لوگ گھبراتے ہیں۔ کیونکہ اُسے قید و بند سمجھ بیٹھے
ہیں۔ اور اس وجہ سے یہ اور بھی دکھدائی بن گیا ہے۔ اور مکتی
کی ایک اور غلط خواہش نے دبوچ لیا ہے۔ کرم میں بندھن کیا؟
بندھن تو خواہش میں ہے۔ یہ خواہش اور خواہش کے سامان
ظاہرا نظر آتے ہیں۔ ورنہ وہ حقیقی کب ہیں!

خواہش حسی دل کے ایک حسی جذبہ کا نام ہے۔ جو محدودیت

میں خوشی کی تلاش ہے۔ یہ خوشی برہمہ یا کُل میں تلاش نہیں کیجاتی بلکہ جزویات میں اس کی جستجو ہے۔ صرف اس اگیان کو مٹاؤ۔ اور پھر مُکتی ہی مُکتی ہے۔

برہمہ اپنے آپ کو آپ پرکاش کر رہا ہے۔ وہ مُکمّل اینش ہے۔ کرم نے اُسے کب باندھ رکھا ہے۔ اُس کا خیال دل میں قائم کرو۔ محدودیت سے گذر کر مکمل اور کمال سے تعلق پیدا کرو۔ کرم کرو۔ اور کرم برہمہ کے لئے ہوں۔ پھر نہ کہیں بندھن ہے نہ قید ہے۔

کرم نظام کائنات کی حرکت کی کڑیاں ہیں۔ کڑیاں باہمدگر گُتھی رہتی ہیں۔ آتما کو کس نے پکڑ رکھا ہے۔ انجن کی حرکت ریل کی گاڑی گاڑی میں محیط ہے۔ وہ کہاں بندھن میں ہے۔ گاڑیاں چاہے بندھی ہوئی نظر آئیں۔

بیکاری کی زندگی اچھی نہیں۔ بیکار آدمی قدرت کے قانون کا باغی ہے۔ اور اس لئے وہ مصیبت میں رہیگا۔ اس کی دلی اور عقلی حالت تاریکی رہیگی۔

(۷) دُوسرے لوک

جسم کی علیحدگی سے انسان نظام قدرت کی حرکت سے جُدا نہیں ہوتا۔ صرف جسمانیت سے گذر کر اور طبقات میں آتا ہے۔ یہ لوک لوکانتر ہیں۔ ان کُرّوں میں سے کوئی روشن ہے۔ کوئی تاریک ہے۔ کوئی نورانی ہے۔ اور کسی میں گھُپ

اندھیرا ہے۔ جو آگیا آئی ہے۔ اُسے ایسی ہی حالتوں میں گذرنا پڑیگا۔ یہ لازمی ہے ⁂

دُوسرا باب

خواہش اور فعل وحدت اور کثرت اور آودیا وِدّیا وغیرہ کا حقانی زندگی کے ساتھ میل

اب چھٹے اور ساتویں منتروں کو پڑھو۔ یہاں خلاصہ کا خلاصہ دیا جا رہا ہے :-

(۶) جو سب میں اپنے کو اور اپنے میں سب کو دیکھتا ہے۔ وہ کسی سے متنفر نہیں ہوتا ⁂

(۷) آتما ہی سب کچھ ہو گیا۔ ہوا اور ہے۔ جسے یہ گیان آگیا۔ پھر وہ بھرم میں کیسے پڑنے لگا ⁂

(۱) آتم ساکشاتکار

برہم اور آتما ایک ہے۔ اس میں تبدیلی نہیں ہے تبدیلی من۔ پران۔ جسم۔ حالت۔ مزاج۔ کرم میں ہے۔ یہ اصلی نہیں ہیں۔ اصلی آتما ہے۔ یہ آتما کے اظہار کے سامان ہیں ⁂

جو کچھ نظام قدرت میں ہے۔ چاہے وہ جڑ ہو۔ یا چیتن ہو وہ اسی برہمہ یا آتما کا ہے پنا۔ ہونا پنا۔ ہو جانا پنا ہے۔ اور ہو رہنا پنا ہے۔ ان سب کے لئے ایک لفظ اظہار کافی ہے یہ سب جیو جنتو ایک ہی ہستی مطلق ہیں ہستی تو ہستی ہی ہے اُس کے منکر جسے کوئی کیسے کریگا۔ یہ سچائی ہے۔ اور اسی کو ذہن نشین کرنا اور کر لینا ہے۔

جب یہ وحدت سمجھ میں آگئی۔ انفرادیت اور محدود شخصیت کا وہم جاتا رہا۔ پھر ایک واحد۔ واحد الوجود اور واجب الوجود کے سوا کیا رہ گیا؟ ذرا سوچو تو سہی۔ اس کے سمجھ لینے سے محدود اسم لامحدود ہو گیا۔ اور برہمہ پنے کی شان اس میں نمایاں ہو گی۔ اسی کا نام آتم ساکشاتکار ہے۔ اِسے عین الیقین کہتے ہیں۔

(۲) آتما۔ یا۔ رُوح

آتما یعنی لامحدود اہم ہی برہمہ ہے۔ جو سویم پرکاش۔ اپنے آپ میں آپ ظہور کرنے والا اور آنند مورتا ہے۔ یہ ست چت آنند ہے۔ وہ اکال۔ اگھنٹ اور ریکٹ ہے۔ نہ اس میں کمی آتی ہے۔ نہ اضافہ ہوتا ہے۔ وہ جیسا ہے۔ ویسا ہی رہتا ہے۔ ظرف۔ زمان اور مکان کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

کسی نے سچ کہا ہے:۔

اردھ شلوکین پردکشیامی یدُکتم گرنتھ کوٹی بھہ
برہمہ ستیم جگن متھیا۔ جیو برہمیو ناپرہ
مطلب جیز ترجمہ۔ یہ آدھا شلوک بے شمار کتابوں کا عطر اور جوہر ہے۔ برہمہ ست ہے۔ جگت متھیا ہے۔ اور جیو برہمہ میں کوئی بھید نہیں ہے ؂

(۳) تین طرح کے پُرش

آتما تین مختلف صورتوں میں اپنا ظہور کر رہا ہے۔ یہ ظہور پُرش۔ پرکرتی کی نسبتی تعلقات کی وجہ سے ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) اکشر۔ لاتبدل۔ غیر تبدیلی پذیر۔
(۲) کشر۔ متحرک اور متبدل۔
(۳) پرا۔ اُتم۔ سب سے اعلےٰ اور اُونچا۔

(۴) تینوں کی تشریح*

کشر پُرش وہ آتما ہے۔ جو پرکرتی (مادہ) کی تبدیلیوں میں رہتا ہُوا اُن کا آدھار بنا ہُوا۔ ظاہر جنمتا۔ مرتا۔ بڑھتا۔ گھٹتا۔ پرتیت ہوتا ہے۔ اس میں کثرت۔ تبدیلی اور دوپنے کا وہم ہے اس پر بھی درپردہ وہ پرکرتی کی تبدیلیوں پر غالب۔ حاوی۔ اور مسلط ہوتا ہُوا دُکھ سُکھ کا بھوگی۔ نیکی بدی کا حصہ دار۔ دوَند یعنی

* دیکھو گیتا ادھیائے پندرہویں۔ ۱۶-۱۷ اور تیرہویں ادھیائے بھی۔

اتصاد میں شامل ہے۔ اور قدرت کے کاروبار میں اثر انداز ہے مادہ کی تبدیلیوں کی وہ لاکھ پیدا شدہ اور مرتا ہوا پرتیت ہو۔ لیکن اصلیت کی نظر سے وہ پھر بھی آتما اور ایش ہی ہے ؛

اکشر پرش وہ اہم یا آتما ہے۔ جو پرکرتی کے حرکات سکنات سے اُداسین (مستغنی) ۔ بے غرض ۔ شانت ۔ شدھ اور بے تعلق ہے۔ صرف ساکشی روپ سے انہیں چوٹی پر بیٹھا ہوا پرتیت ہو رہا ہے۔ اور ان میں محو یا مستغرق نہیں۔ یہ آکاش کی طرح ہے۔ نہ بدلتا ہے۔ نہ حرکت کرتا ہے۔ اور چنچل پرکرتی کے متحرک کاروبار کا ناظر اور شاہد ہے۔ یہ کشر برہم کی چھپی ہوئی مکت اوستھا ہے ؛

پرا پرش یا پرشوتم وہ ہے۔ جو شانتی اور حرکت دونوں میں شامل ہے۔ اور دونو کا بھوگی ہے۔ لیکن ان کے بندھن میں نہیں ہے۔ یہ ایش برہم ۔ مکمل ۔ ناقابل بیان اور سمجھنے بوجھنے سے پرے ہے ؛

اسی اہم یا برہم کو حرکت اور بے حرکتی میں ساکشاتکار کرنا ہے ؛

*پرکرتی میں پرش

اہم یا آتما نظام قدرت میں سات مختلف صورتوں میں محیط ہو کر ان کی نسبتی حیثیت کے مدارج کے موافق نظر آ رہا ہے جس صورت کی جیسی خصوصیت ہے۔ اسی کے موافق مفرد موجودات

* دیکھو تیتریہ اپنشد۔ ۲ ۔ کے اسّے ۱ تا ۵ ؛

جسمانیت یا جسم کے طبقہ میں وہی آتما اَن سے پُرش ہے
حرکتی طبقہ میں وہ زوردار طاقت بنا ہوا پران سے پُرش ہے
دِلی طبقہ میں وہ منو سے پُرش ہے۔
عقلی طبقہ میں وہ وگیان سے پُرش ہے۔
عالمگیر سرور کے طبقہ میں وہ آنند سے پُرش ہے
عالمگیر عقلی طبقہ میں وہ چیتن پُرش ہے۔
خالص ہستی۔ ذاتیت یا مطلقیت کے طبقہ میں وہ ست پُرش ہے
انسان چونکہ اُس ایش سے جدا نہیں ہے۔ عقلی خیالی اور نظری نقطہ سے وہ جس طبقہ میں نشست رکھتا ہے۔ اسی کے موافق اس کی حالت ہے۔ اور اُسی قسم تجربات اور مشاہدات کا عادی ہے۔ نرا جسمانی یا اَن سے پرش رہنے سے وہ خالص چیتن یا ست پرش کے طبقہ میں داخل نہیں ہوتا۔
اس صورت کا پتہ کچھ کچھ گائتری کے اس پرانا یام منتر سے ملیگا۔

اوم بھو۔ اوم بھوؤہ۔ اوم سوہ۔ اوم مہہ۔ اوم جنہ

اوم تپہ۔ اوم ستیم

ذیل میں اس کا نقشہ بھی پرکرتی کے حرکات و سکنات کی نسبتی نظر کے موافق بیان دیدیتا ہوں تاکہ معمولی اور سرسری مطالعہ کرنے والا کم از کم کچھ تو سمجھ سکے۔ اُس کی حقیقی سمجھ گورو کی ست سنگ وغیرہ کے تابع ہے۔
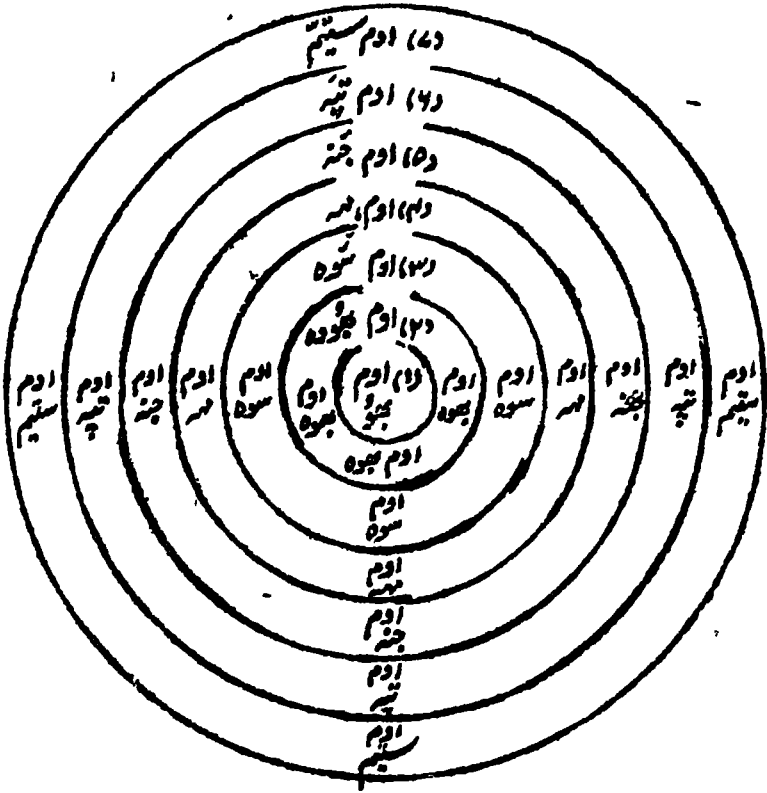
اُپنشدوں میں مہت۔ رِتا۔ ستیت۔ تپ کا ذکر بار بار آتا ہے۔ ان کی صراحت موقع موقع پر ہوگی

اب دوسرا نقشہ ملاحظہ کرو۔

ان نقشوں کے دیکھنے اور غور کرنے سے اچھی طرح سے پتہ لگ جائیگا۔ کہ کس طرح ایک ہی جوہر سب میں محیط ہوتا ہوا خاص خاص طبقہ میں اپنے ظہور کا تماشا دکھا رہا ہے۔ اور کس کس طرح سے اس کے تجربات۔ مشاہدات اور معاملات میں اختلافات کا عالم نظر آرہا ہے۔ وہ جو چاہے ہو سکتا ہے۔

کیونکہ یہ آتما ہی ہے۔ جو سب کچھ ہوا ہے۔ ۶ – ۷ منتروں کو بار
بار پڑھو۔ سمبھوتی اور اسمبھوتی الفاظ پر غور کرو۔ اکثر ٹیکا کاروں
نے ان کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ سب مکھی پر مکھی مارتے
چلے آرہے ہیں۔ ان سے پرش ہی چت پرش اور ست پرش
ہو سکتا ہے۔ جو وہ اب بھی ہے۔ صرف گیان اور اگیان کا پردہ
حایل ہے ÷

(۵) ساکشاتکار

ست پرش کا ظہور ست چت آنند ہے۔ وہ لامحدود
ہے۔ اس لئے اس کی ہستی۔ علم اور سرور سب کے سب
لامحدود ہے ÷

ایشور کے اس سچدانندی ظہور کو پرا پرکرتی (پرے کی صفت)
سمجھو۔ دل عقل اور جسم۔ یہ اپرا پرکرتی (یعنی ورے کی صفتیں ہیں)
سچدانند کو اپنی عالمگیر حیثیت میں پراردھ (پرے کا آدھا حصہ)
سمجھو۔ یہ سوبھاوی سے امرت اور لافانی ہے۔ مادہ کے اندر دل
اور جسمانی ہستی کو اپراردھ (ورے کا آدھا حصہ) تصور کرو۔ یہ تقسیم
تفریق خیالی ہے۔ یہ صرف سمجھانے بجھانے کے لئے ہے ÷

آٹھواں منتر کا خلاصہ ملاحظہ ہو:۔

وہی رشی سب کچھ ہو گیا۔ اور سالہا سال سے اشیا کی ان کے
خواص کے موافق ترتیب دی۔ وہی باہر گیا۔ وہ روشن۔ بغیر جسم

بغیر نقص۔ بغیر ناڑیوں کے ہے۔ وغیرہ وغیرہ

مضموں بہت صاف ہے۔ وہی ایک سب میں دائم قائم اور محیط کُل ہے۔ وہی برہمہ گیان ہو کر مفردات اور مرکبات میں ہے۔ اور وہی مختلف اور متعدد شخصیتوں میں شخصی صورتوں میں ہے جیوؤں کے اندر بھی وہی سمایا ہوا ہے۔ اور اُسے نقص جسم اور نفس ناڑیوں کی بندشوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ بلکہ سب میں رہ کر وہی سب کا ان کے خواص کے بموجب قاعدہ میں رکھنے والا اور چلانے والا ہے۔ وہی باہر ہے۔ وُہی یہاں وہاں جہاں تہاں سب میں ہے +

ہم محدود النظر اور تنگ نگاہ ہیں۔ جنم مرن کے ناقص نظام میں محدود ہو کر اس آتما کو سچدانند کہتے ہیں۔ اور اُسے علیم کامل عقل کامل اور سرور کامل سمجھتے ہیں۔ اور اپنے دلوں میں اسی کو منعکس پاتے ہیں۔ اگر دل صاف اور شانت ہے۔ تو اس کا روشن اور سچا عکس پڑتا ہے اگر برعکس کیفیت ہے۔ اور اگیان کی تاریکی اور اشانتی ہے۔ تو اس کا عکس دھندلا۔ بگڑا ہوا۔ اور ٹیڑھا پڑتا ہے +

صاف آئینہ میں جلوہ صاف آتا ہے نظر
میلے آئینہ میں صورت اد ہی ہے بے خبر

عکس پذیر دل آئینہ ہی عکس لیتا رہتا ہے۔ وہ صاف ہے تو گیان ہے۔ میلا ہے تو اگیان ہے۔ اگر وہ اچپل ہے۔ تو دوئی تثلیث اور کثرت ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں ہے۔ تو واحدانیت وحدت ہے۔

اور احدیت ہے۔ وحدیت بین کی نظر میں وہ ایک رس اور یکساں خوشی ہے۔ کثرت بین کی نظر میں وہ دوند۔ ناقص۔ باہمی جنددوالاسدار دو راحت۔ دُکھ سکھ۔ وغیرہ شکلوں میں پرنیت ہوتا ہے۔

یہ صرف محدود نظری۔ تنگ نظری اور تاریک نظری کا فتور جو کشٹر پُرش سے ایک ہوتا۔ اور گیتی ہوا ہو کر بھی آتما کو جُدا جُدا اور محدود دکھا رہا ہے۔ اور پرکرتی کی تبدیلیوں کے ماتحت اگر وحدت الوجود اور واجب الوجود کی ہستی کی طرف سے ناداں بنا ہوا ہے جیسے چاند ایک ہوتا ہُوا آسمان میں کبھی دو۔ تین اور متعدد نظر آیا کرتا ہے۔ ویسا ہی اسے بھی سمجھو۔

کثرت بینی کی عادت سخت ہونے ہونے کرموں کے اثرات کے اجتماع ہونے سے تفرقات کی حالت پیدا ہو گئی۔ یہ قانون ہے۔ اور یہی آتم تتو کے ساکشاتکار ہونے کے درمیان حجاب اور پردہ بن کر اُسے سمجھنے نہیں دیتا۔ جب اس مرض کا علاج ہونے تب پھر وحدت ہی وحدت ہے۔ مریض آدمی جسم دل اور روح کی یکسانیت اور باہمی مطابقت باہم آہنگی کا قائل نہیں ہوتا۔ جسم اور دل اُسے بوجھ معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی حکیم ملے۔ بیماری دور ہو۔ تو پھر یہ ایسے تفرقہ انداز نہ معلوم ہونگے۔

اگیان کی معدومیت ہی آتم گیان کے ساکشاتکار کا یقینی ذریعہ ہے۔ یہی مکتی ہے۔

آنند کی ابتدا ہستی علم و سرور کی احدیت میں اصل واحد

مطلق کے نظارہ کا پہلا تماشہ ہے۔ جو نظر میں آتا ہے +

(۶) آتم ساکشا تکار کے مدارج

(پہلی منزل)

آتم انبھو کی پہلی منزل وحدت پسندی۔ وحدت بینی اور وحدت اندیشی ہے۔ وہ سب کو ایک جیسا تصور کرتی ہے ابتدائی سمجھ میں بھید بھاؤ رہتا ہے۔ ایک کہتے اور مانتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی اور خوف کھاتی ہے۔ لیکن یہ اثر کسی طرح دل کے اندر آجائے۔ ہمدردی محبت اور یگانگت آجائے۔ انسان اوروں کی بھلائی کے کام میں لگے۔ پھر یہ بڑھ جاتی ہے +

پھر کثرت میں وحدت کا جلوہ نمایاں ہونے لگتا ہے ذرہ ذرہ ریگستان کے مجموعی اجزا بنے ہوئے اسکی کلیت کا مشاہدہ کرانے لگتے ہیں۔ قطرہ قطرہ کی مشمولی کیفیت سمندر کی ہستی ان کے اندر ذہن نشین کرا دیتی ہے۔ اور وحدانیت آجاتی ہے۔ چاہے یہ جدا جدا ہی کیوں نہ نظر آویں واحد کا خیال دل پر غالب آجاتا ہے۔ اور وہ ابتدائی تمیز شش کا نتیجہ ثابت ہوتا ہے +

اصل گیان کی ابتدا وحدت بینی ہے۔ ایک پرکرتی۔ ایک پران۔ ایک دل۔ ایک آتما سب میں کھیل کرتے ہوئے

نظر آتے ہیں +

جب یہ آتما سچدانند متصوّر ہو گیا۔ تب یہ گیان مکمل ہو گیا پرکرتی کیا ہے؟ یہ صرف دل کا کھیل ہے۔ یہ دل ہی ہے جو تخیلات کو ٹھوس مادہ بنا کر تماشا کیا کرتا ہے۔ اس کی صورت آرائیاں متعدد۔ مختلف اور بکثرت ہوتی ہیں۔ یہ سمجھ میں آگیا۔ پھر سچدانند کا بھان اور پرکاش ہوا۔ رفتہ رفتہ چیتن پرش۔ پربرہم اور پرا پرش کی باری آتی جائیگی +

ایک ہی سچدانند آتما ہے۔ جو سب میں ہے۔ وہی کثرت میں ہے۔ وہی قلت میں ہے۔ اور وہی کثرت میں بھی ہے۔ اور دل۔ زندگیاں۔ اور اجسام اُسی محیط کل جوہر کے بنے ہیں بے شمار مکان پرتیت ہونے لگینگے۔ جسکا اشارہ ایش اُپنشد کے پہلے منتر میں آیا ہے +

آہا ہستیوں کا نظارہ اسی ایک آتما میں ہے۔ وہی سب کی رُوح رواں بنا ہُوا ہے۔ وہی اصلیت اور حقیقت کی ایک جان ہے۔ اسی ایک کا خیال مکمل باطنی نجات مکمل سرور۔ اور مکمل شانتی کی بنیاد ہے۔ (پہلا منتر بار بار پڑھو) ہر ابتدا کی انتہا ہے۔ خیال میں جس قدر روانی۔ وسعت اور پھیلاؤ آتا جائیگا۔ نفرت۔ کراہت۔ تعصب۔ ہٹ دھرمی اور خوف دُور ہوتے جائینگے۔ زندگی شاندار بنتی جائیگی۔ اور یکتا (یکسانیت اور احدیت) آتی جائے گی +

آتما کے سب کچھ ہونیکا نظارہ

(۷)
انسان باطنی طور
نظارہ ہی سب کچھ نہیں ہے۔ جو نظر آئے
پر وہی بنتا اور ہوتا بھی چلے۔ تمام باطنی زندگی مجموعی طور اپنے
اجزا کی نظر سے باطنی مشاہدہ۔ باطنی معانقہ اور باطنی احساس سے

موافق ہو۔ تو اپنشیتہ شخصی انسان اپنے آپ کو سب میں
ایکتم
پھیلتا ہوا دیکھتا چلے۔ اپنے خیالات۔ حرکات اور احساس
کو تکمیل گیان کے موافق بنانا شروع کرے۔ تکمیل گیان کی
نسبت کو اپنے اور اوروں کے ساتھ ملا ملا کر اسی قسم
کا برتاؤ کرے۔ اُس وقت وہ وہی دائمی قائمی ذات مطلق
ہو رہیگا۔ جو سویم پرکاش ہے۔ اور عالم کثرت میں یکساں پرنیت
ہو رہا ہے۔ اور اپنشد جس کا اشارہ آٹھویں منتر میں کر رہی ہے
وروہ ساتویں منتر میں بھی آیا ہے۔ "سربانی بھوتانی آتمیوا
بھوت" وغیرہ وغیرہ (وہی وجود مطلق سب موجودات
ہوگیا)۔

مغرور اور اہنکاری اگیانی انسان کہتا ہے۔ کہ سب جیو
جنتو جدا جدا ہیں۔ ایک کا بھوگ دوسرے سے جدا ہے۔ یہ
محدود انسانی نظر ہے۔ یہ ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ دیکھا جا رہا
ہے۔ محدودیت کے طبقہ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور ہونا چاہئے
لیکن ایشر کی نظر سے یہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک ہے۔

جو سب میں گھر بنا کر سمایا ہوا ہے۔ وہی قدرتی مقصد کے موافق سب میں محیط ہے۔ اور اس شخصی عالم کو قاعدہ کے موافق اس کے خواص اور کیفیت کی نظر سے چلا رہا ہے۔ وہ سچدانند اور امر ہے۔ ایش ایسا ہے۔ انسان کو چاہیے۔ کہ اُسے اپنی معراج تمنا بنا دے۔ اس سے مل کر ایک ہو رہے۔ تب ہی اس کا گیان ملیگا۔ تفرقہ کی حالت میں وہ غیر ممکن ہے ۔

وحدت النظری لازمی ہے۔ محدود اہم غیر محدود اہم سے ملے۔ وہ سمجھ لے۔ کہ ذات کی نظر سے اس میں ایشور میں بھید نہیں ہے۔ اس خیال کا اشارہ سولہویں منتر کے آخری لفظوں میں ہے۔ "یو ساؤ سَو پُرشہ سوہم آسمی" "جو پرش جو وہاں اور وہاں ہے۔ وہ میں ہی ہوں" یہ الفاظ اس قدر صاف اور واضح ہیں۔ کہ کھینچ تان کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے "سوہم آسمی" "وہی میں ہوں" اس خیال کے آتے ہی کثرت وحدت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور آتما کا ساکشاتکار ہو کر زندگی وہی اور ویسی ہو رہتی ہے ۔

ایش اپنشد نے اسی کی تعلیم دی ہے۔ اسی نظر سے ودیا اوِدّیا۔ ایک انیک۔ اور کثرت وحدت۔ موت زندگی کے ضدین الفاظ کو لے کر انصاف کی نظر سے دکھایا ہے۔ موت گیان سے امرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ خیالات نویں منتر سے لیکر چودھویں منتر تک زیر بحث آئے ہیں ۔

سفلی انسان کو اس ساکشاتکار کے مرحلہ سے گزرنا ہے۔ اُسے

یادر ہے۔ عقل ہی سب کچھ نہیں ہے۔ دل کو عالمگیر آنند اور پریم میں متماثل کرلیتا ہے۔ شخصیت کو اُنش بھاؤ میں جذب اور محو کر دیتا ہے۔ وہ سب اس میں ہے۔ اس میں بھی ہے۔ اور وہ اُس سے کبھی اور کسی حالت میں مختلف نہیں ہے ؂

(۸) حقیقی آنند کی کیفیت

اس ساکشا تکار سے مکمل اور پورن آنند آجاتا ہے۔ کرم ہونا رہے اس کا مضائقہ نہیں، دُکھ اور بھرم جاتا رہتا ہے۔ ان سے قطعی نجات ہو جاتی ہے ؂

وہ نہیں رہتا۔ یہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ کہ تمام ہستی کے پس پشت ایک اصلیت ہے۔ جو دل زبان اور عقل کی رسائی سے پرے ہے۔ وہ مطلق اور ذات مطلق ہے۔ اُسے ہونے سے تعلق نہیں ہے۔ اُسے کسی کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مکمل ہے۔ سب بھوگنے کے قابل ہے۔ کیونکہ یہ اُسی کا اظہار اور ظہور ہے۔ یہ ظہور خود بخود ہے۔ اُسی سے ہے۔ اُسی کا ہے۔ پھر کون کس سے نفرت کرے۔ سویم پرکاشوان برہم نج پرکاشی ہے۔ اس گیان سے بھرم کا ناش ہو جاتا ہے۔ اگیان کی جگہ گیان لے لیتا ہے۔ سارا جگت اپنا ہو جاتا ہے۔ اور اس کا بھوگ مہا آنند دایک ہوتا ہے۔ اب کیا باقی رہا جسکی ہوس کی جائے۔ دُکھ کا امکان نہیں رہا۔ کیونکہ سب کا سب سچدانند پرنیت ہو گیا۔ دُکھ محدودیت میں ہے۔ مکمل میں دُکھ کا امکان کہاں!

دکھ کمی - قلت - احتیاج نقص اور کمزوری میں ہے۔ جو پورا اور باکمال ہو۔ اس میں ان کا وہم و گمان کہاں!

ایش اور جگت کا ملاپ وحدت ہے۔ اور اسی علم کا نام گیان ہے۔ اس گیان میں خواہش اور بھرم دونو کی بیخکنی ہوجاتی ہے - اہم اب غیر محدود ہونے سے محدود نہیں رہا ۔

(۹) ستا - وہ

جو یہ سمجھتے ہیں کہ اُپنشد غیر شخصی اور مستغنی ہی ایشور کی تعلیم دیتے ہیں - وہ غلطی پر ہیں - ان لوگوں نے بغور ان کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس لئے ایسی رائے قائم کرتے ہیں بلکہ اپنشد میں ایک ایسی ناقابل بیان ذات اور مطلقیت کی تعلیم دیتی ہیں جو اپنے آپ کو دو مختلف صورتوں شخصی اور غیر شخصی کیفیتوں میں پرکاش کر رہا ہے۔ شخصی ایشور کا نام کستشر اور غیر شخصی کا اکشر ہے ۔

جب وہ اس ناقابل بیان - ناقابل فہم - بعید از ادراک اور بعید از فہم ایشور کا ذکر کرتی ہیں۔ تو اس کے لئے تت (وہ) کی ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ تت نہ تذکیر ہے نہ تانیث ہے۔ لیکن اس تت سے وہ نورانی شخصیت جو نظام کائنات کی باقاعدگی اور انتظام میں شامل ہے - خارج نہیں کی گئی - کین اُپنشد کے تیسرے ادھیائے میں اس کا تذکرہ آتا ہے - وہاں اس خیال کا پتہ لگیگا - بلکہ جب کبھی وہ شخصی ایشور کی اہمیت پہ

زور دیتی ہیں - تو ایسے موقعوں پر وہ سا (وہ) کا ضمیر استعمال کرتی ہیں - اور اُسے دیو - ایش - پُرش وغیرہ ناموں سے یاد کرتی ہیں - اور پرکرتی کو اس کی شکتی قرار دیتی ہیں ۔

ایش اپنشد نے برہمہ کو اصلی اصلیت اور حقیقی حقیقت قرار دی ہے - جو مختلف صورتوں میں اپنا اظہار کرتا ہے - دیکھو چوتھا اور پانچواں منتر کیا کہہ رہے ہیں :-

(۴) وہ بے حرکت - ایک - من سے زیادہ تیز ہے - اندریوں کی اس تک رسائی نہیں ہے - وہ ان پر سبقت لے گیا ہے - وہ خود ٹھہرا ہوا ہی سب کے آگے نکل گیا - اسی کے آشرایات رشوا (سُوتر آتما) سب کو طاقت تقسیم کرتا ہے ۔

(۵) وہ چلتا ہے - وہ نہیں چلتا ہے - وہ دور ہے - وہ یقینی طور پر نزدیک ہے - وہ اس سب کے اندر ہے - وہ اس سب کے باہر بھی ہے ۔

پھر آپ ساتویں منتر کو بھی دیکھئے وہ کیا کہہ رہا ہے :-

(۷) "سب متحرک و غیر متحرک میں ایکتا دیکھتا ہے - اور جسے سب میں آتما ہی پرتیت ہوا ہے ؟ اس کو بھرم اور شوک کیا ہے !"

اس سے کیا پایا جاتا ہے ؟ اس میں وحدت اور ایکتائی کا خیال ہے - یہ وہی ایک واجب الوجود ہے - جو سب کچھ ہو گیا ہے - اور سب میں محیط کل ہے ۔

آٹھواں منتر یہ ہے :-

وہ پرے چلا گیا - چمکتا ہوا - بغیر جسم کا بغیر رنگ کا - ناڑیوں سے آزاد - شُدھ - پاپ سے جدا - کومی (عالم) منیشی (منی)

گھیرنے والا۔ آپ خود ہو جانے والا۔ سب پدارتھوں کو ہمیشہ برسوں کے لئے قاعدہ میں رکھتا ہے ؞

یہ (برہم ہی) پرے پہنچا۔ یہاں یہ کے لئے سَا ضمیر آیا ہے۔ تت استعمال نہیں کیا گیا۔ اور شروع منتر میں اسی کو ایش مان کر سب میں رہنے یا بسنے والا اقرار دیا گیا۔ چونکہ وہی سب کچھ ہو جانے والا ہے۔ اس کے لئے سوئمبھو کا لفظ استعمال کیا گیا۔ یہ وہی ہے۔ جو سب کچھ ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ اس کے سوا اور کسی کی ہستی کب تھی؟ کب ہے۔ اور کب ہو گی؟ اسی رعایت سے سولھویں منتر میں صاف طور پر پرارتھنا کرنے والا کہہ رہا ہے کہ "اوسا وسو پُرشہ سوہم آسمی" "جو پرش وہاں وہاں ہے۔ وہ میں ہی ہوں" اس سے زیادہ صاف کوئی کہیگا! وہی سب کچھ ہو گیا ؞

جو جا کم کرتا۔ دھرتا ہے۔ اور بھوگتا ہے۔ جو وہ ہو گیا ہے۔ اُسی کو بھوگتا ہے۔ اور پھر جس قاعدہ اور ترکیب کے ساتھ یہ کام ہو رہا ہے۔ اُپنشد اُس کا اختصار کے ساتھ اسی منتر میں اشارہ کرتی ہے ؞

اسی خیال کی سمجھ پر ویدک تعلیم کے جنم مرن۔ اور۔ ودّیا اودیا کا انحصار ہے۔ اور جگت میں کرم کے جواز کا انحصار ہے ؞
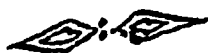
(۱۰) ایشور کی شخصیت

ویدانت جس نظر سے "ایشور" کو مانتا ہے۔ اس میں عام مذاہب کی سمجھ کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شخصی خدا کا عقیدہ جو عوام کے درمیان پایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خدا بہت بڑا آدمی ہے۔ جو آسمان پر بیٹھا ہوا حاکم کی طرح حکومت کرتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ وہ حد درجہ کا طاقتور اور سب سے زبردست ہے۔ ویدانت اس میں کلام نہیں ہے۔ کہ انسانی ظہور کو برہمہ سے منسوب کرتا ہے۔ اور جیو برہمہ کو ایک بتاتا ہے۔ لیکن ایشور کے بارے میں وہ عوام کے طرز عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ ایشور کی ماہیت ویدانت کے خیال میں کچھ اور ہے۔ انسان کے اندر الوہیت کو تسلیم کرتا ہوا وہ ایشور کبھی اس نظر سے نہیں دیکھتا۔ نہ دکھاتا اور نہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسا کہ مت متانتر والے اسے اپنی دُعا اور پرارتھنا سے بڑا آدمی قرار دیتے ہیں۔

ایشور سچدانند ہے۔ ایشور لاتعداد صورتوں میں اظہار کر رہا ہے۔ لیکن وہ غیر محدود ہستی غیر محدود گیان اور غیر محدود خوشی ہے۔ جیو اور برہمہ کی ایکتا صرف حقیقت اور ذاتیت کی نظر سے ہے۔ محدودیت اور غیر محدودیت کی نظر سے نہیں

ہے۔ ایشور میں محتاجگی نہیں ہے۔ وہ اپنے آنند میں آنند اپنی ہستی میں ہستا اور اپنے گیان میں گیانی ہے۔ یہ تینوں غیر شخصی اوصاف ہیں۔ ایشور آپ اپنا جگت ہے۔ اور وہی جگت بنا ہوا ہے۔

اس خیال کو معمولی ذہانت کا آدمی یکبارگی اور آسانی سے نہ سمجھ سکیگا۔ معمولی ویدانتی بھی شاید ہی اسے ذہن نشین کریں۔ کیونکہ بات بہت لطیف اور باریک ہے۔ محض اس بات کے کہ دینے سے کہ جیو برہم ایک ہے۔ کوئی بھی اصل معنی میں ویدانتی نہیں ہو سکتا۔

ست۔ چت۔ آنند الوہیت یا شان الوہیت کی لطیف اور لاتحد شان ہیں۔ اس کی کسی قدر سمجھ ذیل کی عبارت سے آنی ممکن ہے۔

آنند اپنے آپ کو پریم میں منتقل کرتا ہے۔ چت دو معنوں یعنی گیان اور شکتی کی صورتوں میں بھاستا ہے۔ ستا ہی چتے میں منتقل ہو کر شخص اور شے کے ہونے کے اطلاق میں ظہور پذیر ہے۔ لیکن یہاں یہ یاد رہے۔ کوئی پریم بغیر پریمی کے مکمل نہیں ہوتا۔ کوئی علم بغیر شے معلوم کے پورا نہیں بنتا۔ کوئی طاقت بغیر طاقتور کے کام نہیں دیتا۔ کوئی کرم بغیر کرتا کے ہو نہیں ہو سکتا۔ کوئی شے بغیر کسی کے نمودی اور وجودی حیثیت حاصل نہیں کر سکتی۔ اس تشبیہ اور تنزیہہ سے کسی قدر اصلیت کی سمجھ آئیگی۔ مشکل تو یہ ہے۔ کہ جنہیں ست چت آنند کہا جاتا ہے۔

وہ اصطلاحات بھی غیر شخصی ہیں۔ ان کے اندر بھی شخصی ہونے کے نقص کا گمان ہو سکتا ہے۔ برہمہ آنند بھوگنے کے لئے کسی بھوگتا کی ضرورت ہے۔ برہمہ گیان کے لئے کوئی برہمہ گیانی ہونا چاہئے۔ برہمہ کی ہستی کی قابلیت کے لئے کسی قابل کا ہونا لازمی ہے۔ یہ ست چت آنند انسان کی زبان کی اصطلاحات ہونے کی غلط فہمی کے زمرہ میں آسکتے ہیں۔ برہمہ خود اپنا آپ گیان۔ اپنی آپ ہستی۔ اور اپنا آپ آنند ہے۔ برہمہ میں گیان اور گیانی دو نہیں ہیں۔ برہمہ میں ست اور ہستی دو نہیں ہیں۔ برہمہ میں آنند اور آنند بھوگنے والے دو نہیں ہیں۔ یہاں وحدت وحدانیت اور واحدیت ہے۔ گیان گیانی ایک۔ ہستی ہستا ایک۔ آنند اور آنند بھوگنے والا ایک ہے۔ اور پھر یہ سچدانند انسانی محاورات میں تین ہوتا ہوا بھی ایک کا ایک ہے۔

برہمہ گیان اور برہمہ آنند کے اظہار کی دو صورتیں ہیں۔ ایک میں وہ اپنے آپ میں کانی اور گھنا ہے۔ دوسرے وہ اپنے آپ میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ ہر دو مراد خود برہمہ کی اصطلاح ورہ (بڑھنا) اور منن (سوچنا) میں موجود ہیں۔ اسی طرح آتما کی اصطلاح میں ات (حرکت) اور منن (سوچنا) دونوں ہی ہیں۔ ان دونوں کی وحدت کا نام برہمہ یا آتما ہے۔ یہ دونوں کیفیتیں برہمہ میں رہتی ہیں۔ وہی خود اپنے میں آپ بڑھنا۔ اور اپنے آپے کا آپ تناہد ہے۔ وہی سب کچھ ہے۔ اور ہو اکرتا ہے۔ (بھتو دیتم جگت) یہ برہمہ ہی ہے۔ جو سب

کچھ ہُوا ہُوا ہے۔ جو۔ وہ ہوگا۔ وہ بھی برہمہ ہی ہوگا۔ پریم کا
پریتم اور پریمی خود پریم ہے۔ گیان کا گیا تا خود گیان ہے
اس کے کرم میں کرنا، کام، کرتا تینوں ہی ہیں۔ اور یہ برہمانڈ اس
ایش کا جسم اور کرم ہے۔

اب مضمون کسی قدر واضح ہوگیا۔ اور اگر کسی شخص میں مذہبی پکش
اور تعصب نہیں ہے تو ایش اپنشد کی مراد ذہن نشین
ہو جائیگی۔ یہاں توڑ مروڑ یا کھینچ تان بالکل نہیں کی گئی۔ صرف
اپنشد کے معنی مراد کو واضح کر دیا گیا ہے۔

اس لیے جب برہم کے اس غیر شخصی پہلو کی جانب نظر
کیجاتی تو اُسے تت (وہ) کہا جاتا ہے۔ جو تذکیریت اور
تانیثیت کے قید و بند سے بری ہے۔ اور جب ہم اسے
ستیم ست یا سوئم چیت یا سوئم آنند سمجھتے ہیں۔ تو سا (وہ)
کی ضمیر اس کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اور اسے پُرش مانتے
ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اصل میں نہ وہ یہ ہے۔ نہ یہ وہ
ہے۔ نہ وہ تت ہے۔ نہ وہ سا ہے۔ دونو ضمائر غیر
مکمل ہیں۔ برہمہ جاننے بوجھنے سے پرے اور شخصی اور غیر
شخصی التزام سے بری ہے۔ اس لئے وہ نیتی نیتی (نہ یہ نہ یہ)
کہا گیا۔ (دیکھو برہد آرنیک اپنشد) جب ہم اسے تت (وہ)
کہتے ہیں۔ تب یہ مراد لیتے ہیں۔ کہ وہ اوصاف کی بندشوں
سے آزاد اور ہماری سمجھ بوجھ اور بیان سے اونچا ہے۔ اور
جب سا (وہ) کی ضمیر اس کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

تب بھی اُسے دراصل ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ تت اور ستا دونو کی ایک ہی مراد ہے۔ اور وہ عقل اور زبان کی رسائی سے اونچا ہے ؏

جگت میں ہی جگہ اور ہر وقت وحدت اور کثرت کی نسبت موجود ہے۔ جب ایک کہا جائیگا۔ تو پھر وہاں سینکڑے وغیرہ کیوں نہ آئینگے۔ اور جب وہاں سینکڑے وغیرہ کہے جائینگے۔ تو ایک ان میں سے غائب کیسے ہو جائیگا۔ اور وحدت کثرت اور پھر کثرت میں نسبتی مدارج کے تعلقات میں لامحدودیت محسوس ہوگی۔ یہ نسبتی مدارج ایشور کا کھیل ہیں۔ وہ اپنے ظہور کے مسکنوں اور مکانوں میں داخل ہو کر کھیل رہا ہے۔ کثرت کا خیال جیو اور جیو کے نسبتی تعلقات کے اندر ہے۔ اسی کے مدد سے وہ ایک واحد کی نسبتی تعلق میں داخل ہوتے ہیں اس ایک کے ساتھ اس تعلق میں داخل ہونے سے مذہب کے مقصد اور فرائض کا ظہور ہوتا ہے۔ اس ضرورت کی نظر سے تمام مذاہب اپنی اپنی جگہ پر ضروری بن کر اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اور مختلف راہوں اور ذریعوں سے ایک ہی منزل مراد کی طرف جا رہے ہیں ؏

ایشور اپنے آپ کو ہزاروں نام اور روپ سے پرگٹ کرتا ہے۔ یہ نام اور روپ صرف انسان کے گیان میں ہیں دوسری حالت میں وہ نشان یا چنھ ہیں۔ جن سے ایشر اپنے آپ کو ان کی خیالی تصوّر میں نمایاں کرتا ہے۔ یہ کثرت اور

کثرت کا علم بھی وحدت کی طرف واپسی کا ذریعہ ہے۔ رگ وید ایک زبان ہیں ہزار زبان بن کر نہایت زوردار پیرایہ ہیں صدا دیتی ہے۔ "ایکو ست وپراہوُدا ودنتی" "ایک ہی ہستی ہے اور گیانی اُسے متعدد طرح پہ بیان کرتے ہیں"۔ اس کثرت اور وحدت کا خیال ویسا ہی قدیم ہے۔ جیساکہ خود رگ وید قدیم ہے ؛

(۱۱) سپریہ گات وغیرہ

یہ آٹھواں منتر برہم کی ماہیّت کو اور صاف کرتا ہے۔ اور ہم نے اوپر جو خیالات ظاہر کئے ہیں۔ ان کی مزید تشریح ہے ؛

پرے گیا۔ وہ نورانی ہے جسم نہیں۔ رنگ نہیں۔ نس ناڑی نہیں۔ پاک اور غلطیوں سے مبرّا شاعر منی۔ گھیرنے والا۔ آپ سب ہو جانے والا اور سب کو قاعدہ اور ترتیب میں رکھنے والا ہے جہاں تک خیال جاتا ہے۔ اس منتر ہیں جگت کے پیدا کرنے کا راز ہے۔ اور اس کے اندر ایشور کے وہ تینوں بھاو (برہم اکشر اکشر) موجود ہیں ؛

ذات مطلق ہی جگت کے کھیل کی مخفی بنیاد ہے۔ وہ جگت بھی ہے۔ چونکہ سونئیمبھو ہے۔ وہ بغیر جسم وغیرہ کے سب کا گھیرنے والا منتظم وغیرہ سب کچھ ہے ؛

جگت کے کرم کا اس پر کوئی اثر نہیں ہے۔ اور نہ وہ اس کے قید و بند میں ہے۔ پرکرتی اس پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتی۔ وہ ساکشی بھاو ہے۔ وغیرہ وغیرہ ؛

(۱۲) آتما آزاد ہے

اس کشٹر برہمہ کی آتما کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ یہ آتما بھی تت کہا جاتا اور کہا جا سکتا ہے۔ یہ بھی جیسا ہے۔ ویسا ہی ہے جسم۔ من۔ بدھی وغیرہ اس سے گھرے ہیں۔ وہ ان میں سے کسی سے بھی گھرا نہیں ہے۔ یہ بھی نکمل اور شدھ ہے۔ چاہے کرم کرے یا نہ کرے۔ اس کی اصلیت میں فرق نہیں آتا ❊

جیسے عقل اور دل کی اس تک رسائی نہیں ہے۔ ویسے ہی اسے بھی نہیں جان سکتے۔ یہ سب سے آگے پہنچا ہے۔ جیسے برہمہ اور ویسے آتما! ایک سے نہ ہوتے تو ان کے درمیان ہم آہنگی نہ ہوتی۔ یہاں نکمل کل کے پرزے بھی نکمل ہو کر کلیت کے کاروبار کا عجیب و غریب تماشا پیش کر رہے ہیں ❊

یہ جو تفرقہ نظر آ رہا ہے۔ وہ اگیان کی وجہ سے ہے۔ کشٹر برہمہ نے خود ہی دل اور عقل کو مصلحتاً پیدا کیا۔ جیسے وہ سچدانند ہے۔ ویسے ہی اصلیت کے نظر سے (دل عقل اور جسم کی نظر سے نہیں) یہ بھی سچدانند ہے ❊

اس کا ثبوت کیا ہے؟

اس کا ثبوت وہ خود آپ ہے۔ ثبوت کے لئے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے ❊

(۱) ہر شخص اپنی ہستی کا آپ ثبوت ہے۔ اسکا اور ثبوت کیا چاہئے

(۲) ہر شخص اپنے گیان کا آپ ثبوت ہے۔ یہاں تک کہ بھرم کی وجہ

سے وہ اگیان اور اگیانی اپنے کا گیان رکھتا ہوا ایک جسم کے
گیان کا ثبوت ہے۔

(۳) ہر شخص اپنے آنند کا آپ ثبوت ہے۔ کس میں آنند نہیں
ہے؟ اور کون اس کا خواہشمند نہیں ہے؟
سچدانند سمندر کی مچھلی میں سوا سچدانند صفت کے اور کونسی
صفت ہوگی! ہر شے اپنے اصل جیسی ہوتی ہے۔ اور اصل سے
جدا ہو کر نہیں رہ سکتی۔
گیان مکمل ہے۔ اگیان ہستی کا چھوٹا پرزہ ہے۔ لیکن وہ خود
اس اگیان کو گھر بنا کر اس میں بسا ہوا ہے۔ چھوٹا پرزہ چھوٹی جگہ
گھیرتا ہے۔ محدودیت نے اسے مرکز بنا لیا۔ تنگدلی اور تنگ
خیالی کی نگاہ کا یہ اگیان نقطہ بن گیا۔ چونکہ محدود اور ناقص ہے
اس میں محدودیت کا نقص ہے۔ اور وہی اسی قسم کے ناقص
بیوہاروں میں لگا رہتا ہے۔ اور اپنی کمی کو محسوس کرتا گھٹ پٹ اور
تفرقہ مچایا کرتا ہے۔ یہ بھی غرض سے ہے۔ چھوٹائی نہ ہو تو
بڑائی کیسے ہوگی۔ لیکن جو آتما اس من کے پس پشت ہے۔ وہ اس
کی پریشانی سے پریشان نہیں ہوتا۔ نہ من کا اس پر کوئی اثر پڑتا
ہے۔ صرف خارجی اور خارج بین انسان پر وہ حاوی ہے۔
باطنی اور باطن بین انسان جیوں کا تیوں نرلیپ ہے۔ اس
سے نجات پانے کے لئے ضرورت ہے کہ وہ مکمل ایشور کو
اپنا خیالی معراج بنا لے۔ اور اس کا پجاری بنے۔ جو سب کے
اندر بسا ہوا ہے۔ وہی سچا اہم ہے۔ پھر اس کی بھی وہی کیفیت

ہوگی - جو اس کی ہے - اور اپنے کرموں کے ابھمان نہ ہونے سے
یہ بھی نمیب ہو جائیگا - ابھی تک تو یہ من ء کرم بچن کا ابھمانی ہے -
ان سے ناطہ جوڑ رکھا ہے - کرتا دھرتا بنا ہوا بھرتا ہے - مکمل
خیالی معراج کی ہدایت پہلے منتر میں ہے - دوسرے میں یقین دلایا
گیا ہے - کہ اس طرح کرم کرنے سے "کرم انسان کو نہ چمٹیگا"
شانت برہمہ سب کے اندر ہے - جو وو طرح وِرِہ اور ملن کی
صورت میں کام کر رہا ہے - یہ جگت اسی کام کا ظہور ہے - اور
اُسے اس کرم سے تعلق نہیں ہے - خارج من الانسان ہے بڑھنے
کا طریقہ ہی ہے - یہ کوتاہ اندیش انسان سوچتا ہے - کہ میں مجبور ہوں
اور پرکرتی کے سمندر اور اس کے مد و جزر میں غوطے کھا رہا ہے
وہ صرف اپنے طرز عمل کو بدل دے - شانت - ساکشی اور کرموں
کا آدھار بنجائے - پھر کرم اور پرکرتی اُسے اپنا مغلوب نہ بنائیگی
اس وقت اس میں مطابقت آجائیگی - اور شانت ہو کر
مالک کی طرح کام کرنے لگیگا - اور اس کام کی مقدار بھی زیادہ
ہوگی - ابھی پابہ زنجیر غلاموں کی طرح کام کر رہا ہے +
خصوصیت اب بھی اس کے اندر موجود ہے - بھرم کی وجہ سے
نگاہ اونچی نہیں ہوتی - یہ نقص ہے +
کرم کی اتنی ہی صراحت کافی ہے - وہ برہمہ کو مدنظر رکھکر
بڑھے - اور سوچے خواہ حرکت کرے اور سوچے - مزاج میں
سمتا آجائے - پھر کون اُسے باندھ سکتا ہے +

(۱۳) قانون

جو پدارتھ یا اشیاء سمجھے جاتے ہیں۔ وہ بھی ایشور کی ہستی ہی سے ہوتے ہیں۔ اس ہستی کے دو اصول ہیں۔ ہونا سمجھنا۔ سچداند ست سے دگیان ہوتا ہے یہی ست شکتی پر شکتی ہے ہستی اپنی چت شکتی کو ہزاروں صورتوں میں لا سکتی ہے۔ اور انہیں قالب میں رکھتی ہے۔ ہزاروں صورتوں کا بننا اور بگڑنا پرنیام اور دیورت کہلاتا ہے۔

کسی کسی کی سمجھ میں سرشٹی دیورت ہے۔ اصلی نہیں۔ غیر اصلی ہے۔ جیسے رسی کے دیکھنے سے سانپ کا بھرم ہوتا ہے۔ دیورت کہتے ہیں۔ وہ پرنیام یعنی صورت کی تبدیلی ہے جیسے دودھ سے دہی۔ یہ اپنے اپنے خیال کے تائید ثبوت اپنشدوں ہی سے دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس آٹھویں منتر کے اندر خیال آیا ہے۔

برہم ہی فاعل اور برہم ہی مفعول ہے۔ چاہے وہ اپنی اصلی کیفیت میں ہو یا تبدیلی کی حالت میں ہو۔ وہ اپنے گیان آپ گیاتا ہے۔ دونو حالت میں اس سے جدا نہیں ہیں۔

تمام مفعولیت کی کیفیتیں اسی سوئمبھو (آپ ہونے اور ہو جانے والے) سے ہیں۔ وہی کرتا اور کارن ہے۔ وہ کوی (سوچنے والا شاعر) ہے۔ وہی امکان میں آجانے والا منیشی (قوت ادراک خواہ من والا) ہے۔ اور وہی پر بھو (ویش) اور کال میں آپ ہو جانے

والا ہے۔ یہ تینوں الفاظ اس منتر میں آتے ہیں +
وہی سب کا دائمیت کی نظر سے ان پدارتھوں کے خواص کا
قائم رکھنے والا ہے۔ اسی نے انہیں کی ترتیب کی ہے۔ وہ سب کا آدھار
بھی ہے۔ اور سب کچھ کرنے دھرنے والا اور سب کچھ ہے +
یہ منتر کے آخری الفاظ کی تشریح ہے

(۱۴) قانون کے مدارج

اس ہونے یا ہو جانے کی نسبت ایش اُپنشد مدارج قائم
کرتی ہے۔ پہلی نسبت کوی (عالم۔ اور رشی) الحیثیت کوی یہ اصلیت اور
اصلیت کے ہونے اور ہو جانے کے جوہر کا جاننے والا ہے۔ اصلیت
اس سے کبھی نہیں چھپتی نہ چھپ سکتی ہے۔ یہ سوبھاوک ہے +
دوسری نسبت منیشی (امکانی یا ممکنات) ہے۔ جو ہونے کا امکان
رکھتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے وہ منیشی ہے +
تیسری نسبت پری بھو (دیش کال کے چکر میں ہو جانے) کی ہے +
یہ تین اُسی کے سوبھاوک نسبتی خواص ہیں۔ اور ان میں وحدت
اور یکتائی ہے +
یہ ایش کے اوصاف ہیں۔ جو ایش اُپنشد نے اختصار کے ساتھ
دکھائے ہیں۔ پڑھنے والے سنسکرت الفاظ کے لغوی معنی پر
اگر غور کریں گے۔ تو انہیں بھی ایسا ہی معلوم ہوگا +

(۱۵) وِدّیا اوِدّیا

نویں سے گیارہویں منتروں تک کا مطالعہ کرو:-

(۹) - جو اودیا کے پیرو ہیں۔ گھٹُپ اندھیرے میں جاتے ہیں۔ اور جو وِدّیا کے مصروف پیرو ہیں۔ اُن سے بھی زیادہ تاریکی میں داخل ہوتے ہیں +

(۱۰) - وِدّیا کا پھل اوِدّیا کے پھل سے مختلف ہے۔ عقلمندوں نے ہم کو ایسا ہی سمجھایا ہے +

(۱۱) - جو اُسے دونوں جانتا ہے۔ اَوِدّیا سے موت کو پار کرتا۔ اور اَوِدّیا سے لافانیت بھوگتا ہے +

تمام قدرتی ظہور اور قدرتی امکان دو الفاظ وِدّیا اور اودیا میں شامل ہیں۔ اور ان ہی کے اندر کثرت اور وحدت کی سمجھ ہے۔ یہ مایا کے دو خواص ہیں۔ جو نیتہ برہمہ کے ہونے اور سویم خود بخود ہونے کے معاملہ میں اثر انداز رہتے ہیں +

وحدت دائمی اصول ہے۔ بغیر اس کے کثرت کا امکان محال ہے وہ غیر اصلی اور غیر ممکن بھرم ہوگی۔ اس لئے وحدت کی سمجھ کا نام وِدیا ہے +

کثرت اس ایک کا پھیلاؤ ہے۔ جس میں وہ برہمہ خود سمایا ہوا کھیل رہا ہے۔ انسان کی نظر میں اس کے تمام حصے جدا جدا نظر آئیں۔ لیکن اصل میں وہ غیر منقسم ہے۔ اور اس کی وحدت میں کبھی فرق نہیں آیا +

انسان چونکہ اس وحدت کو اور اس کے خیال کو چھوڑ بیٹھا ہے۔

اور کثرت ہی اس کے دل پر غالب ہے۔ اسی خیال کا نام اَودیا ہے
وہ سمجھتا ہے۔ سب جُدا جُدا ہے۔ یہ سمجھ اَودیا ہے۔

برہم ایک اور واحد ہے۔ چاہے اس ایک کی ذات ہزاروں
مرکزوں پر کھیل کرتی رہے۔ اس کی یکتائی میں فرق نہیں آتا۔ جیسے
ایک ہی آدمی سالا۔ سُسرا۔ بھائی۔ داماد۔ ماتحت۔ افسر سب
کچھ بنا ہوا ایک کا ایک ہی ہے۔ اسی طرح اسے بھی سمجھو۔ تم ایک ہو
تمہارا سب کے ساتھ رشتہ اور تعلق ہے۔ کسی کے کچھ کسی کے کچھ
ہو۔ لیکن ان رشتوں اور تعلقات کی وجہ سے تمہاری ذات اور
تمہاری وحدانیت میں کیا فرق آیا! تم تقسیم تو نہیں ہو گئے۔

اس خیال کو وحدت کہتے ہیں

برہم وِدیا اور اَودیا دونوں میں کھیل رہا ہے۔ وِدیا اَودیا اُسی
کے سمجھنے کے دو مختلف پہلو ہیں۔ انہیں میں اسکی وِدیا اور نہیں سکتیاں
کھیل رہی ہیں۔ یہ اس کے رہنے کی جگہیں ہیں۔ دونوں ہی میں وہ رہتا
ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ وِدیا ہی کا ہو کر رہے۔ ودیا اور اودیا دونو
ہی میں وہ محیط ہے۔ اس وِدیا اور اودیا کو مایا کہتے ہیں۔

ایشور کھیل کھیلتا ہوا بھی آزاد ہے۔ انسان اس کھیل کے
ایک گوشہ میں رہ کر مایا خواہ اودیا کا شکار ہو رہا ہے۔ اس لئے
وہ قید و بند میں پھنسا ہے۔ وِدیا اور اَودیا دونو کا اثر صرف انسان
پر ہے۔ ایشور پر نہیں ہے۔

یہاں آکر اور یہانتک سمجھ لینے پر بھی حقیقت کے علم کا پردہ
نہیں اٹھتا۔ لوگ سمجھتے ہیں اور سمجھ بیٹھتے ہیں۔ کہ دوَیتا ہے۔

اسلئے جہاںتک دوپنا ہوگا۔ وہاں تک ابھی اگیان ہی کا سلسلہ رہیگا ودیا اودیا کے دونو پہلو چھوڑکر صرف برہمہ کو واحد ماننا۔ جاننا پہچاننا۔ متماثل ہو رہنا گیان ہے۔

لیکن ودیا اور اودیا میں برہمہ کے رہنے کا خیال بھی غیر اصلی ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ خیالی طور پر انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ ودیا اور اودیا دو ہیں۔ اور برہمہ تیسرا ہے۔ جو ان میں رہتا ہے۔ ایسا خیال غلط ہے۔ یہ رہنا اور کھیلنا بیوہار کی نظر سے ہے۔ پرمارتھ کی نظر سے نہیں ہے۔ پرمارتھ یہ ہے۔ کہ برہمہ صرف ایک ہے۔ ایک کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس کا ودیا اور اودیا کے دو پہلوؤں میں کھیلنا صرف انسان کی نظر سے ہے اس کی نظر سے نہیں ہے۔ وہ ودیا اور اودیا سے جدا نہیں ہے۔ یہ کہنے بات کرنے اور سمجھانے کے لئے ہے۔ دونو پہلوؤں کا نظر انداز ہونا۔ اور وحدت میں آنا ہی مکتی ہے۔ اپنے آپ کو سب سے باتعلق اور وحدیت کے رشتہ میں گتھا پرتیت کرنا اور سب کو اپنے آپ میں گتھا ہوا یقین کرنا یہ پرمارتھ ہے۔ یہی مکتی ہے۔ اور ایش اپنشد اسی کے ذہن نشین کرانے کا اہتمام کرتی ہے۔

انسان ایش کی معراج لے کر مکمل ہو۔ ودیا اودیا دونو کے اثرات اور غلبات سے نجات پا جائے۔ کثرت بھی اوسے وحدت نظر آنے لگے۔ اور وحدانیت کا سلسلہ نہ ٹوٹنے پائے یہ آدرش ہے اشنٹ۔ اور معراج ہے۔

(۱۶) انتہائی راستے

مقصد کی تکمیل نہ صرف اکیلی ودیا ہی سے ہوتی ہے۔ نہ اکیلی اودیا ہی کی پیروی سے ہوتی ہے۔ جو صرف کسی ایک پہلو میں لٹکے ہوئے ہیں۔ وہ اندھیری جہالت میں ہیں۔ انہیں محدودیت ہے۔ وہ گیان سے جدا ہیں۔

زندگی کا نام تو یہ ہے۔ کہ پرکرتی کا کھیل بنا رہے۔ جو بغیر اصلیت کے سمجھے ہوئے ایک ایک یا برہمہ برہمہ چلاتے رہتے ہیں۔ وہ بھی بھول میں ہیں ٭

اودیا والے اگر کرم ہی کرتے رہیں۔ اور ودیا سے تعلق نہ رکھیں۔ تو انہیں گمراہ سمجھو۔ ودیا والے اگر بغیر بویک اور تمیز کے برہمہ وادی ہیں۔ اور کرم سے نفرت کریں۔ تو وہ بھی گمراہ ہیں۔ ودیا کے پیار نے اودیا کی طرف سے نفرت دلائی۔ پھر وحدت کہاں سے آئی! وحدت تو دونوں کے میل میں ہے۔
یہ دونوں تاریکی کے خندق میں گرے ہوئے اصلیت سے دور ہیں

(۱۷) دونوں راستوں کے نتیجے

ودیا اور اودیا دونوں کی پیروی خاص خاص نتیجے یا پھل

پیدا کرتی ہے۔ اور یہ پھل انسان کو ملتا ہے +
ودیا سے شانت برہمہ یا اکشر پرش تک رسائی ہوگی جس
سے اور جس میں جگت کی اتپتی اور پرلے ہوا کرتی ہے۔ اور اس
میں محویت رہیگی۔ ڈکھ نہ ہوگا۔ نہ پریشانی دامنگیر ہوگی +
لیکن مقصد یہ نہیں ہے۔ کہ کوئی شانت اور چپ چاپ ہوکر
بیٹھے۔ برہمہ کشر اور اکشر دونو کی حد سے پرے پہنچا ہوا
ہے۔ اور دونوں ہی کا آدھار ہے۔ انسانی آتما کو ان سے اونچا
چڑھنا ہے۔ اودیا جس نے شخصیت اور فردیت خواہ جیو پنا
کی حالت پیدا کر رکھی ہے۔ قانون قدرت میں خاص اہمیت
بھی رکھتی ہے۔ اسی کے سلسلہ میں اوپر چڑھنا اور مقصد کی
تکمیل کر لینا ہے۔ یہ ابتدائی حالت ہے۔ جہاں سے روحانیت
کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو تو پھر ودیا کی تمیز کیسے ہو!
اودیا سے کرم ہوتا ہے۔ شکتی ملتی ہے۔ اس کی پیروی
سے انسان بلوان ہوکر دیوتاؤں۔ اندر اور پرجاپتی تک کی
حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔ یہ ترقی ہے۔ اور اونچے چڑھتے
جاتا ہے۔ آتما کا پھیلاؤ ہے۔ وہ شکتیوں کو سمیٹ کر اپنا بنا
لیتا ہے۔ لیکن یہی انفصالی زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ اس سے
ایشور کی پراپتی نہ ہوگی۔ ممکن ہے وہ اعلے سمجھ بوجھ کا بن جائے
طاقتور۔ بارسوخ اور با اثر ہو۔ لیکن اب تک اصلی گیان کو نہیں
پراپت کر سکا۔ وہ موت پر غالب تو آیا۔ اس کی کیفیت کھل
گئی۔ لیکن وجودی اور نمودی حد کے پار نہیں گیا۔ دکھ سے

بچا۔ لیکن سنکھ پر غلبہ نہیں ملا۔ پرکرتی ملی۔ لیکن پرش ہاتھ نہیں آیا۔ اصلی مکتی اور آزادی خواہ امر پد اور لافانیت کے حاصل کرنے پر قادر نہیں ہوا۔

اس حالت کی تکمیل کیلئے اُسے موت۔ دُکھ اور اگیان کا مناسب استعمال کرنا باقی رہ گیا ہے۔ یہ صرف گیان سے ممکن ہے۔ گیان برہم کا ساکشا تکار کر لینا ہے۔ اور وہ وحدت ہے اس کے آتے ہی نہ اب اُسے ودیا ہی سے گہرا تعلق رہا ہے نہ اودیا ہی سے۔ بلکہ دونو سے اونچے چڑھ گیا۔ اور سمتا آگئی یہ سمتا ہی وحدت ہے۔ جو تفرقہ انداز تمیزی حالتوں سے پرے پہنچا دیتی ہے۔

قدیم وضمیر گمبھیر رشیوں نے اسی حالت کا ساکشا تکار کیا دونو پر عبور پاکر اصلیت پر قادر ہوئے۔ اور ان کی یہ تعلیم سینہ بہ سینہ راز باطن کی صورت میں ہم تک پہنچی۔ اسی علم کا نام اُپنشد ہے۔

(۱۷) مکمل راستہ

برہم میں وِدیا اور اودیا دونو شامل ہیں۔ برہم نہ وِدیا سے جدا ہے۔ نہ مَن سے علیحدہ ہے۔ دونو میں ایک ہے۔ اور

اس لئے برہمہ کے ورہ اور منن دونوہی لازمی ہیں۔ اور آتما
کے ات اور منن دونو ضروری عنصر ہیں ٭
وِدّیا سے اودیا کو اور اوِدّیا سے وِدیا کو تقویت ملتی ہے
دونو ساتھ ساتھ رہتی چلتی اور کام کرتی ہیں۔ وِدّیا اودیا کی محتاج
ہے۔ اوِدّیا نہ ہوتی تو پھر وِدیا کام کیا کرتی۔ اور کیسے وحدت
تک رسائی حاصل کرتی۔ ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ایک
کو مار کر دوسری زندہ نہیں رہ سکتی۔ دونو کی اپنی اپنی حیثیت
اور اہمیت ہے۔ ایک کا کام دوسرے کے بغیر نہیں چل سکتا
دونو مل جل کر کسی ایک واحد حقیقت میں جذب ہو کے۔ اور
محو ہو جاتی ہیں۔ یہ وحدت ہے۔ جو وِدیا اور اوِدّیا دونو سے
پرے کی حالت ہے۔ جو سمجھ بوجھ سے پرے ہے۔ اور وہ اچک
گیان سے اونچی۔ اور دل و زبان کی رسائی سے آگے ہے۔
وہاں جاکر یہ دونو اسی میں گم ہو رہتی ہیں ٭

بُرے سے بُرے۔ اندھیرے سے اندھیرے اگیان میں
کچھ نہ کچھ گیان رہتا ہے۔ جو اس گیان کی روح ہے۔ اور وہی وحدت
کا خیال ہے۔ یہ وہ شے۔ صفت یا خاصیت ہے۔ جو حدبست
اور محدودیت سے غیر محدودیت کی جانب اشارہ کی انگلی اٹھاتی
رہتی ہے۔ مگر ذرا اگیان کو گیان سے جدا تو کرو۔ تب ہم جانیں
یہ غیر ممکن ہے۔ جہاں وِدّیا رہیگی۔ وہاں اوِدّیا کیوں نہ رہیگی۔ اُسے
دور۔ زائل۔ اور معدوم کیسے کریگا اگر دیا تو ہو سخت ناکامیابی
ہوگی۔ مقصد یہ ہے کہ دونو کو ایک ادوتیہ برہمہ میں محو منفک

اور گم کردو۔ پھر ان سے ہمیشہ کے لئے نجات ہو جائے گی۔ مقصد یہ ہے +

وحدت کا خیال بھی کثرت کے وہم سے خالی نہیں ہے۔ لاکھ وحدت وحدت کا شور مچاتے پھرو۔ اس سے ہوتا کیا ہے! کثرت نہ رہیگی تو وحدت کہاں آئیگی۔ بغیر کثرت کی موجودگی کے وحدت کا لفظ کیسے زبان سے برآمد ہوگا۔ اس لئے زبانی جمع خرچ پر اکتفا نہ کرو۔ اودیا کو ودیا سے اور کثرت کو وحدت کے خیال سے مغلوب کرو۔ اور چڑھ چلو۔ اس ایک میں جو ان سے بھی پرے ہے۔ یہ اس کے ساکشاتکار میں پردہ ہیں۔ یہ وحدت میں ہل مل کر ملا دینگی۔ پھر وحدت کا تصور۔ وہم۔ اور خیال تک باقی نہ رہیگا۔ سب فانی اور معدوم ہو رہینگے۔ جو باقی رہیگا۔ یا۔ جسے بقا ہے اسی کو برہمہ کہتے ہیں۔ وہ کہنے سننے کا مضمون نہیں ہے + یہ مکمل راستہ ہے۔

(۱۸) فانیت اور لافانیت

اودیا کی پیروی سے فانیت یا موت کے پرے رسائی ہوتی۔ اور ودیا۔ اودیا کو اپنی گود میں لے کر شیر و شکر بن کر امرید کو لے جائیگی۔ اسے بھوگو +

فانیت یا موت صرف تبدیلی کی کیفیت ہے جس کا سلسلہ بار

بار بار جنمنا مرنا ہے۔ جو کرم میں رہیگا۔ وہ ہمیشہ کرم کے پہلو بدلتا رہیگا یہ موت ہے۔ اور کسی خاص پہلو کو اختیار کریگا۔ یہ جنم ہے۔ اودیا کے زیر اثر آیا ہوا انسان اس دوند یعنی ضدین کا ہمیشہ شکار بنا رہیگا۔ دُکھ سُکھ۔ نفرت رغبت۔ نیکی بدی۔ ست اَست اُس کو دبوچ رکھینگے ۔

یہ حالت محدودیت سے مخصوص ہے۔ جہاں انسان اپنے آپ کو سب سے علیحدہ تمیز کر رہا ہے۔ یہ وہ نہیں سمجھتا۔ نہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ سب ایک ہے۔ کسی ایک خیال کو لے لیا۔ اسی کو کشش کا مرکز بنا کر اسی کے ارد گرد چکر لگانے لگیگا۔ یہ بندھن ہے۔ اسی کا نام جیو پنا ہے۔ کال آیا۔ بمت آیا۔ دیس آیا۔ اور کال بمت اور دیس کے جھگڑوں میں وہ پھنس رہا۔ اس کے سامنے وحدت نہیں رہی۔ اس کا خارجی علم ہی کیا ہے۔ محدود معلومات تجربات اور مشاہدات کا بنڈل ہے۔ جو اس کے دل کے چشمہ سے جاری رہتا ہے۔ اور نئے نئے چکر کھاتا رہتا ہے۔ وہ انہیں کے ادھیڑ بن میں ہمیشہ پڑا رہتا ہے۔ یہ اسے بھرماتے رہتے ہیں وقت آتا ہے۔ جب اُسے ان کی پڑنے لگتی ہے۔ اس وقت وہ ان سب مل ملا کر کہہ اٹھتا ہے۔ "مَیں ہی ہوں" اور اپنے آپ کو ان میں سے کسی سے بھی جدا پرتیت نہیں کرتا۔ محدودیت کا خیال اس طرح پیدا ہوتا ہے۔ کسی ایک قسم کے خیالات اور محسوسات کے جکڑبند میں آجانا اور انہیں کا ہو رہنا۔ جیو پنا ہے۔ جیو کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔ یہ محدودیت ہے ۔

انسان کرم یا کرم کے حصہ کو اپنے سے منسوب کر لیتا ہے اور اُسی کا ہو رہتا ہے۔ اور ایک کی یکتائی جاتی رہتی ہے۔ محدود قابلیت۔ محدود قبولیت۔ محدود ظرفیت اور محدود اہلیت نتیجہ ہوتی ہے۔ یہاں اس حالت میں بھی وہ اپنے آپ کو ایک ہی سمجھ رہا ہے۔ فرق یہ ہے۔ کہ ساتھ ہی سب سے اپنے آپ کو جُدا کر رکھا ہے۔ وہ ایک ہے تو کیا ہوا۔ کثرت کی طاقتیں اس کے سامنے ہیں۔ وہ بوجھ ہو جاتی ہیں۔ اور اُسے دبا لیتی ہیں۔ اور وہ رونا جھینکنا۔ چلاّتا۔ واویلا کرتا اور شور مچاتا رہتا ہے۔ نہ اُسے جوگ نصیب ہے۔ نہ بھوگ نصیب ہے۔ یہ کثرت بغیر بن کرائے دبوچ رکھتی ہے۔ اور اس کے دوند کے شکنجہ میں کھچا ہوا، جیو بے بس ہے۔

اجی! ایک گھڑا پانی سر پر لے کر چلو۔ تھوڑی دیر میں تھک جاؤ گے۔ سر دُکھنے لگیگا۔ گردن میں موچ آجائیگی۔ ہاتھ پاؤں سنبھالتے نہ سنبھلینگے۔ کثیر پانی کی مقدار والے تالاب میں غوطہ لگاؤ۔ سو من پانی اوپر۔ سو من نیچے۔ سو من دائیں اور سو من بائیں ہے۔ پھر بھی تھکاوٹ نہیں ہے۔ بلکہ طراوت۔ تازگی اور بشاشت ہے۔ اپنشد اسی طرح کی زندگی کی تلقین کرتی ہے جیو کے معنی ہی محدود ہیں۔ اس نے قدرت کی ایک حرکتی چکر میں اپنے آپ کو پابند دست بند۔ دل بند۔ عقل بند اور جسم بند کر رکھا ہے۔ جب اس سے اُکتا جاتا ہے۔ تبدیلی یا تبدیل حالت کا خواہشمند ہو رہتا ہے۔ وہ تبدیلی آجاتی ہے۔ تبدیلی کا آنا

تو لازمی ہی ہے۔ کال کا چکر اوپر نیچے چلا ہی کرتا ہے۔ اسی تبدیلی کو موت یا فانیت کہتے ہیں*

تجربہ ہو گیا معلومات بڑھ گئے۔ لیکن یہ بھی علم یا گیان کے ابھی محدود اجزا ہی ہیں۔ جزویت ہی تو اگیان اور بھرم رہتا ہی ہے۔ کیونکہ وہ علم کے وسیع پہلو کو اب بھی نظر انداز کر رہا ہے*

محدود حالت میں وہ صرف محدودیت سے ہم آہنگی کر سکتا ہے۔۔ اور یہ حالت آتی ہے۔ تب اُسے سُکھ ملتا ہے۔ جب ہم آہنگی اور باہمی مطابقت نہیں رہتی تب دُکھ ہوتا ہے۔ سُکھ اور دُکھ کے مسئلہ کو اس طرح سمجھو۔

ایک من جزویات کا مشغول ہے۔ وہ سب سے فطرتاً ہم آہنگ ہے۔ وہ جز جز میں نہیں اٹکتا۔ اس لئے اُسے دُکھ نہیں ہوتا۔ محدود جیو کی حد بندی خود اس کے دل کے لئے مصیبت کا واقعہ ہے وہ بڑھنا چاہتا ہے۔ حالت بدلنے کا شائق ہے۔ اس میں موت کی لگاتار تبدیلی لازمی قانون اور لابدی اصول بن جاتی ہے*

جیو بطور کافی نہیں ہے۔ وہ قدم قدم پر اپنی محتاجگی اور محدودیت کے ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے۔ قدرت کو یہ پسند نہیں ہے جیو کو جو یہ دُکھ اور پریشانی ہو رہی ہے۔ اس کا ایک سبب اس ایک اور محیط کل کی ناپسندیدگی کا اظہار بھی سمجھو۔ جیو کو ہوس تو ہے۔ لیکن وہ عالمگیر قبولیت اور قابلیت کی کیفیت سے خالی ہے۔ اس لئے دُکھی ہے*

وہ ذرا قدم کو آگے کیوں نہیں بڑھاتا؟ ورنہ کا وصف

پید اکر کے بڑھ چلے۔ منی کی خصوصیت ذہن نشین ہوکر سوچنے لگے۔ پھر وہ برہمہ کیوں نہ ہوگا اور برہمہ کے تو معنی ہی بڑھنے اور سوچنے کے ہیں۔ وہ ذرا رفتار کو تیز کرے۔ خودبخود راز قدرت اور اپنشد کے ستر اکبر کی سمجھ اس میں آنے لگیگی۔ وہ سرب ست سرب چت اور سرب آنند ہو جائیگا۔ پھر بھوگ اور جوگ دونو ہی سے بہرہ ور ہوگا۔ اور فانیت کو چھوڑ کر لافانیت کے وسیع میدان میں آرہیگا *

(۱۹) موت اور اودیا *

پرکرتی کی محدودیت یا پرکرتی میں محدودیت لافانیت نہیں ہے۔ یہانتک کہ پرکرتی کے اندر جو سرب آتما یا سوتر آتما ہے جسے اکشر کہتے ہیں۔ اس کی یا اُس میں محویت میں بھی لافانیت اور امریت نہیں ہے۔ انسان کو اس کے آگے ابھی اور چلنا ہے منزل مقصود صرف برہمہ ہے *

اگر اودیا موت کا باعث ہے۔ تو وہ موت کا راستہ بھی ہے۔ محدودیت کی غرض۔ پرکرتی کے سمندر کے جوار بھاٹے کے بہاؤ یا تموج سے ملکر ہوتا ہے۔ تاکہ جیو اس کے اندر ہمیشہ غوطے نہ کھاتا رہے اس پر غالب آسکے *

نوٹ۔ راڈھا سوامی مت اور اس کے جوگ کے ابھیاس کے اندر بار بار گشتر اکشر وغیرہ سے اونچے جانے کی ہدایت ہے۔ کوئی اسے سمجھے یا نہ سمجھے۔ یہ گیتا کا تصور ہے *

اس لئے کرم کرتے ہوئے جیو کے لئے ضروری ہے۔ کہ ست۔ چت اور آنند میں اپنے آپ کو متواتر بڑھاتا چلے۔ ترقی کی رفتار سست نہ ہو۔ تاکہ وہ زیادہ طاقتور ہوتا چلے۔ پرکرتی کے مقابلے کے قابل ہو۔ اس کی شخصیت زیادہ اور زیادہ ہوتی جائے۔ کمزوریوں اور دکھ کو گیان کی مدد سے مغلوب کرتا چلے۔ تاکہ زندگی وسیع بنے *

اس حالت کا بڑھنا کسی ایسی واحد شے کا ورشن اور مشاہدہ ہے۔ جو محدود شخصی اظہار سے پرے ہے۔ انسان اپنے آتما میں سب کو اور سب میں اپنے آتما کو دیکھنے لگے ایش اپنشد چھٹا منتر۔ یاد کرو۔ یہی اس شے اہم میں سب ہے۔ اور سب میں اسی کا اہم ہے۔ یہ اہم ایک عالمگیر جوہر ہے اس کا محدود اور شخصی اہنکار نہیں ہے۔ اس ایک اہم یا تت سے وہ فوراً اپنا ناتا جوڑے اور تت ہو کر سب میں مل جائے۔ یہ غرض ہے *

وہ اسے بھی ذہن نشین کرے کہ یہ عالمگیر ایک سب کے پرے ہے۔ وہی واحد الوجود اور واجب الوجود ہے۔ اور یہ تمام اجزا جیو جنتو جگت اسی کی مختلف اور متعدد صورتیں ہیں وہی سوئمبھو (آپ ہونے والے) کی اظہار کی صورت ہے۔ جو دیش اور کال میں اپنا بے شمار ذریعوں سے ظہور کر رہی ہے۔ ایش اپنشد کے ساتویں منتر کو پھر مطالعہ کرو۔ تاکہ مغز سخن سمجھ میں آجائے۔ اور یہ سمجھ لے کہ کال اور دیس کی حد سے

اور ان جسم اور زبان کی پیچ سے اونچے چڑھ جاؤ۔ ودیا اوودیا
ایک ہو رہیں۔ اودیا کی مدد سے موت۔ دُکھ اور کمزوری سے
فتح کرو۔ یہ پہلی شرط ہے۔ پھر گیان سے لافانیت حاصل کرو
یہ دوسری ہدایت ہے۔ کیونکہ ہم اُس **ایک** سے کبھی جُدا نہیں
ہیں۔ اس کا اقرار کثرت پر غلبہ دلاتا چلیگا ۔

(۲۰) لافانیت یا امرپد

لافانیت سے یہ مُراد نہیں ہے۔ کہ جسم کی بربادی کے بعد
شخصی وجود باقی رہے۔ آتما تو ہمیشہ ہی سے لافانی ہے۔
جسم رہے یا نہ رہے۔ کیونکہ یہ جسم اور جسمانیت سے پہلے کا ہے
آتما نہ کبھی پیدا ہوا نہ مرا۔ محدود شخصی وجود کا باقی رہنا پہلی شرط
کے طے ہونے کے بعد اس غرض سے ہے۔ کہ وہ اودیا کے تجربات
پر قابض ہو کر اپنے آپ کو بڑھاتا چلے۔ اس کی حد وِدیا ہے۔
امرپد یا لافانیت کا گیان جنم مرن۔ کارن کاریہ۔ بندھن
مکتی وجود۔ نمود سب سے اونچا ہے۔ وہی اتیشل
پرم پرش اور سوامی ہے۔ جسے سچدانند کہتے ہیں ۔

(۲۱) امر پد اور جنم

امر پد پراپت ہونے پر پھر جنم کیسا؟ جنمنے اور مرنے کی اصطلاح کرموں کی نظر سے ہے۔ کرم کیا۔ کرم ختم ہو گیا۔ اب کرم کہاں؟ اب تو جو کچھ ہے۔ ایش ہی ایش ہے۔ اور ایش ہی ایش کے لئے ہے۔ اور ایش ہی ایش میں ہے۔ ایش میں جنم مرن کیسا! وہ تو محدود شخصیت کی خصوصیت تھی۔

جگت کے پرے پھر امر پد کی پراپتی کیسی! وہ تو اسے تو پہلے ہی سے پراپت تھی۔ انسان اس وقت تک انسان ہے۔ جب تک امر پد کا خواہشمند ہے۔ اب اس نے ایش کی دیا اس پائی ہوئی شے کو پالیا۔

شخصی مکتی بھی آدرش یا معراج نہیں ہے۔ اس کی ضرورت ایش کی معراج کو مدنظر رکھکر اسی کے سہارے تھی۔ اب وہ بھی نہیں رہی۔ بندھن گیا۔ مکتی ہوئی۔ مکتی کا بھی خیال گیا۔

امر پد پراپت ہونے پر بھی انسان کو ایش کے مقصد کی تکمیل رہتی ہے۔ اب وہ جگت کو جگت کی ہستی میں۔ اور جسم کو امر پد پراپت کرتے دیکھیگا۔ وہ امر ہے۔ اس لئے یہ سب بھی امر ہیں۔ جیسی درشٹی ویسی سرشٹی! موت کا خوف و خیال بھی ہمیشہ کے لئے کالعدم ہو گیا۔

یہ حالت اسے اسی جسم میں رہتے ہوئے ہی پراپت ہو سکتی ہے۔ وہ جگت میں رہتا ہوا جگت سے پرے ہے۔ وہ بھی دور

پہنچ گیا۔ جسم میں رہتا ہوا بھی وہ اوروں کا مددگار اور مکتی یا امرپد پراپت کے کرنے میں معاون ہے۔ اور یہ جسم اُسے اب کاٹتا نہیں۔ بلکہ انسانوں سے قریب رکھ کر ان کی استعانت کا یقینی ذریعہ بن سکتا ہے +

تیسرا باب

نظام عالم کے کاروبار میں وِدّیا اودیا۔ موت اور لافانیت میں وحدت کا خیال

(۱) منتر

منتر ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ملاحظہ ہوں :-

(۱۲) جو غیر پیدائش کا پیرو ہے۔ وہ اندھی تاریکی میں داخل ہوتا ہے۔ جو صرف پیدائش کے ہو رہے۔ وہ اور بھی گہری تاریکی میں جاتے ہیں +

(۱۳) - پھر۔ سچ سچ یہ کہا گیا۔ کہ پیدائش کا پھل غیر پیدائش کے پھل سے مختلف ہے۔ یہ ان دھیر رشیوں کی تعلیم ہے۔ جنہوں نے ہم کو یہ سمجھایا ہے +

(۱۴) جو اُسے دونو پیدائش اور غیر پیدائش میں ایک دیکھتا ہے۔ غیر پیدائش سے موت کے پار چلا جاتا ہے۔ اور پیدائش سے امرپد پاتا ہے ॥

(۴) پیدائش اور غیر پیدائش

جو آتما پرکرتی کے پرے ہے۔ اُسے ہونا کچھ نہیں ہے۔ وہ دائم اور قائم ہے۔ جو آتما پرکرتی کے اندر اندر اس میں سے ہے، وہی ہوتا ہے حالتیں بدلتا ہے۔ اور نام روپ اختیار کرتا ہے۔ یہ پیدائش یا حالتوں کے اندر داخلہ کال چکر میں ہوا کرتا ہے ॥

پرکرتی میں آتما کی دو کیفیتیں ہیں۔ ایک اس کے سنگ اور اسنگ ہے۔ پرکرتی کے حرکات و سکنات میں شامل اور غیر شامل ہے۔ اس کے حرکات سے بے تعلق اور با تعلق ہے۔ دوسرا آتما اس میں شامل۔ با تعلق اور اس کے سنگ ہے۔ یہ دوسرا حالتوں سے گزرتا ہے۔ زندگی کے درخت پر چڑھا ہوا کرموں کے پھل کھاتا رہتا ہے ॥

تعجب یہ ہے کہ یہ دونو حالتیں باہم گر ضدین ہو کر ایک ہی انسانی آتما میں ہیں۔ اگر آدمی جاگرت سپن اور سوشپتی کی حالتوں پر غور کرے۔ تو یہ ابھی اس کی سمجھ میں آجائے ॥

انسان پیدائش کی دردناک حالت سے چونک کر شانت سالم اور راحت کی حالت میں آجاتا ہے۔ گویا اب سے اس کے نجات

ہوگی۔ اور جو غیر پیدائش پیدائش کی گرہ انانیت (خودی) کے اہنکار میں
ہے۔ یہ اہنکار مٹ جائے۔ اور غیر پیدائش کی حالت آجائے +
پیدائش اور غیر پیدائش صرف جسمانی ہی حالتیں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ روحانی
حالتیں بھی ہیں۔ انسان اس گرہ کی گتھی سلجھا لے۔ اور پھر بھی وہ جسمانیت
میں رہیگا۔ لیکن اگر یہ گتھی سلجھ کر مٹ جائے۔ تب جسم میں اسکی پیدائش
نہ ہوگی۔ جہاں یہ حالت آئی۔ پرکرتی کا سلسلہ جس سے وہ بندھا ہوا ہے
خاتمہ پر آجائیگا۔ تاہم اگر اس کا تعلق پیدائش سے ہے۔ تو یہ اہنکار
نئی نئی جسمانی اور دلی بیڑیاں گھڑ گھڑ اُسے پیدائش کی نئی نئی زنجیروں
میں جکڑتا رہیگا +

(۳) انتہائیت کے نقص

غیر پیدائش کا انوراگ اور پیدائش کا راگ دونوں ہی مکمل راستہ
نہیں ہیں۔ لیکن راگ انوراگ۔ اور گرہن اور نقص یہ سب کے
سب اگیان کے کام ہیں۔ اور یہ سچائی کے مخالف ہیں۔ ان کا خاتمہ
بھی تاریکی کی ظلمات ہے +
غیر پیدائش کا انوراگ جڑ پرکرتی میں لے جاکر دھکیل دیگا جس
میں تاریکی ہی تاریکی اور اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ کیونکہ پیدائش سے
ویراگ اور نفرت سے ہستی کی اونچی حالت نہ آئیگی۔ وہ صرف محدودیت
کا راستہ ہے۔ اور ایک محدود تاریکی کی کیفیت سے گذر کر غیر محدود

تاریکی میں جاتا ہے۔ وہ زندگی نہیں بلکہ موت ہے۔ اور زندگی کی ضد ہے۔ دن کا ضد رات ہے۔ دن زندگی کا ظہور ہے۔ رات اس کے بالکل برعکس اور اس کی نفی کی صورت ہے۔ وہ گھور اگیان ہے۔ اور مکتی کسی صورت میں نہیں ہے۔

برخلاف اس کے جسمانی پیدائش کا انوراگ متواتر محدودیت میں رہنا اور گذرنا ہے۔ اور انسان سفلی اہنکار کے چکر میں گھومتا ہوا بار بار جنمتا رہیگا۔ اس میں بھی مکتی کہاں ہے؟ یہ تو لگاتار بندھن کا کارن ہے۔ یہ ایک نقطۂ نگاہ سے بمقابلہ دوسرے کے بدتر تاریکی ہے۔ کیونکہ اس کے اندر مکتی کے خیال کا شمّہ بھی نہیں ہے۔ اسے ہم اگیان بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ غلط قناعت کی خردماغی۔ اور سخت تاریک اندھے پن کی حالت ہے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس طبعیت کا آدمی اعلےٰ کیفیت کے خواب تک نہیں دیکھتا ہے۔

(۴) انتہائیت کی خوبیاں

اگر پیدائش اور غیر پیدائش دونو کے طبعی میلان کی باہمی اور باہمی نسبت سمجھ کر ان کی پیروی کی جائے۔ تو اس کے فوائد کم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے اندر خوبیاں ہیں۔ غیر پیدائش پیدائش

کی اعلےٰ معراج ہے۔ اور اس کا انوراگ پیدائش کے ساتھ مکمل اور سچی ہستی کی طرف متحرک ہوکر شانت برہمہ کی جانب لے جائیگا۔ جو مکتی نجات اور آزادی ہے۔ اور غیر پیدائش سے ایسی طرح پیدائش کے راگ کو اگر ترقی اور وسعت کا ذریعہ بنا لیا جائے تو اس سے مکمل تر اعلےٰ تر اور خوب تر زندگی ہاتھ آئیگی۔ جو آخری منزل مقصود تک بغیر پہنچائے ہوئے نہ رہیگی۔

(۴) مکمل راستہ

لیکن ان دونوں میں سے کوئی راستہ بطور خود مکمل نہیں ہے اور نہ وہ انسانی زندگی کی معراج ہیں۔ یہ دونو پیدائش اور غیر پیدائش اور ودیا اودیا کے مسائل ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اور دونوہی سے انسان کی زندگی پوری ہوتی ہے۔

برہمہ ودیا اودیا دونو ہے۔ برہمہ پیدائش اور غیر پیدائش دونو ہے۔ اس کے بغیر نہ کچھ ہوا نہ ہوتا ہے۔ نہ ہوگا۔ اس ہونے (ہستی)، کا مقصد مکتی ہے۔ جب (اکثر برہمہ جلیبی) خالص وحدت کی حالت آجاتی ہے۔ تب وہ اس میں شامل ہورہی ہے۔ اور الیش کی انتہائی ہوکر اسی کی ہستی کی موافق اس کے کاروبار ہو جاتے ہیں۔ تب مایا یا پرکرتی دکھائی نہیں ہوتی اور نہ وہ بھرم

میں پڑتا ہے۔ اسوقت پیدائش کی ضرورت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ شخصی مقصد کی تکمیل ہو گئی۔ اب صرف مکتی ہی مکتی رہ گئی ایش خود ہمیشہ سے مکت اور سب کچھ ہو جانے والا آپ سوئمبھو ہے ٭

(۵) زندگی برحق ہے

ایش اپنشد اس زندگی کی شکایت نہیں کرتی۔ اِسے برحق قرار دیتی ہے۔ اور جب وہ برحق ہے۔ تو اس کے کاروبار کا ہونا بھی لازمی ہے۔ کرم ہی زندگی کی صورت۔ اظہار اور نشان ہے۔ اور ساتوں اصول میں ہم آہنگ ہو رہنا اس کی شان ہے ٭

وہی برہمہ دور پہنچا۔ وہی سب کچھ ہو گیا۔ اسی نے سب کا باقاعدہ انتظام کیا۔ اور حُسن ترتیب میں لایا۔ وہی کوی۔ منی۔ سوئمبھو۔ اور پری بھو ہے۔ اور اس کا یہ انتظام سالہا سال اور ہمیشہ چلتا ہے۔ اس کی یہ ترتیب اور انتظام کا دار و مدار وِدیا اور اَوِدیا دونو پر ہے۔ اور وہی ان دونوں میں شامل ہے ٭

لاکھ کثرت رہے اُسے گھوم پھر کر وحدت میں آنا پڑتا ہے یہی وحدت ہی ایش ہے۔ وہی ایک سب میں رہتا ہے۔ انسان اگیان میں پڑ کر گیان کی طرف جاتا اور امرِید پاتا ہے۔ یہ امرید اہنکار کی محدودیت کا نام ہے۔ ورنہ آتما ہمیشہ سے آزاد ہے۔

بھوگ اور جوگ دو نو جگت کے اندر ہیں۔ جگت کے باہر کچھ نہیں ہے۔

انسان وسیع الخیال وسیع الباطن اور وسیع النظر بنے۔ تب اس جگت کے بندھن سے چھوٹ کر آزاد ہو۔ اصل میں وہ بندھن میں نہیں ہے۔ بندھن خیالی ہے۔ اور وہ اہنکار کی وجہ سے ہے۔ اہنکار نہ رہے۔ ایش کا ابھمان ہو۔ تب یہ بندھن کافور ہو جائیگا

چوتھا باب

سورج اور اگنی کی صورت میں معراج تمنّا کی تحصیل و تکمیل کا خیال

پندرہواں اور سولھواں منتر ملاحظہ ہو:-

(۱۵)۔ سُنہلے نورانی غلاف سے ست کا منہ ڈھکا ہوا ہے۔ اے سورج (پوشن)! اُسے تو ست کے درشن کے لئے اُٹھا دے +

(۱۶)۔ اے پالنے والے! اے ایک رس رشی! اے قاعدہ میں رکھنے والے! اے سورج! اے پرجاپتی! اپنی کرنوں کو اچھی طرح اکٹھا کر تاکہ

تیرے کلیان والے روپ کو دیکھوں جو وہاں وہاں پرش ہے - وہ میں ہوں ⁂

(۲) نظامِ عالم

یہ دعا سورج سے مانگی گئی ہے - جو ویدوں میں دیوتا تسلیم کیا گیا ہے ⁂

ہستی ایک اور غیر منقسم ہے - لیکن اظہار کی صورت میں وہ دھاروں کا سلسلہ - حالتوں اور حرکتوں کا مجموعہ - اور باہمی ہم آہنگی کا نظارہ ہے - جسے ہم حالت کہتے ہیں - وہ مرکب وجودیت ہے اس کے اندر چڑھاؤ اتار ہے - پرش اور پرکرتی اس چڑھاؤ اتار کی تراد کے ذہن نشین کرنے کی واضح اصطلاحات ہیں - پرش اونچا سب سے اونچا - اور پرکرتی نیچی سب سے نیچی ہے ⁂

پرش سچدانند ہے - ست چت اور آنند کا مجموعہ ہے - اس لئے وہ تثلیثی طور پر شے کا جاننے والا ہے - ست - چت آنند کہنے کے لئے تین - لیکن اصل میں ایک ہیں - یہ سب کا عطر ہیں - سرب ستاؤں کا نچوڑ - سرب چت کا نچوڑ - سرب آنند کا عطر پرش ہے - ہماری تخیل خیال اور لفظ کی نظر سے انہیں جدا جدا کرتی ہے - اور تجزیہ بحث اور تعبیر کے لئے ان کی تقسیم و تفریق کا حساب لگاتی ہے ⁂

جو ہر میں اصلیت ایک ہو۔ اور ہے۔ لیکن خارجی مشاہدہ اور تجربہ میں وہ مرکب اور کثرت کی صورت میں نمایاں ہے۔ اُس ایک کے اسی ترکیبی اور کثرتی کاروبار کو ہم اظہار۔ سرشٹی۔ جگت یا ہونا کہتے ہیں +

اس کا کرتا دھرتا وُہی ایک ہے۔ اسی کی طاقت اور تپ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن اس کا خیال رہے۔ یہ تپ یا طاقت اس سے کوئی علیحدہ شے نہیں ہے۔ یہ اس کی چت شکتی ہے۔ جس سے نظام عالم کا کاروبار ہو رہا ہے +

(۳) اُونچے لوک عُلوی عالَم

اس نظام کائنات کی بنیاد اونچے لوک یا آتما میں ہے۔ جی چاہے اُسے آتم اوستھا کہہ لو۔ وہ ہر حالت میں اونچا ہی ہے +

جب تپ نے اس سَت برہمہ کو اپنا آدھار بنایا۔ تب اس کے آدھار بنانے سے دو لوک بن گئے۔ ایک سَت لوک۔ اور دوسرا تپ لوک۔ گویا دو جگہیں قائم ہوئیں۔ ایک میں ست ہے۔ دوسری میں تپ ہے۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے بلوان اور بل۔ بل اور بلوان دو بھی نہیں ہیں۔ لیکن کہنے میں جُدا جُدا ہیں اور خود بخود پرتیت بھی ہوتے ہیں۔ اور ہر شخص نے خود ذاتی تجربہ کر کے دیکھا ہو گا کہ زور کے کام کرتے وقت بلوان پرش کا بل مرکز بنا کر دیا نے کے لیئے اسی کی طرف

دوڑتا ہے۔ جس سے یہی کیفیت ست لوک اور تپ لوک کی ہو جاتی ہے۔ ست اور تپ جدا نہیں ہیں ؛

اسی طرح اس تپ نے جب آنند کو اپنا مرکز بنایا۔ تب جن لوک پیدا ہو گیا۔ جن لوک میں آتما آنند کی حالت میں ہے۔ اور ست کا آنند ہے۔ دوسرا آنند نہیں ہے ؛

ہم ان تینوں کی پھر دوسری طرح پر صراحت کرتے ہیں۔

برہمہ چدانند ہے۔ برہمہ کی چدانند شکتی اس کی پرکرتی ہے یہ اس کی صفت ہے۔ اس کی طاقت ہے۔ اُس کا بل ہے۔ برہمہ میں ست چت۔ آنند ہے ؛

جب یہ شکتی ست کے آدھار پر ہے۔ اور اُسے اپنا مرکز قرار دیتی ہے۔ تو وہ مرکزی وجود چت لوک تپ لوک کہلاتا اور بنتا ہے ؛

جب یہ شکتی آنند کے آدھار پر ہے۔ اور اُسے اپنا مرکز قرار دیتی ہے۔ تو وہ آنند لوک یا جن لوک بنجاتا ہے ؛

یہ تینوں اونچے سے لوک ہیں۔ جن کی مشمولیت مجموعیت یکسانیت اور وحدانیت کا سلسلہ جوں کا توں ہے۔ ٹوٹا نہیں ہے۔ اور نہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ سب ہی سب کا سب ہے۔ سب ہر ایک میں ہے۔ اور ہر ایک سب میں ہے۔ اور یہ حالت خود بخود ہے۔ وہاں رات نہیں ہے۔ اور نہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہاں دن ہی دن ہے۔ کیونکہ دن کا تعلق سورج سے ہے۔ وہاں چدانند ہی چدانند ہے۔ جس کی اوستھاؤں کو ست لوک۔ تپ لوک۔

اور جن لوک بتایا گیا ہے۔ وہ خود سویم پرکاشوان اور نورانی ہے
وہاں کسی اور نور کی محتاجگی نہیں ہے۔ سورج کی علیحدہ روشنی الین
یا پرش کی نور میں گم ہے۔ گو نورانی وحدت ہی سورج کا کلیان
والا روپ ہے۔

(۴) سفلی عالم۔ نیچے کے لوک۔

سفلی طبقہ میں بھی تین عنصر رچنا کے ہیں۔ مادہ۔ زندگی۔ دل
ست کی جگہ یہاں مادہ کو سمجھو۔ جو ہر جگہ بڑھی صورت میں پھیلا ہوا
نظر آرہا ہے۔ خواہش یا طاقت زندگی ہے۔ جو فطرتاً پیدائش
اور اظہار کی شکل میں کام کرتی ہے۔ یہ پہلے دلی اور مغلوب رہتی
ہے۔ آہستہ آہستہ جد وجہد کرتی ہوئی احساس میں نمایاں ہوتی ہے
اور کامیابی پر آزاد ہوکر انانیت یا سفلی اور محدود میں بننے کے
سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ دل کا ابھار ہوتا ہے۔ اور
وہ محدود زندگی کے کاروبار میں اہم تجربہ یا اہم عنصر ٹھہرتا ہے۔

جہاں مادہ ہے۔ وہاں زندگی اور دل بھی ہے۔ جو ارتقائی
اصول کے موافق اپنی تغذیاں لوں میں مصروف رہتا ہے۔ زندگی
اور دل میں مادہ کی صورت رہتی ہے۔ اور وہ ان کی سرگرمیوں
کی گھبراہٹ کرتی ہے۔ یہ تینوں چیزیں یہاں سفلی طبقہ میں سچدانند کی طرح
تثلیثی وحدت میں نمایاں نہیں ہیں۔ بلکہ جدا جدا پر تیت ہوتی ہیں۔

اس کا سبب اودیا ہے۔ اور انسان اپنے آپ کو اس سے علیحدہ سمجھتا ہے ؎

رجنا کے اس سفلی طبقہ میں ست کے عوض مادہ کی جانب تب شکتی کا رجحان رہتا ہے۔ اور ہر شے ٹکڑے ٹکڑے نظر آتی ہے، یہ مادی عالم کا بھولوک یا بھورلوک ہے۔ یہ ہونے اور ہو جانے کا طبقہ ہے ؎

اس کے اوپر زندگی کی طاقت ہے۔ جو احساس کے ساتھ ملی ہوئی بنیاد ہے۔ اور مادہ کے عالم میں کثیف مزاحمتوں پر غالب آکر اپنی خواہشوں کے موافق صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔ اس کا نام بھورلوک ہے جس میں ہونے یا ہو جانے کی آزادی بھی ہے۔ اس لئے انسان جو کہتا ہے۔ سوچتا ہے۔ اور کرتا ہے وہی ہو جاتا ہے ؎
اس سے اوپر اونچے دل کا طبقہ ہے۔ جو سفلی سمجھ بوجھ کی ترتیبی کیفیت میں مادی احساس سے آزادی کا خواہشمند رہتا ہے۔ اور اسی کے موافق اپنی حالت بنانے میں سرگرمی دکھاتا ہے۔ اس کا نام سُوَرلوک یعنی آزادی۔ اور خالص روشندلی کا طبقہ ہے ؎
اس طبقہ یا طبقات میں تقسیم اور تفریق کا اصول اثر انداز ہو کر کثرت کے خیال کو قدم قدم پر تقویت دیتا رہتا ہے۔ اور تفرقات اور اختلافات کا کوئی حد و حساب نہیں رہتا۔ ست کے سورج یا ست سورج کی روشنی جزوی سمجھ کی رات کے پردہ میں آجاتی ہے۔ اس کا عکس محدود مرکزوں ہی میں دکھائی دیتا ہے۔ اور انسان اسی محدود روشنی سے کام لیا کرتا ہے۔ یہ

دونند یا اجتماع ضدین کا عالم ہے ؞

(۵) درمیانی لوک

عُلوی اور سفلی طبقات کی رچنا کے درمیان ایک برزخی کڑی ہے۔ جو دونوں کو ملاتی رہتی ہے۔ جیسے زنجیر کی دو کڑیوں کو تیسری کڑی ملا دیتی ہے۔ اسی طرح یہ دونوں کو جوڑے رہتی ہے۔ اس کی بنیاد لامحدود سَت یا سچائی ہے۔ اس مقام پر اگر شخصیت یا شخصی حیثیت حرص سے نجات پا کر میرے تیرے پنے کی عادت کا اظہار نہیں کرتی۔ بلکہ سب کے ساتھ وحدت یگانگت اور یکسانیت کا ناتا جوڑ کر رہتی ہے۔ کثرت اور تقسیم تفریق کا غلبہ منہ زور نہیں ہوتا۔ بلکہ مرکبات کے حرکات سکنات میں بھی وحدانیت کا زور رہتا ہے۔ اس لیئے اس طبقہ کا نام مہرلوک یعنی بڑے گیان کا لوک ہے ؞

اس مہرلوک کا اصول وگیان ہے۔ اس وگیان کو یہاں عقلی تمیز یا بُدھی وچار سے کبھی منسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ عقلی تمیز صورت پرست اور تفرقہ پرست ہوتی ہے۔ اور بویک وچار سے اپنا فیصلہ نافذ کرتی ہے۔ وگیان سے مراد یہاں انوبھو شکتی۔ یا حسِ باطن سے ہے۔ اس کا میلان ہمیشہ سَت کی جانب ہے۔ جس میں ہونے اور ہو جانے کی اصلیت کا جوہر رہتا ہے۔ یہ ست سے جدا نہیں ہے۔ اور وہ اس کے یقین کو اس طرح پختہ کر دیتی ہے

کہ وہ پھر شک و شبہات کی ہوا کے جھونکے سے ہل ڈول نہیں سکتا
اس میں وحدت اور یکتا ہے ۔ اور وہ اُس ایک واحد الوجود
اور واجب الوجود سے جدا نہیں ہو سکتی ۔ اس کا نام درشٹی اور
درشن ہے ۔ یہ سوچنا سمجھنا ۔ قیاس کرنا نہیں ہے ۔ انوبھو میں مجموعیت
کلیت اور کمالیت رہتی ہے ۔ اُسے عقل خردیت ۔ محدودیت
اور تنگ خیالی سے مطلق تعلق نہیں ہے ۔ جوہر اور اہل جوہر دونوں
کا عطر اس میں رہتا ہے ۔ ویدک تعلیم میں یہ سورج کا سرب درشن
اور آتم درشن ہے ۔

(۶) ست کا قانون

اس ست کے منہ پر طلائی نقاب پڑا ہوا ہے ۔ وہ اس وجہ
سے حجاب میں ہے ۔ یہ بات انسانی نقطۂ نگاہ ۔ نقطۂ ادراک
اور نقطۂ فہم سے کہی گئی ہے ۔ ہم انسان عقلی مخلوق ہیں ۔ اور ہماری
اعلیٰ عام عقلی نگاہ میں دل کے مشاہدات اور تجربات بھرے
ہوئے ہیں ۔ یہ گیان کی کرنیں ہیں ۔ یہ فطرتاً ست کے جوہر نہیں
ہیں ۔ صرف شکل اور نام خواہ نام روپ کے علم ہیں ۔ اشیاء کے
نام اور روپ کے علم کو ترتیب دے کر ان کی مدد سے اس
ست کا نتیجہ نکالا جاتا ہے ۔ جو پس پشت ہے ۔ مسیحا گیان
ست کا ظاہر ہے ۔ وہ نام اور روپ کا علم کا نہیں کہا جاتا ۔
ہم اُس پیچھے ست کو صرف اس وقت دیکھ سکتے ہیں جس
وقت سورج ہم میں کام کرنے پر آتا ہے ۔ اور خیالات ۔ تجربات

اور مشاہدات کی طلائی پرورشس کے عوض آتم درشن اور سرب درشن کا مددگار ہوتا ہے ؎

ضرورت ہے کہ ہمارے اندر یہ بہت سوزج کام کرے۔ اس وقت ہم کو اپنی محدود انانیت کا علم ہے۔ اور وہ تفرقہ ہے ہم کو اصلیت کو اصلیت کی نظر سے دیکھنا ہے۔ ہم اپنے آپ کو دیکھتے ہیں۔ کہ ہم کیا ہیں۔ ہم اسے لے کر کام کر رہے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں۔ کہ ہم جدا جدا ہیں۔ اور دل سے ہم کو علیحدگی ہے۔ اور ان اجزا کو تا اچھد علیحدہ مان کر اسی کے موافق نتیجہ نکالتے۔ کام کرتے اور اسے کام میں لاتے ہیں۔ جب یہ سب کا قانون ہم میں کام کرنے لگتا ہے۔ ہم کو اس کثرت میں یگانگت نظر آئیگی۔ محدود خودی کا جذبہ رفتہ رفتہ مغلوب ہوتا چلیگا۔ خارجی اور باطنی تعلقات میں باہمی مناسبت آئیگی ؎

(۷) انسان کے اندر سورج بننے کی تکمیل

ہمارے معمولی سے معمولی کام ہیں۔ سب کی ابتدا یا سب کا بیج ہے۔ ہو سکتی دلائل سے ثابت ہوگا۔ ہر کام اور مشاہدہ کے پس پشت یہ الوہیت رہتا ہے۔ جبر کی وجہ سے چاہے بد اسباب بن جائے ہو۔ لیکن اس کی اصلیت میں فرق نہیں آتا۔ اور جس قدر وسعت اور نور میں ترقی ہوتی جائیگی یہ ظہور میں آتا جائیگا۔ تقسیم اور تفریق میں بھی زبردست یکتائیت کا میلان رہتا ہے۔

وہ لگاتار علیحدہ نتیجہ کے طور پر غلط کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے اندر خود زبردست طاقت ہے۔ وہ گیان میں ظہور کئے ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

سورج پوشن ہے۔ پالنے والا یا بڑھانے والا۔ اس کا کام بڑھانے تفرقات مٹانے اور کرم کو گیان کی حیثیت میں لانے کا ہے۔ اور اس کا انجام وحدت ہو گا۔ یہ ایک اکیلا۔ ایک رشی ہے۔ جو وحدت کے مضمون کے ذہن نشین کرانے اور کرم اور گیان کے ایک سا تھ کر دکھانے میں لاثانی ہے۔ ایک میں سب اور سب میں ایک کا انوبھو۔ کرم اور ست کے قانون کا زبردست ترتیب دینے والا ہے۔ سورج یم یعنی قانون یا دہرم کا قابو میں رکھنے والا اور قاعدہ میں چلانے والا ہے۔ اس اندرونی پرکاش سروپ سے ہم کو ست کا گیان ہوتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ سورج کی ہستی میں سب شامل ہیں۔ وہ سوئمبھو پرش اور سچدانند ہے۔ تمام وجودیت اس واجب الوجود میں وجود پذیر ہوتی ہے۔ جو وجودیت سے اونچا ہے۔ وہی ابتدا اور پرجاپتی ہے۔

سورج کے درشن (انوبھو) سے سچا گیان ملتا ہے۔ ایش اپنشد کہتی ہے۔ کہ یہ گیان دو طرح پر ہوتا ہے۔ سورج کی کرنوں کی ترتیب سے۔ یعنی ست ہماری آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔ اور انوبھو شکتیاں اس کے روپ اور رویہ کے مؤں کی ترتیب کی صورت میں اسے دکھاتی ہیں۔ اس وقت یہ انوبھو مکمل ہوتا ہے۔ اور آخر وحدت پیدا ہو کر قائم ہو جاتا ہے۔ یہ مطلب ہے۔ کہ سورج اپنی روشنی کو اکٹھا کرے۔

یہ بات یکبارگی نہیں ہوتی رفتہ رفتہ ہوتی ہے - دل بمشکل تمام لطیف
جوہر کو اپنے اندر دیکھتا ہے - اس لئے وہ اس جانب راغب ہوتا
ہے - جو سب سے اونچا ہے - اُسے ترتیبی اصل خود کرنا پڑتا ہے لیکن اسے
انوجیو سے مدد ملتی ہے - اور وہ اجزا کو گھٹتا ہوا آخر میں وحدت
پر آکر ٹک جاتا ہے - اصل میں اجزا کی ہستی نہیں ہے - کیونکہ حقیقت
اکھنڈ اور لا یتجزا ہے - یہ بات بہت دیر کے بعد سمجھ میں آتی ہے ‌÷

(۸) ایک وجود - واجب الوجود - واحد الوجود

سورج کی مدد سے ہم نور الانوار منبع الانوار اور اصل الانوار
کی ماہیت تک رسائی پاسکتے ہیں - ذرہ ذرہ سے کثرت کی چمک
دمک آخر میں اسی مجموعی روشنی کی وحدت میں منور ہو کر نظر کے سامنے
آجاتی ہے - انوبھو بڑھتے بڑھتے
بڑھ کر بڑا اور ایک گیان کی شکل اختیار کر لیتا ہے - یہی سورج
کا اصلی روپ ہے - وہ سب سے بڑا نور ہے - وہی سب سے
بڑا چیت ہے - اور وہی سب سے بڑا گیان ہے - اس بڑے
گیان ہی میں سب گیان ہے ‌÷
یہی ایش اور سوامی ہے - اور سوئمبھو ہے - جب یہ انوبھو ہو جاتا
ہے - تب اس میں اور اس انوبھو والے میں کوئی فرق نہیں رہ
جاتا ہے - اور وہ بیساختہ اپنشد کی زبان میں کہہ اٹھتا ہے
سو ہم اسمی (میں وہی ہوں جو پرش وہاں اور وہاں ہے - وہ میں ہوں)

وہ ایش ہی ہے۔ جو ہر روپ اور نام میں لبا ہوا ہے۔ اور وہ ایک ہے۔ دو چار۔ دس بیس اور بے شمار نہیں ہے۔ یہ نور انہیں اپنی اصلیت سے واقف ہو گیا اور وہ وہی ہے۔

(۹) ۱۷واں۔ اور۔ ۱۸واں منتر

(۱۷)۔ وجود کی سانس امرت (لافانی) ہے۔ اس جسم کا انجام راکھ ہے اوم اے من! یاد کر۔ جو کیا تھا یاد کر۔ اے من یاد کر۔ جو کیا تھا یاد کر۔

(۱۸)۔ اے اگنی! ہم کو اچھی راہ سے ایشوریہ کے لئے لے چل۔ اے دیوتا تو کرموں (اظہاری کیفیتوں) کو جانتا ہے۔ ہم سے بڑے پاپ کو دور کر۔ تجھے بہت بڑا نمسکار کا بچن بھینٹ کرینگے۔

(۱۰) کرم کا پہلو

سورج کی مدد سے دل کے نورانی ہو جانے کے باعث ہم کو فانیت سے لافانیت میں داخل ہونے کا علم ہو گیا۔ یہ سورج دوار سے حاصل ہوا۔ مفرد وجود غیر مکمل علم کی حدبست کو چھوڑ کر بہمہ یا تمام و کمال مکمل مکمل وجود میں داصل ہو گیا۔

گیان بغیر کرم کے مکمل نہیں ہوتا۔ امرت پد یعنی لافانیت

کے مسئلہ میں گیان اور کرم دونوں کا مشمول ہے۔ چت
کا مقصد تپ ہے اور گیان کا کرم سے اپنی تکمیل کرتا ہے۔
سورج برہمہ تیج یا حقانی نور ہے۔ اگنی کو قدیم رشی برہمہ بل
یا حقانی طاقت تصور کرتے تھے۔ اس لئے اگنی کی دعا کے
ساتھ سورج کی دعا مکمل ہو گئی ٭
اب زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں رہی

ختم ہوئی

ایش اُپنشد

معہ غیر معمولی تفسیر کے

مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج
کی نادر بے نظیر تصانیف

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
سدھار کا سلسلہ		پھٹکل وچار	۱۰ر
پرلوک سدھار	۸ر	سکھ وچار	۱۰ر
لوک پرلوک سدھار	۸ر	مفید وچار	۱۰ر
جیون سدھار	۸ر		۱۰ر
سکھ سدھار		سپناہ وچار	
پرمارتھ سدھار	عہ ۸ر	سہج وچار	۶ر
پنچ اُپکار سدھار		من نیچ کرم وچار	
یوگ سدھار	عہر ۸	بدھ سکشتا وچار	۶ر
بردّھی سدھار	۱۰ر	جگتی گیان وچار	
نوجیون سدھار	۱۰ر	**یوگ کا سلسلہ**	
وچار سدھار	۱۰ر	سرت شبد یوگ کلپدرم	عہ ۸ر
وچار کا سلسلہ		پنتھ سندیش	عہر ۲

ملنے کا پتہ :- رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج - راج بنارس سٹیٹ ۔ یو۔پی

نام کتب	قیمت
رادھاسوامی یوگ	عا ۲ر
نانک یوگ	عہ ۱۰ر
سہج یوگ	عا ۸ر
وگیان راماین	سے ۲ر
" کرشناین	عہ ۹ر
سنت سنجوگ کا سلسلہ	
سنت سنجوگ حصہ اول	عا ۸ر
" " " دوم	عہ ۱۲ر
" " " سوم	عا ۱ر
" " " چہارم	عا ۸ر
" " " پنجم	عا ۸ر
کلپدرم سلسلہ	
برہم وچار کلپدرم	۱۲
آتم وچار کلپدرم	۶ر
ویدانت کلپدرم	۱۲ر
بویک کلپدرم	۱۰ر
چرتر کلپدرم	۱۰ر
وچار کلپدرم	عہ ۲ر
جین بزنانت کلپدرم	۶ر

نام کتب	قیمت
سندیش کا سلسلہ	
کرم سندیش	۸ر
گیانی "	۸ر
اپاسنا سندیش	۸ر
بویک سندیش	۸ر
یاترا سندیش	۸ر
بچن "	۸ر
سار سندیش	۸ر
سہج "	۸ر
ادبھت "	۸ر
اگم "	۸ر
وچار "	۸ر
ست "	۸ر
مرم "	۸ر
انبھو "	۸ر
وگیان "	۸ر
پریم "	۸ر
درشٹانت "	۸ر
بچن کا سلسلہ	

ملنے کا پتہ :- رادھاسوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج - راج بنارس سٹیٹ یو- پی

نام کتب	قیمت
بچن سار حصہ اول	عہ ۲/
" " " سوم	۱۲/
" " " چہارم	۱۰/
شبد سار (نظم)	عہ ۸/
شبد گنجار (نظم)	عا
شبد یوگ انگریزی	عا
مستی کا سلسلہ	
خمکدہ سرشار	۱۰/
خمکدہ تجلیات	۱۰/
خمخانہ عرفان	۱۰/
" خیالات	۱۰/
اودھوت گیتا	۱۰/
جام مستی	۱۰/
بھگتی کا سلسلہ	
بھگت مال	سے ۸/
سنت "	عا ۸/
شاہی بھگت	۶/
راج "	۶/
راج بھگتی	۶/

نام کتب	قیمت
قصوں کا سلسلہ	
آبدار موتی	عہ ۲/
سندھ دیش کے قصے	۱۰/
ملتان " "	۱۰/
عجیب وغریب "	۱۰/
قصہ ابراہیم ادہم	۶/
متفرق سلسلہ	
صوفی ازم	عا ۸/
کبیر اور کبیر پنتھ	عہ ۲/
کبیر شبد اولی	۸/
نند و بھائی کی ساکھی	۱۲/
تحفہ درویش یا فقیر پرشاد	۸/
الحیات بعد الممات	۸/
پرماہنس گیان پر لیکچر	۸/
معیار المکاشفہ	۱۰/
ویدانت کی پہلی کتاب	عہ
پنچ دشی	عا
وشنو پوران حصہ اول	۱۰/
کلکی پوران	۸/

ملنے کا پتہ: رادھا سوامی دھام ڈاک خانہ گوپی گنج مہاراج بنارس سٹیٹ یوپی

نام کتب	قیمت
مسلمات در گور مسلمانی در کتاب	۱۲/
ظاہری و باطنی موسیقی	۶/
سچا سناتن آریہ دہرم	۶/
روحانی ترقی	۶/
بہار تصوف	۱۲/
محاصرہ چتوڑ	۸/
راز خوبصورتی	۸/
آئینہ کشمیر	۱۲/
موتی پوچا معجون مرکب	۱۲/
ہندی کے انمول رتن	
شبد سار گٹکا (نظم)	۵/
کبیر چرتر	۱۰/
وگیان انجلی	۸/
سنت سلسلہ اول	
کبیر شبداولی	عہ/
نوجیون سدھار	۱۰/
بھگت مال حصہ سوم	عہ/ ۸
للت کتھنانجلی	۸/

نام کتب	قیمت
للت کتھانجلی حصہ اول	۸/
״ اپدیش انجلی	۸/
״ وچار ״	۸/
״ بویک ״	۸/
بھگت مال حصہ اول	عہ/
سنت کبیر کی ساکھی	[illegible]
سنت سلسلہ دوم	[illegible]
للت کتھانجلی حصہ دوم	۸/
״ وچانجلی	۸/
״ پرشنوتر ״	۸/
سپتاہ وچار	۱۰/
بھگت مال حصہ دوم	عہ/ ۸
بھلا چرتر انجلی	۸/
کبیر بیجک حصہ اول شرح بالتفصیل	[illegible]
سنت سلسلہ سوم	[illegible]
للت پشپانجلی	۸/
پرمارتھ سدھار	۸/
للت دھرم انجلی	۸/
״ سار ״	۸/

ملنے کا پتہ:- رادھا سوامی دھام ڈاک خانہ گوپی گنج - راج بنارس سٹیٹ یو-پی

قیمت	نام کتب	قیمت	نام کتب
۸ ر	للت گیان انجلی	۸ ر	للت درشٹانجلی
مے ۱۰ ر		عہ ۸ ر	کبیر بیجک مشرح حصہ دوم تک
۸ ر	للت کرم انجلی	۱۰ ر	کبیر ساکھی

ملنے کا پتہ:- رادھا سوامی دھام ڈاک خانہ گوپی گنج - راج بنارس سٹیٹ یوپی -

سنت

ہندی کے پریمی جنوں اور استریوں کیلئے انمول رتن ہے یہ ادھیاتمک رسالہ دنیا بھر میں اپنی قسم کا لاثانی گیان کرم - اُپاسنا - یوگ ویدانت - بھگت چرتر - سنت برتانت - تواریخ کلام فقرا ہر پہلو سے انسانی نگاہ کو بلند دل وسیع اور خیال کو لطیف تر بناکر بام معراج پر پہنچانے کا یقینی رُوحانی زینہ ہے - ممکن نہیں کہ اس کے باقاعدہ مطالعہ سے چشم حقیقت وا نہ ہو - اور روحانیت شانتی اور بھگتی کا رنگ نہ چڑھے - زیر ایڈیٹری شیو برت لال جی مہاراج نکلتا ہے - قیمت سالانہ بارہ نمبر فی کی چار روپیہ آٹھ (سعہ) نمونہ کا پرچہ آٹھ میں جاتا ہے - عالی ظرف طبیعتوں کو اس مبارک پھل دینے والے کلپ برکش کیطرف جھکنا چاہیئے - اس کی خریداری منظور کرنے والے اصحاب کو شبد سارگنتا نامی بھجنوں کی نہایت اچھی کتاب مفت انعام میں دی جاتی ہے -

مینجر رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس (یوپی)

طبی دنیا میں انقلاب عظیم۔ ہندوستان کا طب قدیم اُردو جامہ میں

مخزن آیورویدا (پہلا حصہ)

تصنیف لطیف مُصنفہ جناب وئیدراج کرشن دیال جی
وئیدشاستری۔ ایڈیٹر گھرکا وئید امرتسر

دھوم ہے عالم میں ہرسُو تذکرہ ہے ہر جگہ ۔ بیگمان ہے۔ قیمتی نادر عجوبہ یہ کتاب
جو پڑھیگا۔ آزمائیگا۔ سنائیگا اسے ۔ واقفیت میں اضافہ ہوگا بیحد وحساب
زندگی کا علم اور سائنس آیُورویدہے ۔ زندگی سے پیار کرنیوالو پڑھ لو یہ شتاب
چاہے یُونانی ہو مصرانی ہو یا ہومیو پیتھی ۔ ڈاکٹر ہوسب کہینگے۔ ہے۔ نسخہ لاجواب
اپنی ہم کہتے نہیں۔ اَوروں کی رائیں دیکھ لو ۔ پھر لگاکر کام لو چھُوٹو گے از درد وعذاب

مخزن آیُوروید کیا ہے؟ چرک شاستر کا عطر۔ سشرت کا نچوڑ۔ واگ بھٹ کا جوہر تقریباً تمام قدیم وجدید طبی کتب۔ وئیدوں۔ طبی عالموں۔ اور عالموں کے مجرب تجربات کا خلاصہ۔
مخزن آیوروید میں کیا ہے؟۔ قدیم وئیدوں کے شرطیہ نُسخے بیخطا۔ آسان اور سریع العمل ادویات۔ مہنگے سستے آسانی سے ہاتھ آنیوالی دوائیں +
مخزن آیوروید کی ترتیب کیسی ہے؟۔ محققانہ۔ عالمانہ فلسفانہ

حکیمانہ - طبیبانہ ؎

مخزن آیورویدک کی ترتیب و تدبیر کیسی رکھی گئی ہے ؟ -

چرک سشرت واگ بھٹ وغیرہ قدیم کتب کی مفصل ادویات کے صحیح نسخے دیتے ہوئے - بسیط اور وسیع پیمانہ پر صدری تجربات سینہ کے راز و چولی کے نسخے - سنیاسیوں کے چٹکلے - سادہوؤں کے ٹوٹکے - قلمی بیاضوں کی نادر الوجود دوائیاں - جوشاندے - خیساندے سفوف - لعوق - مفرد و مرکب ادویہ ہر قسم کے رس و کشتہ جات جوہر و جواہر - غرضیکہ ہر طرح کے معلومات سے مالا مال ہے ؎

مخزن آیوروید کے علاج کی خصوصیت کیا ہے ؟ -

اس کی بعض جادو اثر دوائوں سے گھنٹوں اور منٹوں میں بخار اتر جاتا ہے - آنکھ میں سرمہ کی سلائی لگانے - جلد کے اندر بذریعہ انجکشن دوائی پہنچانے - اور نہلانے دھلانے وغیرہ عملیات سے بخار دور کرنے کے جادو نما تعالج نہایت فراخدلی سے ظاہر کر دئے گئے ہیں

کافی جگہ نہ ہونے سے صرف معدودے چند رائوں کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے

ہم صرف اسقدر سفارش کر سکتے ہیں - کہ اس کتاب سے کسی حکیم کا مطب وید کی چکتسالہ اور گرہستی کا گھر خالی نہ رہنا چاہئے - ہم اپنے طور پر بھی اس کی اشاعت کو کار ثواب تصور کرتے ہیں ؎

(مہرشی شیوبرت لال جی)

لاکھ رائوں کی ایک رائے - عالیجناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی فرماتے ہیں - میرے سبھائی پنڈت کرشن دیال صاحب ویدمنے آیورویدک سے متعلق

اس کتاب کو زبان اردو میں لکھکر اسکے علم ادب میں ایک مفید اضافہ کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے مصنف اپنے فن سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور یہ کتاب ایک آیورویدک عالم کی محنت کا نتیجہ ہے مجھے امید ہے۔ کہ برادران فن ہندوستان کے قدیم طب کے متعلق اس کتاب سے صحیح معلومات حاصل کرینگے

چند نامی اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کی رائوں کا خلاصہ :-

ایڈیٹر صاحب روزانہ اخبار بندے ماترم لاہور:- اس کتاب کو قدیم ویدک مستند کتب کا لب لباب کہا جائے تو بجا ہوگا

ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب لاہور:- مصنف کی محنت قابل داد ہے۔ ہر مطب کتب خانہ اور خانہ دار کے پاس یہ کتاب ضرور رہنی چاہئے +

ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ لاہور:- اس کتاب سے موجودہ طبی لٹریچر میں ایک گرانبہا اضافہ ہوا ہے

ایڈیٹر صاحب اخبار رہنما مراد آباد:- اردو خوان پبلک کو عموماً اور حکما اور ڈاکٹر صاحبان کو خصوصاً اس ویدک تصنیف سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے +

ایڈیٹر صاحب اخبار ہندوستان لاہور:- یہ کتاب ان تمام خوبیوں کا ایک مرقع ہے۔ جن کی امید ایک لائق وید سے ہو سکتی ہے۔

ایڈیٹر صاحب مشیر الاطباء لاہور:- اس کتاب سے ہر ایک وید ان و اطباء بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں

ایڈیٹر صاحب رسالہ انقلاب لاہور:- اس مفید ترین کتاب کا ہر گھر ہر وید اور ہر طبیب کے پاس ہونا ضروری ہے +

ایڈیٹر صاحب طبی رسالہ حامی الصحت لاہور:- واقعی آپ نے اس تصنیف سے دنیائے طب کی ایک کمی کو پورا کیا ہے +

ایڈیٹر صاحب رسالہ حکیم حاذق لاہور:- فن آیوروید واقعی قابل قدر تصنیف ہے،

ایڈیٹر صاحب المسیح دہلی، ایڈیٹر صاحب۔ گزدہ پرکاش لاہور،

ایڈیٹر صاحب اخبار کرم ویر لاہور، ایڈیٹر صاحب رسالہ امرت پٹیالہ،

ایڈیٹر صاحب اخبار اہل سنت والجماعۃ، ایڈیٹر صاحب الحکیم لاہور +

علاوہ ازیں ملک کے تقریباً تمام اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان نے اس کتاب کی یکزبان ہو کر تعریف کی ہے +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۳

(ماہواری سلسلہ)

بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۲۶ء

زیر ادارت
شیو برت لال

دستور العمل

۱— ۸؍ سالانہ پیشگی چندہ +

۲— بعد کو سالانہ مجموعہ کی قیمت ۸؍ یا زیادہ +

۳— نمونہ طلبی کا قاعدہ الفظ +

۴— خریداروں کو تاریخ اجراء سے عدم وصول کی شکایت پر ایک ہفتہ کے اندر دوسرا پرچہ - زیادہ دیر ہو جانے کے بعد قیمت طلب +

۵— جملہ خط و کتابت بنام منیجر اُپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواگھر جہلم

۶— جواب کے لئے ار کا ٹکٹ ضروری - ورنہ عدم جواب کی معذرت +

۷— ایڈیٹر کے ساتھ خط و کتابت رادھا سوامی دھام کے پتہ سے +

مقاصد

۱— ویدانت کے اصول پر بالعموم اور اُپنشدوں کے مطالب پر بالخصوص مؤثر خاطر نشین اور طمانیت بخش روشنی ڈالنا +

۲— اُپنشدوں کے گہرے راز کی عقدہ کشائی ایسے عام فہم طریق پر کرنا کہ مطالعہ کرتے ہی وقت زندگی کم از کم خیالی طور پر عملی بنتی چلے - اور دل پر اُن کی سچائی پتھر کی لکیر بن جائے

۳— جو باتیں شاعرانہ انداز اور استعارہ کی زبان میں بیان ہوئی ہیں - اُن کو معمولی عبارت میں عام فہم کے طبقہ میں منتقل کر دینا +

۴— جو بات اس پر بھی ذہن نشین نہ ہو - ست سنگ اور خط و کتابت کے ذریعہ انکو صاف کر دینا

۵— بھومکا کے بعد مکمل اُپنشدوں کو با احتیاط معہ واضح تفسیر کے پیش کرتے رہنا +

نوٹ:- اُپنشد میگزین صرف مستقل خریداروں ہی کو ۸؍ پر ملیگا بعد کو قیمت واجبی لی جائیگی - ممکن ہے سال بھر کی کتابوں کی قیمت ۱۰؍ یا ۱۲؍ وصول کی جائے - قیمت ہر کتاب کی اس کے ٹائیٹل پیج کے اندراج کے موافق لی جائیگی +

فہرست مضامین

اپنشد نمبر ۲

کین اپنشد

جسکا دوسرا نام تلوکار اپنشد بھی ہے

معمولی تفسیر

شیوبرت لال

رادھاسوامی دھام ڈاکخانہ رادھاسوامی

راج بنارس

دیباچہ

نام

اس اُپنشد کا اصل نام تلوکار اُپنشد ہے۔ کیونکہ یہ تلوکار براہمن سے لی گئی ہے۔ لیکن چونکہ اس کی ابتدا کین لفظ سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا نام کین اپنشد ہو گیا۔ یہ آسان ہے مختصر ہے۔ اور بمقابلہ اصل نام کے کانوں کو بھی اچھا ہی لگتا ہے۔ کین کا مطلب ہے کس سے۔ شاگرد اپنے گورو سے پوچھتا ہے۔ کہ کین اشتین (کس سے چاہا ہوا) برمن گرتا ہے۔ اور کین لفظ سے اس کا نام کین ہو گیا۔

خصوصیت

اصل میں اس کا مضمون سوال اور جواب کی صورت میں آیا ہے۔ چیلا گورو سے سوال کرتا ہے۔ اور وہ جواب دیتا ہے۔ اور جواب نہایت معقولیت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ جہاں تک سمجھانے کا تعلق ہے۔ کوشش میں کسر نہیں رکھی گئی۔

مضمون

[illegible]

اونچا ثابت کیا گیا ہے۔ اور سب کا آدھار اور مدار علیہ سمجھایا گیا ہے۔ جو وہ دراصل ہے ؛
یکش پکش اور دیوتاؤں کا قصہ اپنی نوعیت کی نظر سے متقول دلچسپ اور موثر ہے۔ برہمہ کا گیان دے کر گورو یہ بھی سمجھا دیتا ہے۔ کہ تپ شم۔ دم۔ اور کرم یہ اُپنشد کے ہاتھ پاؤں ہیں۔ ان کے بغیر راستہ نہیں چلتا ؛

آسانی

کین اُپنشد بہت آسان ہے۔ یہ دقیق مضمون کو عام فہم طریقہ میں سمجھاتی ہے۔ اس وجہ سے میں نے نہ اس پر زیادہ حاشیہ چڑھایا۔ اور نہ شرح یا تفسیر کی۔ اُپنشد کی زبان اپنا خاص اثر رکھتی ہے جس کا امکان ترجمہ کی زبان میں نہیں ہو سکتا۔ تاہم میں نے حتے الوسع اس کو اس کو اصلی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُردو کا لباس کہیں کہیں نہیں پھبتا۔ وہاں مجبوراً سنسکرت کے الفاظ جوں کے تیوں رکھ دئے ہیں۔ اور ان کا ترجمہ کر دیا ہے ؛

رادھا سوامی دھام

شیوبرت لال

کین اُپنشد

آپیاینتو ممانگانی واک پران چکشوہ شروترمتھو
بلم اندریانی چہ سربانی سربم برہمہ اوپنشدم
ماہم برہمہ نراکریاں ما۔ ما برہمہ نراکاروِدہ
نراکرن مستو نراکرنم استو۔ تدا تمنی نرتے
یہ اُپنشتسو مئی سنتو تے مئی سنتو

اوم شانتہ شانتہ شانتہ

منگلاچرن۔ دعا یا شانتی پاٹھ

سام ویدی اُپنشد ہونے سے کین اُپنشد کا شانتی پاٹھ اور دعا یہ ہے

اوم ۔ میرے عضو ۔ کلام ۔ سانس ۔ آنکھ ۔ کان ۔ طاقت ۔ اور تمام حواس مکمل ہوں ۔ اپنشدوں کے بتایا ہوا برہمہ مکمل ہے ۔ نہیں برہمہ کا منکر ہوں نہ برہمہ میرا منکر ہو ۔ نہ برہمہ کا انکار میری طرف سے ہو ۔ نہ میرا انکار برہمہ کی جانب سے ہو ۔ جن دھرموں کا اپنشدوں نے کیا ہے ۔ وہ مجھ میں ہوں ۔ وہ مجھ میں ہوں ۔ اور میں آتما میں محو ہوں ۔ اوم شانتی ! شانتی !! شانتی !!!

تشریحی تفسیر ۔ معراج مکمل ہو ۔ اور معراج کا کمال دونو جانب سے مکمل رہے ۔ اپنشدوں میں مکمل برہمہ کی صراحت ہے ۔ اپنشدوں سے تعلق رکھنے والوں کا بھی ایسا ہی مکمل برہمہ کی معراج مکمل ہے جسم ۔ اعضا ۔ دل کے بھی مکمل ہونے کی ضرورت ہے ۔ ورنہ جوں کا توں مکمل برہمہ کا ذہن نشین ہونا مشکل ہوگا ۔ اعضا کے نام ۔ سانس ۔ آنکھ ۔ کان ۔ قوت اور حواس اگر مکمل نہ ہونگے ۔ تو وہ مکمل معراج کے قبول کرنے حاصل کرنے اور جذب کرنے میں ناقابل ثابت ہونگے ۔ برہمہ ہے ۔ اس کا نتیجے اقرار رہے ۔ اور میں ہوں ۔ برہمہ اس طرح میرا اقرار کرے ۔ اقرار ہر دو طرف سے ہو انکار کسی جانب سے نہ ہو ۔ تاکہ باہمی مطابقت مماثلت اور ہم آہنگی میں نقص نہ ہو ۔ میں برہمہ (انتر آتما) میں محو رہوں

اور اپنشدوں نے جو اوصاف "ادھرم" بتائے ہیں۔ وہ سب کے سب مجھ میں ہوں۔ (تاکہ میں اپنشدوں کی مراد کو اچھی طرح جذب کر سکوں +

پہلا کھنڈ

برہم وچار

(۱) کس کی خواہش اور کس کی ہدایت سے دل اپنے) گرتا ہے؟ کس کے حکم سے پہل سانس چلتی ہے؟ کس کا حکم پاکر لوگ اس کلام کو بولتے ہیں۔ (تقریر کرتے ہیں)؟ کون دیوتا آنکھ اور کان کو حکم دیتا ہے؟

تفسیر اور تشریح۔ یہ سوال ہیں۔ جو کین اپنشد کی بنیاد کہے جا سکتے ہیں۔ دراصل یہ سوال شاگرد نے اپنے گورو سے کئے تھے اُن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ وہ اصلی ہستی کون سی ہے۔ جو جسم دل وغیرہ کی متحرک اور ہادی ہے؟ ظاہرا جسم۔ اعضا۔ حواس وغیرہ میں اپنی طاقت نظر نہیں آتی۔ دل کس طرح جسمانی طبقات میں آکر گرا؟ اور گیان اندریوں اور کرم اندریوں کا بیوہار ہونے

لکا۔ خود بخود تو یہ ہیں نہیں۔ اور نہ ان کے اندر کوئی اپنی طاقت معلوم ہوتی ہے۔ یہ کسی نہ کسی سہارے۔ کسی نہ کسی کے زیر اثر اور کسی نہ کسی کے ماتحت ضرور ہیں۔ ان کی ہستی کسی اور کی ہستی سے عاریتاً لی ہوتی ہے۔

یہ خیال ہے۔ جو چیلے کے دل میں پیدا ہوا۔ اور اس نے گورو سے پوچھے۔ ان کی تہ میں (آتما) کی تحقیقات کا جوہر مخفی ہے۔ یہ سوال تھا۔

---

(۲) وہ کان کا کان من کا من۔ بانی (کلام) کا بانی پران کا پران۔ اور آنکھ کی آنکھ ہے۔ دھیر پرش انہیں چھوڑ کر اس لوک سے کوچ کر کے امر ہو جاتے ہیں

تشریح:۔ پہلا سوال ہے۔ اور یہ دوسرا جواب ہے۔

تفسیر:۔ کان۔ من۔ بانی۔ پران۔ آنکھ یہ سب صرف اوزار محض ہیں۔ ان میں اپنی کوئی ستا ہستی۔ یا اصلیت نہیں ہے۔ بلکہ اصلی ہستی آتما کی ہے۔ آتما ان سب کے پس پشت رہ کر ان کو قاعدہ میں رکھتا اور چلاتا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا۔ تو پھر ان کا ہونا ہی غیر ممکن ہوتا۔ اس لئے وہ کان کا کان۔ من کا من۔ بانی کا بانی۔ پران کا پران اور آنکھ کی آنکھ ہے۔ دھیر گمبھیر اور گیانی اس راز کو سمجھ کر

ان اوزاروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ان کے بھرم سے آزاد ہو کر جب اس فانی دنیا کو چھوڑ جاتے ہیں۔ تو لافانی ہو جاتے ہیں جب تک کوئی شخص ان اندریوں وغیرہ کا ابھمانی بنا رہتا ہے۔ تب تک وہ جسمانی انسان رہتا ہے۔ اور جب وہ آتم ابھمانی ہو جاتا ہے۔ ان کی جڑ آتما میں دیکھ کر آتم ابھمو سے جسم چھوڑنے پر آتما میں مل جاتا ہے۔ یہی لافانیت ہے ؞

آگے اس آتما کی تشریح آتی ہے

(۳) نہ وہاں (اس آتما میں) آنکھ جاتی ہے۔ نہ بانی پہنچتی ہے۔ نہ من (کی رسائی ہے) سمجھتا اور جانتا ہے۔ کہ اس کی صراحت کرے۔ وہ علم۔ اور لاعلمی (جاننے نہ جاننے) سے جُدا ہے۔ (دونو ہی سے نرالا ہے) ہم نے بڑوں سے ایسا ہی سُنا ہے۔ وہ اُس کی اسی طرح صراحت کر گئے ہیں ؞

تشریح اور تفسیر۔ آتما تک من بانی کی رسائی نہیں ہے۔ ان کی تمام طاقت اور سمجھ بوجھ اس کے سہارے ہیں۔ وہ ان سے بہت اونچا ہے۔ جب یہ اس کی طاقت سے طاقتور۔ اس کی زندگی سے زندہ اس کی حرکت سے متحرک

اور اس کی سمجھ سے سمجھ والے ہوتے ہیں۔ تو پھر یہ اُسے
کیسے جان سکتے ہیں! وہ ان کے ماتحت نہیں ہے۔ یہ اس
کے ماتحت ہیں۔ اور وہ ان سے بالکل نیارا اور جدا ہے *
جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اُسے جانتے ہیں۔ وہ غلطی، دھوکے
اور بھرم میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ جاننے کی حد سے
اونچا ہے۔ عقل اس تک نہیں پہنچتی۔ اور جو یہ کہتے ہیں۔ کہ
ہم اُسے نہیں جانتے۔ وہ اگیانی اور بھولے ہوئے ہیں۔
کیونکہ وہ دراصل جانے ہوئے سے بھی زیادہ جانا ہوا ہے۔
وہ وہی تو ہے۔ جو ہماری اصلیت ہے۔ اس کے سوا وہ
اور ہے کیا؟ جاننا اور نہ جاننا دونو ہی اس کے آدھار ہیں
جب یہ کیفیت ہو۔ تو صاف لفظوں میں کوئی اس
کا اقرار اور انکار کیسے کرے! دونو ہی غیر ممکن ہے *
ہمارے بڑوں نے اس کی وضاحت اسی طرح پر کی ہے *

آگے اس کی اور مزید وضاحت ہے۔

(۴) جسے زبان نہیں بول سکتی۔ جو زبان اس سے (اس
کی وجہ، سہارے اور مدد سے) بولی جاتی ہے۔ (بس)
وہی برہم ہے۔ اسی کو برہم جان لے۔ نہ وہ یہ برہم
ہے۔ جس کی سب اُپاسنا کرتے ہیں *
(۵) جسے من نہیں سوچتا۔ (بلکہ) جو من اس سے (اس کی وجہ

سہارے - اور مدد سے) سوچا جاتا ہے - وہی برہمہ ہے - اسی کو برہمہ جان لے - نہ وہ یہ برہمہ ہے - جس کی سب اپاسنا کرتے ہیں *

(۶) جسے آنکھ نہیں دیکھتی (بلکہ) جو آنکھ اس سے (اس کی وجہ مدد اور سہارے سے) دیکھی جاتی ہے - وہی برہمہ ہے - اسی کو برہمہ جان - نہ وہ یہ برہمہ ہے - جس کی سب اپاسنا کرتے ہیں *

(۷) جسے کان نہیں سنتے (خواہ جو کان سے نہیں سنا جاتا) (بلکہ) جو کان اس سے (اس کی وجہ سہارے اور مدد سے) سنے جاتے ہیں (خواہ سنتے ہیں) وہی برہمہ ہے - اسی کو برہمہ جان لے - نہ وہ یہ برہمہ ہے - جس کی سب اپاسنا کرتے ہیں *

(۸) جو پران سے سانس نہیں لیتا - (حرکت میں نہیں آتا) (بلکہ) جو پران اس سے (اس کی وجہ سہارے اور مدد سے) سانس لیتے (خواہ حرکت میں آتے ہیں) وہی برہمہ ہے - اسی کو برہمہ جان لے نہ وہ یہ برہمہ ہے - جس کی سب اپاسنا کرتے ہیں *

یعنی اور شرتی ۔ ۴ ۔ ۵ ۔ ۶ ۔ ۷ ۔ ۸ ۔ کی صراحت
غیر ضروری ہے ۔ کیونکہ وہ بہت آسان اور عام فہم
ہیں۔ جسم میں جسم کے اعضا ہیں ۔ من میں اپنی کوئی طاقت
نہیں ہے ۔ نہ اپنی حرکت ہے ۔ بلکہ یہ سب کے سب
برہما ہی کی طاقت پاکر متحرک ہیں ۔ اس لئے جس کو عام
لوگ ان کی مدد لے کر اور ان کی سمجھ سے کر برہما مان رہے
ہیں ۔ وہ برہما نہیں ہے ۔ بلکہ برہما وہ ہے ۔ جو سب میں
سب کی تہ میں سب کے اندر داخل ہو کر سب کی روح رواں
بنا ہوا ہے ۔ یہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے ۔
برہما کے متعلق اور گہرے خیالات آگے کے کھنڈ میں ملینگے ۔

دوسرا کھنڈ

برہما پر ذرا زیادہ گہرا وچار

(۱) (گورو) اگر تو یہ سمجھتا ہے ۔ کہ میں اُس (برہما) کو پورا
پورا جانتا ہے ۔ تو بلاشک تجھے برہما کی ذات کی صرف
جزوی سمجھ ہے ۔ برہما کا روپ جو تجھ میں ہے ۔ اور تیری

اندریوں (دیوتاؤں) میں ہے۔ وہ جزوی ہے۔ اس
لئے تو اپنی سمجھ پر ابھی اور غور کر۔

تشریح اور تفسیر یکجائی:۔ یہ دعوے کرنا کہ برہم کی پوری
پوری سمجھ آگئی۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عقل جہاں تک آگے بڑھتی
جائیگی۔ وہ پرے ہی نظر آتا جائیگا۔ مثلاً ایک مثال سے
سمجھو۔ بوند کے آگے کیا ہے؟ جواب ملیگا لہر ہے۔ لہر
کے آگے کیا ہے؟ جواب ملیگا سمندر ہے۔ سمندر کے آگے
کیا ہے؟ آکاش یا وسعت ہے۔ آکاش اور وسعت کے
آگے کیا ہے؟ اس طرح یہ سلسلہ یوں ہی سوال و جواب
کی صورت میں بڑھتا ہی جاویگا۔ اور کبھی ختم نہ آئیگا۔ اور
وہ جوں کا توں دھرا رہ جائیگا۔

اسی طرح اگر جسمانی حرکت کی نظر سے سوال کیا جائے
کہ جسم میں کس سے حرکت ہے۔ تو عام جواب یہ ہوگا۔
پران اسے متحرک کرتے ہیں۔ پران کو کس سے حرکت
ملتی ہے؟ جواب ملیگا۔ من سے۔ من کو کس سے حرکت ملتی
ہے؟ جواب دیا جائیگا۔ بدھی سے۔ بدھی کو کس سے حرکت
ملتی ہے۔ آنند یا آنند کی خواہش سے۔ آنند کی خواہش کی
جڑ میں کون ہے؟ یہ سلسلہ لامنقطوع رہیگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔
اس وجہ سے گورو نے شاگرد کی تنبیہ کی ہے کہ وہ

بھولے سے بھی کبھی نہ یہ خیال کرے۔ کہ اس کو برہمہ کی ذات کی پوری پوری سمجھ آگئی ہے۔ کیونکہ انسان کی اندرونی عقل اور تمیز ہیں برہمہ کی صرف جزوی سمجھ ہے۔ اس وجہ سے ہدایت کی گئی ہے۔ کہ اس جزوی سمجھ پر بالکل قناعت نہ کر لی جائے۔ بلکہ اس پر ابھی بار بار غور کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے ٭

آگے چلکر شاگرد کا جواب غور کرنیکے قابل ہے۔

---

(۲) (چیلا) یہ میں نہیں مانتا۔ کہ اُسے پورا پورا جان گیا اور نہ یہی مانتا ہوں۔ کہ اُسے نہیں جانتا۔ کیونکہ اُسے جان رہا ہوں۔ ہم میں سے جو کوئی اُس (برہمہ) کو جانتا ہے۔ اس (بات) کو سمجھیگا۔ کہ میں اُسے نہیں بھی جانتا اور اُسے جانتا بھی ہوں ٭

یکجائی تشریح اور تفسیر۔ جو شخص یہ کہے۔ کہ مجھے برہمہ کا بالکل ہی علم نہیں ہے۔ وہ سخت نادانی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ برہمہ ہی ہے۔ جو اُس کا اپنا آتما۔ اور اصلی ذات ہے۔ اپنے آپ کو کون نہیں جانتا! اور جو یہ کہے کہ میں اُسے جانتا ہوں۔ تو اس سے پوچھو وہ کیا جانتا ہے۔ جاننے کی چیزیں تو عقل اور من ہیں۔ یہ محدود ہیں۔ اور انسان کی ذات

میں ہیرے کی آردن کی طرح پروئی ہوئی ہیں۔ یہ اپنی ہستی کے لئے ان کا محتاج ہے۔ یا وہ اس کے محتاج ہیں؟ من اور عقل کی ہستی تو اس کی اپنی ہستی کے تابع ہے۔ اور جب ان کی ہستی خود اس سے عاریت لی ہوئی ہے۔ تو پھر یہ عقل اور تمیز اسے کیسے جانینگے! ماتحت شئے کو اس کے مدار علیہ آدھار کا کبھی مکمل گیان نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے یہ کہنا بھی کہ میں پورا پورا جانتا ہوں۔ دھوکے کی بات ہے +

ہاں جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ میں اسے جانتا بھی ہوں اور نہیں بھی جانتا ہوں۔ وہ ٹھور ٹھکانے پر ہے +

کچھ گو مگو کی سی بات ہے۔ جانتا ہوا نہ جاننا۔ اور نہ جانتا ہوا جاننا کسی حد تک تسلی کا باعث ہونا +

اپنے آپ کو کون نہیں جانتا؟۔ سب جانتے ہیں اپنے آپ کو کون جانتا ہے؟۔ اس سوال کے جواب میں پس و پیش کرنا پڑتا ہے +

یہ بات ہر کس و ناکس کی سمجھ میں ذرا مشکل سے آئے گی۔ ہاں جس نے اس برہم یا آتما کی ماہیت کو پہچان لیا ہے۔ وہ اسے انجھو کرتا ہے ۱* +

۱* فارسی شاعر کا کلام یہاں یاد آگیا۔ وہ یہ ہے۔

(۱) ہم آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابدالدہر بماند

(۲) ہم آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند اسپ عقل خود نتہ ۔۔۔ سانہ

اس باریک مضمون کی باریکی آگے اور باریک ہو جاتی ہے

(۳) (گورو کہتا ہے) جو یہ سوچتا ہے۔ کہ میں اسے نہیں جانتا وہ اُسے جانتا ہے۔ اور جو یہ سوچتا ہے۔ کہ میں اُسے جانتا ہوں۔ وہ اُسے نہیں جانتا۔ جو کہتے ہیں۔ ہم اُسے سمجھتے ہیں۔ وہ اُسے نہیں سمجھتے۔ اور جو کہتے ہیں ہم اُسے نہیں سمجھتے۔ وہ اُسے سمجھتے ہیں *

یکجائی تشریح اور تفسیر:۔ برہم کُل ہے۔ جاننے والا خواہ سوچنے والا کوئی کیسا ہی ہو۔ سوچنے اور جاننے کا دعوےٰ کرتا ہُوا پھر بھی اُس کا جُز ہے۔ اُس کی اس جزویت کا پتہ اس کے دعوےٰ سے ظاہر ہے۔ اس لیئے جز کی حیثیت میں سوچنے اور جاننے کا دعوےٰ اس کے نہ جاننے کی دلیل ہے مچھلی پانی سے ہے۔ پانی میں رہتی ہے۔ وہ پانی کی جز ہے۔

(۱) لب زباں ہیں بند خاموشی میں رہ کر کہہ مگر بینکری ہے بینکری میں اس کا ذکر ہے
(۲) جانتا ہوں جان کر اسکو نہیں میں جانتا جان کر کیسے کہوں اس کو نہیں پہچانتا
(۳) عقل ہے محدود۔ دل ہے محدود یہ سوچ لو کس طرح لا محدود لا محدود کا علم ہو
(۴) علم ہے کیسے کہوں۔ تعلیم نا واقف ہوں میں ہاں نہیں ہاں راز مخفی کا کبھی کا شناسا ہوں میں
(۵) اگر ... بات ہے ... سننے کا ... [illegible]

پانی اس کا کُل ہے۔ محدود اور جزوی حالت میں رہتے ہوئے مچھلی کا پانی کے سوچنے اور جاننے کی ڈینگ مارنا ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کی نظر پانی کی کلیت اور پُورن پنا پر نہیں گئی۔ اور وہ ایسا کہتی ہوئی اس کی سوچ اور سمجھ سے پرے ہے ٭

لیکن ایک شخص ہے۔ جو سوچتا اور جانتا ہے۔ کہ اس کی سوچ اور سمجھ کی رسائی برہمہ تک نہیں ہے۔ اس کے اس اقرار کے اندر اس قدر بھید چھپا ہوا ہے۔ کہ برہمہ بے حد ہے اور حد سے پرے ہے۔ یہی برہمہ کا روپ ہے۔ وہ اس کا اقرار اپنے انکار سے کر رہا ہے۔ اور وہ اُسے بیحد بلکہ حد بیحد دونوں کے پرے سوچ۔ سمجھ اور جان رہا ہے ٭

اس میں گیانی اور اگیانی کی سمجھ سوچ اور دچار کی صورت قائم کر کے دکھائی گئی ہے ٭

اس کی اور مزید صراحت آگے ہے

(۱۴) جاگنے سے (برہمہ) سمجھا دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی مدد سے وہ موکش کو پاتا ہے۔ پہلے پرش کو آتما سے طاقت ملتی ہے۔ پھر گیان یا ودیا کی مدد سے اُسے مکتی حاصل ہوتی ہے ٭

تشریح ۔ یہاں پرتی بودھ لفظ غور کے قابل ہے ۔ پرتی سنسکرت مادہ پرتی (پہلے) سے نکلا ہے ۔ اور بودھ سنسکرت مادہ بدھ (جاننے) سے نکلا ہے ۔ لفظی ترجمہ پہلے سے جاننا ہے ۔ پہلے سے جاننا ۔ بیداری یا جاگ اُٹھنے سے مراد ہے ۔ اس وجہ سے اس کا ترجمہ جاگنا کیا گیا ہے ۔

تفسیر ۔ پُرش پہلے بیدار تھا ۔ پھر سو گیا ۔ سونے سے پھر جاگ اُٹھا ۔ اس میں دو حالتیں تھیں ۔ ایک بیداری دوسرا خواب ۔ اُسے ان دونوں کی سمجھ ہے ۔ ہر شخص جاگنے اور سونے کی حالتوں سے واقف ہے ۔ بیداری یا جاگنے کے وقت اس میں طاقت تھی ۔ اور سوتے وقت بیخبری تھی ۔ دونوں کیفیتیں اسی میں تھیں ۔ سونے پر وہ ان پر غالب آیا ۔ خواہ اُسے ان کا علم ہُوا ۔ جاگنے میں جسم یا اندریاں زور والی تھیں ۔ سونے کی حالت میں اُسے اس زور یا طاقت سے بے خبری تھی ۔ ان ہر دو حالتوں میں وہ مالا کے سُوت کی طرح دونوں میں پرویا ہوا تھا ۔ جب زور تھا ۔ تب بے خبری نہیں تھی ۔ اور جب بے خبری تھی ۔ تو یہ زور اور طاقت نہیں تھی ۔ لیکن وہ خود دونوں میں تھا ۔ ان کی ہستی نقلی اور عاریت تھی ۔ اس کی اپنی ہستی اصلی اور دائمی تھی ۔ یہ علم اُسے سوچنے اور سمجھنے سے ملا ۔ اسی طرح جیسے سمجھ لیا جاتا ہے ۔ وہ ہر حالت میں دائم اور قائم ہے ۔ حالتیں لطیفہ

خود دائم اور قائم نہیں ہیں۔ بلکہ اُسی کے سہارے رہنے
والی ہیں۔ جو ہر حالت میں رہتا ہوا جانا اور مانا جاتا ہے
وہ برہمہ ہے +

یہاں تک مضمون صاف ہو گیا۔ اب باقی حصہ اس نمبر کا
قابلِ غور ہے۔ اپنشد کہتی ہے۔ کہ پرش پہلے آتما سے بل پاتا
ہے۔ پھر اُسے گیان ہوتا ہے۔ اس بل یا زور کو مقدم اور
گیان کو موخر سمجھنا چاہئے۔ اور اس گیان کی مدد سے اُسے
موکش ملتی ہے۔ اور تمام شک اور شبہے دل سے نکل جاتے
ہیں +

مزید صراحت آگے دیکھو

(۵) اگر کسی نے اُسے یہاں جان لیا۔ تو درست
(سچ) ہے۔ (اور) اگر یہاں نہ جانا۔ تو سخت نقصان ہی
(دھیر دگیانی) اُسے ہر موجودات میں (موجود) پاکر اس
لوک سے کوچ کرنے پر امرت (لافانی) ہوتے ہیں +

تفسیر اور تشریح یکجائی:۔ جن لوگوں کو یہ خیال ہے۔ کہ برہمہ
کا گیان میرے پیچھے ہوگا۔ وہ سخت غلطی اور دھوکا میں پڑے
ہوئے ہیں۔ اور ان کا بڑا نقصان ہوگا۔ جو کچھ انسان کو

گیان ہو۔ وہ اسی جنم میں اور اسی لوک میں ہو۔ تب تو درست ہے۔ اس نے علم اور گیان حاصل کر لیا۔ اور جب اس جسم کو چھوڑیگا۔ تو امرپد کو جائیگا۔ اور اگر کہیں غلطی اور غلط فہمی میں پڑا رہا۔ تو اس نے دھوکا کھایا۔ اور مکتی سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے +

آگے کے کھنڈ میں برہمہ کے بل کا ذکر آئیگا۔ جو قصہ کی طرح بیان کیا گیا ہے

تیسرا کھنڈ

برہمہ شکتی دینے والا

برہمہ دیوتاؤں کے لئے فتح کا باعث ہوا۔ اور برہمہ کی فتح سے دیوتا عظمت والے بن گئے۔ انہوں نے سوچا۔ کہ یہ فتح ہماری ہے۔ اور عظمت بھی ہماری ہے ﴿۱﴾

تفسیر اور تشریح:۔ سمجھہ لو۔ تختہ ہے۔ تختہ پر لیبولا۔ یا تیشہ

جا کو درشن انت ہیں تاکو درشن اُنت جا کو درشن انت نہیں تاکو انت نہ اُنت

(کبیر صاحب)

کام کر رہا ہے۔ یہ بسولا یا تیشہ ہاتھ میں ہے۔ ہاتھ جسم میں ہے۔ اور جسم کے اندر من ہے۔ اور من کے اندر آتما ہے اس طرح آتما کے بل سے تیشہ۔ ہاتھ جسم لکڑی کے تختہ کو گھڑتے ہوئے صاف ستھری اور خوبصورت بنا دیتے ہیں ان کی تمام طاقت آتما سے آتی ہے۔ اور آتما ان سب کے لئے یہ کام کرتا ہوا ان کو کامیابی اور عظمت دلاتا ہے۔ کیسا اچھا تیز بسولا ہے۔ کیسا صاف ہاتھ ہے۔ جیسے من نے سوچ کر لکڑی کو خوبصورت بنایا ہے۔ یہ ان کی تعریف اور عظمت ہوئی۔ اگر یہ جسم۔ ہاتھ۔ بسولا۔ اور من غرور میں آکر سوچیں کہ یہ ہمارا کرتب ہے۔ تو وہ غلط ہوگا! برہم نے اسی طرح دیوتاؤں کے لئے فتح حاصل کیا۔ اور ان کی تعریف ہونے لگی۔ یہ اُس تعریف سے پھول گئے۔ اور کہہ اٹھے کہ یہ فتح ہم نے حاصل کی ہے۔ اور ہماری ہی یہ تعریف ہے ۔

(۲) وہ (برہم) دیوتاؤں کی (غلطی اور گھمنڈ کو) جان گیا۔ اور وہ ان کے لئے (تنبیہ ہدایت اور نصیحت کے) لئے آکر موجود ہو گیا۔ لیکن ان (دیوتاؤں) نے نہیں جانا۔ کہ یہ کون ہے ! ۔

تشریح :۔ اس موقع پر اپنشد نے برہم کے لئے ایک شکل

لفظ استعمال کیا ہے۔ یکش سنسکرت مادہ یکش (پوجا) سے نکلا ہے۔ موزوں ترجمہ قابل تعظیم شخصیت ہے۔

(۳) وہ (دیوتا) اگنی سے کہنے لگے۔ اے جات ویدا اس کو جان کہ یہ کون یکش ہے" (اگنی نے جواب دیا) "بہت خوب!"

تشریح:- جات وید سنسکرت مادہ جات (پیدا شدہ) وید (ود۔ جاننا) یہ روایت ہے۔ کہ وید اگنی سے پیدا ہوئے۔ اس لئے اس کا یہ نام ہے۔

(۴) اگنی دوڑ کر (یکش کے) پاس گیا۔ (یکش نے) اس سے پوچھا "تو کون ہے؟" (اگنی نے جواب دیا) "میں اگنی ہوں"

(۵) (یکش نے سوال کیا) "تجھ میں کیا طاقت ہے؟" (اگنی نے جواب دیا) "اس زمین پر جو سب کچھ ہے۔ میں چاہوں تو اسے جلا (کر خاک کر) دوں"

(۶) تب یکش نے اُس کے سامنے ایک تنکا رکھکر کہا "اُسے جلا دے" اگنی اُس پر اپنی تمام طاقت سے حملہ آور ہوا۔ لیکن وہ اُسے نہ جلا سکا۔ اور اس وجہ سے لوٹ آیا۔ اور دیوتاؤں سے کہا "میں اس یکش کو نہیں جان سکا"

(۷) تب (دیوتاؤں نے) وایو (ہوا) سے کہا "تو معلوم کر یہ یکش کون ہے" (وایو نے جواب دیا) "بہت خوب"

(۸) وہ (وایو) دوڑکر اس کے پاس گیا۔ (یکش نے) اس سے پوچھا۔ "تو کون ہے؟" (اس نے جواب دیا) "میں وایو ہوں۔ ماترِشوا ہوں"

تشریح:- ماترشوا سنسکرت مادہ ماتر (آکاش) رشوا (پھیلنے والا) آکاش میں پھیلنے والی ہوا۔

(۹) (یکش نے پوچھا) "ایسی تجھ میں کیا طاقت ہے؟" (وایو نے جواب دیا) "جو کچھ اس زمین میں ہے اگر

میں چاہوں۔ تو اُسے اڑا دوں"

(۱۰) (یکش نے) اس کے سامنے ایک تنکا رکھ دیا۔ کہ "اسے اڑا دے" وہ اپنی تمام طاقت سے اس پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اُس تنکے کو نہ اڑا سکا۔ تب وہ لوٹ آیا اور دیوتاؤں سے کہا) "میں اس یکش کو نہ جان سکا"

(۱۱) تب ان (دیوتاؤں) نے اندر سے کہا "اے مگھون! معلوم کر یہ یکش کون ہے" (اندر بولا) "بہت خوب!" (وہ یہ کر) دوڑتا اس کے پاس آیا۔ (لیکن وہ یکش) اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

تشریح:۔ مگھون سنسکرت مادہ مہہ (بلدان کرنا)

(۱۲) وہ اُسی آکاش میں نہایت خوبصورت طلائی زیور پہنی ہوئی عورت اُما نامی سے ملا۔ جس سے دریافت کیا۔ "یہ یکش کون ہے؟"

تشریح:۔ اُما سنسکرت اُو (خطابیہ لفظ جیسے اے) اور ما (تما لغت، استعارہ ہیں اُما ہے ترجمہ میں آہ حیرت ہو سکتا ہے +

تفسیر:۔ آہ حیرت (خاموشی۔ تعجب اور استعجاب ظاہر کرنے سے مراد ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ہم برہمہ کا اظہار اپنی حیرت ہی سے کر سکتے ہیں۔ اور طرح جو کہینگے۔ وہ اس سے بھی زیادہ غیر کافی ہوگا +

چوتھا کھنڈ

آتم گیان

(۱) اُس (اُما) نے کہا۔ یہ برہمہ ہے۔ برہمہ ہی کی فتح سے تم عظمت والے بنو" اس (کے کلام) سے اس نے جانا کہ یہ برہمہ ہے"

(۲) اس لئے یہ دیوتا (اگنی۔ وایو۔ اندر) دوسرے

دیوتاؤں سے بڑے ہیں۔ کیونکہ وہی اس کے
سب سے زیادہ قریب پہنچے اور انہوں نے اسے چھو لیا۔
اور سب سے پہلے انہوں نے سمجھا کہ یہ برہمہ ہے *

(۳) (اور) اسی وجہ سے اندر دوسرے دیوتاؤں
سے بڑا ہے۔ کیونکہ وہ اس (برہمہ) کے بہت قریب
گیا۔ چھوا۔ اور سب سے پہلے (اسی نے) جانا کہ یہ برہمہ ہے"

تفسیر:۔ برہمہ سب کی جان ہے۔ یہ اپنشد بار بار کہتی چلی
آرہی ہے۔ اندر۔ وایو اور اگنی یہ زیادہ شوکشم دیوتائیں
اور اس وجہ سے برہمہ کے ساتھ ان کی قربت دکھائی
گئی ہے۔ ورنہ وہ کس میں اور کہاں نہیں ہے۔ اور
اس کے بغیر رہ کہاں سکتا ہے۔ اندر سے مراد یہاں
سورج سے ہے۔ جو ایک استھانی اور سب استھانی
دونوں ہے۔ جمال اور جلال میں اس سے بڑھ کر کون ہے!

(۴) (برہمہ کے متعلق) یہ تعلیم ہے۔ وہ (برہمہ) بجلی
کے کوندے کی طرح چمک اٹھتا ہے۔ اور آدمی

اندھا ہو کر بول اٹھتا ہے "آہ" اور اس (حیرت) کا اظہار ہی اس کا ادھی دیو (الوہیت کی بزرگی اور طاقت) ہے ؎

تشریح اور تفسیر:- جس طرح بجلی کی چمک سے آنکھوں کو چکا چوندھی ہو جاتی ہے - اور وہ آنکھ بند کر کے اظہار حیرت کرتا ہے - اُسی طرح برہمہ کے سوچنے سے عقل چکر میں آجاتی ہے - اظہار حیرت اور عقل کا چکر میں آنا ہے اس کی شان الوہیت کا اظہار ہے - اس سے زیادہ کوئی کیا کہ سکتا ہے ؎

اب ادھیاتم کا بیان آتا ہے

(۵) اب ادھیاتم (دلی طاقت کی نظر سے ہے) من گویا اس تک جاتا ہے - اور قربت میں رہ کر اس کا بار بار سمرن کرتا ہے - بار بار دھیان جماتا ہے ؎

تفسیر اور تشریح:- من جب خیال کرتے کرتے تھک جاتا ہے - تو اس برہمہ کا بار بار ذکر کرتا ہے - یہ مانک

ذکر - دلی تصور - اور دھیان اس کا ادھیاتم ہے - گویا
اس تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے - گو جیسے ادھی دیوت کے
تعلق میں اُسے کوئی چھو نہیں سکتا - صرف حیرت کا اظہار
کرتا ہے - اُسی طرح ادھیاتم کے تعلق میں اس تک نہ پہنچنے
والا بھی ایک طرح پر پہنچ جاتا ہے +

اس کا تدون پیارا نام ہے

(۶) تدھ (وہ برہم) تدونم (اس کا پیارا نام) ہے -
اسی پیارے نام سے وہ اُپاسنا کے قابل ہے - جو
اس طرح اس کی اپاسنا کرتا ہے - تمام جانداروں
کا پیارا ہوتا ہے +

تشریح :- (۱) تدھ - سنسکرت تت (وہ) ہہ (برہم)
(۲) تدون - سنسکرت تت (وہ) ونم (نام)
خواہ تت - ون (خواہش کیا ہوا)

(۷) (گورو) تو نے اپنشد کہنے کو کہا تھا - میں نے تجھے
اپنشد جس کا تعلق برہم سے ہے - کہہ دی +

(۸) تپ - دم - کرم اس (اُپنشد) کے پاؤں ہیں
وید سارے رنگ ہیں - اور سچائی کا گھر ہے

تشریح :- (۱) تپ - دوند (یا متضاد حالتوں) کا برداشت
کرنا - جیسے گرمی و سردی - بھوک پیاس - دُکھ سُکھ وغیرہ
(۲) دم — اندریوں کو قابو میں رکھنا -
(۳) کرم — فرائض - پراُپکار وغیرہ -
(۴) وید — گیان - چار وید -

(۹) جو اس اُپنشد کو ٹھیک ٹھیک جانتا ہے - وہ پاپ کو
دور کر کے دائمی اور خوشی بخش اونچے لوکوں میں قائم ہوتا
ہے - (ہاں) اونچے لوکوں میں قائم ہوتا ہے +

ختم ہوئی

کین اپنشد

جس کا دوسرا نام تلوکار اُپنشد بھی ہے

کین اُپنشد

غیر معمولی صراحت

سوال و جواب کی صورت میں

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام

گوپی گنج

راج بنارس

دیباچہ

(۱) خصوصیت

الیش اپنشد میں اصولیہ تعلیم ہے - کین اپنشد میں استقبالیہ ہے - دونوں کا مقصد برہمہ کا مضمون دل نشین - خاطر نشین اور ذہن نشین کرانا ہے۔

(۲) تلوکار نام کی صراحت

اسے تلوکاری اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق سام وید کے تلوکار شاکھا سے ہے۔ تلوکار رشی تھا جس نے غالباً ہاتھوں کو حرکت دے دے کر سب سے پہلے سام وید کے نغمے گائے تھے۔ اور اس طریقہ کا رواج اسی وقت سے ہے۔ ویدوں کی خواہ براہمنوں کی نظر سے ویدوں کی شاکھائیں اب بالکل معدوم ہو گئیں۔ ان کے حالات بھی نوشتہ جات کی صورت میں محفوظ نہیں ہیں۔ اس لئے یقینی

طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اور نہ ان پر تفصیلی روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ روایتوں اور عام قدیم زبانی کہانیوں کے سہارے صرف اس قدر کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ اس کا تعلق تلوکار رشی سے ہے جن سے اس کی ابتدا ہوئی جس نے اس کو اشاعت دی۔ اور جس نے اس کو خاص برہمن کے آریک میں شامل کیا۔

تلوکار نام کے دوسرے معنی

سنسکرت زبان میں خوشبودار اشیاء کو ہاتھوں سے مل کر ان اشیاء سے خوشبو پیدا کرنے کو کہتے ہیں اور کار کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے تلوکار کا ترجمہ علم پر عطار اور عطر ساز کیا جا سکتا ہے۔

سام وید کے گانے کا رواج قدیم زمانہ میں کثرت سے تھا۔ اور کیا عجب ہندو علم موسیقی کی ابتدا تکمیل۔ اور نشوونما کا راز اسی کے سہارے ہوا ہو۔ گانا بھی ایک قسم کا ملنا۔ دلنا اور گھسنا ہے۔ اور اس طرح گانے کی مدد سے اصلیت کے خیالی پہلوؤں اور دلی ارادوں کے اظہار کی وجہ سے سام وید گانے والوں کا یہ نام پڑ گیا ہو۔ لیکن یہ تمام باتیں خیالی اور قیاسی ہیں۔ سنسکرت کے کئی لغت دیکھے گئے تلوکار

کا وجہ تسمیہ نہیں ملا ۔

(۴) تیسرا نام

اس کا تیسرا نام جیمنیہ بھی مشہور ہے۔ یہ کیوں ہے؟ اس کا جواب کسی سے نہیں ملتا۔ اور نہ کوئی اس کی صراحت کرتا ہے جیمنی مابعد زمانہ کے ایک نامی فلاسفر رشی ہو گئے ہیں۔ جو پورب میمانسا کے بانی مبانی تھے۔ پورب میمانسا کرم کانڈ ہے اپنشدیں گیان کانڈ کہلاتی ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ کہ جیمنی جی دیاس جی کے شاگرد تھے۔ لیکن استاد اور شاگرد کے حالات کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک کو دوسرے سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ تاہم کس کو جرأت ہے۔ کہ بغیر اچھی طرح سمجھے بوجھے اور تحقیقات کئے ہوئے کسی کی تائید کرے یا بطلان اور تردید میں حصہ لے۔ جیمنی کرت کا معلم اور کرم کانڈ کا سبق آموز ہے۔ "میمانسا کرت۔ میمانسا کرت۔ ستھاپتی۔ جیمنی" اسے وحدت یا گیان سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

(۵) شنکر اچاریہ جی سے اختلاف

شنکر اچاریہ جی نے اپنے بھاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ

کین اپنشد تلوکار براہمن کے نویں ادھیائے سے شروع ہوتی ہے۔ شنکراچاریہ جی کے بھاشیہ کی دو نقلیں موجود ہیں۔ اور دو ٹوچھی ہوئی ہیں۔ لیکن اصلیت یہ ہے کہ اس اپنشد کی ابتدا تلوکار براہمن کے چوتھے ادھیائے کے چھٹے انوواک سے ہوتی ہے ❖

(۲) سوال و جواب

اپنشدوں کی تعلیم شروع سے گورومت رہی ہے۔ ادھکاری شاگرد گورو کے پاس جاکر بیٹھتا تھا۔ اس کے اس طرز عمل کو اپاسنا کہتے ہیں۔ اُپ کے معنی قریب اور آسن بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ گورو کے قریب بیٹھنا۔ صحبت کرنا۔ ہم نشینی اور ہم مجلسی کرنا ہی سچی اپاسنا ہے۔ اس کے اور معنی اتنے موزوں۔ دل پسند اور موثر نہیں ہیں۔ مابعد زمانہ میں اپاسنا کو مذہبی رسمی پابندی کے معنی پہنائے گئے۔ ان سے ہم کو بحث نہیں ہے۔ لیکن اپاسنا اصل میں صرف قریب بیٹھنا ہی ہے ❖

شاگرد گورو کے پاس بیٹھتا تھا۔ اُسے اپنی الفت کشش اور شفقت کا مرکز بناتا تھا۔ یہ ابتدائی طرز عمل تھا جو اب تک سنتوں اور مہاتماؤں کے درمیان رائج ہے۔ پیدا ہوا

تصوف میں داخل تھا۔ اور اسے اہل سلوک اور اہل طریقت کے گروہ میں ابتدائی زینہ سمجھا جاتا تھا۔ کچھ دنوں تک اس کی پابندی لازمی سمجھی جاتی تھی۔ پھر دوسرا زینہ آتا تھا۔ اور وہ سوال وجواب کی شکل میں اپنا ظہور کرتا کرتا تھا۔ شاگرد سوالی ہوتا تھا۔ اور گورو جواب دیا کرتا تھا۔ اس سوال و جواب کا پتہ قریب قریب تمام چھوٹی بڑی اپنشدوں سے ملتا ہے۔ کین اور پرشن اپنشد بالخصوص صورت میں اس کے بہترین نمونے ہیں۔ گورو کی اُپاسنا سے برہمہ کی اُپاسنا کا موقع ہاتھ آتا ہے ۞

(۷) کین اپنشد کے مضامین

کین اپنشد میں چار کھنڈ حصے یا ادھیائے ہیں۔ پہلے کھنڈ میں ۸ منتر ہیں۔ دوسرے میں ۵ ہیں تیسرے میں ۱۲ اور چوتھے میں ۹ ہیں۔ مجموعی طور پر ان کی میزان ۸ + ۵ + ۱۲ + ۹ = ۳۴ ہے۔ یہ صرف ۳۴ منتروں کی اپنشد ہے ۞

اس کے مضمون کی ترتیبی تفریق اور تمیزی تقسیم حسب ذیل ہے
پہلے کھنڈ میں برہمہ کے پس پشت رہنے اور سب کے آدھار ہونے کے خیال کو تقویت دی گئی ہے۔ دُوسرے

کھنڈ میں برہمہ ہی کو سب کا متحرک اور پریرک بنایا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے۔ کہ آتما سے شکتی اور طاقت آتی ہے اور گیان سے امرت کی پراپتی ہوتی ہے۔ تیسرے کھنڈ میں مثال دے کر سمجھایا گیا ہے۔ کہ کس طرح برہمہ دیوتاؤں یعنی اندریوں وغیرہ سے اونچا ہے۔ اور کس طرح وحدت پسند عقل اُسے حقیقی نظر سے دیکھ سکتی ہے۔ چوتھے کھنڈ میں اسی خیال کی تائید کی گئی ہے اور نہایت اختصار کے ساتھ برہمہ کے گیان کی شکل قائم کی گئی ہے۔ جو اُپدیش سے متعلق ہے۔

(۸) مفسر مترجم کی رائے

پڑھنے والوں کو پہلے اس ترتیب کو ذہن نشین کر کے تب منتر اور ان کی شرح کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کا مطلب دل میں گڑ جائے۔ ساتھ ہی ہمیشہ اس بات کا خیال رہے کہ اپنشدوں کی تعلیم میں خالص وحدانیت ہے۔ وہ کسی طرح دوئیت واد یعنی شرک۔ دو پنے اور اتضادیت کا مضمون نہیں ہے۔ وہ ادویت (توحید) ہے۔ اور دو پنے کی جڑ کاٹنے والی ہے۔ زبردستی کرتے ہوئے اُسے اس کے برخلاف کہنا انصاف کا خون کرنا اصلیت سے دور

سے جانا۔ اور بھٹکانا ہے۔ ہم کو کیا پڑی ہے کہ ہم
خواہ مخواہ اپنے پکش کو داخل کر کے ردوبدلات سے کام
لیں۔ اور گورو منتر میں من مت کو شامل کر کے اس کی
شکل بگاڑیں۔ وہ جو ہے وہ ہے۔ اور اسے اسی کی نظر سے
دیکھنے میں لطف آئیگا۔ اور مطالعہ کرنے میں روحانی سرور
کا حصہ ملیگا +

رادھا سوامی دھام

شیو برت لال

۲

کین اُپنشد

غیر معمولی تفسیر

پہلا کھنڈ

یہہ سب کا آدھار ہے

سوال (۱) کس کی پریرنا اثر اور حرکت دینے سے من گرتا (متحرک ہوتا) ہے؟ کس کی وجہ سے پہلے پران

ملکر چلتا ہے؟ اور کس کے اثر سے اس بانی کو سب بولتے ہیں؟ اور آنکھ کان کو شیو دیو کون ہے جو حرکت میں لاتا ہے؟"

جواب (۲) جو کان کا کان - من کا من - بانی کا بانی پران کا پران - آنکھ کی آنکھ ہے - اُسے یقینی طور پر گیانی اس حالت سے جدا ہو کر امر پد کو پاتے ہیں +

تشریح:- (۳) اس تک آنکھ کی رسائی نہیں ہے - نہ بانی (کلام یا زبان) کی پہنچ ہے - نہ من جا سکتا ہے نہ ہم جانتے ہیں - نہ خاص طور پر جتا سکتے ہیں جس سے شاگرد کو تعلیم دی جاوے - وہ جانی ہوئی چیزوں سے مختلف ہی ہے - اور نہ جانی ہوئی چیزوں سے اونچا ہے - اس طرح پہلے زمانہ کے لوگوں سے ہم سنتے آئے ہیں - جو ہمیں اس کی تعلیم دیتے آئے ہیں +

تنبیہہ۔ (۴) جو بانی (کلام) سے ظاہر نہیں ہوتا۔ جس سے بانی ظہور میں آتی ہے۔ اُسی ہی کو تو یقینی طور سے برہمہ جان۔ نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں۔

ایضاً۔ (۵) جسے من سے کوئی نہیں وچار سکتا۔ لیکن جس سے من وچارتا ہے۔ (یا من جانا گیا ہے) ایسا کہتے ہیں۔ اسی کو تو یقینی طور پر برہمہ جان۔ نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں ❖

ایضاً۔ (۶) جسے آنکھ سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ جس سے آنکھ دیکھتی ہے۔ اُسی کو تو یقینی طور پر برہمہ جان۔ نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں ❖

(۷) جسے کان سے کوئی نہیں سُن سکتا۔ جس سے یہ کان سنتا ہے۔ اُسے یقینی طور پر تو برہمہ جان نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں ❖

(۸) جس کو سانس (پران) سانس نہیں لیتی۔ بلکہ جس

سے سانس (پران) سانس لیتا ہے۔ اُسے یقینی طور پر تو برہمہ جان۔ نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں۔

مجموعی تشریح

اپنشد کا کلام خود اس قدر صاف۔ واضح اور آسان ہے۔ کہ وہ شرح کا محتاج نہیں ہے۔ تاہم مثال سے اس کی توضیحات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ تو معلوم ہو گیا۔ کہ برہمہ ہی اصلی متحرک اور سب کا پریرک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ جو سب کے پس پشت ہے۔ جو سب کو سہارا دئے ہوئے جس سے سب طاقت پاتے ہیں۔ محیط کل جو پربرہمہ ہے۔ لیکن وہ اس قدر لطیف ہے۔ کہ اس کا سمجھ میں آنا غیر ممکن ہے۔ اور بات بھی صحیح ہے۔ جس کی مدد سے سب کچھ کیا۔ سمجھا۔ جانا۔ پہچانا۔ مانا۔ دیکھا۔ سُنا۔ بولا جاتا ہے۔ اُسے یہ اس کے سہارے کام کرنے والی۔ سمجھنے والی۔ ماننے والی۔ دیکھنے۔ سننے اور بولنے والی طاقتیں کیسے جانینگی۔ یا جان سکینگی! عام آدمی جو حقیقت کی سمجھ نہیں رکھتے۔ انہیں نظر میں آنے والی صورتوں۔ کیفیتوں۔ حالتوں اور طاقتوں کو اہمیت دے کر برہمہ سمجھتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی۔

غلط فہمی اور غلط خیالی ہے جنہیں سب پوجتے۔ اُپاستے اور برہمہ جانتے ہیں۔ وہ برہمہ نہیں ہے۔ بلکہ برہمہ ان سے بالکل نیارا۔ جدا۔ اور نرالا ہے*

فرض کرو۔ میرے ہاتھ میں قلم ہے۔ میں کتاب لکھ رہا ہوں عام لوگ اگر یہ کہیں کہ میری قلم طاقتور ہے۔ تو یہ غلطی ہوگی۔ قلم انگلیوں کی گرفت میں ہے۔ کیا انگلیاں طاقتور ہیں؟ نہیں پھر اس ہاتھ کو جسم سے منسوب کرکے اگر جسم کو طاقتور مانا جائے۔ تو یہ کب صحیح ہوگا جسم میں دل کی وجہ سے طاقت آتی ہے۔ دل اگر نہ ہوتا۔ تو جسم کیسے حرکت کرتا۔ اس لئے ظاہر پسند اور ظاہر بین آدمی دل ہی کو طاقتور تسلیم کرینگے۔ ایسا کہنا غلطی میں داخل ہے۔ کیونکہ دل کی سوجھ سوجھانے والی عقل اس پر اندازہ رہتی ہے۔ نادان کہتے ہیں یہ عقل بڑی۔ اصلی اور اہم چیز ہے۔ اور اسی کی عظمت کا گیت گانا شروع کرتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے۔ کہ اس عقل کا مدار انسان کی قوت ارادی پر ہے۔ قوت ارادی نہ ہو تو عقل دھری کی دھری رہ جائے۔ اور اُس سے کوئی کام نہ ہو سکے۔ اس تشبیہی اور تنزیہی اشارہ سے اِن سب کی اہمیت کا خیال دور ہو گیا۔ اب یہ سوچنا رہ گیا۔ کہ قوت ارادی کس کے سہارے ہے؟ اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ برہمہ کے

---

* مثال تو مثال ہی ہے۔ نفس مطلب پر جاؤ۔ لفظوں پر نہ اڑو۔

سہارے ہے۔ اصل کرتا۔ دھرتا۔ پریرک۔ سب کی جان سب کا جوہر اور سب کا خلاصہ عطر برہمہ ہے۔

یہ برہمہ کیا ہے۔ برہمہ سنسکرت کے دو الفاظ برہ (بڑھنے والے) اور من (سوچنے والے) سے بنا ہے۔ جو سب میں محیط اور سب میں متحرک اور سب کے پس پشت ہے۔ وہ برہمہ ہے۔

قلم نہیں جانتی لکھنے کی طاقت کہاں سے آتی ہے۔ منہ۔ ہاتھ۔ جسم۔ دل اور عقل اور قوت ارادی کا بھی یہی حال ہے۔ قیاس کہتا ہے۔ کہ ان سب سے بہت زیادہ اونچی کوئی زبردست طاقت ہے۔ جو ان میں شامل ہو کر انہیں قاعدہ پر چلاتی ہوئی ان سب پر حاوی ہے۔ وہی برہمہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی برہمہ نہیں ہے۔

یہ سب اوزار ہیں۔ اوزار نے کب صاحب اوزار کو جانا ہے۔ جو عقل دل اور قوت ارادی برہمہ کو جان سکینگی! یہ نہایت صاف صاف اور آسان گفتگو ہے۔ جس میں ذرا بھی لگا و لپیٹ کا نام نہیں ہے۔

جو شخص انہیں کے گورکھ دھندول میں پھنسا ہوا ہے۔ نہ ان سے جدا ہوتا ہے۔ نہ ان کو اصلیت سے جدا سمجھتا ہے۔ وہ ہمیشہ بھرم میں رہیگا۔ اور یہ اوسے دلوچ رکھنے کی ضرورت ہے۔ کہ وہ برہمہ کو ان سے علیحدہ تصور کرے تب ممکن ہے۔ کہ اس کا انبھو کر سکے۔ اور اس انبھو کی مدد

سے جب وہ اندریوں (دیوتاؤں) کے جھالوں کے میدان سے نکلکر وسعت کے عالم فضا میں آئیگا۔ اُس وقت وہ امر پد اور لافانیت کو حاصل کر لیگا ✤

نہ وہ کبھی جانی ہوئی چیزوں کی مدد سے جانا گیا۔ اور نہ ان جانی ہوئی چیزوں کی مدد سے سمجھ میں آیا۔ کیونکہ وہ ان سب پر غالب۔ حاوی اور بالا دست حاکم ہے۔ پھر کوئی کیسے اُن کے ہمارے اس کی بابت تعلیم اور تلقین کرے ہمارے روحانی معلم رشی منی ہمیشہ سے ایسا ہی کہتے آئے ہیں۔ اور ان کا کہنا صحیح ہے۔ غلط نہیں ہے ✤

جو آنکھ کی آنکھ ہو۔ آنکھ جس کی بصارت کو پاکر دیکھتی ہے۔ وہ آنکھ اور کس بصارت سے اُسے دیکھیگی۔ جو کانوں کا کان ہو۔ کان جس کی سماعت کو پاکر سنتے ہیں۔ وہ کان کیسے اور کس کی سماعت سے اُسے سنینگے۔ جو من کا من ہو۔ من جس کی تمیزی طاقت پاکر غور کرتا ہے۔ وہ من کیسے اور کس کی تمیزی طاقت سے کر اس پر غور کریگا۔ جو پران کا پران ہو۔ جس کی سانس کو پاکر پران سانس لیتے ہیں وہ پران کس کی سانس سے سانس لے سکینگے!

اس لئے ان میں سے کسی کو خواہ ان کی مدد سے کسی دیکھی سنی سمجھی اور سانس لی ہوئی شئے کو برہمہ سمجھ کر اُپاسنا کرنا عام نادان آدمیوں کا کرتب ہے۔ یہ برہمہ نہیں ہیں۔ برہمہ ان سے نیارا ہے۔ جو ان سب سے علیحدہ اور مختلف

ہے۔ اُسے برہمہ سمجھنا چاہئے ÷
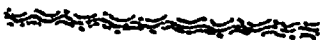
تفسیر
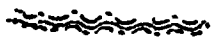
سوال و جواب

سوال ا - یہ تو سمجھ میں آتا ہے۔ کہ اندریاں وغیرہ سب برہم کے سہارے اور اسی کے آدھار پر ہیں۔ اور برہمہ اُن سے مختلف ہے۔ لیکن اس اُپنشد کے دوسرے منتر میں آتا ہے کہ گیانی اِن سے جدا ہو کر امرپد کو پراپت ہوتا ہے۔ یہ وضاحت طلب ہے۔ یہ گیانی کون ہے؟ ان سے علیحدہ ہو کر جس امرپد کو پراپت ہوتا ہے وہ کیا ہے؟

جواب ا - وہ برہمہ ہے ÷

سوال ۲ - برہمہ کو برہمہ کی پراپتی کیسی! اگر یہ کہا جائے کہ برہمہ کو آتما نے پراپت کیا۔ تو شاید زیادہ موزوں ہوتا!

جواب ۲ - (۱) برہمہ اور آتما دو نہیں ایک ہیں۔ یہ دو لفظ ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ لیکن دونوں کی مراد ایک ہے۔ اور وہ ایک ہی ہے ÷

برہمہ ورہ (بڑا بڑھا) تمن (سوتج)

آتما اَت (حرکت) مَن (سوچ)

یہ لفظی یکسانیت ہے۔ اُسے چاہے تم برہمہ کہو یا آتما کہو۔ مُراد میں فرق نہیں آتا +

سوال ۳۔ جیو اور برہمہ کی یکسانیت کیسی! وہ بڑا یہ چھوٹا +

جواب۔ بڑا اور چھوٹا فرضی حالتیں، خیالی صفتیں، وہمی کیفیتیں اور نسبتی حیثیتیں ہیں۔ ورنہ نہ کہیں اصل میں بڑائی ہے۔ نہ چھوٹائی ہے۔ کھیت میں کیاریوں کی ہستی مفروضی اور عارضی ہے۔ کیاریاں نسبتی نظر سے کھیت سے چھوٹی ہیں۔ اور کھیت بڑا ہے۔ کیاریوں کی عارضی باڑ یا حدبستہ مٹنے والی چیز ہے۔ وہ مٹی اور سب کھیت ہی کھیت ہے۔ اسی طرح کہنے سننے کے لیے آتما اور برہمہ ہیں۔ اُپنشدوں نے اسی نظر سے کہیں آتما لفظ استعمال کیا ہے۔ اور کہیں برہمہ۔

سوال ۴۔ کیا محدودیت اور غیر محدودیت کی تمیز کی بنا پر ان کے درمیان فرق نہیں ہیں؟

جواب۔ یہ فرق صرف محدودیت کی نسبتی اور فرضی حالت میں ہے۔ ورنہ جو سمندر ہے۔ وہی بوند ہے۔ فرض کر لو تو سمندر میں بے شمار بوندیں ہیں نہ فرض کرو۔ اور ذہن سے خیال ہٹاؤ۔ سمندر رہتی! ایک بہت بڑا اکیلا بوند پرنیستا ہوگا +

سوال ۵۔ اچھا! جیو آتما کی نظر سے بھی کیا اندریوں دیوتاؤں، یعنی آنکھ کان من! دربان کی وہی کیفیت ہے

جو برہم کے تعلق میں بیان کی گئی ہے؟

جواب۔ خود سوچ دیکھو۔ آنکھ سے اپنی ذات کے دیکھنے کی کوشش کرو۔ آنکھ اُسے نہ دیکھ سکیگی۔ کیونکہ اسی کے سہارے اور چیزوں کو دیکھتی ہے۔ کان سے اس ذات کے سننے کی کوشش کرو۔ کان اُسے خاک نہ سُن سکیگا۔ کیونکہ کان کی سماعت اسی پر منحصر ہے۔ من سے اپنی ذات کو سوچو۔ وہ نہ سوچ سکیگا۔ کیونکہ من کے سوچنے کا دارومدار خود اس پر ہے۔ پران سے اس کی سانس لو۔ وہ سانس نہ لے سکیگا۔ کیونکہ پران کا سانس لینا آتما پر منحصر ہے۔ یہ نہایت صاف سوچی سمجھی اور جچی تلی باتیں ہیں۔ اس لئے چاہے اُسے برہم کہو۔ یا آتما کہو۔ بات ایک ہی ہے۔

سوال ۴۔ کیا کبھی یہ آتما۔ جیو آتما۔ یا ہماری ذات اس عالم ستھو میں آنکھ کان اور من پران سے اونچا پرتیت ہوتا ہے!"

جواب۔ پرتیت کرو تو پرتیت ہوگا۔ اُدھر توجہ نہ کرو۔ پھر پرتیت کیسے اور کیوں ہوگا؟

سوال ۵۔ یہ مذبذب جواب ہے۔ اس سے تسلی نہیں ہوتی۔ معقولیت سے سمجھائیے۔ اور نہیں تو مثال ہی دے کر تسلی کیجئے۔

جواب۔ مثلاً جاگرت اور سپن سے اونچی سوشپتی کی حالت

ہے۔ وہاں تو آتما ہے۔ اس کی ہستی ہے۔ اس سے انکار نہیں
کیا جا سکتا۔ لیکن وہاں آنکھ من کان اور پران نہیں پرنیت ہوتے
کیونکہ آتما ان اندریوں کی پہنچ سے اونچا ہے۔ یہ اپنے اپنے
محدود دایرہ میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور اس کی حد بست
سے باہر اور اوپر نہیں جاتے۔ اسی کی ستا کو پاکر یہ ست۔ خواہ
اسی کی زندگی سے یہ زندہ نظر آتے ہیں۔ سوشپتی میں اس کی
ستا یا زندگی انہیں چھوڑ کر اسی میں سمٹ جاتی ہے۔ پھر یہ کہاں
رہتے ہیں۔ جیسے سوشپتی میں ان کی علیحدگی سے آتم تتو سے
وصال ہوتا ہے۔ ویسے ہی جب ان اندریوں سے قطعی طور
پر علیحدگی ہو جاتی ہے۔ تو آتم تتو پراپت ہو رہتا ہے۔ سوشپتی
کی کیفیت بھی عارضی ہے۔ اس لئے اس کو دائمیت نہیں ہے
اور اسی وجہ سے اُسے امرپد نہیں کہا گیا۔

دوسرا کھنڈ

برہمہ سب کا لطیف مُشترک اور محیط کُل جوہر

گورو کا کلام۔ جو تو کہے "کہ اس برہمہ کا جو سروپ

ہے (اُسے) اچھی طرح جانتا ہوں"۔ ایسا مانتا ہے
تو یقیناً تجھے بہت تھوڑا علم ہے۔ اور یقیناً جو ایسا
کہ اس کا سروپ دیوتاؤں میں ہے۔ اُسے میں
تیرے لیے وچار کرنے کے قابل جانتا ہوں"

شاگرد کا اقرار۔ (۲)۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ میں نہیں
مانتا۔ اور نہ نہیں جانتا۔ یہ بھی نہیں (مانتا) اور تھوڑا
جانتا ہوں۔ یہ بھی نہیں (مانتا) ہم میں سے جو اُسے
جانتا ہے۔ جانتا ہے۔ جو یہ سوچتا ہے۔ کہ جانتا ہوں
اور جو یہ کہ نہیں جانتا۔ وہ اُسے نہیں جانتا۔

گورو کا کلام۔ (۳) وہ اُسے جانتا ہے۔ جو سوچتا ہے
کہ (میں) نہیں جانتا۔ اور جو یہ سوچتا ہے۔ کہ جانتا
ہوں۔ وہ نہیں جانتا۔ وہ ان سے نہیں جانا جاتا۔
(جو کہتے ہیں کہ) جانتے اور وہ اُسے نہیں جانتے
ہیں۔ (جو کہتے ہیں کہ) نہیں جانتے۔ وہ جانتے ہیں۔

گورو کا کلام (۴) پرتی بودھ = لمحہ لمحہ کا گیان۔

اگر آتم تو جانا جا سکتا ہے۔ تو (پرتی بودھ) لمحہ لمحہ کے گیان سے جانا جاتا ہے۔ اور اسی سے امرپد ملتا ہے۔ آتما سے یقیناً بل پراپت ہوتا ہے اور گیان سے امرپد پراپت ہوتا ہے ٭

گورو کا کلام (۵) اگر کوئی جانتا ہے۔ تو یہاں (اسی وقت) ست ہے۔ اگر کوئی یہاں (یا اسی وقت) نہیں جانتا۔ تو بڑا نقصان ہے۔ دھیر (گیانی) ہر پرانی میں اوسے تمیز کر کے اس لوک کے چھوڑنے پر امرپد کو پراپت کر لیتے ہیں ٭

تنبیہ

عام ٹیکا کاروں نے پرتی بودھ کا ترجمہ (۴ منتر) غلط کیا ہے۔ پرتی بودھ کو بار بار کا وچار سمجھا ہے ٭

مجموعی تشریح

گورو نے کہا کہ برہمہ کو کون جانتا ہے؟ جو کہتا ہے۔

کہ میں اسے جانتا ہوں۔ اُسے صرف جزوی علم ہے۔ چاہے وہ اس کے اندر کا گیان ہو۔ خواہ اندریوں کے درمیان ہو۔ یہ غور کرنے کے قابل ہے۔ اس گیان سے صرف جزوی گیان کا امکان ہے۔ جو ادھورا ہے۔ اُس کا اظہار ان الفاظ سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ الفاظ، عقل، دل وغیرہ جو اظہار کی صورتیں ہیں۔ برہمہ کے آدھار پر رہنے سے برہمہ کے گیان کو اپنے ماتحت نہیں کر سکتے۔ اگر یہ گیان ہے تو وہ جزوی۔ ادھورا اور ناقص ہے"

اس کو سُن کر شاگرد گھبرا گیا۔ اُس نے کہا۔ "میں یہ نہیں کہتا۔ کہ میں نے اُسے خوب اچھی طرح جان لیا۔ اور نہ ہی کہتا ہوں۔ کہ میں اُسے محروم ہی ہوں۔ اور نہ ہی میری مُراد ہے۔ کہ مجھے جزوی گیان ہے۔ برہمہ کو جو جانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ جن کو دعوٰے ہے۔ کہ وہ اُسے جان گئے۔ وہ اگیانی ہیں"

تب گورو نے اس شاگرد کے خیال اور یقین کی تائید کی۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اُسے نہیں جانتے۔ وہ اُسے جانتے ہیں۔ کیونکہ انہیں (کم از کم) اس کی لامحدودیت کا علم ہے اور وہ اس کے جاننے کو عقل اور دل کے تابع نہیں کرتے۔ دُنیا کا علم اور تجربہ دل اور عقل سے ہوتا ہے۔ اور دل اور عقل دونو برہمہ سے بہت نیچے ہیں۔ انہیں کو اس کا علم ہے۔ اور اس کی وجہ سے وہ برہمہ گیان کے

دعویدار نہیں ہوتے۔ ان کے اس انکار کے اندر اس برہمہ گیان کے اپار۔ اننت ہونے کا یقین مضبوط ہے۔ لیکن برعکس اسکے جن کو دعوےٰ ہے۔ کہ وہ اُسے جان گئے ہیں۔ تو انہوں نے دراصل اُسے جانا نہیں۔ کیونکہ ان کے دعوےٰ میں عقل اور دل کی سمجھ کا غرور موجود ہے جو برہمہ کے جاننے کے اوتار نہیں ہیں۔ اس لئے نہ جاننے والے تو اُسے جانتے ہیں۔ اور جاننے والے نہیں جانتے"۔

اسی کے سلسلے میں گورو نے اس کے یقین کو دوسرے طور پر تائید کے ساتھ پختہ کیا۔ انہوں نے کہا "اگر برہمہ کے گیان کا امکان ہے۔ تو یہ ہر لمحہ کے تمیز کے اندر ہے۔ یہ نہیں کہ وہ خاص کیفیت ہے۔ بلکہ وہ عام ہے۔ اور یہی مسلسل اور لامنقطع گیان لافانیت حاصل کرنے کا باعث ہے۔ لوہ لمحہ کے آتم گیان کا انحصار آتم تو کی شمولیت ہے۔ جو وحدت ہے۔ اور یہی آتما ہے۔ اس آتما پانے سے تو طاقت اور زور ملتا ہے۔ اور اس کے سلسلے کے مسلسل اور لامنقطع گیان سے امرپد کی پراپتی ہوتی ہے۔ یہ گیان یہاں ہی اسی لمحہ میں ہوتا ہے جاننے والا اُسے یہاں ہی اسی لمحہ میں پراپت کر لیتا ہے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اور اُسے دوسرے طبقہ دوسرے جنم اور دوسری حالت پر ملتوی کیا تو اس نے

سخت نقصان اٹھایا۔ کیونکہ گیان سے اُسے محرومیت رہ گئی۔ گیانی ہر شے اور ہر مخلوق میں اس گیان کو محیط کل پاتے ہیں۔ اور سب میں اُسے دیکھتے ہیں۔ چاہے وہ بیوپار میں پڑے رہیں۔ لیکن وہ انہیں حاصل ہے۔ اور اس شریر کے تیاگنے کے بعد ان کے امرپد میں داخل ہونے میں ذرا بھی شک نہیں ہے"۔

تفسیر

سوال و جواب

سوال ۱۔ "برہمہ کو میں نہیں جانتا"

جواب۔ تم کو نہ جاننے کا گیان ہے۔ کم از کم اس قدر تو علم ہے۔ اور یہ علم بطور خود گیان ہے۔ اگیان کی سمجھ بھی گیان میں داخل ہے۔ تمہارے اس انکار کے اندر حیرت کا اقرار ہے۔ اور یہ حیرت یا برہمہ ہے۔ تم اُسے اتھاہ۔ بیحد۔ اور اپار سمجھکر ایسا کہہ رہے ہو۔ یہی تو برہمہ کا روپ ہے۔

سوال ۲۔ "میں برہمہ کو جانتا ہوں"

جواب۔ تم برہمہ کو نہیں جانتے ہو کیونکہ جاننا من بدھی کا فعل ہے۔ اور ان سے برہمہ تک رسائی نہیں ہوتی۔ یہ اُس سے بہت پیچھے ہیں۔ جس کو تم جانتے ہو وہ صرف عقلی تجربہ اور دلی واہمہ ہے۔ جس کا تعلق اس ظاہری جگت سے ہے۔ اِس کا بھی پورا علم نہیں ہوتا وہ جزوی کا جزوی رہتا ہے۔ پھر تم نے اگر جانا۔ تو کیا جانا! اور کسی کو چاہے جانا ہو۔ لیکن وہ برہمہ تو نہیں ہے۔

سوال ۳۔ جو کہے کہ میں جانتا ہوں۔ وہ نہیں جانتا جو جانے کہ میں نہیں جانتا اور وہ جانے۔ یہ کیسی حیرت کی بات ہے!

جواب۔ دراصل یہ ایسا ہی ہے۔ یہ حیرت ہے۔

سوال ۴۔ جو سچے منتر میں آتا ہے۔ آتما بینے سے طاقت آتی ہے۔ اور گیان سے امرید ملتا ہے۔ ان دونو باتوں میں انضاد ہے۔ اور آتما اور برہمہ کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔

جواب۔ یہاں آتما بینے کی محدود حالت میں جو لمحہ لمحہ کا گیان ہوتا ہے۔ اور جب اس کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا۔ وہ مسلسل ہو جاتا ہے۔ اور وہ امرید ہے۔ اس میں آتما اور برہمہ کے درمیان فرق کیا آیا! یہ تو صرف حالتوں کا اظہار ہے۔ جیو نے محدودیت کو دل دیا۔ اب اسی محدودیت کے اندر غیر محدودیت کی حالت کا اظہار ہوا یا ہونے لگا۔ وہ برہمہ

یہی تو ہے۔ جو سب کچھ ہوا ہے۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ محدودیت اور غیر محدودیت کے خیالات تک فرضی اور وہمی ہیں۔ جیو نے محدود بن کر محدودیت کو دل دیا۔ پھر اس نقص سے گھبرا کر نکلنے کی تدبیر سوچی۔ اور غیر محدودیت کی جانب مایل ہوا۔ جسے اس نے برہمہ قرار دے رکھا تھا۔ یہ محدودیت اور غیر محدودیت کے خیال کہاں سے تھے؟ جیو ہی میں تو تھے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ دونو کا خالق جیو ہی ہے۔ جیو ہی نے دونو خیال پیدا کئے تھے۔ اور یہ پیدا کہاں ہونے لگے تھے؟ جیو کے اندر ہی تو پیدا ہونے لگے تھے۔ محدودیت میں غیر محدودیت کا خیال طاقت۔ زور اور بل ہے۔ اور غیر محدودیت کا سلسلہ امر یذ ہے۔ اس میں پھر نہ محدودیت ہے۔ نہ غیر محدودیت ہے۔ وہ دونو کو لانگھ گیا۔

سوال ۵۔ یہاں کے گیان سے کیا مراد ہے؟ یہاں ہی ست ہے۔ اس کے نہ جاننے سے بڑا نقصان کیا ہوتا ہے؟ وہ ہر شے میں تمیز کیا جا سکتا ہے۔ اس سے میں کیا سمجھوں؟

جواب۔ گیان کی فکر تم کو اب اس وقت ہے۔ یا آیندہ ہو گی! جب اس وقت ہے۔ تو اسی وقت اسے حاصل کرو۔ ورنہ وہ ہاتھ نہ آئیگا۔ یہ نقصان ہے۔ اگر پھر کر آگے چل کر فکر ہو گی۔ تو یہ بے شعور مٹکانے کی گفتگو ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔

ست کہتے ہیں ہستی کو۔ یہ ہستی سب میں ہے۔ یا کسی ایک سے مخصوص ہے؟ ایک سے تو مخصوص تو تم کہ نہیں سکتے۔ یہی کہو کہ سب میں ہستی ہے۔ اس لئے ہستی مشترک عام اور واحد شے ہوئی۔ وہی ہم میں ہے۔ وہی تم میں ہے۔ وہی ہر شے میں ہے۔ وہ محیطِ کل ہے۔ اور یہی ست برہمہ ہے۔ کہنے کی یہ مراد ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ۔

تیسرا کھنڈ

مثال سے برہمہ کی عظمت کا ثبوت

(۱) برہمہ نے یقینی طور دیوتاؤں (اگنی وغیرہ) کے لئے فتح حاصل کیا۔ اُس برہمہ کی فتح سے دیوتاؤں کو بزرگی ملی۔ وہ (سمجھنے لگے) فتح ہماری ہے۔ (ہم ہی نے فتح کی) ہماری ہی یہ بزرگی ہے۔ (وہ) ایسا ماننے لگے ۔

(۲) وہ (برہمہ) یقینی طور پر ان (دیوتاؤں) کے (خیال) کو سمجھ گیا۔ اُن کے واسطے یقیناً (وہ) پرگٹ ہوا

"یہ یکش (دیوتا۔ یا پرستش کے قابل) کون ہے" اس طرح انہوں نے اِسے نہیں جانا۔

(۳)۔ وہ اگنی سے بولے کہ "اے جات وید! (جس سے وید پیدا ہوئے۔ وہ اگنی دیوتا مانا گیا ہے) "یہ یکش کون ہے۔ اس کا تو پتا لے" (اگنی نے کہا) "بہت اچھا"۔

(۴)۔ (اگنی) اُس (یکش) کے سامنے آیا۔ اُس (اگنی) سے (یکش) بولا "تو کون ہے؟" (اگنی نے) کہا۔ "میں اگنی ہوں۔ یقیناً میں جات وید ہوں"۔

(۵)۔ (یکش نے کہا) "تجھ میں کون سی مختلف طاقت ہے؟" (اگنی نے جواب دیا) "جو کچھ پرتھوی میں ہے۔ یقینی طور پر اس سب کو (میں) جلا سکتا ہوں یہ طاقت ہے"۔

(۶) - اُس کے لئے تنکا رکھ دیا۔ "اسے جلا دے" (اگنی) جلد جلد اُس (تنکے) کے قریب گیا۔ جلانے کی طاقت نہیں ہوئی۔ وہ (اگنی) اس سے جدا ہو کر (اس نے اقرار کیا) "اس یکش کے جاننے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے"۔

(۷) - پھر (دیوتا) وایو سے بولے "اے وایو! یہ یکش کون ہے۔ اس کا پتہ لے" (اُس نے کہا) "اچھا!"

(۸) - وایو اس (یکش) کے سامنے گیا (اُس وایو) سے (یکش نے) پوچھا "تو کون ہے؟" (وایو) بولا کہ "یقینی طور پر میں وایو ہوں۔ میں یقیناً مات رشوا۔ وایو ہوں"

مات رشوا = آکاش میں متحرک

(۹) - (یکش) نے پوچھا "تجھ میں کیا خاص طاقت ہے"

(اس نے کہا) یہ جو کچھ پرتھوی میں ہے۔ یقیناً اس سب کو اڑا سکتا ہوں"

(۱۰)۔ دیکش نے) اس کے سامنے ایک تنکا رکھ دیا "اس کو اڑا دے" جلدی سے وہ اس (تنکے) کے قریب گیا۔ اس کے اڑانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ وہ اس طرح ہوا۔ "جو یہ یکش ہے۔ اس کے جاننے کے میں ناقابل ہوں" +

(۱۱)۔ پھر اندر (سے) بولے "اے مگھون! تو اس یکش کا پتہ لے یہ کون ہے" (اس نے کہا) "اچھا!" اس کے پاس گیا۔ اس سے وہ چھپ گیا +

(۱۲)۔ وہ اسی آکاش میں بہت خوبصورت سنہلی رنگ والی اُما کو دیکھا۔ اس (اُما) سے (اندر نے) پوچھا۔ یہ یکش کون ہے" +

اندر = سورج یا انسانی روح۔
بگھوں = اندر کا نام۔ یہہ یگیہ ہے۔
اُما = اوم (اقرار) ما (ماپنے والی) اقرار کے ساتھ ماپنے والی بدھی۔ خواہ اتمانی عقل۔ انوبھو +

مجموعی تشریح

اگنی۔ وایو۔ سورج یہ قدرت میں بڑے دیوتا ہیں۔ اگنی قوتِ حرارت ہے۔ وایو پران ہے۔ جو سوتر آتما کی طرح سب میں گتھا ہوا ہے۔ سورج ۔ اس سورج منڈل میں محیط اور نورانی عنصر ہے۔ آدتیہ ہے۔ جو یہہ (قربانی یا یگیہ) کے ذریعہ تمام پرانیوں میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ خاص دیوتا ہیں خواہ قدرت کی زبردست طاقتیں ہیں۔ یہاں مراد انسانی روح سے یا جیو آتما سے ہے۔ اُما اتمانی عقل یا انوبھو ہے +

قصہ مثال کے طور پر استعارہ یا النکار کی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ شاعرانہ گفتگو کا انداز ہے۔ استعارہ زبان کے تمام الفاظ نہیں لیئے جاتے۔ بلکہ مطلب سے مطلب رکھا جاتا ہے۔ جو لوگ لفظوں کے گورکھ دھندا میں پھنستے ہیں۔ وہ نفس مطلب کو نہیں پاتے۔ مغزِ سخن سے تعلق رکھنے والے حقیقت کے بھید سے آگاہ ہو جاتے ہیں +

اگنی اور وایو تو برہمہ کے پتہ لگانے میں ناکامیاب ہوئے۔ آخر میں انسانی روح کو حوصلہ ہوا۔ وہ سامنے آئی۔ اور برہم دم کے دم میں غائب اور روپوش ہو گیا تب اُسے فکر ہوئی۔ آخر اُما یعنی انوبھوشکتی اُسے ملی۔ یہاں تک تیسرے کھنڈ میں بیان ہے +

تفسیر

سوال و جواب

سوال ا۔ وایو اور اگنی برہمہ کو نہیں جان سکتے۔ یہ دیوتا ہیں۔ اور دیہ شکتی والے ہیں۔ اندر یعنی انسانی روح بھی تو ایسی ہی ناکامیاب ثابت ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جیو اور برہمہ ایک نہیں ہیں +

جواب۔ ابھی تک پرسنگ یعنی مضمون ختم نہیں ہوا۔ اس لئے یہ سوال کچا اور غیر ضروری ہے۔ صرف اس قدر اشارہ بیشک دیا گیا ہے۔ کہ انسانی روح کو انوبھو شکتی ملی۔ جو اقراری اور اثباتی ماپ ہے۔ اس قصہ سے صرف یہ جتانا مقصود تھا۔ کہ برہمہ کی طاقت کے بغیر نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ ہوا اڑا سکتی ہے۔ یہ برہمہ کے نزدیک جاننے والے

ہوئے یہ انوبھو کیا ہتی یا ہیگی۔ چوتھے کھنڈ کے منتروں میں بیان کیا جاویگا ﴿

چوتھا کھنڈ

انوبھو شکتی

(۱) ۔ اُما یقین کے ساتھ بولی "یہ یقیناً برہمہ ہے ۔ برہمہ کی اس فتح میں تم مہما کو حاصل کرو" (اُس کے) اُس صرف بچن سے اندر سمجھ گیا کہ یہ برہمہ ہے ﴿

(۲) ۔ چونکہ اگنی ۔ وایو ۔ اندر تینوں ہی بالیقین اُس (برہمہ) کے بہت نزدیک چھونے والے ہوئے ۔ کیونکہ یقیناً وہ اسے سب سے پہلے کہ برہمہ ہے جانا ۔ اس وجہ سے یہ دیوتا اور دیوتاؤں کی نسبت افضل ہیں ﴿

(۳) ۔ بالیقین اندر اس (برہمہ) کے بہت قریب

چھونے والا ہونے سے وہ اور دیوتاؤں کی نسبت زیادہ افضل ہے*

(۴) اُس (برہمہ) کی یہ مثال ہے۔ جو یہ بجلی کی طرح چمکا۔ یا آنکھ کے جھپکنے کی طرح نظر آیا۔ (جیسے بجلی کا کوندا چمکے اور کوئی آہ کرے) یہ برہمہ کی آدھی دیوت پنا (بزرگی) ہے*

(۵)۔ (اب) ادھیاتم (آتما کا بیان ہے) جو یہ من چلتا ہوا سا جان پڑتا ہے۔ اور اِس سے سنکلپ اُٹھ کر من میں یاد دلاتے ہیں۔ وہ یاد (آتما) ہے*

(۶)۔ تدون اُس برہمہ کا نام ہے۔ اور اسی تدون نام سے جو اس کی اُپاسنا کرنے کے قابل ہے۔ جو اُسے اس طرح جانتا ہے۔ تمام پرانی اُس کے خواہشمند رہتے ہیں*

تدون۔ تد = خوش۔ سنتوشی۔ ون = کنج۔ مسکن۔

یہ نام ہے - جو گورو نے شاگرد کو دیا یہی راز ہے - اس اپنشد کا برہمچی ہے - کوئی اس کا ترجمہ من کا پیارا کرتا ہے - کوئی خواہش بتاتا ہے جنہیں عمل تصوف سے تعلق نہیں ہے - وہ مشکل سے اس راز کو سمجھینگے - اسی ایک نام یا لفظ میں گورو کی تعلیم مخفی ہے - یہ گورو کا بتایا ہوا نام ہے +

شاگرد کی درخواست ـــــ گورو کا کلام

(۷) "بھگون! اپنشد (راز باطن) کہیئے"
"تیری خاطر اپنشد (رازِ باطن) کہا گیا - یقین کر کہ تیرے لئے (ہم) برہمہ کے متعلق اپنشد کہہ چکے"

(۸) - اس کے (سادھن) تپ - دم (اندریوں کا ضبط) اور کرم ہیں - وید اس کے عضو (انگ) ہیں ستیہ (سچائی - حقیقت) ہی تدبیر ہے +

یہ تدون اپنشد ہے

(۹) - جو پرش بالیقین اسے اس طرح جانتا ہے پاپوں کو برباد کر کے اننت سب سے اُتم سورگ لوک

میں قائم ہوتا ہے۔ قائم ہوتا ہے +

مجموعی تشریح

کین کہنے کے لیئے چھوٹی سی اپنشد ہو۔ لیکن اس کے اندر معرفت اور حقیقت کا جوہر بھرا ہوا ہے۔ برہمہ کی سمجھ انوبھو سے آتی ہے۔ یہ انوبھو اپا ہے۔ اسی سے یقین قائم ہوتا ہے۔ بحث مباحثہ عقلی اور علمی دلیل بازی سے کام نہیں نکلتا۔ یہ سب بے سود اور بے بہود ہوتے ہیں۔ انسان کا طرز عمل طرز خیال اس قسم کا ہو۔ کہ اس میں اگنی کی طرح مشتبہ اور شک پیدا کرنے والے خیالات کے جلانے کی طاقت رہے۔ اور وایو کی طرح دل وسیع بنجائے۔ یہ دو حالتیں متقدم ہیں۔ ان کے پیچھے انسانی انوبھو کی باری آتی ہے۔ یہ انوبھو بجلی کے کوندھنے کی طرح لمحہ چمک کر آنکھوں کی جھپکی کی طرح اسے ذہن نشین کرا دینا اور کراتا رہتا ہے۔ اور سمرن شکتی جاگ اٹھتی ہے اسی سمرن میں برہمہ ہے۔ اس وقت انسان کام تو کرتا ہے لیکن اس کام کا تعلق برہمہ سے سمجھتا ہے۔ اپنی خودی کو اس میں شامل نہیں کرتا۔ بلکہ برہمہ کی عظمت سے عظمت والا

ہوتا ہے۔ انوبھو مکھیہ اور اصلی چیز ہے۔ وہ برہم سے بہ مقابلہ اور طاقتوں کے زیادہ قربت رکھتی ہے +

یہ سب کا سب بھید ایک لفظ تدون میں شامل ہے یہ کیا ہے؟ یہی رہسیہ ہے۔ یہی نکتہ ہے۔ یہی عطر حقیقت ہے۔ یہ گورو کا دیا ہوا نام ہے۔ یہ جان۔ جوہر اور خلاصہ ہے۔ جس کے ماتحت تمام وید ہیں۔ اور اس تدون کی پراپتی کے لئے تپ۔ دم۔ کرم لازمی ہیں۔ سچائی کی زندگی لابدی شرط ہے۔ جو شخص تدون کی اپاسنا کریگا۔ وہ سب کا پیارا بنیگا۔ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے اس کے سادھن سے انوبھو والا انسان لافانیت اور سرور کی حالت میں ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائیگا۔ اور پھر شکوک اور شبہات اُسے نہ ستائینگے +

تفسیر

سوال و جواب

سوال ۱ — انوبھو کیا ہوتا ہے؟

نوٹ۔ اُپنشد بھاشیہ بھومیکا یعنی اُپنشد میگزین کی پہلی کتاب میں تدون وغیرہ کے اشارے آ گئے ہیں۔ اُنہیں دوبارہ پڑھ کر غور کر لو +

جواب - وہ یقین - انکشاف اور عقیدہ کی حالت ہے۔ جو بجلی کے کوندتے کی طرح ایک لمحہ میں چمک کرامیلت کا درشن کراتی ہے۔ یہ برابر سمرن کی صورت میں برہم کی یاد دلاتی ہوئی اس کی ایسی قربت عطا کرتی ہے۔ کہ پھر کسی طرح کے وہم کی گنجائش نہیں رہ جاتی +

سوال ۲- یہ کیسے آوے!

جواب - گورو کی مت تعلیم - تدون کا سادھن تپ - دم اور کرم کا شغل - بچار کا برتاؤ - اسکی تدبیر ہے۔

سوال ۳- یہ تدون کیا ہے؟

جواب - یہ گورو مت ہے۔ گورو کا دیا ہوا نام ہے۔ اس کے اندر گورو کی روحانی کمائی کا جوہر رہتا ہے۔ یہ حاصل ہو جائے۔ پھر اور کسی کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور تدون کا کمائی کرنے والا - یا کمائی ہوا تمام پرانیوں کا پیارا - سب کی محبت کا مرکز - سب کا مرجع بن جائیگا - اور اس کی برکت سے شانتی لافانیت کی حالت میں قائم ہو رہیگا +

سوال ۴- یہ سب تو صحیح ہے۔ اُپنشد ایسا کہتی ہے لیکن اس میں جیو برہم کی ایکتا کہاں ہے۔ جس پر تم اس قدر ناز سے زور دیتے رہتے ہو؟

جواب - تم تو "مرغی کی ایک ٹانگ" کی ڈھول لا پیٹے رہتے ہو - جو سب پرانیوں کا سہارا ہے۔ سب کا مرکز ہے

سب کا مرجع ہے۔ آخر وہ کیا ہے؟ اُسی کو تو برہمہ کہتے ہیں۔ اور برہمہ کیا ہوتا ہے۔ جو سب میں ہے۔ سب اس میں ہے۔ وہ سب کا آدھار سب کا سہارا ہے اسی کا نام برہمہ ہے۔ اُس سے اسوقت تک ایکتا نہیں ہوتی۔ جب تک جیو سب کو اپنے رُوپ میں اور اپنے آپ کو سب کے روپ میں داخل۔ شامل اور محیط نہ سمجھ لے۔ یہ گیان انوبھو سے آئیگا۔ انسانی روح کو اسی وجہ سے اندر اور مکھول بتایا گیا۔ مکھول یگیہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔ یگیہ تپ اور پوجا ہے۔ وہ یگیہ کرکے سب میں پھیل جاتا ہے۔ وشیع الحال اور وسیع الخیال رہتا ہے۔ اندر سورج کو کہتے ہیں۔ جیسے سورج اپنے سورج منڈل میں ایک استھانی اور سرب استھانی رہتا ہے۔ ویسے ہی جیو بھی محدودیت کے خیال کے لپیٹ میں آیا ہوا اپنے جسم کے اندر اپنے آپ کو ایک استھانی اور سرب استھانی پاتا ہے۔ ابھی تک وہ حقیقت کے سمندر کی ایک خفیف اور جزوی بوند ہے۔ جو وہم محض ہے۔ لیکن اگر سمندر میں قائم ہونے کی اُسے سُوجھے۔ محدودیت کے خیال کو میٹ دے تو سمندر اور بوند کے درمیان پھر کیا بھید ہے۔ وہ ایک کا ایک ہے۔ کسی حالت میں انیک نہیں ہے۔ یہی برہمہ ہے۔ اور اسی کا اشارہ بار بار دیا جا رہا ہے۔

ختم ہوئی...... کین اُپنشد...... مع مختصر تفسیر

ضروری گذارش

ناظرین والاتمکین!

اُپنشد میگزین اپنے طرز کا آئین۔ مسرت آگین اور اصلیت قرین ہے۔ خریدار بڑھا ئے۔ مالی نقصان ہو رہا ہے۔ ورنہ ۱۲ نمبر تو مجبوراً نذر کردے جائینگے۔ باقی کی اشاعت سخت دشوار ہوگی۔ آپ کسی زبان خواہ سنسکرت کی ٹیکاؤں سے مقابلہ کرکے دیکھئے یہ سلسلہ نایاب اور لاجواب ثابت ہوگا۔ اس لئے آپ کی قدردانی کا مستحق ہے +

رام کشور سنگھ منیجر اپنشد میگزین امرتسر

اطلاع

ناظرین! اب بھی اگر مطالعہ کرنے سے اُپنشد نہ سمجھ میں آئیں تو پھر کیا کہا جائے! اس سے صاف اور واضح پیرایہ میں آج تک کسی نے نہیں لکھا۔ پڑھو اور غور کرو۔ جو نہ سمجھ میں آوے مجھے لکھو۔ میں جواب دینے کو ہر وقت تیار بیٹھا ہوں ؎

{شیو برت لال رادھا سوامی دھام براہ گوپی گنج راج بنارس}

پرشن اُپنشد

(۱)

صاف۔ واضح۔ بغیر لگاؤ لپیٹ اور رُو رعایت کے ترجمہ

شیو برت لال

مقیم رادھا سوامی دھام
براہ گوپی گنج راج بنارس

قیمت پختہ عہ۔ بلا ضع کمیشن یا رعایت کے
جملہ حقوق محفوظ
اپنشد میگزین کے بارہ نمبروں کے مستقل خریداروں کے لئے ۱۲ ہیں

دیباچہ

وجہ تسمیہ

چھ رشی کسی زمانے میں پپلا د رشی کے پاس برہم وغیرہ کی بابت سوال کرنے گئے تھے۔ اس وجہ سے اس اپنشد کا نام پرشن اپنشد رکھ لیا گیا۔ بعض لوگ اسے شٹ پرشن اپنشد کہتے ہیں۔ سوال اور جواب دونوں ساتھ ساتھ ہیں ۔۔

ویدک نسبت

پپلا د رشی اتھرو وید کے متعلق تھے۔ ان کے نام پر اتھرو وید کی ایک پپلا د شاکھا موجود تھی۔ یہ اپنشد اس شاکھا کے براہمن بھاگ سے منسوب ہے۔ اور اسلئے اتھرو ویدی ہے بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہونگے۔ کہ ان شاکھاؤں یا شاخوں کی اصلی حیثیت کیا ہے ا ایک وید کے بعد چار وید ہوئے۔ چاروں کے معتقد مختلف قسم کے بنتے گئے ان کے اصول میں جزوی اختلافات تھے۔ اور عقاید میں بھی

یکسانیت نہیں تھی۔ اور یہی ان کی ممتاز حیثیت کا باعث تھی۔ ان شاکھاؤں کی کیفیت بالکل اسی طرح کی ہے جیسے کہ صوفیوں کے سلسلہ المشائخ سمپردائیوں کے سمپردائے اور پنتھائیوں کے پنتھائی تفرقات کی حالت ہے۔ ان کے باطنی اور اصلی اصول میں اس قدر فرق نہیں ہے۔ فرق صرف طرز بیان طرز عمل اور طرز خیال میں ہے۔ اور انکے درمیان ویدک منتروں کی روحانی تاویل میں بھی تمیزی فرق موجود ہے۔ ان سب میں اتھروید کے معتقد زیادہ نظر آتے ہیں اور ان کی اُپنشدیں بھی کمتر غور طلب نہیں ہے۔

پرشن اُپنشد کی طرح منڈک اُپنشد بھی اتھرو ویدی ہے لیکن کاہ جنک عامل نہیں سمجھے شروع سے لے کر آج تک ان کی تاویل نقل در نقل کرتے چلے آئے۔ اور جہاں تک خیال جاتا ہے۔ اس تاویل کا انحصار زیادہ تر خارجی اور ظاہری کرم کانڈ کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور سب تقلیدی لکیر پیٹتے چلے آئے۔ مثلاً منڈک اُپنشد کی اصلی مراد جس میں برہمہ (منڈ = سر اور ک = برہمہ) سے دھارن کی گئی تھی۔ اس کا ترجمہ (منڈ = سر اور ک = چھُرا) سر کا چھُرا سے صاف کر دینا بتا یا گیا۔ اور علے ہذا القیاس۔

پرشن اور منڈک اُپنشدیں

یہ پرشن اُپنشد۔ منڈک اُپنشد کے کئی مسایل پر زیادہ

روشنی ڈالنے کی کوشش کرتی ہے۔ منڈک نظم اُپنشد ہے اور اتھروید کی منتر اُپنشد کہلاتی ہے۔ اور پرشن منتر اُپنشد ہے۔ اتھروویدی اور نثر میں ہونے سے اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ بہت پچھلے زمانہ کی تصنیف ہے۔ لیکن خاص دس یا گیارہ اُپنشدوں میں شامل ہونے کی وجہ سے یہ خیال کچھ کمزور سا معلوم ہوتا ہے۔

دیوبان اور پتری یان

پہلی خصوصیت جو پرشن اُپنشد میں نظر آتی ہے وہ دیویان اور پتری یان خواہ دیو مارگ اور پتری مارگ کی ہے۔ اس کا بھی صرف اشارہ ہی ہے۔ تفصیلی وضاحت کا سامان اس میں نہیں ہے۔ اور شاید ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا۔

تقسیم و تعلق

پرشن اُپنشد میں چھ کھنڈ کا یا حصے ہیں۔ اور انکی رعایت چھ سوالوں کی نظر سے ہے۔

پہلا دوسرا سوال

پہلے سوال میں پرجاپتی (خالق) اور پرجا (مخلوق) کے باہمی تعلقات کی صراحت ہے۔ اُس کے ساتھ ساتھ برس

ہیرنیہ گربھ دن ۔ ناچ کو بھی خاص نظر سے پرجاپتی کی حیثیت عطا کی گئی ہے ۔ طرزِ بیان میں جدت ہے ۔ اور وہ پورانک اور علامتی استعارات سے مشابہ ہے ۔ پرجاپتی کو پرجا کی خواہش ہوئی ۔ اُس سے ایک جوڑا پیدا ہوا ۔ جو سورج اور چاند ہے ۔ اور اترائن اور دکشنائن کی نظر سے وہی سال ہے ۔ اُن دونوں میں سے سورج اور چاند اترائن اور دکشنائن کو پران اور رئی یعنی رُوح اور مادہ تسلیم کیا گیا ۔ یہی زمانہ مہینوں کے اُجالے اور اندھیرے پاکھ میں رکھی گئی ہے ۔ اور گو پرجاپتی اس طرح خالق اور مخلوق میں منقسم کیا گیا ۔ لیکن اصل وہ ایک ہی ہے ۔ وہی خالق ہے ۔ وہی مخلوق بھی ہے ۔ وہی رُوح ہے ۔ وہی جسم ہے ۔ پرجاپتی رُوح اور پران ہے ۔ اور رئی یا مادہ اجسام یا جسم ہے جو متعدد شخصیتوں میں نظر آتا ہے ۔ پہلے سوال میں رُوح اور مادہ کا بیان ہے ۔ دوسرے سوال میں ان کے باہمی تعلقات کا ذکر ہے ✣

جسم پانچ تتوں کا بنا ہُوا ہے ۔ اُس میں پانچ گیان اندریاں اور پانچ کرم اندریاں ہیں ۔ اور پانچ پران ہیں جسم انہیں کے سہارے رہتا ہے ۔ اور دوسرا سوال بھی یہ ہے ۔ کہ جسم کس کے سہارے رہتا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے ۔ کہ جسم پران کے سہارے رہتا ہے ۔ کیونکہ جب پران نہیں رہتا ۔ اندریاں نہیں رہتیں ۔ کیا یہ پران ظاہری

سانس ہے۔ ظاہر بین کو ایسا ہی معلوم ہوگا۔ لیکن جب استعارہ فہمی کے حد بست سے انسان ذرا اور آگے بڑھے تو اسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ پران سے مراد روح سے ہے۔ یہ سب میں ہے۔ اور سب اس سے ہیں۔ اس کی وضاحت بہت آگے چلکر ہوتی ہے۔ اور وہاں پران سے غرض، ہرنیہ گربھ سے ہوتی ہے ؛

کہنے والے اس طرح کہتے ہیں۔ کہ اُپنشدوں کی تعلیم سے پہلے پران کی اہمیت اور حد درجہ کی خصوصیت کی حیثیت حاصل تھی۔ ابتدا میں پران تتو ہی کو سب کچھ مانا اور سمجھا جاتا تھا۔ بعد کو جب خیال میں وسعت آتی گئی۔ پران تتو کے اس بھاؤ کو دھکا نہیں پہنچایا گیا۔ وجود کا قبول رہا۔ لیکن آتما کے ماتحت کر دیا گیا۔ اور آتما کو اس پر فوقیت دے کر سب کو اس کے آشرے قرار دیا گیا۔ اس نظر سے پران ایک عنصر ہوگیا۔ جس سے پانچ تتو آکاش۔ وایو۔ اگنی۔ جل۔ پرتھوی کی پیدائش تسلیم کی گئی۔ خواہ وہ ان پانچوں میں منقسم ہوگیا ؛

تیسرا چوتھا سوال

تیسرے سوال کے موافق پران یا پرجاپتی کو پرماتما کے سہارے مانا گیا۔ اور وہ من کی راہ سے جسم میں داخل

ہوا۔ اس سوال کے باقی حصہ میں فلسفانہ تراش خراش کی روح موجود ہے۔ جس کے موافق اس انسانی جسم کو برہمانڈ کے مشابہ دکھانے کی کوشش مد نظر ہے۔ یعنی عالم کبیر اور عالم صغیر۔ پنڈ اور برہمانڈ دونو یکساں ہیں۔

چوتھا سوال بہت زیادہ صاف ہے۔ اور اس کے اندر اپنشد کی تعلیم کا عطر موجود ہے۔ اسمیں بیداری۔ خواب اور گہری نیند کی کیفیتوں پر بحث ہے۔ بیداری میں جسمانی حواس اور اعضا کام کرتے ہیں۔ لیکن خواب کی حالت میں یہ سب کے سب بیکام رہتے ہیں صرف من جاگتا رہتا ہے۔ یہ سب اس کے اندر داخل ہوکر جذب ہو رہتے ہیں۔ وہ غافل ہیں۔ یہ اکیلا ہوشیار اور چوکنا ہے۔ اور اُس میں اُن سب باتوں اور واقعات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جو بیداری کی حالت میں اس کے تجربہ میں پہلے آ چکے ہیں۔ اسی کا نام سپن دیکھنا ہے ان دونو کیفیتوں کے بعد سوشپتی یا گہری نیند کی باری آتی ہے۔ جب حواس۔ اعضا۔ من اور ساتھ ہی ساتھ ان سب کے اثرات اور تجربات بالکل معدوم ہو جاتے ہیں۔ من تمام اندریوں کا سردار ہے۔ اندریاں اس میں داخل ہو گئیں۔ لیکن اب یہاں سوشپتی میں آکر من بھی نہیں ہے۔ وہ کہاں چلا گیا؟ اور کیا ہو گیا؟

اس کا جواب اپنشد یہ دیتی ہے۔ کہ جیسے حواس اور اندریاں من کے اندر داخل ہو کر لے ہو گئی تھیں۔ اسی طرح اب یہ من اندریوں کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے آتما میں داخل ہو گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آتما ہی سب کی جڑ ہے۔ اور وہی ان سب کی بنیاد ہے۔ اس بات کو ذہن نشین کرا کر پرشن اپنشد رچیتا نے مختلف تتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو آکاش۔ ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی ہیں۔ اور پانچ گیان اندریاں (حواس علمی) پانچ کرم اندریاں (حواس عملی) اور انتہ کرن (حواس عقلی) کا ذکر چھیڑا گیا ہے۔ ان کے مقصود اور پران وغیرہ کا بیان کیا ہے۔ ابتدا میں عناصر کے سلسلہ کی پیدائش الٹی صورت یا اندرونی حالتوں کی نظر سے بتائی گئی ہے۔ لیکن اس میں اس باقاعدگی کا پتہ نہیں ہے۔ جو سانکھیہ شاستر سے مخصوص ہے۔ اور جو عام طور پر ویدانت نے اسی سے عاریت لیا ہے۔ کہیں کسی طرح پر ان کی صراحت ہے۔ کہیں اور طرح پر وضاحت ہے۔ کچھ اپنشد کی صاف ترتیب اور تقسیم یہاں مدنظر نہیں رکھی گئی +

اس کے بعد برہمہ اور جگت کے نسبتی تعلقات پر بحث ہے۔ برہمہ جگت کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ اس کا سوبھاوک گن یا فطرت ہے۔ اور وہ جگت

سے باتعلق اور بے تعلق دونو ہے ؂

پانچواں اور چھٹا سوال

چار مختلف سوالوں کا جواب دیکر پرشن اپنشد دو اہم سوالوں کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اس میں سے ایک اوم ہے۔ دوسرا سولہ کلا کا پُرش ہے ؂

یہ دونو سوال اور ان کے جواب نہایت غور کرنے کے قابل ہیں۔ یہ اپنشد کے اصولی تشریح ہیں۔ ایک لفظ اوم میں تریلوکی کا جوہر موجود ہے۔ یہ اس کی مخصوص مہما۔ عظمت اور بزرگی ہے۔ اور اس میں نام کے لئے ذرا بھی شک نہیں ہے۔ کہ جو اس ایک مخصوص لفظ اوم کی ماہیت پر عبور پا لیگا۔ پھر اُسے مزید تحقیقات کا خیال نہ ستائیگا۔ اور نہ دل میں کسی قسم کا شک و شبہ ہی باقی رہ جائیگا۔ لیکن کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اوم کا جاپ سب ہی کرتے ہیں۔ فائدہ ایک کو بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے علم کے حاصل کرنے کی قابلیت اور قبولیت کی ظرفیت ان میں نہیں رہا ہے۔ اوم کا "آ" ابتدا، خلقت ہے۔ "و" درمیانی کیفیت ہے اور "م" آخری حالت ہے۔ زبانی طور پر کوئی شخص لاکھ اسے یاد کر لے اور سمجھ بھی لے۔ لیکن جب تک

یہ علم زندگی کا جز نہیں بنتا - اور عمل کے ساتھ نہیں ہے - تب تک وہ بے مصرف ہی رہتا ہے - بلکہ پرشن اپنشد ایسے علم و عمل کو مہلک قرار دیتا ہے - اور میں بھی اسے سخت مہلک سمجھتا ہوں - یہ اپنشد کا راز ہے - اپنشد ابی ادم کا راز ہے - پانچویں پرشن کے آخری دو شلوک (۶) اور (۷) اس کو ذہن نشین کراتے ہیں - آدمی پہلے رگ یجر اور سام کے معنی مطالب کو سمجھ لے - پھر یہ زیادہ مفید ہوگا - اس پر میں کسی قدر تفسیری سوال و جواب کے سلسلہ میں اپنے طور پر روشنی ڈالونگا +

چھٹے سوال میں سولہ کلا کے پرش کی ماہیت کی جانب نظر ڈالی گئی ہے - اور وہ اسے اِسی انسانی جسم کے اندر موجود قرار دیا گیا ہے - یہ بنیاد ہے جس پر مابعد کے ویدانت کی عالی شان عمارت تعمیر ہوئی ہے - اور وہ زور و شور کے ساتھ برہم اور جیو کی وحدت کا راگ الاپ اٹھا ہے - جس کی صدا و بازگشت اب تک برابر صدیوں سے در و دیوار میں گونج رہی ہے - یہ وحدت ہی اپنشد کی تعلیم کا جوہر ہے - اور یہی اس کی سچائی ہے +

شیوبرت لال
مقیم رادھا سوامی دھام
نزد گوپی گنج راج بنارس

پرشن اُپنشد

منگل شانتی پاٹھ

اوم بھدرم کرنے بھی شروُنیام دیوا
بھدرم پشییم آکشن بھریجتراہ
ستھرے رم نگیستشٹوام ینگ - ستنو لو بھروَیہ
شیم ہی دیوہتم یدایُہ
توستی نہ اندرو بردّھ شرواہ
توستی نہ پوُشا وشو ویداہ

توستی نہ تسنارکشیو ارشٹ نیمی
توستی نہ وِرہسپتیر دھاتو
اوم۔ شانتھہ شانتھہ شانتھہ

لفظی ترجمہ۔ اے دیوتاؤ! ہم اپنے کانوں سے اچھائی کو سنیں ہم اپنی آنکھوں سے قابلِ پرستش اچھائی کو دیکھیں۔ ہم اپنے مضبوط اعضا والے جسموں (کی مدد) سے اُس زندگی کو بھوگیں۔ جو دیوتاؤں نے ہمیں دی ہے۔ اور ان کی استتی گائیں! اوم شانتھہ شانتھہ شانتھہ۔

پہلا پرشن

(سوال)

(۱)۔ چھ شاگرد گورو کے پاس سوال کرتے جاتے ہیں

(۱) (ا)	سُوکیش	خلف	بھردواج
(ب)	ستیہ کام	خلف	شوی
(ج)	گارگیہ	خلف الخلف	سُورج
(د)	کوسلیہ	خلف	اشول

(۵) بھارگو خلف ودربھ

(۶) کینڈھی خلف کتیہ

یہ سب (چھ آدمی) برہم کے معتقد اور برہم کے متلاشی تھے۔ اور پر برہم کی کھوج میں بھگوان پپلاد رشی کے پاس اس نیت سے سمدھا (یگیہ کی لکڑی) لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ ان کو خیال تھا کہ انہیں (برہم کا علم) دیگا۔

تشریح - بہ قدیم زمانہ سے دستور چلا آتا ہے۔ کہ گورو کے پاس کوئی شخص خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ اس کی پابندی کا ہر شخص کو اب بھی لحاظ رہتا ہے۔ اور نہیں تو لوگ پھول پھل ہی نذر کے طور پر لے جاتے ہیں۔ اُس زمانہ میں کم سے کم یگیہ کے لئے لکڑی لے کر جانے کا رواج تھا۔

(۲) - اُن سے (اُس) رشی نے کہا: "تپ - برہمچریہ اور شردھا کے ساتھ یہاں (ایک) برس رہو۔ تب ہم سے اپنی خواہش کے موافق پوچھو۔ اگر ہم جانتے ہونگے تو تم کو سب کچھ بتا دینگے"

(۳) سوال - دُنیا کی مخلوق کی بات

نوٹ - تائیدی کلام - خالی سادھ نہ بھینٹئے سن لے سوچ وچار
کہہ کبیر تو بھینٹ دھر اپنے بت انوسار

(۳) اب (سال کے گذر جانے پر) کبندھی خلف کیتیہ نے (اس کے) پاس آکر پوچھا - "بھگون! یہ پرجا (مخلوق) کس سے پیدا ہوئی ہے؟"

(۳) پرجاپتی نے روح اور مادہ کو مخلوق کی تولید و تنسیل کی نیت سے پیدا کیا

(۴) اس نے اس کو کہا - "فی الحقیقت پرجاپتی (خالق عالم) کو پرجاؤں (اولاد) کی خواہش ہوئی۔ تب اس نے تپ کیا - اور تپ کرنے کے بعد ایک جوڑا پیدا کیا - (رئی) (مادہ) اور پران (روح یا سانس) اسے خیال تھا کہ یہ دونو میرے لئے مختلف قسم کی پرجا (مخلوق) پیدا کریں گی"

(۴) سورج اور چاند کا جوڑا

(۵) "پران دراصل سورج ہے - مادہ دراصل چاند ہے"

(۵) مادہ جسمانیت کی بنیاد ہے

"مادہ دراصل با شکل والا اور بے شکل والا ہے اس لئے (مورتی یا شکل ہی) مادہ ہے"

(۶) سورج روحانیت کی بنیاد ہے

(۶) اب سورج نکل کر جب پورب کی طرف داخل ہوتا ہے - وہ اس لئے پورب کے پرانوں (سانسوں یا زندگیوں) کو اپنی کرنوں میں ملاتا ہے - جب وہ دکن کو، پچھم کو، اتر کو، نیچے اور اوپر جو درمیانی سمتیں (دشائیں) ہیں - سب کو روشن کرتا ہے - اسی سے تمام پرانوں کو وہ اپنے کرنوں میں ملاتا ہے"

(۷) پس یہ وِشوانر (عالمگیر اگنی) تمام شکلوں والا ہے
رچا (رگ وید کے منتر) نے اِسے ایسا ہی بتایا ہے:-
(۸) "......" (اِسے) جو تمام شکلوں والا ہے سنہرا
ہے۔ سب کا جاننے والا ہے۔ پرم گتی ہے۔ لاثانی
(اکیلا) نور ہے۔ سب کا تپانے والا ہے۔ ہزاروں کرنوں
والا۔ سینکڑوں طریقوں سے سلوک کرنے والا ہے۔
یہ سورج تمام پرجاؤں (مخلوق) کا پران ہوکر طلوع ہوتا
ہے"۔

(۷)- برس پرجاپتی ہے

(۹)- "برس (سال سموتسا) پرجاپتی (خالق عالم)
ہے"۔
اَب فی الحقیقت جو لوگ (یہ) سوچتے ہیں۔ کہ یگیہ اور
شبھ کرت کے پھل ہمارے کئے ہوئے ہیں۔ (اور یہی سب
کچھ ہے) وہ چندر لوک کو جاتے ہیں۔ وہ دوبارہ پھر
یہاں (اسی دنیا پر) لوٹ آتے ہیں۔ اس لئے یہ رشی
جو اولاد کی خواہش رکھنے والے ہیں۔ دکشن مارگ
(جنوبی طریق) کو پراپت ہوتے ہیں۔ یہ رئی (مادیت
یا مادہ پرستی) پتروں کے لوک کو لے جاتی ہے۔
(۱۰)- "لیکن جو تپ۔ برہمچریہ۔ شردھا اور ودیا
کے ساتھ آتما کو ڈھونڈتے ہیں۔ وہ سورج کو پراپت
ہوتے ہیں۔ (سورج) پرانوں (زندگیوں یا سانسوں) کا

گھر ہے۔ وہ امر اچھے ہے۔ (لافانی اور بیخوف ہے)
یہ برہم گتی (معراج یا اشٹ) ہے۔ اس سے وہ پھر
واپس نہیں آتے۔ کیونکہ وہ اسے اِتی (اثبات) کہتے
ہیں۔ یہ جنمنے کی روک تھام ہے۔ اس کی تائید میں یہ
شلوک (نظم) ہے:۔

(۸)۔ ویدک تشریح برس یا سمت سر کی نسبت

(۱۱) ــــ "لوگ کہتے ہیں۔ وہ باپ ہے۔ پانچ پاؤں
والا۔ اور بارہ شکلوں والا ہے۔
زیادہ پانی والا ہے۔ جو سورگ سے بھی زیادہ اونچا ہے۔
دوسرے اس کو گیانی بتاتے ہیں۔
جس کے سات پہیوں میں چھ آرے ہیں۔ (جس پر
سارا جگت قائم ہے)"

(۹) بارہ مہینے پرجاپتی ہیں۔ یگیوں کی نظر سے

(۱۲) "مہینہ فی الحقیقت پرجاپتی ہے۔ اس کا کرشن
پکش (اندھیرا پاکھ) رئی (مادہ) ہے۔ اور اس کا شکل
پکش (اجالا پاکھ) پران (روح یا سانس یا زندگی) ہے
اس لئے کچھ رشی (لوگ) شکل پکش میں یگیہ کرتے ہیں
اور کچھ کرشنا پکش میں"

(۱۰) دن رات پرجاپتی ہیں۔ مجامعت کی نظر سے

(۱۳) ــــ "رات اور دن فی الحقیقت پرجاپتی ہیں
ان میں سے دن فی الواقعی پران (روح۔ سانس یا زندگی)

ہے۔ وہ جو دن کو (اپنی) عورت کے ساتھ مجامعت
کرتے ہیں۔ اپنے پران کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اور جو رات
کو عورت سے مجامعت کرتے ہیں۔ وہ برہمچاری (ہی) بنے
رہتے ہیں"

(۱۱) اَنّ (غذا) پرجاپتی ہے

(۱۴)۔ "اَنّ (غذا) پرجاپتی ہے۔ اسی سے ویرج (دھات) ہے۔ اسی سے پرجا (مخلوق) پیدا ہوتی ہے"

(۱۲) آخری نتیجہ کا یقین

(۱۵)۔اب وہ لوگ جو پرجاپتی کے اس قاعدہ کے
پابند ہیں۔ وہ جوڑے پیدا کرتے ہیں۔
انہیں کے لئے یہ برہمہ لوک ہے۔
انہیں میں برہمچریہ اور تپ ہے۔
(اور) انہیں میں سچائی قائم ہے۔

(۱۶)۔ "انہیں کے حصہ میں وہ برہمہ لوک آویگا۔ جو گرد و
غبار سے پاک ہے۔ ان میں ٹیڑھاپن (کجروی) جھوٹ اور
بھرم (مایا) نہیں ہے"

دوسرا پرشن

(۱) شخصی طاقتوں اور اُن کی اصلیت کی بابت سوال

(۱) - تب بھارگو - خلف ودربھ نے (پپلا د رشی سے) پوچھا :-

[ا] "کتنے دیوتا (شخصی لطیف طاقتیں) پرجا (مخلوق) کے ساتھ رہتے ہیں ؟

[ب] - "کتنے (اس کے جسم کو) روشن کرتے ہیں ؟

[ج] - "اور پھر کون ان میں سے سب سے زیادہ سریشٹ (افضل) ہے"

(۲) [ا] اور [ب] کا جواب

(۲) - اُس (بھارگو) سے اُس (پپلا د رشی) نے کہا :-

[ا] - آکاش ہی دراصل یہ دیوتا (طاقت) ہے - (اور) آگ - پانی - پرتھوی - بانی (کلام) بن - آنکھ اور کان بھی (بصارت اور سماعت)

[ب] - وہ (دیوتا) اِس (جسم) کو روشن کر کے کہنے (جھگڑنے) لگے :- ہم اس شریر کو سہارا دے کر قائم کئے ہوئے ہیں"

[س] کا جواب

(۳)۔ تب پران نے جو دراصل ان سب میں شریشٹ (افضل) ہے بولا:۔ تم بھرم میں نہ پڑو۔ یہ میں ہی ہوں جس نے اپنے آپ کو (آتما کو) پانچ قسموں میں تقسیم کر کے اس جسم کو سہارا دے کر قائم کر رکھا ہے۔

(۴) "تب یہ پران گویا ناز (غرور) سے اونچا اٹھا (باہر نکلنے لگا) اب جب وہ باہر نکلتا ہے۔ تو سب کے سب یہ دوسرے بھی واپس آتے (اور ٹھہرتے ہیں۔ "جیسے جب (شہد کی) مکھیوں کا راجہ نکل جاتا ہے تب ساری مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔ اسی طرح من۔ بانی۔ آنکھ۔ کان (سب کی کیفیت ہوئی)۔ تب انہوں نے خوش (مطمئن) ہو کر پران (روح۔ سانس یا زندگی) کی استتی گائی"

(۳) عالمگیر پران

(۵) "وہ اگنی بن کر گرم ہوتا ہے۔ وہ سورج ہے۔ وہ پرجنیہ (بادل کی طرح فیاض) ہے۔ وہ وایو (ہوا) ہے۔ وہ پرتھوی۔ مادہ (رئی) ہے۔ وہ دیو ہے۔ وہ ست ہے۔ وہ است (ہستی ناقابل بیان) ہے۔ اور وہ امرت (لافانی) ہے"

(۶) "جس طرح رتھ کی نابھی میں آرے (قائم رہتے ہیں)

اُسی طرح ہر شے پران میں قائم ہے۔
رگ۔ یجر۔ سام کے منتر
یگیہ۔ کشتری اور براہمن (سب اس پران پر قائم ہیں)

(۷) "تو پرجاپتی بنکر گربھ میں حرکت کرتا ہے۔
" تو ہی پھر پیدا ہوتا ہے۔
" تیرے ہی لئے اے پران! یہ پرجائیں نذر لاتی ہیں
" (یہ) تو ہے جو اندریوں کے ساتھ رہنے والا ہے"

(۸) " تو دیوتاؤں کے لئے سب سے اچھا (ہوی)
پہنچانیوالا ہے۔
" تو پتروں کے لئے خاص سودھا (پنڈ دان) ہے،
" تو ہی رشیوں کا سچا چرتر (کیفیت) ہے،
" جو اتھرون اور انگرس کی اولاد ہیں"

(۹) " اے پران! تو اپنے تیج (جلال) سے اندر ہے۔
" تو رُدر کی طرح حفاظت (رکشا) کرنیوالا ہے۔
" تو آکاش میں گھومتا ہے۔
" سورج کی طرح تو روشنیوں کا مالک ہے"

(۱۰) " جب تو اُن پر برستا ہے۔
" تب اے پران! یہ تیری پرجائیں
" آنند روپ ہوکر قائم ہوتی ہیں کہ
" اب ہم کو خلقی خواہش ہے (اس کے موافق)
غلہ پیدا ہوگا"

(۱۱) " تو وراتیہ ہے ۔ اے پران ! اکیلا رشی !
" کھانیوالا ۔ تمام جگت کا اچھا مالک !
" ہم تیرے لئے ناج (غذا) دینے والے ہیں
" تو ماترشوا ! سب کا باپ ہے "

نوٹ:۔ وراتیہ اُسے کہتے ہیں جس کا سنسکار نہیں کیا جاتا۔ پران چونکہ سب سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ اس کا سنسکار کون کرسکتا ہے وہ ہمیشہ سے پاک اور شُدھ ہے +

(۱۲) " تیرا وہ روپ جو بانی میں رہتا ہے۔
" جو کان میں رہتا ہے۔ جو آنکھ میں رہتا ہے۔
" اور جو من میں پھیلا ہوا ہے۔
" اُس کو کلیان والا بنا۔ باہر نہ جا "

(۱۳) " تمام دُنیا پران کے اختیار میں ہے۔
" یہانتک کہ جو کچھ ترلوکی میں ہے۔
" جیسے ماں اپنے لڑکے کی حفاظت کرتی ہے۔ تو ہمیں بچا۔
" ہم کو شری (اقبالمندی) اور پرگیا (دانائی) دے "+

تیسرا پرشن

(۱) پران کی بابت سوال

(۱) تب کوسلیہ اسول کے لڑکے نے اُس (پپلاد) سے پُوچھا:
[الف] بھگون! یہ پران کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟
[ب] وہ اس جسم میں کیسے آتا ہے؟
[ج] اور وہ کس طرح اپنے آپ کو تقسیم (آتمہم) کر کے قائم کرتا ہے؟
[د] وہ کس میں سے ہو کر نکلتا ہے؟
[ہ] اس کے باہری تعلقات کیسے ہیں؟
[و] اور آتما کے ساتھ کیسے تعلقات کو قائم رکھتا ہے؟"

(۲) تب اُس نے اُس سے کہا:-
تُو نے سوال کی حد کر دی (انتہا درجہ کا مشکل سوال پُوچھا- لیکن تُو بڑا برہمشٹی (برہمہ کا انشٹا رکھنے والا) ہے- اسلئے میں تجھ سے کہتا ہُوں"

(۲) [الف] پران کی ابتدا

(۳) یہ پران آتما سے پیدا ہوتا ہے-

(۳) (ب) جسم میں داخلہ

جیسے پُرش میں چھایا (سایہ) ہوتی ہے۔ ویسے ہی یہ اس میں پھیلا ہوا ہے۔ دورمن کے کاروبار سے یہ شریر میں آتا ہے ٭

(۴) [ج] جسم میں اس کا قیام اور تقسیم

(۴) جیسے کوئی راجہ اپنے افسروں کو حکم دیتا ہے۔ کہ (تم) ایسے ایسے گاؤں پر حکومت کرو۔ ویسے ہی یہ پران دوسرے پرانوں کو جدا جدا کاموں پر لگاتا ہے ٭

(۵) اپان گدا (مقعد) اور اپنذری (آلہ تناسل) میں رہتا ہے۔ پران خود کان اور آنکھ میں رہتا ہوا منہ اور ناک میں قائم ہوتا ہے۔ بیچ (درمیان) میں سمان ہے وہ دی ہوئی غذا کو ہر جگہ لے جاتا (پہنچاتا) ہے۔ اس پران سے سات شعلے پیدا ہوتے ہیں (٭۱)

(۶) آتما فی التحقیقت ہردے میں ہے۔ یہاں ایک سو ایک ناڑیاں ہیں۔ اور ان کی سو سو (چھوٹی ناڑیاں) ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی بہتر بہتر ہزار (٭۲) شاخیں ہیں۔ انہیں ویان

٭۱ دو آنکھ + دو کان + دو ناک + ایک منہ = سات شعلے

٭۲ ان ناڑیوں کا ذکر کٹھ اپنشد اور برہدآرنیک اپنشد میں بھی آیا ہے۔ ۱۰۱ ناڑیاں خاص ہیں۔ پھر ایک ایک کی سو سو شاخیں ہیں۔ ان میں سے پھر ایک ایک کی بہتر ہزار شاخیں ہوئیں۔ یعنی ۱۰۱۰۰ × ۷۲۰۰۰ = ۷۲۷۲۰۰۰۰۰۰ - انہیں

[بقیہ نوٹ صفحہ ۹۲ پر ملاحظہ ہو]

گھومتا ہے۔ (محیط)۔

[د] پران کا نکلنا

(۷)۔ اب اُدان اوپر جانے والا پران ایک ناڑی (سُشمنا) سے پُنیہ سے پُنیہ لوک کو لے جاتا ہے۔ پاپ سے پاپ لوک کو۔ اور دونوں (پاپ پُنیہ) سے منشیہ لوک کو لے جاتا ہے ۔۔

(۶-۷) [ج] اور [د] شخصی ور کائناتی تعلقات

(۸)۔ سُورج فی الحقیقت باہری پران (ہوکر) اُدے (طلوع) ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ ہے۔ جس کی مدد سے آنکھوں پران ہے۔ جو دیوتا پرتھوی میں (اگنی) ہے۔ وہ منشیہ کے اپان کو مدد دیتا ہے۔ جو درمیانی وسعت (آکاش) میں ہے۔ وہ سمان ہے۔ ہوا (وایُو) ویان (پھیلی ہوئی سانس) ہے۔

(۹)۔ تیج (گرمی) اُدان ہے۔ اس لئے جس کے جسم کا تیج ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ وہ پُنر جنم کو پاتا ہے۔ (اور) اُس کی تمام اندریاں من میں لین (جذب) ہو رہتی ہیں۔

(۸) چِت سے کرم اور جنم

(۱۰)۔ جس کا جیسا چِت ہے۔ اُس کے ساتھ وہ پران کی طرف چلتا ہے۔ اور پران تیج سے اُدان سے ملا ہوا

(بقیہ نوٹ) سے اگر سب کا میزان لگا یا جائے۔ تو ۱۰۱ + ۱۰۱۰۰ + ۷۲۷۲۰۰۰۰۰ = ۷۲۷۲۱۰۲۰۱ ناڑیاں ہوئیں۔

آتما کے ساتھ (سوکشم شریر کو) اپنے لئے تیار کئے ہوئے لوک کو لے جاتا ہے۔ (جو اس کے چت میں بنا ہوا ہے)

(۹) خلاصہ

(۱۱)۔ جو جاننے والا اس طرح پران کو جانتا ہے اس کی اولاد ضائع نہیں جاتی۔ وہ امرت (لافانی) ہوتا ہے اس (خیال) کی تائید میں یہ شلوک منظم ہے:۔

(۱۲) "(پران کی) ابتدا۔ داخلہ۔ قیام
پانچ طرح پر (اس کا) پھیلاؤ
اور آتما کے ساتھ اسکے تعلق کے
جان لینے سے انسان کو امرپد ملتا ہے
اسکے جان لینے سے انسان کو امرپد ملتا ہے"

چوتھا پرشن

(۱) نیند اور سونے کی بابت

(۱۱) تب گارگیہ سورج کے پوتے نے (پپلاد سے) پوچھا:۔
[الف] بھگون! وہ کون ہیں۔ جو اس پرش میں (سوتے وقت) ہوتی ہیں؟
[ب] وہ کون ہیں۔ جو جاگتی ہیں؟

[ج]- وہ کون دیو ہے - جو خواب دیکھتا ہے ؟
[د]- کس کو (سوشپتی کی گہری نیند میں) سکھ ہوتا ہے ؟
[ہ] اور کس کس میں یہ سہارا لیتے ہیں ؟

(۲) [الف] نیند کیوقت اندریاں من میں لے ہوتی ہیں

(۲)- تب اُس (پپلاد) نے اس (گارگیہ سے) کہا:- اے گارگیہ ! جیسے سورج کی کرنیں ڈوبتے وقت اُس سے (ملکر) ایک ہو جاتی ہیں- اور جب وہ (سورج) نکلتا ہے تب پھر پھیل جاتی جاتی ہیں- اسی طرح یہ سب (اندریاں) اپنے سے اونچے دیو من میں (ملکر اس سے) ایک ہو رہتی ہیں +

اس وجہ سے اُس حالت میں یہ پُرش نہ سنتا ہے- نہ دیکھتا ہے- نہ سونگھتا ہے- نہ چکھتا ہے- نہ پکڑتا ہے- نہ آنند بھوگتا ہے- نہ (بیں) تیاگتا ہے- نہ چلتا ہے- وہ (صرف) سوتا ہے- لوگ ایسا کہتے ہیں "

(۳) [ب] پانچ پران یگیہ کی لکڑیوں کی طرح نہیں سوتے

(۳)- اس (جسم) کے شہر میں پرانوں (کی اگنیاں سی) جاگتی ہیں- اپان وایو اس میں گارہ پتیہ (گرہست کی) اگنی ہے- ویان- انوا ہاریہ پچن (دکشن یگیہ کی) اگنی ہے- اور جس وجہ سے گارہ پتیہ سے باہر لائی جاتی ہے +

(۴)- سانس کا باہر نکالنا اور اندر کھینچنا دو (یگیہ کی)

آ ہوتی ہیں۔ جو سانس ان دونو کو برابر تقسیم کرتی رہتی ہے۔ وہ سمان وایو ہے۔ من فی الحقیقت (یگیہ کرنے والا) جیمان ہے۔ اس یگیہ کا پھل اُدان (اوپر اٹھانے والا وایو) ہے۔ وہ یگیہ کرنے والے کو روز روز برہمہ کو پہنچاتا ہے"۔

(۴) [ج] برہمانڈی من خواب دیکھنے والا ہے

(۵) "تب یہ دیو خواب میں مہما کا انوبھو کرتا ہے جو (پہلے) دیکھے ہوئے کو پھر دیکھتا ہے۔ جو (پہلی) سُنی ہوئی بات کو پھر سنتا ہے۔ جو (اس نے) دوسرے (مختلف) مقامات اور ملکوں میں بھوگا ہے۔ وہی بار بار بھوگتا ہے دونو ہی (اس جنم میں) نہ دیکھا ہوا اور دیکھا ہوا (دوسرے جنم میں) سُنا ہوا (اس جنم میں نہ سُنا ہوا (دوسرے جنم میں) انوبھو کیا ہوا اور (اس جنم میں) انبھو نہ کیا ہوا۔ دونو ست اور است۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ وہ اُسے دیکھتا ہے۔ اور وہی سب کچھ ہوا۔ اور ہو گیا رہتا ہے"۔

(۵) [د] ۔ من کی مجہولیت میں سُوشپتی کا سُکھ

(۶) "اور جب وہ (منو مے دیو) تیج (اُدان) سے دبا لیا جاتا ہے۔ تب وہ دیو خواب کو نہیں دیکھتا ہے۔ اور اس وقت وہ اس شریر میں خوش ہو جاتا ہے"

(۶) [۵] - پرماتما میں آسرا لینا

(۷) - "اے پیارے! جس طرح پرند درخت پر (اپنے گھونسلے میں) آسرا لیتا ہے۔ اسی طرح یہ سب کچھ پرماتما میں آسرا لیتا ہے"

(۸) - "پرتھوی اور پرتھوی کی ماترا۔ جل اور جل کی ماترا۔ اگنی اور اگنی کی ماترا۔ وایو اور وایو کی ماترا۔ آکاش اور آکاش کی ماترا۔ آنکھ اور جو کچھ (آنکھ سے) دیکھا جاتا ہے۔ کان اور جو کچھ (کان سے) سنا جاتا ہے۔ ناک اور جو کچھ (ناک سے) سونگھا گیا۔ زبان اور جو کچھ (زبان سے) چکھا گیا۔ چمڑا اور جو کچھ (چمڑے سے) چھوا گیا۔ بانی اور جو کچھ (بانی سے) بولا گیا۔ ہاتھ اور جو کچھ (ہاتھ سے) پکڑا گیا۔ اندری (آلہ تناسل) اور جو کچھ (اندری سے) بھوگا گیا۔ پاؤں اور جو کچھ (یا جس پر پاؤں سے) چلا گیا۔ گدا (مقعد) اور جو کچھ (گدا سے) خارج کیا گیا۔ بدھی اور جو کچھ (بدھی سے) جانا گیا۔ اہنکار اور جو کچھ (اہنکار سے) مانا (اور انجمان) کیا گیا۔ چت اور جو کچھ (چت سے) سوچا (یا یاد) کیا گیا۔ تیج اور جو کچھ (تیج یا جلال سے) پرکاش کیا گیا۔ پران اور جو کچھ (پران سے) سہارا پاتا (یا پاسکتا) ہے"

(۹) فی الحقیقت یہ دیکھنے والا۔ چھونے والا سننے والا۔ سونگھنے والا۔ رس لینے والا۔ سوچنے والا

جاننے والا۔ کرنیوالا۔ وگیان آتما پرش ہے۔ وہ اس اکشر آتما میں سہارا لیتے ہیں *

(۷) گیان اور ساکشاتکار

(۱۰) اے پیارے! فی الحقیقت جو اس اکشر (برہم) کو جانتا ہے۔ جو بغیر سایہ۔ بغیر جسم۔ بغیر رنگ کے ہے۔ اور شدھ چمکنے والا ہے۔ وہ (جاننے والا) بلاشبہ اس پرم اکشر کو پا لیتا ہے۔ ہاں۔ وہ سب کا جاننے والا ہوتا ہے۔ (اور) سب کچھ ہوتا (ہوجاتا) ہے۔ (اس خیال کی تائید میں) یہاں یہ شلوک (نظم) ہے:-

(۱۱) — اے پیارے! جو اکشر (برہم) کو پہچانتا ہے۔
جس پر جاننے والا آتما اور اس کے تمام دیوتا
اور پران اور بھوت قائم ہیں۔ وہ سب کچھ
جانتا ہوا سب کچھ میں داخل ہو جاتا ہے۔"

پانچواں پرشن

(۱) اوم پر وچار

(۱) تب ستیہ کام خلف شیوی نے اس (پپلاد) سے پوچھا:- "بھگون! اگر کوئی شخص آدمیوں میں سے مرنے کے

وقت تک اوم (اکشر) پر وچار (یا دھیان) کرے۔ تو وہ اس (کی مدد) سے کس لوک کو پائیگا؟"

(۲) اوم اور برہم کے جزوی یا کلی وچار سے عارضی یا دائمی نجات

(۲)۔ "اے ستیہ کام! یہ اوم پر (پرے کا) اور اپر (ورے کا) برہم ہے۔ یہ اکشر ہے۔ اس لئے وہ جو اسے جانتا ہے۔ وہ اسی کے آشرے سے دونوں میں سے ایک کو پاتا ہے"۔

نوٹ (۱)۔ اکشر سنسکرت مادہ 'اشو' (محیط) سے نکلا ہے۔ یہ اشارہ ہے بیج ہے۔ کارن ہے۔ جوہر ہے۔ عطر ہے خلاصہ ہے۔ لب لباب ہے +

نوٹ (۲)۔ اوم۔ سنسکرت مادہ اَوَ (چلنا محفوظ رکھنا) اور م (من) سے نکلا ہے۔ اس میں دو اوصاف ہیں او (حرکت) اور م (من) اسی رعایت سے ہے +

نوٹ (۳)۔ برہم۔ سنسکرت مادہ ورہ (بڑھنا) اور م (من) سے نکلا ہے۔ اور

نوٹ (۴)۔ آتما۔ سنسکرت مادہ ات (حرکت) اور م (من) سے نکلا ہے +

نوٹ (۵)۔ اوم۔ برہم۔ اور آتما تینوں میں یہ معنوی رعایت موجود ہے۔ جس کی جانب کسی کی خیال نظر نہیں جاتی۔ اس لئے وہ اصلیت کو کم سمجھتے ہیں۔ ان دونوں کی شمولی کیفیت میں مکمل

اِدم - مکمل برہمہ اور مکمل آتما ہے +

(۳) "اگر وہ (اس ادم کے) ایک ماترا اَ کا کسی ایک سے تعلیم پاکر جلد اس پرتھوی پر امرنے کے بعد) آتا ہے - اس کو رچائیں (رگ وید کے منتر) منشیہ لوک میں لے آتے ہیں - یہاں تپ - برہمچریہ - اور شردھا سے سنجکت ہوکر وہ مہما کا انوبھو کرتا ہے۔"

(۴) "اب اگر وہ من سے سنجکت ہوکر دو ماترا ا اور اُ پر وچار کرتا ہے - تو یجروید کے منتر اُسے چندر لوک کے درمیانی کرہ کو لیجاتے ہیں - وہ چندر لوک کی مہما کو انوبھو کرکے پھر یہاں (پرتھوی لوک) میں واپس آتا ہے۔"

(۵) پھر جب وہ پرم پرش کے تین ماتراؤں ا+ اُ + م - اوم منتر پر وچار کرتا ہے - وہ سورج کے تیج (جلال) سے ملتا ہے - اور جس طرح سانپ اپنی کینچلی چھوڑ دیتا ہے - ویسے ہی وہ فی الحقیقت پاپ سے آزاد ہوجاتا ہے - سام وید کے منتر اسے برہمہ لوک کو لے جاتے ہیں - تب وہ جسم کے اندر رہنے والے پرش کا درشن پاتا ہے - جو اس جینا میں زیادہ اونچے سے بھی اونچا ہے - اس خیال کی تائید میں یہاں دو شلوک (نظمیں) ہیں :-

(۶) "تین ماتراؤں (ا+ اُ + م) کا وچار ہلاکت ہے (الگ الگ ایک کے بعد ایک کے وچار سے)

باہری - اندرونی اور درمیانی کرموں میں جیسان کا مناسب استعمال کیا جاتا ہے - تب جاننے والا انہیں کا پینا

(۷) - رگ کی رچاؤں سے وہ اس لوک میں آتا ہے - یجر کے منتروں سے انترکش (درمیانی لوکوں) کو سام کے گانے سے اُس برہم لوک کو جاتا ہے۔ جیسے شاعر جانتے ہیں -

اُس اکشر اوم کے سہارے سے ہی گیانی اُسے پاتا ہے جو شانت - اجر - امر - اور ابھے ہے۔

چھٹا پرشن

※

(۱) سولہ کلا کا پرش

(۱) - تب شوکیش خلف بھردواج نے اُس اپلاد رشی) سے پوچھا :-

※ - اس سولہ کلا کا بیان اُپنشدوں کے دیباچہ میں آگیا ہے - وہاں دیکھ لینا یہ دیباچہ اُپنشد میگزین کے چار نمبروں میں آچکا ہے - اور بہت ضخیم ہے - قریب قریب سب اُپنشدوں کے تعلیم کا عطر اسمیں کھینچکر بھر دیا گیا ہے۔ + (مترجم)

بھگون! کوشل دیش کا شاہزادہ ہرنیہ نابھ میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے یہ سوال پوچھا: بھردواج! کیا تم سولہہ کلا والے پُرش کو جانتے ہو؟ میں نے اس راجکمار کو کہا:۔ میں اُسے نہیں جانتا۔ کیا اگر میں اُسے جانتا تو تم سے نہ کہتا! فی الحقیقت جو جھوٹ بولتا ہے۔ جڑ تک کو سُوکھا دیتا ہے۔ اس لئے یہ مناسب نہیں ہے۔ کہ میں جھوٹ بولوں' وہ اپنے رتھ پر سوار ہوا اور خاموش ہو کر چلا گیا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں:۔ وہ (سولہہ کلا والا) پُرش کہاں ہے؟"

(۲)۔ اُس (پپلاد) نے تب اُسے کہا۔ اے پیارے! یہاں اسی جسم میں وہ پُرش ہے۔ جسے لوگ سولہہ کلا والا کہتے ہیں"

(۳)۔"اُس (پرش) نے اپنے اندر سوچا"کس کے چلے جانے سے میں چلا جاؤنگا؟ کس کا مضبوط سہارا لینے سے مجھے مضبوط سہارا ملیگا؟"

(۴)۔"اُس نے پران کو پیدا کیا۔ پران سے شردھا آکاش۔ ہوا۔ تیج۔ جل۔ پرتھوی۔ اِندریہ۔ مَن۔ ان پیدا ہوئے۔ ان سے ویرج۔ تپ۔ منتر۔ کرم۔ اور لوکوں میں نام بھی (پیدا ہوئے)"

(۵)۔ جیسے ندیاں بہتی ہوئیں سمندر کو چلی جاتی ہیں۔ جب وہ سمندر کو پہنچ جاتی ہیں۔ تو غائب ہو جاتی ہیں۔ ان

سکے نام روپ دونو کا ابھاو ہو جاتا ہے۔ اور وہ سمندر (یہی سمندر) کہلاتا ہے۔ اسی طرح اس ساکشی (ناظر شاہد۔ گواہ) کی سولہ کلائیں جو پرش کی طرف جا رہی ہیں۔ جب وہ پرش کو پہنچ جاتی ہیں۔ تو غائب ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے نام روپ بھی غائب ہو جاتے ہیں۔ پرش (یہی پرش) رہتے ہیں۔ وہ (صرف) یہی کہلاتا ہے۔ اور پھر وہ بغیر کلا کے رہ جاتا ہے۔ اور امرت ہے۔ اس (خیال کی تائید) میں یہ شلوک ہے ÷

(۶) وہ سب کلائیں جس پر اس طرح ٹھہری ہیں۔ جیسے رتھ کی نابھی میں آرے۔

وہ پرش جو جاننے کے قابل ہے تم اُسے جانو
جس سے کہ موت تم کو دُکھ نہ دے ۔۔

(۲) تعلیم کا خلاصہ

(۷) تب اس (پپلاد) نے انہیں کہا:۔ یہاں تک میں سچائی کو جانتا ہوں۔ میں پر برہم کو جانتا ہوں۔ اس سے اونچا کچھ بھی نہیں ہے ۔۔

(۸) انہوں نے اس کی تعریف کی:۔ فی الحقیقت تم ہمارے باپ ہو۔ جو ہم کو گیان سے دوسرے کنارے پر تار کرنے آئے ہو۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے ۔۔

پرشن اپنشد

ختم

تاکید

اس پرشن اپنشد کو یہاں ہی تک نہ پڑھو۔ اس کے آگے صفحوں کی تفسیر کو بھی دیکھو۔ تاکہ تعلیم کم از کم عملی طور پر تکمّل ہو جائے۔ بالکل تکمّل علمی اور عملی سادھن سے ہو گی۔ جس کے اشارے ایش اپنشد میں ہر جگہ کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور ہم سب کچھ تم کو بتانے کے لئے تیار ہوں۔ شوق اور ادھکار کی صرف ضرورت ہے *

شیوبرت لال

پرشن اُپنشد

(۲)

واضح سوال و جواب کے سلسلہ میں صاف اور خاطر نشین تفسیر

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام
براہ گوپی گنج - راج بنارس

قیمت پختہ عہ بلا وضع کمیشن یا رعایت کے
جملہ حقوق محفوظ
۱۲ نمبروں کے مستقل خریدار کیلئے یکجائی ؎ میں

دیباچہ

پرشن اپنشد کے چند خاص مستعملہ الفاظ کے مطالب

(۱) چند ویدک اصطلاحات کی تشریح

وید اصل میں تین ہیں۔ (۱) رگ وید۔ (۲) یجر وید۔ (۳) سام وید۔

[الف] رگ یا رک سنسکرت مادہ رچ (استتی یا چلنا) سے نکلا ہے۔ اس سے دیوتاؤں کی مدحت سرائی مقصود ہے۔

[ب] یجر یا یجس سنسکرت مادہ یج (پوجا) سے نکلا ہے۔ اس سے صحبت۔ قربت اور محبت مراد ہے۔

[ج] سام سنسکرت مادہ شو (برباد کرنا) اور ھم (چننے) سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب شانتی۔ خوش کرنا خوش ہونا۔ محبت سے بولنا ہے۔

نوٹ۔ ان تینوں میں ا تھروید بطور ضمیمہ یا اضافہ کے ہے۔ یہ سنسکرت مادہ اتھر (خوش اقبالی کا جزو کلام) اور رچ (چلنا) سے نکلا ہے۔
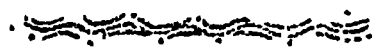
(۲) ویدوں کی اصلیت

[الف] رگ وید زندگی کی رفتار۔ ابتدائی رفتار۔ یا تعریف گاتا ہے۔ یہ اس کی بزرگی اور عظمت ہے۔

[ب] یجر وید - زندگی کی درمیانی رفتار۔ پوجا۔ تعظیم اور پرستش ہے۔ یہ اس کی بزرگی اور عظمت ہے۔ پوجا دو طرح کے مقصد کی غرض سے کی جاتی ہے۔ ایک اپنی ذاتی بہتری کی نیت سے۔ دوسری کسی دشمن کی بربادی کی نیت سے۔ اس لئے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ذاتی بہتری کا خیال سفید۔ صاف اور شفاف رنگ رکھتا ہے۔ دوسرے کی بدی کا خیال سیاہ۔ کالا اور کثیف رنگ رکھتا ہے۔ اس وجہ سے اس وید کی دو صورتیں ہیں یعنی شوکل (سفید) اور کرشن (کالا) ویدک اتہاس میں آتا ہے کہ پہلے یاگیہ ولکیہ اس کا عالم اور عامل تھا۔ ویشمپاین رشی کے شاگرد کے دل میں اُن کے برخلاف تعصب اور کدورت پیدا ہوا۔ وہ لڑ بیٹھا۔ یاگیہ ولکیہ نے اُس یجر وید کو قے کر دیا۔ اور اس شاگرد نے تیتر بنکر اُس قے کو کھا لیا۔ اُسی سے تیتر ہونے کی وجہ سے ویدوں کی تیتری شاکھا کی بنیاد ڈالی جس کی اپنشد تیتریہ اپنشد ہے ۔

[ج]- سام وید اعلےٰ اور اونچا وید ہے۔ یہ اس کی عظمت بزرگی اور مہما ہے ۔

(نوٹ ۱) - اس نظر سے تین وید ہوئے۔ رگ وید پہلا ابتدائی

اور بنیادی ہے۔ یجر وید درمیانی۔ بیچلا اور وسطی ہے۔ اور سام وید علوی۔ اونچا اور چوٹی کا ہے ۔

(نوٹ ۲)۔ اس کی صراحت اس پرشن اپنشد کے پانچویں پرشن کے آخری دو شلوک پانچویں اور چھٹے میں موجود ہے وہ نہایت واضح اور صاف لفظوں میں ان کی ترتیبی حیثیت کو قائم کرتی ہے ۔

(۳) تین ویدوں کے منازل مراد

[الف] - رگ وید سے پرانی اس لوک یعنی پرتھوی لوک میں آکر پیدا ہوتا ہے۔ پیدائش کی دھار کا سلسلہ اسی سے پھوٹ نکلتا ہے ۔

[ب] - یجر وید کی پوجا پاٹ یگیہ اور کرم کرنے سے پتری لوک۔ درمیانی لوک۔ چندر لوک خواہ انترکش لوک میں عارضی طور پر جگہ ملتی ہے۔ اور شبھ کرموں کے پھل کو بھوگ کر انسان کو پھر زمین پر آکر جنم لینا پڑتا ہے۔ اور وہ بار بار جنمتا مرتا رہتا ہے۔ اس کی مکتی یا نجات نہیں ہوتی۔ اس تمام کرم کانڈ کا پھل عارضی۔ فانی۔ اور تھوڑے دنوں کا ہوتا ہے۔ یہ درمیانی درجہ کے معمولی آدمیوں کا دھرم ہے جو کرم کانڈ کے گورکھ دھندوں ہی میں پھنسے ہوئے بار بار جنمتے مرتے رہتے ہیں ۔

[ج] سام وید کا عمل اونچا اور علوی ہے۔ جس کے شغل سے انسان سورج لوک میں جاتا ہے۔ گیان والا ہو

جاتا ہے - اور پھر اس پرتھوی پر واپس نہیں آتا - یہ قطعی نجات ہمیشہ کی مکتی اور امرپد خواہ لانہایت سے حاصل کرنے کا طریق ہے +

(نوٹ ۱) - اس سام وید کی تعلیم مراحت کا صرف اشارہ محض چھاندوگیہ اپنشد - ورہد آرنیک اپنشد - منڈک اپنشد وغیرہ میں جا بجا آیا ہے +

(نوٹ ۲) - کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ سام وید کی اس تعلیم سے یجر وید بالکل کورا ہے - اس میں بھی اشارات و خیالات بکثرت موجود ہیں - فرق صرف اس قدر ہے - کہ یجر وید کے معتقد بالعموم کرم کانڈ کے مقلد اور پیرو ہیں - ورنہ قریب قریب اس کا جوہر یجر وید کے تمام اپنشدوں میں بھی موجود ہے - بابت وہ شُکل یجر وید کے ماننے والے ہوں - خواہ کرشن یجر وید کے - یہاں عام طور پر ان کی کثرت نظری اور کثیر العملی کے نقطہ نگاہ سے یہ بات کہی جا رہی ہے - صرف اتنا ہی مقصود ہے - کسی کے ترجیح دینے کے خیال سے نہیں ہے +

(۳) سام اور یجر وید کے ہر دو طریق کی تسلیم

(۴) - دو طریقے ہیں - ایک شمسی دوسرا قمری - ایک روحانی - دوسرا مادی - ایک خالص روحانی دوسرا جسمانی - یہ دو قوتیں ہیں ہے - سورج روحانیت کا چشمہ یا علامت ہے اور چندرما مادیت یا جسمانیت کا چشمہ اور علامت ہے +

(۵) اوم

اوم برہمہ کا چنھ یا علامتی نشان ہے۔ یہ برہمہ کا نام ہے۔ خاص خاص اپنشدوں کے اندر برہمہ کے کہیں کہیں خاص خاص نام بھی آتے ہیں۔ جو ان کے مقلد اور پیروکاروں کے علم سینہ کے اشاروں کی طور پر رائج تھے۔ اور وہ بھید یا راز سمجھے جاتے تھے۔ اور خاص خاص فرقہ یا شاخ سے مخصوص تھے۔ انہیں ویرنگم کہہ دیا جاتے تھے۔ مثلاً اگرہم تدون وغیرہ وغیرہ۔ ان کے درمیان اوم سب میں عام ہے۔ اور اس کی بزرگی برکت اور عظمت کے سب قائل تھے۔ جہاں تک قیاس جاتا ہے۔ یہ سب سے قدیم نام ہے۔ اور کثیر المعنی اور کثیر المراد لفظ ہے۔ اور اس کی نسبت کبھی کسی کو شک شبہ یا اعتراض کی گنجائش نہیں رہی۔ اور یہ برہمہ کا مقدس نام ویدوں کے منتروں کے ساتھ مستعمل تھا۔ پہلے اس کو بول کر تب منتر پڑھتے تھے یہ کیا ہے؟ ذیل میں مختصر اس کی صراحت کی جاتی ہے۔

[الف] - اوم تثلیثی وحدت اور توحیدی تثلیث ہے۔

[ب] اس کی تثلیث ہیں۔

(۱) ا - ابتدا و درمیانی - م آخری مرحلہ ہے

(۲) ا ہستی و ہستی کا اظہار م محویت ہے۔

(۳) ا وشنو و شو م برہما ہے۔

(۴) ا سرشٹی۔ وُ ستھتی م لے ہے۔
(۵) ا وراٹ وُ انتریامی م ہرنیہ گربھ ہے
(۶) ا جاگرت وُ سوپن م سُشُپتی ہے۔
(۷) ا وِشو وُ تیجس م پراگیہ ہے۔
(۸) اوم جُز خطاب یا متکلم ہے۔
(۹) " اثبات ہے۔
(۱۰) " منگل یا منگلاچرن۔ خواہ آدمی منگل ہے۔
(۱۱) " بدیوں کا اخراج ہے۔
(۱۲) " ویدہے۔
(۱۳) " برہمہ ہے۔
[ج] (۱۴) " اودگیت (الٹا راگ) (ادھر کا گانا) اور (نغمہ آسمانی) اور (لحن روحانی) ہے۔
[د] (۱۵) " نفس مُراد ہے۔ معراج تمنا ہے۔ اخشٹ پد ہے۔
[ہ] (۱۶) اوم کا ا علوی۔ وُ درمیانی اور م تحتانی ہے۔
وغیرہ وغیرہ وغیرہ

(۹) اوم کا وِرد یا جاپ

اس اوم کا جاپ یا وِرد خاص قسم کا تھا۔ جواب متروک ہے۔ پہلے ہی اس کا زبانی جاپ ہوا کرتا تھا۔ لیکن یہ صرف خارج پسند بہر مکھ والوں کا طرز عمل تھا۔ جواب تک بھی رائج ہے۔ لیکن یہ طرزِ عمل انتر مکھی یا باطن بین۔ یا عالم ستنیہ کے عامل یا شاغل کا طریق نہیں ہے۔ بلکہ ایسے لوگ اپنے

انتر گاتے اور باطنی کانوں سے سُنا کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اُسے اُدگیت (اُدھر کا گیت) کہتے تھے۔ یہ گانا اور سُننا باہری زبان یا کان سے نہیں ہوا کرتا تھا۔ بلکہ یہ پران کی زبان نے گایا اور پران ہی کے کانوں سے سُنا جاتا تھا۔ اس ورد یا جاپ کا اشارہ کچھ کچھ چھاندوگیہ اور ورہد آرنیک اُپنشدوں میں آیا ہے۔ علم ستیہ کی وجہ سے بھُولتے بھُولتے سب بھول گئے۔ کسی کسی روحانی طریق میں اب تک کسی حد تک موجود ہے۔

پرشن اُپنشد نے اس پر روشنی نہیں ڈالی۔ ہم اپنے طور پر ورہد آرنیک اور چھاندوگیہ اُپنشدوں کی تفسیر کے وقت اس کی کچھ وضاحت اور صراحت کر دینگے۔ یہاں اس موقع کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

(۱۰) رُوحانیت کے سات مدارج

پرشن اُپنشد میں سات رشیوں کا قصہ آتا ہے۔ ایک اصل یا جڑ ہے۔ اور چھ اُس کی شاخیں ہیں۔ یہ استعارہ یا النکار ہے۔ اور فرضی کہانی ہے۔ تاکہ دلچسپ بن کر دل نشین ہو۔ ان کے نام یہ ہیں:-

(۱) پپلاد۔
(۲) سُوکیش۔
(۳) ستیہ کام
(۴) کوسلیہ

(۵) نگارگیہ
(۶) بھارگو
(۷) کبندھی

ان کی تشریح الٹی صورت میں سنئے:-

(۱) کبندھی = بغیر سر کا بھونٹھ = وہ انسان جسمیں ابھی تک سر کی دماغی طاقت مکمل نہیں ہوئی۔ جسم پرستا۔

(۲) بھارگو = غصہ ور انسان جس کے سفلی جذبات منہ زور ہیں۔ خود پسند مغرور۔ حواس پرستا۔ خودی پرستا۔

(۳) کوسلیہ = عافیت پسند۔ خیر اندیش انسان۔ سب کا بھلا چاہنے والا۔ خیر پرستا۔

(۴) گارگیہ = خیر و عافیت پھیلانے والا انسان۔ عامل عمل پرستا۔

(۵) ستیہ کام = سچے مقصد والا انسان۔ گیان کا طالب علم پرستا۔

(۶) سوکیش = مخویت پسند۔ اچھے بالوں والا۔ صاف چیت والا انسان۔ حقیقت پرستا۔

(۷) پپلاد = پیپل کا درخت۔ جو سرشٹی کا درخت ہے۔ اور ہر چہار طرف جس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی جڑ برہما ہے اس کا تنہ وشنو ہے۔ اس کی چوٹی شِو ہے۔ اس کی شاخیں مختلف اور متعدد دیوتا ہیں۔ یہ مکمل ہستی ہے۔ پیپل مجسم قدرت یا مجسم حقیقت کا استعارہ ہے۔ خواہ یہ سمجھ لو کہ یہ معلم قدرت یا قدرتی معلم ہے۔

اسی طرح ان کے باپ دادا کے ناموں کی بھی صراحت کی جا سکتی ہے۔

(۱۰) سوالات

ان شاگردوں کے سوالات ان کے حسب حال ہیں۔ اور جوابات بھی ویسے ہیں۔ مثلاً:-

پہلا	سوال	پرجا (مخلوق) کی	بابت ہے
دوسرا	"	اندریوں کی طاقت	"
تیسرا	"	پران	"
چوتھا	"	جاگرت سوپن	"
پانچواں	"	اوم وچار	"
چھٹا	"	سولہ کلا والے پُرش	"

جو جیسا ہے۔ اُس نے ویسے ہی سوال کئے ہیں۔ اور رشی نے ان کی سمجھ کے موافق انہیں جواب دیا ہے۔

(۱۱) ہرنیہ نابھ

ہرنیہ نابھ طلائی ناف والا انسان ہے۔ جو جسم کا صاف اور دل کا نورانی ہے۔ اور جس کے دیکھنے سے سوکیش کو مکمل انسان کا خیال پیدا ہوا۔ اور اُسے سوال کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۱۲) اُلٹی صورت

یہ چھ سوالات اگر اُلٹی صورت میں غور سے دیکھے جائیں تو ان کے اندر سلسلہ کے ساتھ انسانی تمیز کے چھ مدارج خودبخود

درجہ بدرجہ نظر آتے جائینگے۔ اس خیال سے کسی النکرت یا استعارہ کی کتاب کو تواریخی نظر سے نہ دیکھنا چاہئیے۔ پرشن اپنشد نثر ہے۔ لیکن اُس کے ہر سوال کے آخر میں نظم آجاتی ہے۔ اس کے سات سوالوں کے اندر سرشٹی کے سات مدارج پر گفتگو ہوئی ہے۔ جس کا اشارہ گائیتری زین طرح کے نغمہ = کثیف لطیف معلولی) کے پرا تا یام منتر میں ہے۔ وہ منتر یہ ہے :-

اوم بھو اوم بھووہ اوم سوہ

اوم مہہ اوم جنہ اوم تپہ

اوم ستیم

یہ کتاب اوم ہی کی تشریح ہے۔ اُس کا نقشہ پیپل کے درخت کی صورت میں اس طرح پر ہے :-
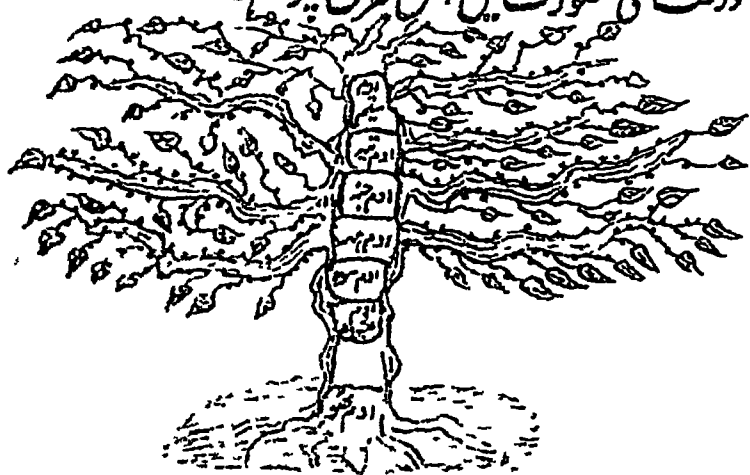
(۱۳) سوال کرنیوالی شخصیتوں کے کی لغوی صراحت

پپلاد - لفظ کی تو لغوی تشریح کر دیگئی ہے۔ اسکے چھ سوال کرنے والے شاگردوں کے نام کی باقی رہ گئی ہے۔ انکی اصلیت پر غور کرنے سے خود بخود ذہن نشین ہو جائیگا۔ کہ پرشن اپنشد کوئی تواریخی واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ صرف النکرت اور استعارہ کی کتاب ہے۔ نثر میں استعارہ کا کام لینا اس کی خصوصیت ہے:-

(۱) کبندھی - سنسکرت مادہ کن (بس) اور بدھ (کٹا ہوا) خواہ کن (پانی) اور بدھ (بندھا ہوا) - تن پرست انسان دماغی طاقتوں سے خالی -

(۲) - بھارگو - سنسکرت مادہ - بھرگو (اشروں کا گورو) اور ان (اولاد) جذبہ پرست - غصہ ور انسان -

(۳) - کوشلیہ - سنسکرت مادہ کوشل (کو = پرتھوی اور شل = چلنے والا) زمین پسند - زمینی عافیت پسند - خیر اندیش اور برکت پرست انسان -

(۴) گارگیہ - سنسکرت مادہ گری (چھڑکنے والا) با اثر - اثر قبول کرنے والا - محبت پرست انسان -

(۵) ستیہ کام - سنسکرت مادہ (ستیہ = سچا - اور - کام = مقصد) اصلیت پرست - اصل مطلب پرست انسان - حقیقت پسند -

(۶) سوکیش - سنسکرت مادہ - سو (اچھا) اور کیش (بال) - اچھے بالوں والا جس کی دماغی حالت مکمل ہو چکی ہے - وغیرہ وغیرہ

پرشن اُپنشد

سوال و جواب کی صورت میں

تمہید

سوال ۱ - پرشن کرنے کے لئے برہمچریہ کی شرط کیوں لازمی ہے؟

جواب - اس لئے کہ دل میں صفائی آجائے - قابلیت ہونے پر قبولیت کا مادہ ابھریگا - اور گورو کو معلوم ہو جائیگا کہ شاگرد کہاں تک اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے وقت کی قربانی کر سکتا ہے۔

سوال ۲ - برہمچریہ کا مطلب کیا ہے؟

جواب - برہم کہتے ہیں - تپ کو اور چریا نام ہے -

عمل کرنے کا۔ تپ کا بیوپار کرنا۔ برہمچریہ ہے۔ اس تپ
کے معنی کثیر ہیں۔ اصلی غرض بار بار سوچنے اور بار بار وچار
کرتے رہنے سے ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ ایکانت
میں رہنے اور گھر گرہستی کے جھمیلے سے علیحدہ ہونے سے
(۱) دل یکسو ہوگا (۲) دل کی یکسوئی سوچنے کے قابل بنا سکیگی۔
اور (۳) جس خیال کی وضاحت مطلوب ہے۔ وہ دل میں
چکر لگا لگا کر اپنے ہر پہلو پیش کرتے رہینگے۔ اور جب گورو
اور شش کی بات چیت ہونے لگیگی۔ اچھی طرح سے اس
کی صفائی ہو جائیگی۔ شک شبہ کی گنجائش نہ رہیگی۔ اور
وہ آسانی سے ذہن نشین ہو جائیگا +

(نوٹ)۔ برہم = وید (پڑھنا) اور من (سوچنا)
چریا = (حرکت کرنا)
تپ = گرم ہونا (دل کو حرارت پہنچانا)

پہلا پرشن

جسم پرست کبندھی کے سوال اور پپلاد نامی قدرتی معلم کے جواب

سوال ۱ ــ پرجا (مخلوق) کی پیدائش کس سے ہوئی؟
جواب ــ پر (پہلے) جا (پیدا ہونا) جو پہلے ہی سے پیدا ہو

وہ پرجا ہے۔ یہاں پیدائش سے مراد صرف پرگٹ کرنے سے ہے۔ جیسے بڑھئی لکڑی سے مورتی گھڑ کر نکال لیتا ہے۔ مورتی پہلے ہی سے لکڑی میں موجود تھی۔

پرجا کو پرجاپتی (پرجا کے مالک) نے پیدا کیا۔ اس میں فطرتاً باسنا آئی۔ جو خواہش ہے یہی خواہش اندر ہی اندر تپنے اور چکر لگانے لگی۔ اس باسنا کے تپ سے دو دھاریں پھوٹیں۔ ایک اثبات۔ دوسری نفی۔ ایک سیدھی دوسری اس کی الٹی۔ ایک اصل دوسری اس کا سایہ وغیرہ وغیرہ۔ ان دونو کے میل سے رچنا شروع ہوئی۔ رچنا اکیلی چیز سے نہیں ہوتی۔ دو کے میل سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ اسی کو جوڑا کہتے ہیں ۔

سوال ۲۔ اس جوڑے کا کیا نام ہوا؟

جواب۔ سورج اور چاند۔ حرارت اور رطوبت۔ پران اور رئی۔ روح اور مادہ قوت خارجیہ اور قوت جاذبہ۔ یہ اسی طرح ہوا جیسے تمہارے بیل سے سنکلپ وکلپ کی دو دھاریں پھوٹتی ہیں۔ اور ان کے میل سے تخیلات پیدا ہوتے ہیں۔ اور جہاں جہاں رچنا ہوگی۔ وہ ہمیشہ دو ہی کے میل سے ہوگی۔ سورج نور ہے چاند اس کا سایہ ہے۔ سورج پران یعنی زندگی کی دھار ہے۔ اور رئی اسی پران کی معکوس صورت مادہ ہے۔ رچنا پران اور رئی۔ خواہ روح اور مادہ سے ہوئی ہے۔

سوال ۳۔ یہ پیدائش کس طرح ہوئی؟

جواب - سورج سے نور کی دھار رواں ہوئی۔ اتر
دکن - پورب پچھم - سورج نے ان دھاروں کو سمیٹ کر
اپنے میں ملایا - اور اس ملاپ سے رچنا ہوئی - اسی سورج
کی عکسی صورت کا نام چاند ہے۔

سوال ۴ - یہ مادہ شکل والا ہے یا بے شکل والا ہے؟
جواب - دونوں ہی ہے۔ وہی بے شکل ہے۔ اور
اسی کی شکل ہے۔

سوال ۵ - سورج اور چاند دونوں ہم کو نظر آتے ہیں
اس لئے ان کو بے شکل کیسے کہا جاتا ہے؟
جواب - یہ جو کچھ تم کو نظر آرہا ہے۔ وہ اصلیت
نہیں ہے - اصلیت کے صرف اظہار کی صورت ہے۔ اس
اظہار کی صورت کے پردوں میں اصلیت چھپی ہوئی ہے۔
اظہار صرف دھاروں کی صورت آرائی کا نام ہے۔

سوال ۶ - یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔
جواب - یوں سمجھو جیسے تم جسم کے اندر پوشیدہ ہو نظر
نہیں آتے - تم میں بل اور طاقت ہے۔ وہ بھی نظر سے
غائب ہے - جیسے طاقتور شخص اپنی طاقتوں کو سمیٹ کر
اور ان سے بل کر کے زور اور طاقت کے کام کر دکھاتا ہے
اور اس طاقت سے کاروبار کا اظہار ہوتا ہے - بالکل
اسی طرح پران اور رئی کی دھاریں پھوٹ کر ملی جلی صورتوں
میں طاقتوں کی اولاد پیدا کر لیتی ہیں - تم جو دیکھ رہے ہو

وہ صرف دھاروں کی صورت آرائی ہے۔ ورنہ روح اور مادہ دونو آنکھوں سے دیکھنے کی چیز نہیں ہیں ٭

سوال ۷ ۔ اس سورج کا کوئی اور زیادہ موزوں نام بھی ہے؟
جواب ۔ ہاں اُسے وِیسوانر کہتے ہیں۔ وہ محیط کل حرارت ہے۔ جو ہر شے میں دبا پڑا ہے ٭

سوال ۸ ۔ کیا اس کا کہیں ویدوں میں بھی ذکر آتا ہے
جواب ۔ ہاں رگ وید سے ۔ اسے تمام صورتوں والا طلائی ۔ عالم کل ۔ اسکے اما لت ۔ لاثانی ۔ اکیلا نور سب کا تپانے والا سینکڑوں طریقوں میں سلوک کرنے والا کہا ہے ۔ یہ سورج ہی ہے ۔ جو تمام پرجاؤں کا پران ہو کر نکلتا ہے ٭
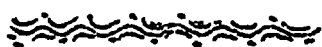
سوال ۹ ۔ کیا یہی سورج ہی پرجاپتی ہے؟
جواب ۔ ہاں برس بھی پرجاپتی ہے ۔ اس کی ایک ششماہی حرارت کی ہے ۔ دوسری رطوبت کی ہے ۔ اور ان دونو کا ملاپ بھی پرجا کی پیدائش کا باعث ہوتا ہے دکشن مارگی اولاد کی خواہش اور سنساری چاہ کی وجہ سے بلکہ اور شبھ کرم کرتے ہوئے اسی زمین پر بار بار جنمتے ہیں ان کا منزل مقصود پتری لوک یا چندر لوک ہے ۔ جو مادیت سے تعلق رکھتا ہے ۔ دوسرے اتر مارگی ہیں ۔ جو شردھا اور گیان سے سورج لوک کو جاتے ہیں ۔ اور پھر واپس

نہیں آتے۔ ان کی معراج آتما ہے۔ یہ الٰہی یعنی اثبات یا آتما کے قائل ہیں۔ یہ برس بھی پرجاپتی ہے +

سوال ۱۰۔ دکشن اور اتر کی رعایت سے کیا مقصود ہے؟

جواب۔ دکشن سنسکرت مادہ دکش (اتیا المندی) سے نکلا ہے۔ یہ اتیا لمندی سنسار کی خواہش سے ہے یہ اتار ہے۔ اور مادیت کی جانب جھکاؤ ہے۔ جیسے کہ جاڑے کے موسم میں سورج کا دکن کی جانب اتار ہوتا ہے۔ اور اتر سنسکرت مادہ اُت (اونچا۔ یا اوپر) اور تری (گذرنے) سے نکلا ہے۔ یہ اونچی جانب چڑھائی اور روحانیت کی طرف میلان ہے۔ جیسا کہ گرمی کے دنوں میں سورج کی چڑھائی شمال کی سمت ہوتی ہے۔ یہ پران کا راستہ ہے۔ جس کا جیسا بیوہار ہے۔ اس کا ویسا حال ہے +

اس نظر سے برس کو بھی پرجاپتی (مخلوق کا مالک یا مخلوق کا پیدا کرنے والا) مانا گیا ہے۔ یہ اتار اور چڑھاؤ کی نظر سے ہے +

سوال ۱۱۔ اور ؟

جواب۔ مہینہ بھی پرجاپتی ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ شمسی اور قمری۔ خواہ شوکل (اُجالا) اور کرشن (اندھیرا) پکش یا پاکھ۔ اُجالے کا تعلق پران سے ہے

کیونکہ وہ ہر شے کا پرکاش کرنے والا ہے۔ اندرمہر سے کا تعلق رئی سے ہے۔ وہ ڈھکنے والا جسمانیت کا مادہ ہے۔ ان دونوں نور اور سایہ کے میل سے پرجا (مخلوق) پیدا ہوئی ہے۔ اس وجہ سے بارہ مہینوں کو بھی پرجاپتی کا نام دیا گیا ہے ۔

سوال ۱۲۔ یہ کس نظر سے ہے ؟

جواب ۔ یہ پکیوں کی نظر سے ہے۔ کچھ رشی تو شکل یا اجیالے پاکھ میں یگیہ کرتے ہیں۔ یہ پران وادی ہیں۔ اور کچھ رشی کرشن پکش یا اندھیرے پاکھ میں یگیہ کرتے ہیں۔ یہ رئی وادی ہیں۔ ایک آتما کے خواہشمند ہیں۔ دوسرے مادی عروج اور دنیاوی مال و دولت کے خواہشمند ہیں۔ اور ان کو اپنے اپنے عمل کے موافق پھل ملتا ہے ۔

سوال ۱۳۔ اور ؟

جواب ۔ دن بھی پرجاپتی ہیں۔ ان کے اندر بھی وہی رشا شکتی موجود ہے۔ جو شکت کی ہر دو حالتیں اور مہینوں کے شکل اور کرشن پکش میں ہے ۔

سوال ۱۴۔ یہ کس نظر سے ہے ؟

جواب ۔ یہ مجامعت یا ستری کے ساتھ بھوگ کرنے کی نظر سے ہے۔ جو دن کے وقت بھوگ کرتے ہیں۔ وہ اپنی دھاتو کو ضائع کرتے اور بیماری مول لیتے

ہیں۔ اور جو رات کو بھوگ کرتے ہیں۔ وہ پھر بھی برہمچاری
ہی بنے رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں سورج اور
پران کی تعظیم کا خیال قائم رہتا ہے ؞
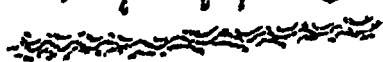
سوال ۱۴۔ اور؟

جواب ۔ غذا یا ان بھی پرجاپتی ہے۔ اسی ان
سے ویرج پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ ویرج یا دھاتو ہی
جوڑے جوڑے اولاد پیدا کرتا ہے۔ جو لڑکے لڑکی۔ نر
اور مادہ کہلاتے ہیں۔

جو پرجا کو پیدا کرے۔ اسی کا نام پرجاپتی ہے۔ اور
اس کا سلسلہ اس اصلی اور پہلے پرجاپتی کے ساتھ قائم
رہتا ہے۔ سب کی پیدائش تپ سے ہے۔ اور اسی تپ
کی صورت مختلف ہیں جو سورج۔ برس۔ مہینہ۔ دن اور
غذا کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا سلسلہ لامعلوم
ہے۔ اور برابر اوپر سے نیچے تک چلا آتا ہے۔ اس
کی فہرست بنانا اور تفصیل تعدادت قائم کرنا آسان بات
نہیں ہے۔ یہاں جو کچھ ہے۔ چاہے اس کی کیسی ہی صورت
حالت اور کیفیت ہو۔ سب پرجاپتی کے پرجا پیدا کرنے
ہی کا کاروبار ہے۔ کائنات کے موجودات اور مخلوقات
کے سلسلہ میں یہی ہوتا رہتا ہے۔ اور پرجا اسی شکل میں پرجاپتی
سے پیدا ہوتی رہتی ہے ؞

سوال ۱۵ - میں اس مضمون کو سمجھ گیا - آپ کچھ اور مفید اپدیش دیجئے -

جواب - پرجاپتی کے قاعدہ اور اصول کے پابند رہو برہمچریہ اور تپ کا لحاظ رکھو - پران - نور اور روح کی معراج کو دل میں قائم رکھو - سچائی سے تعلق رکھو - دل کدورت سے صاف پاک رہنے - جھوٹ اور بھرم پاس نہ آنے پائے - اور برہم لوک کی میراث کے بہ آسانی وارث بنوگے - یہی اپدیش ہے ❊

دوسرا اپنشد

خودی پرست بھارگو کے سوال اور پپلاد نامی قدرتی معلم کے جواب ❊۱

جسمانی طاقت

سوال ۱ - کتنے دیوتا لطیف طاقتیں پرجا (مخلوق) ہیں ؟

❊۱۰ - ہم کو جرأت نہیں ہوتی - کہ ہم اپنشد کے دائرہ بیان سے باہر قدم رکھیں - جو کچھ پرشن اپنشد میں ہے - اسی کے اردگرد چکر لگانا اور حقیقت کا اظہار کرنا ہے ❊

جواب۔ دیوتا تین قسم کے ہیں۔ جو مخلوق کے ساتھ اور اس میں رہتے ہیں۔

[الف] کارن (معلولی)

[ب] عنصری

[ج] حواسی

سوال ۲۔ کارن دیوتا کون ہے؟

جواب۔ پران ہی کارن ہے۔

سوال ۳۔ اور عنصری طاقت یا عنصری دیوتا؟

جواب۔ آگ۔ پانی۔ پرتھوی۔

سوال ۴۔ اور حواسی؟

جواب۔ بانی۔ من۔ آنکھ۔ اور کان۔ خواہ ناطقہ۔ واہمہ۔ باصرہ اور سامعہ۔ یا بولنے سوچنے۔ دیکھنے اور سُننے کی اندریاں ؛

سوال ۵۔ کتنے دیوتا مخلوق کے جسم کو روشن کرتے ہیں؟

جواب۔ یہی تین قسم کے دیوتا جسم کو متحرک کر کے اُسے جسمانیت کے کاروبار کرنے کے قابل بناتے ہیں ؛

سوال ۶۔ ان میں سب سے افضل بزرگ اور سرِ لیشٹ کون ہے۔

جواب۔ ان سب میں پران ہی سب سے زیادہ بزرگی والا ہے

سوال ۷۔ اسکا ثبوت کیا ہے۔ کہ پران سب سے زیادہ طاقتور ہے

جواب۔ اس لئے کہ پران کے بغیر اور سب کمزور نکمّے اور مُردہ کی طرح ہو رہتے ہیں۔

[الف]۔ جب یہ ہے۔ تب وہ بھی ہیں۔ وہ نہ ہو تو یہ جسم میں نہیں رہ سکتے۔ یہ راجہ ہے۔ دوسرے اس کے محکوم ہیں۔ یہ شہد کی مکھیوں کے راجہ کی طرح ہے جب تک وہ ہے۔ تب تک یہ بھی ہیں۔ جب وہ اڑ جاتا ہے۔ تب یہ بھی اڑ جاتے ہیں۔

[ب]۔ جب وہ چلنے کو ہوتا ہے۔ تو یہ بھی چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

[ج]۔ تمام جسم اسی کے سہارے قائم ہے۔

سوال ۸۔ جسم کے اندر یہ پران کس کس طرح سے کام کرتا ہے؟ *[2]

جواب۔ یہ پران پانچ قسموں میں منقسم ہو کر جسمانی کاروبار کرتا ہے۔

[الف] پران
[ب] اپان
[ج] ویان
[د] اُدان
[ہ] سمان

*[2]۔ پرشن اُپنشد یہاں پانچ قسم کے پرانوں کا اشارہ دیتی ہے۔ اس لئے ان کی صراحت کر دی۔ آئندہ سوال میں تفصیل ہے۔

سوال ۹- پران کی اس اہمیت کا کیا ثبوت ہے؟
جواب- وہ آپ اپنا ثبوت ہے۔
[الف] وہ چلا جاتا ہے۔ تو یہ تمام بھی چلے جاتے ہیں۔
[ب] وہ جب اپنی طاقت کو سمیٹ لیتا ہے۔ تو یہ بے حس بے حرکت اور بیکار ہو جاتے ہیں۔
[ج] اس کی طاقت میں ان کی طاقت اور اس کی کمزوری میں ان کی کمزوری ہے۔
[د] وہ انکا سہارا ہے۔ اور ان سب کی جڑ اسی میں ہے یہ اس کی بزرگی کا ثبوت ہے۔

سوال ۱۰- اس کی مثال؟
جواب- قصہ سُنو- ایک مرتبہ من- بانی- آنکھ- کان غرور سے پران کے ساتھ لڑ پڑے- من نے کہا- میں سب میں افضل ہوں- "تمام جسمانی کاروبار میرے سنکلپ و کلپ (خیالی قلابازیوں) پر منحصر ہے- میں نہ رہوں تو یہ کبھی قائم نہ رہے" زبان (قوت کلام) نے دعوےٰ کیا- میری گویائی پر جسمانی انتظام موقوف ہے" آنکھ نے کہا- میں نہ دیکھوں- تو جسم مر جائیگا- کان کو گھمنڈ تھا کہ "اگر میں نہ سنونگا- تو جسمانیت کا خاتمہ ہو جائیگا" پران خاموشی کے ساتھ ان سب کی لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا- اپنی باری پر بول اُٹھا "غرور نہ کرو- یہ غرور لے جاتا ہے" لیکن ان میں سے کسی نے اس کی بات نہیں مانی- تب پران نے کہا-

بہت خوب! تو اب میں جسم سے باہر نکلتا ہوں۔ تم اُسے قائم رکھو۔ اور اپنی اپنی طاقتوں کا اندازہ لگا لو" اور جب وہ نکلنے کو ہوا۔ ان میں سب بے حواسی۔ بے حسی اور کمزوری اُٹھنے لگی۔ تب ان کو ذہن نشین ہو گیا۔ کہ جسم کے اندر پران سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ اور سب کے کاروبار اُسی کی بزرگی پر منحصر ہیں۔ تب یہ سب ملکر اُس کو منانے اور اس کی خوشامد کرنے لگے۔ اور جسم میں ٹھہرنے کی درخواست کی ٭۱
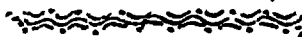
سوال ۱۱۔ پران کی تعریف کیا ہے؟"

جواب [الف] یہ جیسے جسم میں ہے۔ ویسے ہی کائنات میں بھی ہے۔ یہاں یہ حرارت ہے۔ وہاں سورج ہے۔

[ب] جیسے بادل کا پانی سب کے لئے عام ہے۔ ویسے ہی پران کا فیض بلا تمیز سب کے لئے عام ہے۔

[ج]۔ جیسے ہوا سے سب کو حرکت ملتی ہے۔ ویسے اس سے جسم میں سب اندریوں کو طاقت نصیب ہوتی ہے۔

[د] یہی مادہ اور سب کی بنیاد بھی ہے۔ جیسے سب زمین پر اُسی کے سہارے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اس جسم میں وہ سب اندریوں کا سہارا ہے۔ یہ نہ ہو تو کون کس پر قائم رہے ٭

٭۱۔ یہ قصہ مزید صراحت کیساتھ اور کئی اپنشدوں میں بھی موجود ہے ٭

[ہ] - وہ بیان میں آتا ہے۔ وہ بیان میں نہیں آسکتا بیان میں آنے کی وجہ سے وہ ست (ہستی) ہے۔ بیان میں نہ آنے کی وجہ سے وہ اَست (خاموشی حیرت اور سکوت کا مضمون بنجاتا ہے۔ کوئی اُسے (اصلیت کی نظر سے) کچھ بھی تو کیا کہے!

[و] - وہ برہمانڈ کے رتھ کی نابھی ہے جس میں اس کے کاروبار کے ارے پروئے ہوئے ہیں۔ بالکل اسی طرح اس جسم میں تمام حواس اور اعضا وغیرہ اسی پران میں گتھے رہتے ہیں۔ جیسا وہ وہاں ہے۔ ویسا ہی یہاں بھی ہے

[ز] - وہ لا فانی امرت ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا۔ برہمانڈ کا دار و مدار اُسی پر ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ یہ پران نہ رہے یہی زندگی ہے۔ زندگی کو تو ہمیشہ کسی نہ کسی صورت میں رہنا ہی ہے۔ اور اسلئے اس پران کا کسی وقت اس سرشٹی میں خاتمہ نہیں ہوتا۔

[ح] - رگ (زندگی کی سانس کا اتار) یجر (زندگی کا درمیانی ٹھہراؤ) اور سام (زندگی کا اوپر کی طرف چڑھاؤ) یہی ہے۔ (یہی ریچک۔ کمبھک اور پورک ہے) یہی کشتری (جسمانیت اور جسمانیت کی بزرگی) ہے۔ یہی براہمن (برہمہ اور برہمہ کا برہمہ پنا) ہے۔

[ط] - یہی پرجاپتی ہے۔ جو اپنی آتما کی نظر سے سندری کے حمل میں ٹھہرتا۔ حرکت کرتا اور پیدا ہوتا ہے۔ (اس

کے سوا اور ہے کیا؟)

[ی] - (اندر لوک نے اسی وجہ سے ملک پران کی استتی گائی ہے) "اے پران! ہم تیرے محکوم اور خراج گذار ہیں تو ہمارا رفیق شفیق ہے۔ تو دیوتاؤں کو ہوی (بھینٹ) لیجاتا ہے۔ تو پتروں کو پنڈ دان پہنچاتا ہے۔ (دیوتا اور پتری کا رازق تو ہے)۔ تو رشیوں کا چرتر (طرز عمل۔ طرز معاشرت اور طرز سلوک) ہے۔ یہ رشی اور کچھ نہیں ہیں۔ انگرس (اگنی اور حرارت) اور اتھروان (حرکت اور خوش حرکتی) کی اولاد ہیں۔ (حرارت اور حرکت کا دار و مدار سب تجھ پر موقوف ہے)۔"

[ک] (اندر لوک کی استتی) "اے پران! تو ہی اپنے جلال (تیج) سے اندر (سورگ کی سب سے زبردست طاقت) ہے۔ تو رُدر (رولانیوالا) عبرت بخش محافظ ہے۔ تو آکاش میں متحرک رہتا ہے۔ تو سورج کی طرح روشنیوں کا مالک (ہستی کے ظہور کی جڑ) ہے۔"

[ل] - جب تو برستا ہے۔ (اور دنیا میں اپنے فیض عام کا سلسلہ جاری کر رکھتا ہے) تب ہم سب تیری رعیت خوشی میں قائم ہو رہتی ہیں۔ اور ہماری خواہش کے موافق غلہ (غذا) کی کثرت اور بہتایت ہوتی ہے۔"

[م] - "سب ناپاک ہیں۔ سب کو پاکی کا سنسکار ہے۔ تو اکیلا ورانیہ ہے۔ جس کو نہ کوئی پاک کرتا ہے۔

نہ کبھی تیرا سنسکار (اصلاح) ہوا - (تو کسی کا چیلا نہیں
ہے) تو اکیلا (لاثانی) رشی (دیکھنے والا - بے غرض
ساکشی) غذا کی نذر کا قبول کرنیوالا ہے۔ ہم تیرے لیے
(غذا کی) نذریں پیش کرتے رہتے ہیں - تو مات رشوا (ہوا)
ہے - اور سب کا باپ ہے؛

[ن] - (اندریوں کی اُتپتی مسلسل) "یہ تیری ہی
حقیقت ہے - جو کلام یا بانی میں بستی ہے - کان کی سماعت
آنکھ کی بصارت - دل کی وسعت تیرا ہی روپ ہے - تو
ہم سے جدا نہ ہو - ہمارے ساتھ رہ - اور ہمارے من کو کلیان
والا بنا؛

[س] (ستتی مسلسل) "یہاں جو کچھ اس تری لوکی (تحتانی
وسطی - فوقانی عالم) میں ہے سب پران ہی کے اختیار
میں ہے - (پران سے باہر کچھ نہیں ہے) اے پران! ہم
تیرے بالک بچے ہیں - ماں کی طرح ہمیں آفتوں سے بچا -
ہم کو برکت اور دانائی دے؛

"یہ پران کی تعریف ہے"

وقت اس میں رہتی ہے۔ اور کبھی کسی حالت ۱۳۲ میں اس سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ اس نظر سے پران

تیسرا پرشن

عافیت پسند کوسلیہ کا سوال اور قدرتی معلم پپلاد کا جواب

پران کی ماہیت

سوال ۱۔ پران کیا ہیں؟

جواب۔ پران دو سنسکرت مادہ پر (پہلے) اور آن (سانس) سے بنا ہے۔ جو سانس پہلے سے جاری ہے۔ وہ پران ہے۔

یہ در اصل حقیقت کی دھار ہے۔ جو حقیقت میں بہتی رواں ہوتی اور جاری رہتی ہے۔ یہ حق کی حقیقت۔ ذات کی ذاتیت۔ اصل کی اصلیت کی دھار ہے۔ جو اپنے حق ذات اور اصل سے کبھی جدا نہیں ہے۔ اور اس نظر سے لافانی اور امر ہے ٭ سوال ۲۔ یہ پران کہاں سے پیدا ہوتا ہے (جواب حاشیہ پر ملاحظہ)

سوال ۳۔ یہ پران اس جسم میں کیسے آتا ہے؟

جواب۔ تو نے سوال کی حد کر دی۔ اگر تو برہمنشٹی نہ ہوتا۔ تو میں جواب دینے سے کتراتا۔ سن پرش میں چھایا ہوتی ہے۔ یہ چھایہ (یا۔ سایہ) اس میں اسی کے ساتھ رہ کر پھیلی رہتی ہے۔ اور من کے کاروبار سے جسم میں داخل ہوتا

ہے۔ اس کا سمجھنا آسان ہے۔ اور اس کا سمجھنا مشکل ہے۔
پران تو ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ سایہ اپنے اصل کو کبھی
نہیں چھوڑتا۔ نہ سایہ کو اس کا اصل چھوڑتا ہے۔ یہ انگ سنگ
رہنے والے ہیں۔ جیسے طاقتور کی طاقت اور زوردار کے
زور سے اس کی کبھی جدائی نہیں ہوتی۔ ویسے ہی اس پران
کی بھی کیفیت ہے۔ لیکن جب تک کوئی شخص اپنے من سے
یہ نہ سوچے کہ میں طاقت یا زور والا ہوں۔ تب تک وہ
اُسے اپنے سے جدا نہیں یقین کرتا۔ من سے سوچنا ہی اُس
کا جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اس طرح یہ پران جسم میں داخل
ہوتا ہے۔ اور اس سوچنے والے کو علم ہوتا ہے۔ کہ میں پران
دھاری یا پران والا ہوں +

سوال ۸۔ اور وہ کس طرح اپنے آپ کو تقسیم کرکے
جسم میں قایم کرتا ہے؟

جواب۔ یوں سوچو۔ جیسے کوئی راجہ کسی ملک میں اپنی
طرف سے وزیر۔ سپہ سالار۔ خزانچی۔ منصف مقرر کرکے اس
ملک پر حکومت کرتا ہے۔ اُسی طرح یہ پران اپنے آپ کو پانچ
صورتوں میں تقسیم کرکے جسم کے کاروبار کا انتظام کرتا ہے۔
اور سب کو جدا جدا کاموں پر لگا رکھتا ہے۔ اگر تم دنیاوی
کاروبار پر ہی توجہ کرو۔ تو پران کی جسمانی حکومت کا راز دم
کے دم میں ابھی سمجھ میں آجائے۔ کیونکہ اصل میں یہ پران ہی
سب کا جوہر اور اصل الاصول ہے۔ اور یہی اصول ہر جگہ محیط

کُل ہو رہا ہے)

سوال ۵- یہ مثال بطور خود کافی نہیں ہے۔ یہ صراحت طلب اور وضاحت طلب ہے؟

جواب۔ پران پانچ قسم کا ہوتا ہے:-

[الف] پران
[ب] اپان
[ج] ویان
[د] سمان
[ہ] اُدان

[الف] مکھیہ پران سب کا راجہ ہے۔ جو کان اور آنکھ میں رہتا ہوا منہ اور ناک میں قائم ہوتا ہے۔ ساری طاقتیں اسی کی ہیں +

[ب]- سمان۔ اس پران راجہ کا خزانچی ہے۔ جو بیچ میں رہتا ہوا دی ہوئی یا لی ہوئی غذا کو ہر جگہ لے جاتا پہنچاتا اور سب میں مناسب طور پر تقسیم کرتا ہے۔ اور چونکہ یہ سمتا رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا نام سمان ہے۔ اس سمان پران سے پران کے شاہی رعب و داب جلال اور حکومت کے سات شعلے بلند ہوتے ہیں۔ جو اس کے دبدبہ کو تقویت بخشتے ہیں +

[ج]- ویان۔ ہر جگہ سپہ سالار کی طرح گھومتا رہتا ہے۔ اور پھیلا ہوا ہے +

[۴] - اُدان تیج یا گرمی ہے۔ جب یہ نکل جاتی ہے تب جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ یہ وزیر کی حیثیت رکھتا ہے
[۵] - اپان گُدا اور اندری رہتا ہے۔ اور اخراج وغیرہ کے فرائض انجام دیتا ہے۔ یہ منصف ہے ؛
اس طرح پران پانچ طریقوں میں اپنے آپ کو تقسیم کر کے جسم میں قائم کر لیتا ہے ؛

سوال ۶ - جس طرح آپ نے پران کے لغوی معنی بتائے ہیں۔ (۱) اپان - (۲) ویان - (۳) سمان - (۴) اُدان کی بھی وضاحت کر دیجئے ؛

جواب - (۱) اپان - سنسکرت مادہ اَپ (نیچے) اور اَن (سانس لینے) سے نکلا ہے۔ اس کی جگہ پیشاب پاخانہ کی اندری میں ہے۔
(۲) ویان - سنسکرت مادہ وی (پھیلے) اور اَن (سانس لینے سے نکلا ہے۔ اس کا پھیلاؤ ہر جگہ ہے۔
(۳) - اُدان - سنسکرت مادہ اُد (اوپر) اور اَن (سانس لینے) سے نکلا ہے۔ یہ اوپر کی طرف اٹھتا ہے۔
(۴) سمان - سنسکرت مادہ سم (برابر) اور اَن (سانس لینے) سے نکلا ہے۔ یہ قوّت ہاضمہ کو تقویت دیتا ہے ؛

ان کے لغوی معنی یہ ہیں -
سوال ۷ - سمان وایو سے جو سات شعلے بھڑکتے یا مشتعل ہوتے ہیں - ان سے کیا مراد ہے ؟
جواب - سات شعلے دو آنکھ + دو کان + دو ناک + ایک منہ ہیں - سمان ان کے ذریعہ اپنی ہستی کے کاروبار کا اظہار کرتا ہے - انہیں سے یہ شعلے بھڑکتے ہیں +

سوال ۸ - یہ پران کس میں سے ہو کر نکلتا ہے ؟
جواب - آتما ہردے استھان میں رہتا ہے - اس جگہ ایک سو ایک ناڑیاں ہیں - انہیں سے سوشمنا خاص ناڑی ہے - ان ایک سو ایک ناڑیوں سے ملی ہوئی سو سو چھوٹی ناڑیاں بھی ہیں - جن کی بہتر بہتر ہزار شاخیں ہیں - اور ویان سب میں محیط ہو کر گھومتا رہتا ہے +
جب اُدان اوپر جانے والا پران سوشمنا ناڑی سے ہو کر نکلتا ہے - تب پنیہ کے خیال کے ساتھ وہ انسان کو پنیہ لوک (خیر و ثواب کے کرہ) میں لیجاتا ہے - اور جب یہ پاپ کے خیال کو لئے ہوئے دوسری ناڑیوں سے ہو کر نکلتا ہے - تو پاپ کی وجہ سے پاپ لوک (عذاب و عتاب کے کرہ) کو جاتا ہے - اور جب خیال میں پاپ پنیہ دونوں شامل رہتے ہیں - اور وہ ناڑیوں سے ہو کر نکلتا ہے - تو پھر وہ انسان کو منشیہ لوک (انسانی کرہ) میں لیجاتا ہے +

سوال ۹۔ اس پران کے تعلقات باہری دنیا اور آتما کے ساتھ کس طرح کے ہوتے ہیں؟

جواب۔ جو سورج میں پران ہے۔ وہی پرتھوی میں اگنی ہے۔ سورج میں جو پران ہے۔ وہی اسی کی مدد سے آنکھوں میں بھی ہے۔ اور وہی دیوتا پرتھوی میں اگنی ہے۔ یہ اگنی منشیہ کے اپان کو مدد دیکر اوپر ابھارتا ہے۔ پران اپان۔ سمان۔ ویان۔ اُدان سب کے سب پران ہی ہیں۔ فرق صرف مقام کی تمیز کا ہے۔ جو درمیانی وسعت میں ہے۔ وہ پران سمان ہے۔ جو ہوا میں پھیلی ہوئی سانس ہے وہ ویان ہے۔ جس سے جسم کو گرمی ملتی ہے۔ وہ اُدان ہے۔ ان سب کے تعلقات اسی قسم کے ہیں۔ باہری تعلقات تو اس قسم کا ہے۔ اور یہی سب پران آتما کے ارد گرد اس کے ساتھ کھنچے ہوئے رہتے ہیں۔ جب اندریاں من میں لین ہو جاتی ہیں۔ اور اُن کی جسمانی حرارت کم ہو کر ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ تب دوبارہ جنم ہوتا ہے۔

سوال ۱۰۔ یہ پُنر جنم کسطرح ہوتا ہے۔

جواب۔ جیسا خیال ویسا حال۔ جیسا حال ویسا ہی نتیجہ۔ انسان کا چت اندر ہی اندر خیالی لوک یا جائے قیام بناتا رہتا ہے۔ جو جسم یا حالت ملنے کو ہے۔ وہ پہلے ہی سے چت کے اندر موجود رہتے ہیں۔ چت کی اس کے ساتھ موزونیت اور مطابقت رہتی ہے۔ اور جس کا جیسا

چیتنیہ۔ اس کی رفتار اسی قسم کی پران کی طرف رہتی ہے۔ اور پران بیچ اودان سے ملا ہوا آتما کے ساتھ رہتا ہے۔ اور وہ انسان کے خیالی بنائے ہوئے لوک کی جانب اُسے لے جاتا ہے۔ غرض جنم اسطرح پر ہوتا ہے۔

سوال ۱۲۔ آپ کی اس تعلیم کا فائدہ ہم کیا سمجھیں؟
جواب۔ جو شخص پران کی ابتدا جسم میں اُس کا داخلہ اور پانچ طرح پر اس کے پھیلاؤ۔ اور آتما کیساتھ اس کے تعلق کو بخوبی ذہن نشین کر لیتا ہے۔ وہ انسان لافانی ہوتا ہے۔ اور امرپد کو پاتا ہے۔ اور اس کی اولاد ختم نہیں ہوتی۔ یہ اس تعلیم اور اس کے علم الیقین کا یہ فائدہ ہوتا ہے۔

چوتھا پرشن

عمل پرست گارگیہ کے سوال اور قدرتی معلم پپلاد کے جواب

نیند وغیرہ کی بابت
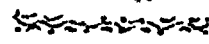
سوال ۱۔ کون سوتے وقت سونیوالے میں سوتے ہیں؟
جواب۔ اندریاں سوتی ہیں۔

سوال ۲ - یہ سونا کیا ہے؟
جواب - یہ سونا ایک ہو کر مل رہنا ہے - سورج کی کرنیں سورج کے ڈوبتے وقت اُس سے ملکر ایک ہو رہتی ہیں - اسی طرح یہ اندریاں بھی سوتے وقت من سے ملکر ایک ہو رہتی ہیں - من اندریوں سے اونچا دیوتا ہے - اور وہ اسی کے سہارے ہیں *

سوال ۳ - اور جب سونا نہیں ہوتا تب کیا حالت ہوتی ہے؟
جواب - جیسے سورج کے نکلتے وقت اس کی کرنیں پھیل جاتی ہیں - ویسے ہی جاگتے وقت یہ اندریاں بھی من کی پیدائش میں جاگ اٹھتی ہیں - اور پھیل جاتی ہیں *

سوال ۴ - نیند اور بیداری میں فرق کیا ہے؟
جواب - بیداری میں پرش سُنتا - دیکھتا - سونگھتا - چکھتا - پکڑتا - آنند لینا - مل (کثافت) خارج کرتا ہے - اور چلتا ہے - نیند میں نہ وہ سُنتا ہے - نہ دیکھتا ہے - نہ سونگھتا ہے - نہ چکھتا ہے - نہ پکڑتا ہے - نہ آنند لیتا ہے نہ پیشاب پاخانہ کرتا ہے - اور نہ چلتا ہے - یہ جاگنے اور سونے میں فرق ہے - وہ صرف سوتا ہی ہے *

سوال ۵* - ایسا کیوں ہوتا ہے - کیوں وہ جاگتا ہی نہیں رہتا اور

* - یہ زائد سوال ہیں جو پرشن اپنشد میں نہیں ہیں - مصلحتاً اپنے طرف سے شامل کر دئے گئے ہیں تاکہ اصلیت کے سمجھنے میں مدد مل سکے سوا اور کوئی غرض نہیں ہے بغیر انکے شامل کئے ہوئے ہر شخص اصلیت کو نہ سمجھ سکیگا [مفسر]

کیوں سوتا ہی نہیں رہتا؟

جواب - یہ پران کی رفتار کی وجہ سے ہے - اور سوبھاوک ہے پرش میں پران کی دھارا چلتی رہتی ہے۔ سانس بن کر آتی - جاتی اور ٹھہرتی رہتی ہے اور اس کی اس حرکت کا اثر من اور اندریوں میں پڑتا ہے - اور وہ حرکت میں آتی ہیں۔ پران کی حرکت ریچک - پورک اور کمبھک ہے +

سوال ۶ - پران چلتا رہتا ہے۔ اسے کوئی دکھ نہیں ہوتا لیکن من اور اندریوں کو دکھ ہوتا ہے - اس کا سبب کیا ہے؟

جواب - پران یگیہ کرتا رہتا ہے - اگر یہ من اور اندریاں بھی یگیہ کرتی رہیں - تو انہیں بھی دکھ نہ ہو - پران کی دھار میں تعلق کے ساتھ بے تعلقی اور بے تعلقی کے ساتھ تعلق ہے - من اور اندریاں تعلق کے قید و بند میں جکڑ جاتی ہیں - پران کے اصول کو نظر انداز کر دیتی ہیں - اسلئے انہیں دکھ ہوتا ہے +

سوال ۷ - وہ کون ہیں جو جاگتے ہیں اور کبھی نہیں سوتے -

جواب - وہ پران ہیں - جو جاگتے ہی رہتے ہیں - اور سوتے نہیں +

سوال ۸ - یہ کیوں نہیں سوتے؟

جواب - یہ اپنی اصلی اور قدرتی حالت میں رہ کر یگیہ کرتے رہتے ہیں +

سوال ۹ - یہ یگیہ کیا ہے؟

جواب - اصلی زندگی کا کام - بغیر تبدیل ہوئے حالت بر رہے

نوٹ - زاید سوالات صرف سمجھانے بجھانے کے لئے +

ہر وقت اور ہر لمحہ ملاپ۔ یہ پران کا طرزِ عمل ہے۔ اور یہی طرزِ عمل یگیہ ہے۔ من اور اندریوں کی یہ حالت نہیں ہے۔ وہ تعلق کے رشتہ میں جکڑ جاتی ہیں اور انہیں غرض کا پابند ہوکر ہر وقت بدلنا پڑتا ہے۔ اور یہی بدلنا تبدیل حالت ہے۔ اور اسی تبدیل حالت میں جنم مرن اور سنسار ہے۔ پران اپنی اصلی حالت میں رہتا ہے۔ اسلئے اُسے جنم مرن کا کھٹکا نہیں ہوتا۔ اسلئے اصلی حالت میں رہنے کو یگیہ سمجھو +

سوال ۱۰ - آج تک اُپنشد کے کسی ٹیکا کار نے ایسا نہیں سمجھایا۔ تم یہ نئی نرالی اور عجیب وغریب بات کہتے ہو۔

جواب - انہوں نے نہیں سمجھا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اُپنشد حرف مختصر راز اور مختصر اشارہ ہیں۔ اُنہیں حرف کوئی کوئی سمجھتا ہے +

سوال ۱۱ - اس یگیہ کا اشارہ تو کم از کم ہونا چاہئیے ؟

جواب - اشارہ موجود ہے +

سوال ۱۲ - یگیہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب - یگیہ سنسکرت مادہ یج (پوجنے) سے نکلا ہے یہ برہم کی پوجا ہے۔ جو پران کرتے رہتے ہیں۔ پران کی پوجا برہم ہی کے لئے ہے۔ اپنے لئے نہیں ہے۔ اس لئے برہم سے ان کی کبھی جدائی نہیں ہوتی۔ ذاتی غرض سے جو فعل کئے جاتے ہیں۔ وہ برہم کی قربت نہیں ہونے دیتے۔ دُور دُور بھٹکتے رہتے ہیں۔ پران کا ریچک (باہر نکلنا) پورک (اندر آکر پورا ہونا) اور

نوٹ۔ زاید سوالات صرف سمجھانے بجھانے کے لئے +

کمبھک (اندر ہی گھڑے کی طرح ٹھہر جانا) سب کا سب برہم یگیہ اور برہم ہی کے واسطے ہے۔ اپنے لئے نہیں ہے۔ اسی کو یگیہ کہنا چاہئے۔
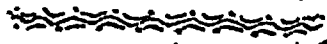
سوال ۱۳۔ یہ یگیہ کس طرح کیا جاتا ہے؟

جواب۔ یہ جسم شہر سے مشابہ ہے۔ اس میں پرانوں کے اگنی کنڈ ہر وقت روشن رہتے ہیں۔ اور پران کے اگنی ہر وقت جاگتے رہتے ہیں۔ اس میں:-

[الف] اپان گارہ پتیہ (گرہست کی) اگنی ہے۔

[ب] ویان نواہاریہ پچن (دکشن کی) اگنی ہے جس سے گارہ پتیہ اگنی باہر لائی جاتی ہے۔

[ج] پران۔ (اندر آنے والی سانس) آہونیہ اگنی ہے گارہ پتیہ اگنی سے باہر لائی جاتی ہے۔ یہ پران کا یگیہ ہے (اور ریچک پورک کمبھک کے یگیہ کا راز ہے)

سوال ۱۴۔ اس پران یگیہ نے برہم کی قربت کیسے ہوتی ہے؟

جواب۔ سانس کا باہر نکالنا اور اندر کھینچنا (یگیہ کی) دو آہوتی ہیں۔ جو سانس ان دونو کو برابر کر دیتی ہے۔ وہ سمان (سم یا برابر کرنیوالی) ہے۔ اور اُدان (اُد = اوپر۔ اور ان = سانس لینا) اوپر اٹھانے والا ہے۔ اور یہی اوپر اٹھا کر برہم سے ملاتا رہتا ہے۔ اور یگیہ کرنیوالے جیوآتما کو اس تک پہنچاتا ہے۔ اس وجہ سے برہم سے قربت نصیب ہوتی ہے۔

*سوال ۱۵۔ یہ یگیہ کون کرتا ہے؟

*۔ زاید سوال جو سمجھانے کی غرض سے یہاں اضافہ کر دئے گئے ہیں۔

جواب - یگیہ کرنیوالا - خواہ اس طرح پران یگیہ کا کرنے والا برہمانڈی من ہے - وہی اس یگیہ کا جمان ہے - اور اگر انسان اس پران یگیہ کے راز کو سمجھ لے - تو پھر اُس کا پنڈی من بھی اس یگیہ کا کرنیوالا ہو کر جمان بن جاتا ہے ؛

سوال ۱۶ - اس یگیہ کا پھل ؟

جواب - برہم کا ساکشاتکار - اصلیت کا گیان حقیقت سے قربت ؛

سوال ۱۷ - وہ کون دیو ہے - جو خواب دیکھتا ہے ؟

جواب - (برہمانڈ میں یہ برہمانڈی من اور پنڈ میں یہ پنڈی من ہے) جو خواب کی مہما کا انوبھو کرتا ہے - اس نے جاگرت اوستھا میں واقعات پہلے دیکھ رکھے تھے - انہیں پھر سوتے ہوئے دیکھتا ہے - اور جو بات پہلے (جاگنے کے وقت) سنی تھی - انہیں پھر نیند میں سنتا ہے - اور جو اُس نے (پہلے) مختلف مقامات اور متعدد ملکوں میں بھوگا - اور تجربہ کیا ہے - وہی بھوگ اور وہی تجربہ حالت خواب میں کرتا ہے

سوال ۱۸ - بہت سی ایسی باتیں خواب میں نظر آتی ہیں جن سے اس زندگی میں کبھی تعلق نہیں ہوا - اور وہ دیکھی سنی نہیں گئی تھیں - لیکن وہ خواب میں دیکھی سنی جاتی ہیں - اس کا سبب کیا ہے ؟

جواب - زندگی کا حصر کچھ ایک ہی جنم پُرش سے ہے پُرش

کے بے شمار جنم ہوئے ہیں۔ پہلے جنموں کے کرموں کے اثرات (سنسکار) اس کے اندر قایم رہتے ہیں۔ اسلئے وہ انہیں دیکھتا۔ سُنتا۔ بھوگتا اور انوبھو کرتا ہے ❊

سوال ۱۹۔ یہ توضیح ہے۔ لیکن تعجب اس بات کا ہے کہ وہ ہستی اور غیر ہستی۔ وجود اور عدم۔ بھاو اور ابھاو ست اور است سب کا ساکشی ہو جاتا ہے ❊

جواب۔ اس میں تعجب اور حیرت کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس پُرش کا اصلی نام سوئمبھو ہے۔ وہی سب کچھ ہو جانے والا ہے۔ (سویم = خود بخود۔ اور بھو = ہونا) جو آپ سب کچھ ہو رہے ہے۔ اس کے لئے مشکل کیا ہے ❊

❊ سوال ۲۰۔ آپ بار بار پُرش کہتے ہو۔ یہ پُرش کون ہے؟

جواب۔ یہ پُرش وہ ہے۔ جو برہمانڈ میں ہے۔ اور یہ پُرش وہ ہے جو پنڈ میں ہے ❊

سوال ۲۱۔ کیا یہ دونو ایک ہی ہیں؟

جواب ۔ اصل میں جو یہ ہے۔ وہی وہ ہے۔ جب پنڈ پر نظر ہے۔ تب وہ پنڈی ہے۔ اور جب برہمانڈ پر نظر ہے۔ تب برہمانڈی ہے جو پنڈ میں ہے۔ وہی برہمانڈ میں بھی ہے ❊

سوال ۲۲ ۔ ایک یا دو؟

❊۔ زائد سوال جو سمجھانے کی غرض سے یہاں اضافہ کر دئے گئے ہیں ❊

جواب - ایک اکیلا - دو کا یہاں کیا کام!

سوال ۲۳ - یہ سمجھ میں نہیں آتا!

جواب - کچھ دن کسی باخبر کی صحبت اختیار کرنے سے خودبخود دو اور - دو پنے اور دوئی کا بھرم مٹ جائیگا - میں یہاں تم کو اس قدر سمجھا دیتا ہوں - تم ایک ہو - جب چھوٹائی کی جانب خیال ہے - تب چھوٹے اور جب بڑائی کی طرف دھیان ہے - تب بڑے - چھوٹائی اور بڑائی دونو تمہارے ہی سہارے رہتی ہیں - اسی طرح برہم اور جیو کی بابت بھی سمجھ لو جب جیسا خیال ہے - تب ویسا حال اور قال ہے - صرف اسی ایک بات کے ذہن نشین کر لینے سے اس دو پنے کا بھرم خودبخود مٹ جائیگا +

سوال ۲۴ - اور جب جاگرت اور سُپن سے تعلق نہیں رہتا تب کیا ہوتا ہے! سُوشپتی یا گہری نیند میں کیسے سُکھ ملتا ہے؟

جواب - جب نہ پنڈ پر نظر ہے - نہ برہمانڈ پر - اسوقت اپنا آپ روپ رہ جاتا ہے - چھوٹائی بڑائی معدوم اور موہوم ہو جاتی ہے - اُسی طرح

جب یہ منو سے دیو اُداں کے تیج سے اوپر چڑھ کر دب جاتا ہے - تب نہ جاگرت ہے - نہ سُپن ہے - سُوشپتی کی محویت آ جاتی ہے - اور اسوقت اُسے اس شریر میں سُکھی ہو جاتا ہے اسی کو سُکھ ملتا ہے - دوسرے کو نہیں +

---

*سوال ۲۵- یہاں آکر پھر بھرم ہوگیا۔ کیا سُکھ پُرش کو نہیں ہے؟
جواب- اے عزیز! پُرش تو خود سُکھ سروپ اور آنند رُوپ ہے
اُسے کیسا سُکھ- اور کیسا دُکھ! یہ سُکھ دُکھ منومے دیوہی کو ہوتا ہے +
سوال ۲۶- یہ منومے دیو کہاں رہتا ہے۔ اور کتنے قسم کا ہے؟
جواب- یہ منومے دیو پنڈ اور برہمانڈ دونوں میں رہتا ہے۔ پنڈ
کی نظر سے وہ پنڈی (جسمانی) ہے۔ اور برہمانڈ کی نظر سے وہی برہمانڈی
ہے۔ یہاں سمجھنے بُوجھنے کے لئے تم اُسے دو طرح کا سمجھ لو +
سوال ۲۷- اِن دونو کی متشابہتی صراحت درکار ہے؟
جواب- پنڈی یا جسمانی منومے دیو پنڈی ہے۔ اور برہمانڈی
یا کائناتی منومے دیو برہمانڈی ہے۔ ایک محدود اور چھوٹا ہے۔ دُوسرا
غیر محدود اور بڑا ہے۔ یہ اُن کے درمیان فرق ہے۔ پنڈی منومے دیو
پنڈی جسم پنڈی دل اور پنڈی اصلیت سے تعلق رکھتا ہُوا جیو ہے۔ اور
برہمانڈی منومے دیو- برہمانڈی جسم- برہمانڈی من اور برہمانڈی حقیقت
سے تعلق رکھتا ہُوا برہمہ ہے۔ یہ ان کی متشابہتی صراحت ہے +
جیو جب جاگرت میں ہے تب وشنو یا سنساری ہے۔
جیو جب سوپن میں ہے تب تیجس یا تیج والا ہے
جیو جب سوشپتی میں ہے۔ تب پراگیہ یا حقیقت سے قریب ہے۔ اسی طرح
برہمہ جب جاگرت میں ہے تب وراٹ
" " سوپن " " " انتریامی

*- یہ نشان سوال وجواب وضاحت اور صراحت کی نظر سے اضافہ کردئے گئے ہیں

برہمہ جب سُوشپتی میں ہے۔ تب ہرنیہ گربھ ہے۔
یہ اُن کے درمیان مشابہتی مدات ہیں۔

سُوال ۲۸۔ پھر بھرم ہوگیا۔ اس آپ کے بیان سے جیو اور برہمہ دونوہی القط ہوگئے۔ منومے ہی منومے رہ گئے

جواب۔ اور وہ ہوتے کیا! یہاں جو کچھ ہے۔ وہ منومے ہی تو ہے۔ یہ جو گفتگو ہو رہی ہے۔ من ہی کے سوچ وچار کے سلسلہ میں ہو رہی ہے۔ اس لئے یہ منومے دیو کا بلاس ہے۔ لیکن اس سے بھرم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے آتما کے ساتھ من بدھی جسم وغیرہ گُتھے ہوئے اسی کا سہارا لئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح برہمانڈ کے جسم۔ من۔ بُدھی وغیرہ برہمہ میں گُتھے ہوئے اُسی کا سہارا لئے ہوئے ہیں۔ برہمہ اور آتما دو تو ایک ہی ہیں۔ جیسا یہ ویسا ہی وہ۔ ان دونو کے درمیان نام کے لئے بھی فرق نہیں ہے۔ یہ جو کچھ کہا جاتا ہے۔ من ہی کی نظر سے کہا جا رہا ہے۔ آتما اور برہمہ کی اصطلاحات سمجھانے بجھانے کی نیت سے من ہی نے گھڑے ہیں۔ ورنہ حقیقت اور اصلیت کہنے سُننے کی چیز نہیں ہے۔ جو سب سے اُونچا اور سب کے پرے ہے۔ وہی آتما اور وہی برہمہ ہے۔ اور اُسی کے سہارا لینے کی ضرورت ہے۔

سوال ۲۹۔ اس حقیقی اصلیت اور اصلی حقیقت کا سہارا کیسے لیا جائے!

جواب۔ جس طرح پرند گھوم پھر کر اور اڑ کر اپنے درخت

[نوٹ۔ زاید سوال وجواب سمجھانے بجھانے کے لئے اضافہ ہوئے ہیں۔] (مفسّر)

کے گھونسلے میں آکر سہارا لیتا ہے۔ اُسی طرح تم اس حقیقی اصلیت اور اصلی حقیقت کا سہارا لو

سوال ۳۰۔ یہ بہت وضاحت طلب ہے

جواب۔ ہاں یہ ایسا ہی ہے۔ یہ لے اور چیتن کا عمل ہے۔ تم اس عمل کے عامل بنو۔ صرف علم پاکر عالم ہی نہ بنے رہو۔ اس وقت اُسکا خوب انوبھو ہو جائیگا +

سوال ۳۱۔ اس لے چیتن کا طریقہ بتائیے۔

جواب۔ سُنو

[الف] پرتھوی ہے۔ پرتھوی کی ماترا گندھ ہے

جل ہے۔ جل کی ماترا رس ہے۔

اگنی ہے۔ اگنی کی ماترا روپ ہے۔

وایو ہے وایو کی ماترا سپرش ہے۔

آکاش ہے آکاش کی ماترا شبد ہے۔

پرتھوی کو گندھ میں لے کرو۔ وہ جل میں جذب ہو گی۔ کیونکہ جل ہی سے پرتھوی کا ظہور ہوا ہے۔ جل کو رس میں لے کرو۔ یہ اگنی میں جذب ہو گا۔ کیونکہ جل کا ظہور اگنی ہی سے ہوا ہے۔ اگنی کو روپ میں لے کرو۔ یہ وایو میں جذب ہو گا۔ کیونکہ وایو ہی سے اگنی کی پیدائش ہے۔ وایو کو سپرش میں لے کرو۔ یہ آکاش میں جذب ہو گا۔ کیونکہ آکاش ہی سے وایو پیدا ہوا ہے۔ آکاش کو شبد میں لے کرو۔ شبد ہی آکاش کا گُن ہے۔ اس کا جوہر خلاصہ اور عطر شبد کو سمجھو۔ یہ تتوں (عناصر) کا لے چیتن ہے +

[ب] آنکھ کی ماترا روپ ہے۔ روپ ہی سے آنکھ بنی ہے آنکھ کو روپ میں لے کرو۔ کان کی ماترا شبد ہے۔ شبد ہی سے کان بنا ہے۔ کان کو شبد میں لے کرو۔ ناک کی ماترا گندھ ہے۔ گندھ کا تعلق ناک سے ہے۔ ناک کو گندھ میں لے کرو۔ زبان (ذوالقہ) کی ماترا رس ہے۔ رس ہی سے زبان ہے۔ زبان کو رس میں لے کرو چمڑا کی ماترا سپرش ہے۔ چمڑے کا تعلق چھونے سے ہے چمڑے کو سپرش میں لے کرو ۔

یہ گیان اندریوں کا لے چنتن ہے ۔

[ج] ہاتھ کی ماترا (سپرش یا) پکڑی ہوئی چیز ہے۔ ہاتھ سپرش ہی سے ہے۔ ہاتھ کو سپرش میں لے کرو۔ اندری کی ماترا (رس یا) سکھ بھوگ ہے۔ اندری کا تعلق اسی سے ہے۔ اندری کو اس میں لے کرو۔ پاؤں کی ماترا (گتی یا) جس پر چلا گیا ہے۔ پاؤں کا تعلق رفتار سے ہے۔ پاؤں کو رفتار میں لے کرو۔ مقعد (گدا) کی ماترا (مٹی یا جو) خارج کیا گیا ہے۔ گدا کا تعلق اسی سے ہے۔ اور اسی میں اوسے لے کرو۔ (زبان یا کلام) کی ماترا شبد یا جو) بولا گیا ہے۔ زبان کا تعلق اسی سے ہے اور اوسے اسی میں لے کرو ۔

یہ کرم اندریوں کا لے چنتن ہے ۔

[د] بدھی کی ماترا جانی ہوئی یا فیصلہ کی ہوئی شئے ہے۔ یہ اسی

میں لے ہو۔ چت کی ماترا چنتن اور سوچی ہوئی شے
ہے۔ اُسی میں اس کا لے ہو۔ اہنکار کی ماترا اہم بھاو
ورڑھ قوت ارادی ہے۔ یہ اُسی میں لے ہو۔ تیج یا ان
کی ماترا اگن کی ہوئی شے ہے۔ یہ اُسی میں لے ہو۔ پران
کی ماترا آتم تتو ہے۔ خواہ جسے پران سے سہارا ملتا
ہے۔ یہ اُسی میں لے ہو۔
پرانتہ کرن اندرونی اندریوں اور پران کا لے چنتن ہے
اس لے چنتن کے عمل سے حقیقت تک رسائی ہو جائے گی

سوال ۳۲۔ اور یہ لے چنتن ہو کر کس میں سہارا لیں؟
جواب۔ آتما میں۔ کیونکہ حقیقت میں روپ۔ رس۔ گندھ
سوئچ وچار۔ وگیان سب اسی آتما۔ اکشر آتما کے آدھار اور
سہارے پر رہتے ہیں۔ وہ سب کا مدار علیہ ہے۔ اس کے
سہارے کے بغیر کسی کی ہستی قائم نہیں رہتی *

* ۔ پرشن اُپنشد کے دائرہ بیان سے باہر جانے کا نہ حوصلہ ہے۔ نہ جرأت ہے۔ اور شاید کوئی شخص اسے پسند بھی نہ کریگا۔ پپلا درشی منی نے جو کچھ عمل پسند کتا شیہ کی تعلیم دی وہ صحیح ہے۔ لیکن یہ طول عمل ضرور ہے۔ اور مشکل سے لوگوں کی سمجھ میں آئیگا۔ عمل کرنا درکنار رہا۔ سوال یہ ہے۔ کہ کیا کوئی آسان ترکیب بھی اس لے چنتن کی ہے؟ جواب یہ ہے کہ ہاں ہے۔ اور اُپنشدوں کے اندر بھی اس کا پتہ مل سکتا ہے۔ کوئی خواہشمند ادھکاری ملے۔ تو یہ راز اُسے بتایا

سوال ۳۲- کیا اس عمل سے برہمہ کا ساکشا تکار (حق الیقین) ہو جائے گا؟

جواب- اے عزیز! یہ برہمہ صرف اکشر ماتر اور شبد محض ہے۔ وہ ایک اکشر' اوم ' سے جانا جاتا ہے۔ یہ اکشر (لافانی حرف) بغیر سایہ۔ بغیر جسم۔ بغیر رنگ کے ہے۔ اور خالص نورانی ہے۔ وہ جو اس پرم اکشر کو پا لیتا ہے۔ بلا شک وشبہ سب کے جاننے والا ہو جاتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔

جائے۔ آگے چل کر ندید آرنیک اُپنشد اور چھاندوگیہ اُپنشد کی ٹیکا کرتے وقت میں اس آسان۔ سریع العمل اور سریع التاثیر سادھن پر روشنی پر روشنی ڈال دونگا۔ یہاں اشارتاً صرف اسی قدر کہا جاتا ہے۔ کہ وہ پران سے اُدگیت کا گانا ہے۔ اسی کو سنت سُرت شبد یوگ۔ اور صُوفی سلطان الاذکار۔ اور فقرا صوتِ سرمدی کا نام دیتے ہیں۔ یہ اصلی شروتی سادھن (عمل سماع) ہے۔ اشارہ یہ ہے:-

(۱) تین بند لگائے کر سُن انہد ٹنکور نانک سُن سمادھ میں نہیں سانجھ نہیں بھور

(۲) تین بند لگائے کر کہہ سے کچھو نہ بول باہر کے پٹ دیکر انتر کے پٹ کھول

(۳) تین بند لگائے کر نام نرنجن لے انتر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے دے

(۴) چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی سرّ حق بر ما بخند

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

سوال ۴۳- اس خیال کی تائید میں آپ کوئی سند پیش کر سکتے ہو؟

جواب- ہاں لوگوں نے ایسا کہا ہے:-
"اے عزیز! جو اکشر (برہمہ) کو پہچانتا ہے جس پر جاننے والا آتما اور اُس کے تمام دیوتا اور پران اور بھوت قائم ہیں وہ سب کچھ جانتا ہوا سب کچھ میں داخل ہو جاتا ہے"

پانچواں پرشن

اوم

علم پرست۔ صاحب مقصد ستیہ کام کا سوال اور قدرتی معلم پپلا درشی کا جواب

سوال ۱- اگر مرتے وقت تک برابر اوم کا دھیان ہوتا ہے تو اس دھیان کی مدد سے انسان کس لوک کو جائیگا؟

جواب- اوم پرے اور ورے دونوں ہی ہے۔ جو ورے کا دھیان کریگا۔ ورے کے لوک میں جائے گا۔ اور جو پرے کا دھیان رکھیگا۔ وہ پرے کے لوک کو جائیگا۔ پرے یہ ہیں پر برہمہ یا شدھ برہمہ سے۔ اور ورے یہ ہیں برہمہ یا سبشٹ برہمہ ہے۔ برہمہ دو نوں ہی ہیں۔ اس میں کسی کے سہارا لینے سے

سہارا لینے والا وہاں ہی کو جاوے گا۔

سوال ۲ - برہمہ تو ایک ہے۔ اور جب ہوگا ایک ہی ہوگا۔ پھر یہ ورے پرے۔ اور شدھ شبل برہمہ کئی برہمہ کیسے ہوگئے؟

جواب - برہمہ ایک ہے۔ لاثانی ہے۔ بغیر دو کے ہے اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ یہ سب صحیح ہے۔ لیکن انسان کی عقلی اور خیالی نظر۔ اور قدرتی مناظر کی ترتیبی نظر۔ اور حالات واقعات کی نسبتی نظر سے تم جتنے چاہو۔ برہمہ کی اتنی صورتیں فرض کرلو۔ فرض کرتے چلو۔ اس سے نقصان ہی کیا ہے۔ وہی ایک ہے وہی ایک ہے۔ وہی سب کچھ ہے۔ اُسے چاہے محدود کہو۔ چاہے غیر محدود کہو۔ ہر ایک بات کا اور اس کی ہر ایک صفت کا تعلق تمہارے ہی نقطۂ خیال سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی سب ہے۔

سوال ۳ - یہ عجیب بات ہے۔ کہ برہمہ سب کچھ ہے۔ ہم تو اُسے ایک۔ لامحدود۔ لاشریک اور لاثانی ہی سمجھتے آئے ہیں

جواب - تو تم ایسا ہی سمجھو۔ فی الواقعی وہ عجیب و غریب ہے۔ اس سے زیادہ عجیب و غریب کون ہو سکتا ہے! وہ ایک ہی ہے۔ اور وہ ایسا ایک ہے۔ کہ اس کے سوا اور کسی کی ہستی ہی نہیں ہے۔ جب دو ہو۔ تب اُسے دو کہا جائے وہ لامحدود ہے۔ کسی کی عقل آج تک اُسے اپنی عقل کے حد بست کے اندر نہیں گھیر سکی۔ اور نہ گھیر سکتی ہے۔ اور نہ وہ

کسی کے گھیرے میں آسکتا ہے۔ نہ آویگا۔ اور نہ آیا تھا۔ وہ لاثانی بھی ہے۔ اُس جیسا دوسرا کوئی بھی نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی کوئی اس کا شریک، حصہ دار اور اس کا رقیب و حریف کوئی بھی نہیں ہے۔ تمہارا خیال صحیح ہے۔ لیکن ان خیالوں کے رکھتے ہوئے بھی وہی انسانی عقل کے موافق کئی کئی طرح کا ہو ہو کر اس کی سمجھ میں آتا۔ اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ جو جیسا ہے ویسا ہی اُسے سمجھتا اور اسی سمجھ کے موافق اپنا عقیدہ خیال اور یقین قائم کرتا ہے۔ نادانوں کی طرح باتیں نہ کرو۔ ذرا سمجھ بوجھ سے بھی کام لو۔ وہ ایک ہے وہی دو ہے۔ اور وہی تین بھی ہے ٭

سوال ۴۔ آپ مذبذب گفتگو کر رہے ہو؟

جواب۔ وہی مذبذب بھی ہے۔ پھر اُس کی بابت مذبذب گفتگو کیوں نہ کی جائے۔ وہ اجتماع ضدین ہے۔ تاریکی اور روشنی دونوں ہی اس کے سہارے رہتی ہیں ٭

سوال ۵۔ اِسے جانے دیجئے مجھے صاف طور پر سمجھائیے۔

جواب۔ ہاں وہ صاف بھی ہے۔ اس سے زیادہ صاف اور شدھ کوئی بھی نہیں ہے۔ اور جب انسانی عقل صاف ہوتی ہے۔ تو وہ اُسے شدھ برہم کہتی ہے ٭

سوال ۶۔ تو کیا وہ شدھ اور صاف نہیں ہے؟

جواب۔ جب میں نے کہ دیا۔ کہ وہی سب کچھ ہے۔ تو پھر زیادہ گفتگو کرنے کی گنجائش کہاں رہی۔ جب انسانی عقل شدھ

اور صاف نہیں ہے۔ تو اُسے شبل برہمہ کہتی ہے۔ کہنا سُننا سوچنا سمجھنا یہ سب کا سب انسان کی عقلی نقطہ نظر کے موافق ہے۔ برہمہ تو جیسا ہے ویسا ہے ✽

سوال ۷۔ برہمہ متعدد کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب۔ مثلاً تم نے کہا وہ سب کی ابتدا ہے۔ پھر سوچ کر کہا۔ وہ سب کی انتہا بھی ہے۔ پھر غور کرنے پر بول اٹھے وہ سب کا وسط بھی ہے۔ اس طرح بار بار کہنے سننے تم نے تین برہمہ بنا لئے۔ ابتدا کا برہمہ۔ انتہا کا برہمہ اور وسط کا برہمہ۔ اور دیکھو کس طرح ایک ہوتا ہُوا وہ تین ہو گیا۔ تم نے کہا وہ ست ہے۔ برہمہ ست ہو گیا۔ تم نے کہا برہمہ چت ہے۔ وہ چت برہمہ ہو گیا۔ تم نے کہا برہمہ آنند ہے۔ وہ آنند برہمہ ہو گیا۔ تم ہی تو اُسے بار بار ست اور چت اور آنند کہ کر تین طرح کا بنا لیتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ وہ ایک ہے۔ اس میں کس کا قصور ہے۔ مذبذب تمہاری تمیزی عقل ہی تو اُسے دکھائی دیتی ہے۔ اور جب نتیجہ بُوجھ کر تم اُسے مشمولی کیفیت کی نظر سے ست + چت + آنند = سچدانند کہا سمجھتے ہو۔ تو وہ سچدانند برہمہ ہو جاتا ہے ✽

سوال ۸۔ میں سمجھ گیا۔ زیادہ گفتگو کی ضرورت نہیں باقی رہی۔ اب کسی آسان ترکیب سے برہمہ کی ماہیت سمجھائیے

جواب۔ وہ آسان ترکیب اوم کا وچار ہے۔ اور اوم کا دھیان ہے۔ اوم میں تین آواز یا ماترائیں ہیں

ا + و + م یہ اوم ہے +

(الف) اوم کا آ ابتدا ہے
(ب) اوم کا وٗ وسط ہے
(ج) اوم کا مٓ انتہا ہے

برہمہ ابتدا۔ وسط اور انتہا تینوں ہی ہے۔ اور مجموعی شمولی کیفیت میں وہ اوم ہے۔ اوم سے بہتر اس کا اور کوئی موزوں نام نہیں ہے +

سوال ۹۔ حقیقت میں وہ سب سے زیادہ موزوں ہے۔ میں اسی نام کا وچار اور دھیان کرتا ہوں۔

جواب۔ تم بہت اچھا کرتے ہو۔ ایسا ہی کرنا چاہیئے +

سوال ۱۰۔ تو آپ سوال کا جواب دیجئے۔ اوم کا وچار اگر مرتے وقت تک برابر ہوتا رہے۔ تو کون سا لوک ملیگا؟

جواب۔ اوم میں تین مدات ہیں۔ ا + و + م

(الف) اوم کا آ رگ وید کی رچا ہے
(ب) اوم کا ا + وٗ یجر وید کا یگیہ ہے
(ج) اوم کا آ + وٗ + م سام وید کا اُدگیت (اُلٹا گانا) ہے +

یہ تین باتیں ذہن نشین کر لو +

(الف) جو شخص کسی معقول گورو سے تعلیم پا کر اوم کی آ ماترا پر وچار کرتا ہوا صرف اس کی ابتدا کے راز کا عالم اور عامل ہوتا ہے۔ تو رگ وید کی رچائیں (قدرتی دھاریں)

اُسے منشیہ لوک میں لاتی ہیں۔ وہ انسانی قالب پاتا ہے۔ اور تپ۔ برہمچریہ اور شردھا سے ملکر وہ مہما کا انوبھو کرتا ہے اگر وہ یہاں ہی تک کا عامل ہے۔ اور جیتے جی اسی کا عادی رہتا ہے۔ تو ابتدائی انسان بنتا ہے۔ یہ اس کے علم و عمل کا نتیجہ ہے۔ اور اگر

(ب) وہ اس وچار اور دھیان میں اپنے من کو یکسو کر کے آ+ م کی دو ماتراؤں کے وچار میں لگا رہتا ہے۔ تو یجروید کے منتر (قدرتی دھاریں دلی دھاروں سے ملی ہوئی) اُسے چندر لوک (عالم مادیت) کی بزرگی کا نفع دے کر اسے چندر لوک کے درمیانی کرہ میں لے جاتی ہیں۔ اور وہ مادی انسان خواہ مادہ پرست انسان کی مہما کو انوبھو کر کے پھر پرتھوی لوک میں آتا ہے۔ اور اسی طرح آنا جانا رہتا ہے۔ اور درمیانی درجہ کا انسان بنتا ہے۔ لیکن اگر

(ج) وہ پرم پُرش کے تین ماتراؤں ا+ اُ+ م پر وچار کرتا اور دھیان جماتا ہے۔ اور دھیان جمائے رہتا ہے۔ وہ اسی زندگی میں جیتے جی سورج کے نورانی جلال کا وارث ہوتا اور اس سے ملتا ہے۔ اس کے تمام پاپ دور ہو جاتے ہیں اور سام وید کے منتر (قدرتی دھاریں ریچک۔ پورک اور کمبھک) کی سم یا سمتا کے ساتھ ملے جلے ہوئے اُسے برہم لوک میں لے جاتے ہیں۔ اور وہ جسم کے اندر رہنے والے پُرش کا درشن پاتا ہے۔ جس سے بڑا اس رچنا میں کوئی نہیں

ہے۔ اور وہ آدمی علوی انسان بنجاتا ہے ؛

تم سوچو :- *

(الف) رِگ۔ رچا۔ باہر کی جانب رواں قدرتی دھارا ہے
یہ ریچک ہے۔ اور ابتدائی ہے ؛

(ب) یجُ۔ یوگ۔ باہر اور اندر کی جانب رواں قدرتی
دھارا ہے۔ جو من کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ یہیں ریچک پورک دونوں ہیں
(ج) سام۔ سنم۔ سمتا۔ باہر بھیتر کی دھارا روانی کے ساتھ
باقاعدہ اندر میں ٹھہرنے والی قدرتی دھارا ہے۔ اس میں ریچک۔ پورک
کمبھک تینوں ہی سمتا کے ساتھ ہیں

یہ تین ویدوں کے منتروں کا راز اور اپنشد ہے

(الف) رِگ رچا ہے

(ب) یجُ۔ من کا ملاپ ہے

(ج) سام۔ سمتا ہے

یہ حقیقت ہے۔ اور تمام حقیقت اور حقیقت کا گیان ان تین ویدوں
کے اندر بھرا ہوا ہے۔ پھر سنو :-
(الف) رگ رچا۔ وِراٹ (وی = بڑا اور رٹ = گانا) ہے

---

* - زائد تشریح سوچنے سمجھنے کے لئے ہے۔ اس سے اور زیادہ واقفیت
کے لئے کچھ دنوں میری صحبت اختیار کرو۔ تا کہ میں چیتنا ڈکر تم کو
اپنشدوں کا راز بتا دوں۔ پتہ :-
{رادھا سوامی دھام۔ ڈاک خانہ گوپی گنج۔ راج بنارس}

(ب) یجُ۔ یوگ (رگ کے ساتھ من کا ملاپ) انتریامی (اندر کی طرف رواں) ہے۔

(ج) سام۔ سَم (سمتا) متحد محویت۔ ہرنیہ گربھ (ہرنیہ = سونا اور گربھ = انڈا) ہے۔

یہ تینوں کی حقیقت ہے۔ یہ ترلوکی کا راز ہے۔ یہ سرشٹی استھتی اور پرلے کی ماہیت ہے۔ اس کے سمجھ لینے سے ابتدا۔ وسط اور انتہا کی سمجھ آجاتی ہے۔ اور کال چکر کا پتہ لگ جاتا ہے۔

پھر غور کرو۔

(الف) اگر صرف رِگ یا۔ آ۔ (ماترا) کا دھیان کروگے تو ابتدائی۔

(ب) اگر رگ اور یجر یعنی آ + وُ (ماترا) کا دھیان کروگے تو درمیانی

(ج) اگر سام یا آ + وُ + م (ماترا) کا دھیان کروگے۔ تو علوی انسان بنوگے۔ علوی انسان سے اونچی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور تم اپنے ہی اندر اسی جسم میں پرم پُرش پورن برہمہ کا درشن پا جاؤگے۔ پھر باقی کیا رہا؟ کچھ بھی نہیں یہی برہمہ لوک حالت اور اوستھا ہے۔

سوال ۱۱۔ اوم کے تین ماتراؤں ا + وُ + م کا الگ الگ وچار بہت خوب ہے۔ یہ راز سمجھ میں آگیا۔

جواب۔ یہ سمجھ بوجھ اچھی ہے۔ لیکن یہ وچار ٹھیک اور زہر قاتل بھی ہے۔ ایک ایک کا وچار تو کر لیا گیا۔ زبانی اور علمی واقفیت بھی ہو گئی۔ لیکن اس سے بنا کچھ نہیں۔ بلکہ بگاڑ

ہوگیا۔ اور بہت بُرا بگاڑ ہُوا۔ اور نتیجہ مضر اور ناقص ہوگیا۔

سوال ۱۲۔ کیوں؟

جواب۔ یہ صرف واچک گیان اور زبانی جمعخرچ تک محدود رہ گیا۔ اس قسم کا علم دشمن ہوتا ہے۔ اور خوف کا باعث ٹھہرتا ہے۔

سوال ۱۳۔ اس سے بچاؤ کی تدبیر کیا ہے؟

جواب۔ باہری۔ درمیانی۔ اور اندرونی کُرّوں کا خارجی علم ہی سب کچھ نہیں ہے۔ اس کے مناسب عمل کی بھی ضرورت ہے۔ زندگی عملی اور شغلی ہو۔ تجربہ کر لیا جائے۔ مشاہدہ معائنہ اور تجربہ زندگی کے جزو بن جائیں۔ مکمل زندگی ہو۔ تب کام بنے۔ رگ کی رِچا منشیہ لوک میں لائی۔ یجر وید کے منتر درمیانی کُرّہ کو لیگئے۔ سام وید کے اُدگیت نے برہمہ لوک کو پہنچایا یہ تو جان لیا۔ لیکن یہ جاننا کس کام کا ہُوا؟ یہ طوطا رٹنت رام رام ہے۔ اس سے تو بہتر یہ تھا۔ کہ اسے نہ جانتے۔ کیونکہ دل کا برتن خواہ مخواہ بہت سے خیالات سے بھر لیا گیا۔ کارآمد کوئی بھی نہیں ہُوا۔ ہاں جس شخص نے اس اکشر برہمہ کو جان لیا۔ اور اوم (حرف) کے سہارے اس کا عملی علم ہوگیا۔ زندگی اوم کی زندگی بن گئی۔ تب یہ علم امرت ہو جاتا ہے۔ اور انسان اجر۔ امر۔ شانت اور بیخوف ہوجاتا ہے۔

پپلا دنے ستیہ کام کو اتنی ہی تعلیم دی۔ باقی کو سینہ کا علم بنا رکھا۔

سوال ۱۴ ؎ - یہ عملی علم - یا سینہ کا علم کیا ہے!

جواب - یہ اُدگیت (سام وید کا گائن) گانا ہے - اس کی حقیقت کا کچھ پتہ ورہد آرنیک اور چھاندوگیہ اپنشدوں کے مطالعہ سے لگیگا۔

سوال ۱۵ - یہ اُدگیت (؟ دھرکا گانا - آسمانی نغمہ - یا روحانی راگ) کس طرح گایا جاتا ہے؟

جواب - یہ نہ زبان سے گایا جاتا ہے - نہ کانوں سے سُنا جاتا ہے - اس کا گانا صرف پران سے ممکن ہے - یہ گانا مکمل زندگی بخشتا ہے - اور اُسے اوم کی زندگی بنا دیتا ہے - تب فاسد غلبات اور ناقص جذبات پر فتح ملتی ہے - اور انسان اسی زندگی میں سب کچھ ہو جاتا ہے - اور برہم لوک کو اپنے اندر پالیتا ہے - یہ اُدگیت پران سے کس طرح گایا جاتا ہے - بالکل علم سینہ ہے - بغیر گورو کے اس کا علم نہیں ہوتا ؛

حقیقت پرست سُوکیش کا سوال اور قدرتی مُعلم پپلاد کا جواب

سولہہ کلا کا پُرش

؎ - [زائد سوالات صرف سمجھانے کے لئے ہیں - ناظرین چھاندوگیہ اور ورہد آرنک اپنشدوں کی تفسیر کا انتظار کریں - جو اُپنشد میگزین کے اسی سلسلہ میں نکلینگے ؛] [مترجم و مفسّر]

سوال ۱- سولہ کلا کا پُرش کون ہے؟

جواب - پُرش اُسے کہتے ہیں۔ جو پُر (شہر یا جسم) میں اُس (قیام) کرے جو جسم میں رہتا ہے۔ وسی کو پُرش کہا جاتا ہے۔ اور وہی پُرش ہے۔ اس کے سوا اور کوئی پُرش نہیں ہے کلا کہتے ہیں حصہ کو۔ اس پُرش میں سولہ کلائیں ہیں۔ وہ سولہ کلا والا ہے۔ اور انہیں کے کرتب کرتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے سولہ کلا کا پرش کہا جاتا ہے۔ لیکن تم کو اس قسم کے سوال کرنے کی ضرورت کیوں ہوئی؟

جواب الجواب یا سوال ۲- کوشل دیس کے راجکمار ہرنیہ گربھ نے یہ سوال کیا تھا۔ مجھ سے جواب نہیں بن آیا۔ خاموش ہو رہا۔ اب وہی سوال میں تم سے کرنے آیا ہوں۔ یہ سولہ کلا والا پُرش کون ہے؟

جواب- وہ پرش آتما ہے۔ جو اسی جسم کے اندر رہتا ہے۔ وہی سولہ کلا والا کہلاتا ہے۔

سوال ۳- یہ سولہ کلائیں کیا ہیں؟

(الف) یہ پُرش آتما ہے

(ب) اُس نے اپنے اندر سوچا۔ کس کے چلے جانے سے میں چلا جاؤنگا۔ اور کس کے مضبوط سہارا لینے سے مجھے مضبوط سہارا ملیگا (یہ سوچنا تپ ہے)

(ج) اس نے پران کو پیدا کیا

(د) پران سے شردھا

(ہ) آکاش۔
(و) ہوا
(ز) تیج (آگ)
(ح) جل
(ط) پرتھوی
(ی) اندریہ
(ک) مَن
(ل) اَن
(م) اَن سے ویرج
(ن) تپ
(س) منتر
(ع) کرم
(ف) اور لوکوں میں نام پیدا ہوئے۔

یہ سولہ کلائیں اس پُرش کے حصے اور انگ ہیں۔ (۱) سوچنے کا انگ۔ (۲) پران (۳) شردھا (۴) آکاش (۵) ہوا (۶) تیج۔ اگنی (۷) جل (۸) پرتھوی (۹) اندریہ (۱۰) من (۱۱) اناج غذا (۱۲) ویرج (۱۳) تپ (۱۴) منتر (۱۵) کرم (۱۶) لوکوں میں نام۔ یہ سولہ کلائیں ہیں۔

سوال ۴۔ کیا یہ کلائیں ہمیشہ پُرش میں رہتی ہیں؟

جواب۔ یہ پرش ہی سے ہیں۔ پُرش ہی میں رہتی ہیں۔ اور پرش میں جاکر غائب ہو جاتی ہیں۔ سوائے پرش کے ان کا

اور کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے ٭

سوال ۵ - ان میں اور پُرش میں کیا نسبت ہے؟

جواب - جو نسبت یا تعلق ندی اور سمندر میں ہے۔ وہی نسبت پُرش اور کلاؤں میں بھی ہے ٭

سوال ۶ - مثلاً؟

جواب - جیسے تمام ندیاں بہتی ہوئی سمندر کو چلی جاتی ہیں۔ اور سمندر میں داخل ہو کر اُسی میں غائب اور معدوم یا لے ہو جاتی ہیں۔ تب نہ اُنکا نام رہتا ہے۔ نہ روپ کا اظہار ہوتا ہے۔ سب سمندر ہی سمندر کہلاتا ہے۔ اُسی طرح یہ کلائیں پُرش میں داخل ہو کر اپنے اظہار کے جداگانہ ظہور کو کھو بیٹھتی ہیں۔ اور پُرش ہی پُرش رہ جاتا ہے ٭

سوال ۷ - پُرش کیا کرتا ہے؟

جواب - یہ سوال مہمل ہے۔ صاف صاف کہو۔ تب جواب دیا جائے۔

سوال ۸ - کلاؤں کے ساتھ پُرش کی نسبت یا نسبتی حیثیت کیا ہے!

جواب - جب یہ کلائیں اپنے کرتو یہ کا تماشا دکھاتی رہتی ہیں۔ تب پُرش ساکشی روپ میں انہیں دیکھتا رہتا ہے۔ اور جب وہ اس میں لے ہو جاتی ہیں۔ تو پھر ان کا نام روپ کھو جاتا ہے ٭

سوال ۹ - تب وہ پُرش ساکشی بھی نہیں رہتا۔

جواب - ساکشی سنسکرت لفظ سَہ (ساتھ) اور آکش (آنکھ) سے بنا ہے۔ جب تک نظارہ۔ منظر اور منظور ہے تب ہی تک نظر اور ناظر اور نظارہ دیکھنے والا ہے۔ جب نظارہ نہیں ہے۔ تب ناظر کیا ہوگا! یہ سمجھنے کی بات ہے۔ اور آسان ہے۔

سوال ۱۰- تب کیا رہیگا؟

جواب - پرش ہی پرش رہ جائے گا۔ پرش کے سوا تب کچھ نہیں ہے۔

سوال ۱۱- تب وہ بغیر کلا کے کہلائیگا؟

جواب - ہاں۔ ایسا ہی کہلائیگا۔ ناظر اور نظارہ دوئند یعنی دوپنے کی حالت ہے۔ جب دوپنا نہ رہا۔ پھر کون کسے دیکھے۔ کون کسے سنے۔ کون کسے کہے۔
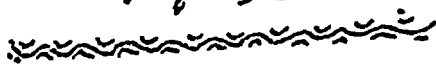
سوال ۱۲- یہ پرش کون ہے؟ *

جواب - یہ پرش تم ہو۔ تم ہی آتما ہو۔ تم ہی اس جسم (پر) میں (رہنے والے) ہو۔ اپنے سوا تم اور کسے پرش سمجھوگے یا پرش کہوگے

سوال ۱۳- اور برہم؟

جواب - تم ہی برہم ہو۔ برہم اور آتما دو نہیں ہیں۔ یہ دوپنا صرف

* - زائد سوال و جواب صرف حقیقت کے سمجھانے کے لیے ہیں اپنشد میں صرف نفس مضمون ہے۔ تفصیل نہیں ہے۔

اسوقت تک ہے۔ جب تک کلائیں بکھری ہوئی ہیں۔ جب یہ سمٹ کر پرش میں داخل ہوگئیں۔ تب نہ کہیں دوپنا ہے۔ نہ محدودیت اور نہ غیر محدودیت ہے۔ صرف پرش ہی پرش ہے۔ برہمہ اور جیو کی تمیز معدوم ہوجاتی ہے *

سوال ۱۴۔ مثلاً ؟

جواب۔ مثلاً جاگرت اور سوپن میں کلائیں بکھری رہتی ہیں۔ اسوقت دید پدید۔ درشٹا درشٹی۔ سرشٹا سرشٹی۔ خالق خلق اور خلقت سب کچھ رہتا ہے۔ جہاں سوشپتی (گہری نیند) میں کلائیں سمٹ کر پرش میں داخل ہوگئیں۔ پھر تمیز جاتی رہی۔ ایک کا ایک رہ گیا۔ اور وہ تم ہو*

سوال ۱۵۔ لیکن برہمہ تو رہا؟

جواب۔ ہاں برہمہ بیشک رہا۔ اور تم وہی برہمہ ہو۔ اگر تمہارے سوا اور کوئی برہمہ رہتا۔ تو سوپتی میں بھی اس کا علم ہوتا۔ اس کا یہ علم نہیں ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تمہارے سوا کوئی بھی برہمہ نہیں ہے۔ اگر برہمہ تم سے جدا ہے۔ تو پھر سوشپتی میں وہ پرگٹ کیوں نہیں ہوتا! پرگٹ تو وہ تب ہو۔ جب تم سے جدا ہو۔ جدا وہ ہے نہیں۔ وہ تم ہی تم ہو۔ اسلئے تم ہو۔ اور تمہارے سوا کوئی بھی اور کسی کی بھی ہستی نہیں ہے*

سوال ۱۶۔ لیکن لوگ تو کہتے ہیں کہ برہمہ ہے؟

جواب۔ میں بھی تو کہتا ہوں کہ برہمہ ہے۔ میں نے اس سے انکار نہیں کیا۔ اور وہ برہمہ تم ہی ہو۔ تمہارے سوا اور کوئی بھی برہمہ نہیں ہے۔ اور نہ ہوسکتا ہے۔ اور نہ اس کا امکان ہے۔ دویت

نادانوں (مشرکوں) نے اپنشد کے اس راز کو نہیں سمجھا۔ وہ کلاؤں کے
پھیر میں پڑے ہوئے اگیانی ہیں۔ تعصب اور ہٹ دھرمی کے پکش
پر تلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی شخص ان احمقوں اور نادانوں سے سوال
کرے۔ کہ اگر برہم جیو سے مختلف ہے۔ تو کم از کم سوشپتی میں کیوں اس
کا اظہار نہیں ہوتا؟ اگر وہ مختلف ہوتا۔ تو وہاں بھی اس کا ظہور
ضرور ہوتا۔ وہاں تو وہ صاف معدوم ہو جاتا ہے۔ اور تمام دوئند
دوئیت۔ شرک اور دو پنے کے جھگڑے غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ صاف
اور قطعی ثبوت ہے۔ کہ جیو اور برہم ایک ہی ہیں۔ دو کبھی کسی حالت
میں بھی نہیں ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ نہ ہونگے اور نہ کبھی تھے۔ اس سے
صاف پایا جاتا ہے۔ کہ جو جیو ہے وہی برہم ہے۔ اور جو برہم ہے۔
وہی جیو ہے۔ کلاؤں کے بکھرنے کے وقت بھرم میں پڑ کر بھلے ہی جیو
اور برہم کو دو کہہ لو۔ اس کا اختیار ہے۔ لیکن جب کلائیں سمٹ سمٹا کر
پرش میں جا کر داخل اور شامل ہو گئیں۔ تو پھر برہم اور جیو کے فرضی اور
وہمی تفرقہ کا کہیں بھی نام و نشان نہیں رہتا۔ یہ نام و نشان خواہ نام
اور روپ بھی تو کلائیں ہی ہیں۔ یہ مٹیں اور معدوم ہوئیں۔ چراغ گُل
پگڑی غائب! پھر یہ تفرقہ نہیں رہتا۔ جیو اور برہم ایک پرنیت
ہوتا ہے۔ ہو جاتا ہے۔ ہو رہتا ہے۔ اور یہی امرت ہے۔ یہی ابھے
(بے خوف) ہے۔ یہی سب کچھ ہے۔ یہی سوا۔ یہی بقا۔ یہی دائم اور
یہی قائم ہے۔ اس سوا کے سوا ماسوا کوئی نہیں ہے۔ اس بقا کے
علاوہ فنا کوئی نہیں ہے۔

سوال ۱۷ - کوئی سندیش کیجیے؟

جواب - سندیہ شلوک ہے -

"سب کلائیں جس پر اسطرح ٹھہری ہوئی ہیں
"جیسے رتھ کی نابھی میں آرے
"وہ پرش جو جاننے کے قابل ہے۔ تم اُسے جانو
"تاکہ موت تم کو دُکھ نہ دے"

خاتمہ کا ضمیمہ

چھ سوالوں کا اسطرح جواب دیدیا گیا۔ چھ سوال کرنیوالوں کی اس طرح تشفی کردی گئی۔

تب اُس قدرتی متعلّم پپلاد نے ان شاگردوں کو کہا بھائی میں یہانتک سچائی کو جانتا ہوں میں پربرہمہ کو جانتا ہوں اس سے اونچا کوئی نہیں ہے

تب ان شاگردوں نے خوش ہوکر اس کا شکریہ ادا کیا۔

اور اس کی اس طرح تعریف کی:-

"تم فی الحقیقت ہمارے باپ ہو۔ تم ہم کو گیان کی مدد سے (بھوساگر سے) دوسرے کنارے پر پہنچا لے گئے ہو۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے"

پرشن اپنشد
ختم ہوا
بصورت سوال و جواب کی تفسیر ختم

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

راد ھاسوامی دھام۔ (متصل گولی گنج راج بنارس) میں علمی اور عملی ست سنگ کا سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے۔ جن کو خواہش اور سچی رغبت ہو۔ وہ یہاں آکر علمی اور عملی مفاد حاصل کر سکتے ہیں۔ جن کو صرف علمی واقفیت درکار ہے۔ ان کے لئے اپنشد میگزین کا مطالعہ ہی کافی ہے۔ جو اپنی نوعیت کا نیا۔ نادر اور نایاب رسالہ ہے۔ اور جو ساتھ ساتھ عمل اور عملی زندگی بسر کرنے کے شائق ہوں۔ وہ بلا تکلف (بعد دریافت) تشریف لا کر علم باطن اور عملی سلسلہ کا ساتھ ساتھ لطف اٹھائیں۔ دھام کاشی اور پرناگ کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ ہر ملت مذہب طریق اور عقیدہ کا آدمی آ سکتا ہے۔ کسی کے لئے بندش نہیں ہے۔ چھوٹی لائن کے اسٹیشن کا نام کونڈھوا ڈ ہے۔ دھام تک کے لئے یکہ کی سواری مل سکتی ہے۔ رہائش کے لئے کافی مکان بن گئے ہیں ٭

شیوبرت لال راد ھاسوامی دھام ڈاکخانہ گولی گنج راج بنارس

پرشن اُپنشد

بطور ضمیمہ

سوالوں کا صرف عطر اور جوہر

شیوبرت لال
مقیم رادھا سوامی دھام متصل گوپی گنج
راج بنارس

قیمت پختہ عہ بلا کمیشن اور بلا محصول ڈاک

جملہ حقوق محفوظ

مستقل ۱۲ نمبر دینگے خریداروں کے لئے ۸/ مع محصول ڈاک

پرشن اپنشد

مختصر نظم میں

بلا شمول تفصیلی ہدایات

پہلا پرشن

خلقت کی پیدائش

پیدائش جب ہوگی۔ دو سے ہوگی۔ یہ کس طرح ہوتی ہے؟
پرشن اپنشد نے اس پر عجیب طرح سے روشنی ڈالی ہے۔
پرش ہے۔ اور پرش کا پرش پنا ہے۔ ان دونو کے میل
سے پیدائش ہوئی۔ پرش کا پرش پنا اس سے جدا نہیں ہے لیکن
کہنے سننے کے لئے دو ہے۔ پرش پرش پنا میں پنہاں ہے۔ اس

تپنے سے اُس سے دھار پھوٹتی ہے۔ اسی دھار کا نام پران ہے پر (پہلے) ان (سانس لینا)۔

اس دھار کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک سیدھی ایک الٹی۔ ایک اترنے والی دوسری چڑھنے والی۔ ایک اصل دوسری اُس کی نقل۔ (یا معکوسی شکل) اور نہ دونو کے میل سے رچنا ہوتی ہے۔ اس دھار سے خالی کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ دونو خالق یا پرچھائی کے آدھار پر رہتی ہیں۔ اور انہی سے نکلکر اُسی کے سہارے کھیل کھیل کر اسی میں سما جاتی ہیں۔

اس میں ایک دھار حرارت ہے۔ دوسری رطوبت۔ حرارت اور رطوبت کے میل میں عمل ہوا کرتا ہے۔

یہ پرچھائی یا خالق اول کی نسبت سمجھو۔ جو محیط کل ہے۔ اور اس سے رچنا ہوتی ہے۔ پھر مثال کے طور پر اور بھی خیال کرتے چلو۔ سورج اس نظام شمسی میں پرچھائی ہے۔ اُس سے پران نور اور حرارت دھار کی صورت میں خارج ہوتے ہیں۔ اور اُس نور کی لوٹنے اور لٹنے والی دھار جو اس کی جانب واپس جانے لگتی ہے۔ تو وہی رئی یا مادہ بنتی ہے۔ پران اور رئی کے میل سے رچنا ہوتی ہے۔ یہی سورج اس سورج لوک کا سچا خالق ہے وہی محیط کل آگ۔ وہی محیط کل ہوا۔ وہی زبردست سہارا۔ اکیلا تو تپ کرنے والا۔ ہزاروں صورتوں میں ذرہ ذرہ میں۔ لمحہ لمحہ میں شعلہ شعلہ میں جلوہ آرا ہو رہا ہے۔ جب اُس سے کرنوں کی صورت میں پران ہر چہار طرف بکھرتے ہیں۔ تو وہ انہیں اپنی جانب کھینچتا

ہے۔ یہ اس کی معکوس کرتی ہیں۔ اور ان دونوں کی آمد اور رفت کے اندر خلقت کا راز چھپا ہوا ہے۔ جیسے قدیم رشیوں نے پہلی مرتبہ سمجھا تھا۔ اور جس نتیجہ سے آگے دنیا اب تک نہیں بڑھی۔ عقلی نظر نے وہ جو کہ گئے ہیں۔ اس میں کوئی اضافہ نہ ہو سکا۔ اور ہوتا کیسے! وہ حقیقت اصلیت اور سچائی ہے۔ جس کے اندر کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

سیدھی اور معکوس دھاروں کے گرہ بندی اور میل سے اونچے۔ نیچے اور درمیانی کرتے بن جاتے ہیں۔ یہ عالم خلا کے طبقات ہیں۔ اور ان میں بھی اسی اصول کے میل سے مخلوق پیدا ہوئی ہے۔ اور علے ہذا القیاس اسی نسبتی نظر سے عالم بالا کا حال ہے۔ پیدائش کا اصول ہر جگہ یہی ہے۔

اور جہاں جہاں اثبات نفی۔ قوت خارجہ اور جاذبہ۔ حرارت اور رطوبت۔ پران اور رئی۔ روح اور مادہ کی دھاریں گرہ بند (خاتمہ) ہو کر ملیں گی۔ وہاں اسی خاص قدرتی اصول کے بموجب رچنا ہوگی۔ اور یہی دو دھاریں مختلف نام اور شکل اختیار کر لی رہینگی۔

اسی رعایت سے جیسے سورج، چاند اور خالق ہے۔ اسی طرح برس۔ مہینے اور دن بھی یہی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں بھی خیالی۔ استعارہ اور الکنایہ کی صورت میں دیکھا۔ پران (روح یا اثبات) رئی (مادہ یا نفی) کی دھاروں سے موصوف اور مخصوص ہیں۔ اور ان کی بھی اپنے اپنے دائرہ میں خاص

خاص طرح کی رچنا ہے۔ ان کے خالق اور پرجاپتی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ بھول کر بھی کوئی شخص نہ سوچے کہ یہ صرف شاعرانہ ہی طرز بیان ہے۔ شاعرانہ تو ہے۔ لیکن حقیقت ہے۔ اور انہیں پر کیا مخصوص ہے۔ اگر انسان اپنی عقلی حرکت کو متحرک کر کے سوچتا چلے۔ تو قدم قدم پر زمان مکان اور ظرف میں بھی پیدائش کا اصول محیط بنکر کام کرتا ہوا نظر آئیگا۔ اور یقین کو پختہ کر دیگا۔

رشیوں کی نظر ہمیشہ دھرم کی جانب رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے اس اصول کو یگیہ (پوجا) کے معنی پہنا کر تخفی اور امتزاجی انسان کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح کے کرتب کرنے سے انسان کو کیا کیا پھل ملتے ہیں۔ اور بندو نجات کا خیال دلاکر اُسے گیان کی جانب رجوع کرایا ہے۔ جو اصلیت کا رہبر اور ہادی ہے۔

یگیہ دو قسم کے ہیں۔ پران یگیہ اور رئی یگیہ۔ رُوحانی یگیہ اور مادی یگیہ۔ شمسی یگیہ اور قمری یگیہ۔ اثباتی اقراری یگیہ۔ اور منفی انکاری یگیہ۔ باطنی اور ظاہری یگیہ وغیرہ وغیرہ نام اور الفاظ پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصلیت اور مغز سخن کو سمجھنا اور سمجھ لینا ہے۔

جو پران یگیہ کرتا ہے۔ وہ اقراری ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذاتی اصلیت کو نظر کے سامنے رکھ کر یگیہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ اونچی حالت کا وارث ہوتا ہے۔ اور نفی یگیہ انکاری یگیہ

ہے۔ اس میں اپنی ذاتی اصلیت کو نظر انداز کر کے یکیہ کرنا
ہوتا ہے۔ اسلئے یہ صرف درمیانی حالت کا وارث ہوتا ہے۔
اور جنم مرن کے جھگڑے دل سے آزاد نہیں ہوتا +

یہ اپنشد پڑھنے والوں کو اپنے ذہن میں رکھ لینا چاہیئے
کہ پران روح ہے۔ روح۔ نفس یا سانس ہے۔ ہماری سانس
ہم سے زیادہ ملی جُلی ہوئی قریب اور قریب ہے۔ یہ ہماری ہستی
کی دھار ہے۔ دھار کے سوا یہ اور کچھ نہیں ہے۔ اور جیسے یہ
سانس ہم سے برآمد ہوتی رہتی ہے۔ ویسے ہی یہ سب سے برآمد
ہوا کرتی ہے۔ اس قدرتی التزام سے ایک ابھی بری نہیں ہے
اور رئی مادہ ہے۔ پران کی معکوس دھار ہے۔ جو بمقابلہ پران
کے ہم سے ذرا دُور ہے۔ اس کی ابتدا تو پران ہی سے ہے۔
لیکن اُلٹی ہونے سے فرق محسوس ہوتا ہے۔ اور وہ مختلف
شئے بنکر نظر آتی ہے۔ جیسے معکوس یا عکسی صورت جو اصل
صورت کے بالمقابل آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ آئینہ کے
سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ ایک تم ہو۔ ایک تمہاری اُلٹی معکوس
صورت ہے۔ جو اس میں نظر آرہی ہے۔ یہ رئی ہے +

رئی۔ سنسکرت مادہ رہ۔ اگنی اور دلی) سے مشاہدہ
سے نکلی ہے۔ اگنی تو پران ہے۔ اور اس کی الٹ کر مشاہدہ
کی طاقت رئی ہے۔ یہ اس لفظ کی اصلیت۔ اگر سنسکرت
اصطلاحات کی لفظی اور لغوی رعایت کو ذہن نشین کر لیا جائے
تو پھر اصلیت کے سمجھنے میں اس قدر تردد یا دقت نہیں ہوتی +

یوں سمجھو برہمہ میں برہم ہے - دو دھاریں خارج ہوتی رہتی ہیں ایک ذرہ جو پران ہے - دوسری تنن جو رتی ہے - اسی رتی کے مشاہدہ کے اندر عقل تمیز - ادراک کی تمام کیفیتیں رہتی ہیں - اسی آتما میں آتما سے جو اُت کی دھار خارج ہوتی رہتی ہے - وہ پران ہے - اور تنن جو اُس پران کی طرف اُلٹ کر چلتی ہے - رتی ہے -

[اُس کی جو تصورت کثیف صورت شیو اور شکتی والوں نے جوتر لنگ اور ارگھ کی صورت میں قایم کی ہے - یہ کثیف مزاج دنیاوی آدمیوں کے حقیقت کے ذہن نشین کرانے کے لئے گھڑی گئی تھی - جسے اب کمتر آدمی سمجھتے ہیں - لیکن وہ حقیقت سے خالی نہیں ہے - لنگ پران کی دھار ہے - اور ارگھ رتی ہے - ان دونوں کے میل سے بارہ جوتر لنگ بنتے ہیں - جو شاکت مت والوں کے دوادش چکر ہیں - سورج منڈل میں یہ بارہ راشی ہیں اور اس کے آگے بھی مختلف شکلوں میں بارہ اونچے نیچے منڈل بن جاتے ہیں - ان باتوں کی صراحت پورا تک ہے - ذرا طوالت طلب ہے - لیکن وضاحت سے کئے جانے سے سمجھانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے]

برس - سنسکرت لفظ ورش ہے - اس کا لغوی مادہ وری (چھڑکنا) اور آورج (پردہ) ہے - اس برس میں وہی دو رعائتیں پران اور رتی کی موجود ہیں - چھڑکاؤ پران ہے - اور پردہ رتی ہے - شاعرانہ استعارہ میں ان دونوں حصوں کی الگ الگ صورتیں نورانی اور ناریک سماں

ہیں۔ جنہیں اُترائن اور دکشنائن کہا گیا ہے۔ برس میں جو
رچنا یا خلقت ہوتی ہے۔ ان کے میل سے ہوتی ہے۔ اور اس
لئے وہ پرجاپتی ہے۔

ماس (مہینہ) سنسکرت مادہ ما (نور) اور اس (ہونا)
سے نکلا ہے۔ اس کے اندر بھی وہی دو رعایتیں پران اور رئی
(یعنی روح اور مادہ) کی موجود ہیں۔ ما پران ہے۔ اور اس رئی
ہے۔ اور اس مہینہ کی دو پران والی اور رئی والی صورتیں
اس کے اُجالے اور اندھیرے پاکھ ہیں۔ اور چونکہ مہینہ کی
رچنا انہیں دونوں کے میل سے ہوتی ہے۔ اس لئے یہ مہینہ بھی پرجاپتی
بالکل صحیح معنی میں کہا گیا۔ اب اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ تو کیا
کہا جائے!

دن سنسکرت لفظ ہے۔ یہ دو مادہ دی = بکھیرنا اور
اور نک (جزو کلام) سے بنا ہے۔ یہاں بھی وہی دو رعایتیں
موجود ہیں۔ پران اور رئی کی۔ ان کی صورت دن اور رات
ہیں۔ ایک نورانی ہے۔ دوسری تاریک ہے۔ چوبیس گھنٹوں
کی رچنا کا دارومدار انہیں دونوں کے میل سے ہے۔ ایک میں
حرارت ہے۔ دوسری میں رطوبت ہے۔

اب ذرا خیال کرو اور اوپر نگاہ کرو۔ برس۔ مہینہ۔ دن یہ کون

زبردست پرجاپتی اثر انداز ہے؟ کہا جائے گا کہ وہ سورج ہی ہے۔ اسی طرح یگ یگانتر اور کلپ کلپانتروں میں جس کا یہ سورج انش کہا جا سکتا ہے۔ کون پرجاپتی اثر انداز ہے؟ وہ پرجاپتی جو سب سے پہلا ہے۔ اور جس نے تپ کر مختلف صورتوں میں پرجا یا مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ جو وہ ہے۔ وہی یہ سب بھی ہیں۔ صرف پیمانہ کا فرق ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اپنشد پہلے اسی ایک بات کو ذہن نشین کرائی ہے۔ پھر اور آگے بڑھتی ہے +
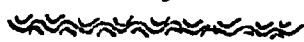
جو شخص پران یگیہ کرتا ہے۔ وہ دکشنائن شوکل پکشن اور دن کا خیال رکھتا ہے۔ اور جو رئی یگیہ کرتا ہے۔ وہ اترائن کرشن پکشن اور رات کا لحاظ رکھتا ہے +

پران یگیہ کرنے والے سورج کو پراپت ہوتے ہیں۔ اور پھر واپس نہیں آتے۔ کیونکہ وہ اقراری۔ اثباتی اور روحانی ہیں۔ رئی یگیہ کرنے والے چندر کو پراپت ہوتے ہیں۔ اور جنم مرن کے گورکھ دھندے والے سنسار کو واپس آتے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ انکاری۔ نفی پسند اور مادی ہیں +

ایک کی معراج یا انشٹ روح ہے۔ دوسرے کی معراج دنیا وی دولت اور مادہ ہے۔ جیسا خیال ویسا فال۔ جیسا فال ویسا حال۔ جیسا حال ویسا مال۔ ساری بات انسان کے خیال کے ماتحت ہے +

مادہ کی راہ ٹیڑھی ہے۔ کیونکہ معکوسی اور الٹ پھیر کی ہے۔ روح کی دھار سیدھی ہے۔ اصلی ہے۔ اس میں ٹیڑھا پن نہیں ہے۔

اسی طرح پیچھے کی رچنا میں انسان کو صرف دن کے وقت مجامعت کرنے کی ممانعت ہے۔ یہ بھی پرجا پیدا کرتے ہیں۔ لیکن پرجا مادہ میں پیدا کی جاتی ہے۔ روح میں نہیں۔ روحانی طریق نورانی ہے۔ مادی طریق پرورتی ہے۔ دن کی مجامعت پران کو ناحق ضائع کرتا ہے۔

پپلاد نے اسطرح اپنے شاگرد کو سمجھایا۔

دوسرا پرشن

پران

پران۔ پر (پہلے) ان (سانس) قدرت میں پہلا عنصر ہے اس لئے یہ مکمل۔ خالص۔ پاک اور صاف ہے۔ اس میں کوئی نقص یا خرابی نہیں ہے۔ اس لئے یہ اصلاح کی حدبست سے باہر کی شئے ہے۔ یہ ہے اسلئے اور سب تنو بھی ہیں۔ یہ سب کو پرکاش کرتا ہے۔ اور اپنی ہستی سے سب کو ہست کرتا ہے

یہ نہ ہو۔ تو کوئی بھی نہ رہے۔ اور نہ پرکاش پاوے +
آنکھ اس کے بغیر دیکھ نہیں سکتی۔ کان اس کے بغیر سُن نہیں سکتے۔ نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ ہوا بہ سکتی ہے۔ نہ پانی چل سکتا ہے۔ جب تک یہ جسم میں قائم ہے۔ تب ہی تک ان کا بھی قیام ہے۔ اس کے کوچ کر جانے سے سب کوچ کر جاتے ہیں۔ اس لئے یہ سب میں بزرگ ہے +

اس میں تفرقہ۔ اختلاف۔ رُوحانیت اور بے انصافی نہیں ہے۔ اس کا سلوک سب کے لئے یکساں ہوتا ہے +

اصل میں یہی سب کی جان سب کا جوہر سب کا عطر اور سب کا خلاصہ ہے۔ یہ نہ ہو تو نہ سُورج چمکے۔ نہ پانی برسے نہ غلہ پیدا ہو۔ اسی نے سب کو اپنا سہارا دے رکھا ہے۔ اور سب اسی کے آدھار پر ہیں +

تیسرا پرشن

پران کی پانچ قسمیں

پران اس جسم میں پانچ طرح کا ہے۔ یہ پُرش یا آتما کی چھایا ہے۔ پُرش سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سب پر اُسی کی حکومت ہے

یہی جسم کے تمام رگ وریشوں میں دوڑتا رہتا ہے۔
یہ (۱) پران (۲) اُدان (۳) سمان (۴) اپان اور (۵) ویان ہے۔
(۱) - پران سب میں پہلا اور ہستی کا ظہور اول ہے۔
(۲) - اُدان (اُد = اوپر اور - ان = سانس) ہے جس کی رفتار دماغ کی جانب رہتی ہے۔
(۳) سمان (سم = یکساں اور ان = سانس) ہے جو سب کو اعتدال کی حالت میں رکھتا ہے۔
(۴) - اپان (اپ = نیچے اور ان = سانس) ہے جو کثافت کا اخراج کرتا رہتا ہے۔
(۵) ویان (وی = پھیلے اور ان = سانس) ہے۔ جو تمام جسم میں سمایا ہوا ہے۔
اِن پرانوں کی جگہ جسم میں خاص خاص جگہوں میں ہے
(۱) ویان کی جگہ تمام جسم میں ہے۔
(۲) - اپان کی جگہ پیشاب یا خانہ کی جگہوں میں ہے۔
(۳) - سمان کی جگہ نابھی (ناف) میں ہے۔
(۴) - اُدان کی جگہ اوپر ہے
(۵) - پران آنکھ کان میں رہتا ہے۔ اور ناک سے چلتا ہے۔
پران باہر کی طرف رفتار والا ہے۔ سمان درمیانی سب کو غذا تقسیم کرنیوالا ہے۔ جس سے سات شعلے (دو آنکھ + دو کان + دو ناک + منہ = ۷ میں) مشتعل رہتے ہیں۔ اُدان تیج اور حرارت ہے۔ جب یہ پران سے ملکر نکل جاتا ہے۔ جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

جب اُدان سُوشمنا ناڑیوں کے ایک خاص درمیانی ناڑی
سے نیکی کا خیال لیے ہوئے گذرتا ہوا اوپر کو جاتا ہے۔ تو وہ
پُنیہ لوک کو لے جاتا ہے۔ اگر بدی کو لیے ہوئے نکلتا ہے
تو نیچے پاپ لوک کو لے جاتا ہے۔ اور اگر نیکی بدی دونوں سے
ملا ہوا نکلتا ہے۔ تو مُنشیہ لوک میں لے جاتا ہے ⁂

یہ پران جوہر ہے۔ تمام علم حکمت اور فلسفہ کا عطر ہے۔ جو اس
کے پھیلاؤ۔ سمٹاؤ اور گھراؤ کا علم رکھتا ہے۔ اس کی نہ اولاد
ضائع ہوتی ہے۔ اور نہ وہ اگیانی رہتا ہے۔ نہ جنم مرن کو پاتا
ہے۔ بلکہ صاحب اولاد گیان والا ہوکر امرپد کو پراپت کر
لیتا ہے ⁂
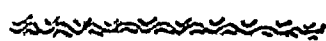
چوتھا پرشن

جاگرت سپن میں جاگنے سونے والے

پران آگ ہے۔ جو اس جسمانی اگنی کنڈ میں ہر وقت روشن
رہتی ہے ⁂

گارھپتیہ اگنی اندرونی نورانی مشتعل آگ ہے جیسے دیان
کی انوواریجن اگنی باہر لائی اور باہر آنے کی وجہ سے آہوتیہ

ہو جاتی ہے ۔

سانسوں کا باہر آنا جانا دو آہوتیاں ہیں۔ جنہیں سمان وایو برابر برابر تقسیم کرتی ہوئی اعتدال پر قائم کرتی ہے۔ من ججمان یگیہ کا کرنے والا ہے۔ اس یگیہ کا پھل اُدان رادپنچ چڑھنا ہے یہی برہم کو پہنچا تا ہے ۔

اندریاں من کے ساتھ باہر آتی اور جاگرت کا بیوہار کرتی ہیں۔ سوتے وقت سپن میں من میں لین ہو جاتی ہیں۔ یہ اپنے کئے ہوئے جاگرت کے کرم کو خواہ وہ جیسا ہو بھوگتا ہے۔ ان کرموں کا سنسکار بے شمار جنموں کا من کے اندر دبا پڑا رہتا ہے۔ اسی کا وہ بھوگ بھوگتا ہے۔ اور جب تیج اُدان کے روپ میں باہر اٹھ کر انہیں دبا دیتا ہے۔ تب یہ خواب معدوم ہو جاتے ہیں۔ اور من پرانوں سے ملا ہوا آتما میں لین ہو جاتا ہے [جاگرت لوک سپن پر لوک اور سوشپتی اس سے بھی پرے ہے۔ جہاں ن ہے۔ نہ اندریاں ہے۔ صرف اکشر ہی اکشر آتما ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جیسا یہاں پنڈ میں ہے۔ ویسا ہی وہاں برہمانڈ میں بھی ہے]

اندریاں اپنی ماتراؤں میں ملے ہو رہتی ہیں۔ تو بھی سب اپنی اپنی ماتراؤں میں جذب ہو جاتے ہیں۔ پران اور پران سے سہارا لینے والے سب کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ اور سب اس اکشر برہمہ پرم اکشر کو پراپت ہوتے اور اس میں ملے ہوتے ہیں وہ ان سب پرندوں کے آرام کا گھونسلہ ہے ۔

پانچواں پرشن

اوم وچار

ساری رچنا اوم پر ٹھہری ہوئی ہے۔ یہی اکشر برہمہ ہے جس کے اندر نیچے اوپر درمیانی تین لوک ہیں۔
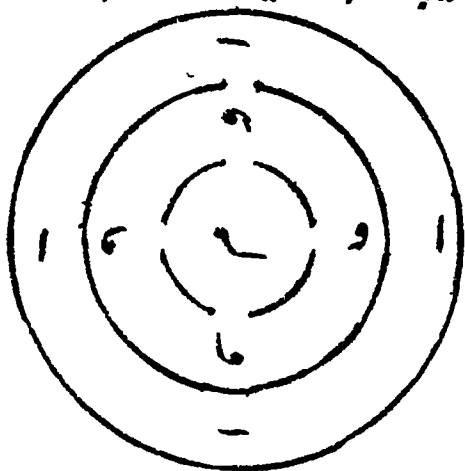
وہ جو سفلی خیال کے زیر اثر رہتا ہے، وہ زمینی۔ جو اس کی درمیانی حالت کے زیر اثر رہتا ہے۔ درمیانی۔ اور جو برہمچریہ اور تپ سے مل تینوں کے زیر اثر آجاتا ہے۔ وہ اونچا ہے۔

یہ اودر کی بزرگی ہے

چھٹا پرشن

سولہہ کلا کا پرش

یہ جو رچنا ہے۔ پُرش میں ہے۔ یہ سولہہ کلا کی ہے۔ اور وہ ان میں محیط کل ہے۔ ان کلاؤں کا رُخ پرش کی طرف ہے۔ یہ نہ صرف اسپیر پہیہ کی نابھی کے اڑوں کی طرح ٹھہری ہوئی ہیں۔ بلکہ یہ اُسی کی جانب مائل رہتی ہیں۔ جیسے بہتی ہوئی ندیوں کا رُخ سمندر کی جانب رہتا ہے۔ جب تک ندیوں میں روانی ہے۔ انکا نام اور روپ ہے۔ جب روانی ختم ہوئی۔ اور وہ سمندر میں آکر اس سے ملکر ایک ہو رہیں۔ پھر نہ کہیں انکا روپ ہے نہ نام ہے اکیلا سمندر ہی سمندر رہتا ہے۔ کلاؤں کی کثرت جگت ہے۔ اور ان کی برہمہ میں وحدت پرم گتی ہے۔

وحدت ہی حقیقی سَتّے ہے۔ کثرت عارضی نمائشی اور فانی حالت ہے۔ یہ وحدت برہمہ ہے۔ اور پُرش ہے۔ اور جو اسے اسی زندگی میں انوبھو کر لیتا ہے۔ پھر اُسے موت کا دُکھ نہیں ستاتا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اَمر ہو جاتا ہے۔

ختم ہُوا

پرشن اُپنشد کے خلاصہ کا

ضمیمہ

فہرست شیو برت لال جی مہاراج کی بے نظیر تصانیف

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
سدھار کا سلسلہ		**یوگ کا سلسلہ**	
پرلوک سدھار	۸/	شرت شبد یوگ کلپدرم	[illegible]
لوک پرلوک سدھار	۸/	پنتھ سندیش	[illegible]
جیون سدھار	۸/	رادھاسوامی یوگ	[illegible]
سکھ سدھار		نانک یوگ	[illegible]
پرمارتھ سدھار	عہ ۸/	سہج یوگ	[illegible]
پنج اوپکار سدھار		وگیان رامائن	[illegible]
یوگ سدھار	عہ ۸/	کرشنائن	[illegible]
بردھی سدھار	۱۰/	**سنت سنجوگ کا سلسلہ**	
نوجیون سدھار	۱۰/	سنت سنجوگ حصہ اول	[illegible]
وچار سدھار	۱۰/	" " " دوم ...	[illegible]
		" " " سوم ...	[illegible]
وچار کا سلسلہ		" " " چہارم	[illegible]
پھٹکل وچار	۱۰/	" " " پنجم	[illegible]
مکھ وچار	۱۰/	**کلپدرم سلسلہ**	
مفید وچار	۱۰/		
برہچریہ وچار	۱۰/	برہم وچار کلپدرم	۱۲/
سیتاہ وچار		آتم وچار کلپدرم	۶/
سہج وچار	۶/	ویدانت کلپدرم	۱۲/
من بچ کرم وچار		بویک کلپدرم	۱۰/
بدھ سکشا وچار	۶/	چرتر کلپدرم	۱۰/
بھگتی گیان وچار		وچار کلپدرم	[illegible]

قدیم رشیوں کی رسایئن [illegible] اور ہندوستانی کیمسٹری کا بیش بہا کرشمہ

سدھ مکردھوج رسایئن

اندرونی یا بیرونی ذہنی، دماغی، روحانی اور جسمانی شاید ہی کوئی ایسی کمزوری ہو۔ جو اس اکسیر بے نظیر کے سامنے ٹھہر سکے +

بوڑھے، کمزور، کم ہمت، ناتواں اور پژمردہ غرضیکہ ہر طرح کے کمزور اور مایوس مریضوں کے لئے یہ ایک جادو اثر رسایئن دوا ہے۔ وہ کون سا مرض ہے۔ جو اس کے مختلف طریقہ استعمال و انوپان سے جسم میں رہ سکے +

کمزوری و ناطاقتی اور کمی خون کے باعث جن کا دل ہر وقت دھڑکتا رہتا ہو یا ذرا کھٹکا اور زوردار آوازہ ہونے پر دل جہاز کی طرح پھٹکنے لگتا ہو۔ ان کیلئے اس رسایئن کی چند ہی خوراکوں سے کلی فائدہ ہو جاتا ہے۔ یہ رسایئن کمی باہ، کمزوری باہ اور دل، دماغ، معدہ۔ جگر وغیرہ اعضائے رئیسہ کیلئے بلاشبہ پہلے ہی روز اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بڑھاپا کوسوں دور بھاگ جاتا ہے +

عقل و قوائے ذہنی کو خاص تقویت ملتی ہے۔ قوائے جسمانی میں پھرتیلاپن آ جاتا ہے اور چوبیس گھنٹے محنت کرنے پر بھی تھکان محسوس نہیں ہوتی +

اوج شکتی کے پیدا کرنے قوت اعصابی یا نروس والی ٹیلٹی کو بحال رکھنے کیلئے دنیا بھر کی دیگر طبی ادویات اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ اکسیر رسایئن خاص مہاراجوں امرا و رؤسا کے استعمال کی خاطر ہندوستانی رسایئن شالا میں خاص طور سے تیار کی جاتی ہے +

قیمت فی ماشہ صرف سات روپے (عہ) فی تولہ آٹھ روپے (لعہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار

مینیجر ہندوستانی دواخانہ امرتسر

آیوروید علم طب اور حفظان صحت کی نشر و اشاعت کا حامی اپنی قسم کا نرالا واحد ماہوار طبی رسالہ

"گھر کا وید"

جوکہ جنوری ۱۹۲۵ء سے زیر ایڈیٹری عالیجناب ویدراج کرشندیال جی وید شاستری صاحب بہت محنت و قابلیت سے نکل رہا ہے۔ یہ رسالہ حکیم ڈاکٹر و وید صاحبان کیلئے تو فائدہ مند ہے ہی مگر ہر ایک پڑھے لکھے عیالدار کے بڑے ہی کام کی چیز ہے۔ کیونکہ قابل ایڈیٹر صاحب نے اسکی ترتیب ایسی موزوں اور مناسب مقرر کر رکھی ہے۔ جوکہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ اسمیں ہر ماہ ایک مضمون بنام آیور طب آیورویدک رُو سے کل امراض کی مکمل تشریح۔ اسباب۔ علامات و علاج نہایت آسان و عام فہم عبارت میں مسلسل نکل رہا ہے۔ جوکہ کسی روز ایک مکمل مخزن آیوروید کا کام دیگا۔ یعنی طب آیوروید کی مکمل کتاب ہوگا۔ علاوہ ازیں امراض مخصوصہ مردان۔ زنان و بچگان اور گھروں میں عام ہونیوالی بیماریوں پر ایک ایک مضمون بمعہ آسان نہایت مجرب المجرب علاج درج ہوتا ہے۔ ہر ماہ چار پانچ صفحے آیورویدک مجربات و دیگر مجربات کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ غرضیکہ یہ طبی رسالہ ایک اسم بامسمیٰ رسالہ ہے۔ مضامین نہایت مفید۔ عام فہم اور نہایت ضروری ہوتے ہیں۔ اور اس میں جس قدر مجربات نکلتے ہیں وہ محض کتابوں کی نقل یا یوں ہی من گھڑت نہیں ہوتے۔ بلکہ جناب ایڈیٹر صاحب کے اپنے مجرب المجرب ہوتے ہیں۔ یا جن احباب کے مجرب ہوتے ہیں۔ ان کی حلفیہ تحریر اسکے ہمراہ درج رسالہ کئے جاتے ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے کوئی بھی پڑھا لکھا طبیب اور شائق طب خالی نہ رہنا چاہئے۔ مالک رسالہ نے محض اس غرض کے لئے کہ ملک میں آیورویدک علم کی اشاعت ہو۔ اور عوام میں طب جیسے ضروری مضمون کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو۔ اسکی قیمت برائے نام مقرر کر رکھی ہے۔ یعنی صرف ایک روپیہ چار آنے (عہ) سالانہ جلدی کیجئے کم از کم ایک پرچہ بطور نمونہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ اور اگر پسند ہو۔ تو سال بھر کے لئے خریدار بن جائیے۔

نیازمند مینجر گھر کا وید امرتسر (پنجاب)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۳

(ماہواری سلسلہ)

(زیر ادارت)

شیوبرت لا

بابت ماہ مئی و جون سنہ ۱۹۲۷ء

دستور العمل

- صہ سالانہ پیشگی چندہ
- بعد کو سالانہ مجموعہ کی قیمت عہ یا زیادہ
- نمونہ طلبی کا قاعدہ ۱/ فقط
- خریداروں کو تاریخ اجراء سے عدم وصولی کی شکایات پر ایک ہفتے کے اندر دوسرا پرچہ۔ زیادہ دیر ہو جانے کے بعد قیمت طلب
- جملہ خط و کتابت بنام مینیجر اپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواخانہ لیمیٹڈ امرتسر
- جواب کے لئے ارکا ٹکٹ ضروری - ورنہ عدم جواب کی معذرت
- ایڈیٹر کے ساتھ خط و کتابت راہما سوامی دھام کے پتہ سے

مقاصد

- ویدانت کے اصول پر بالعموم اور اپنشدوں کے مطالب پر بالخصوص محو خاطر نشین اور طمانیت بخش روشنی ڈالنا
- اپنشدوں کے گہرے راز کی عقدہ کشائی ایسے عام فہم طریق میں کرنا۔ مطالعہ کرتے وقت زندگی کم از کم خیالی حد پر عملی بنتی چلے اور دل پر ان کی سچائی پتھر کی لکیر بن جائے
- جو باتیں شاعرانہ انداز اور استعارہ کی زبان میں بیان ہوئی ہیں - انکو معمولی عبارت میں عام فہم الفاظ میں منتقل کر دینا
- جو بات اپنشد میں ذہن نشین نہ ہو سکیں اور خط و کتابت کے ذریعہ ان کو صاف کر دینا
- جہاں تک ہو سکا کے بعد مکمل اپنشدوں کو با احتیاط مع واضح تفسیر کے پیش کرتے رہنا

نوٹ :- اپنشد میگزین صرف مستقل خریداروں ہی کو صہ پر ملیگا - بعد کو قیمت زیادہ لی جائے گی ممکن ہے۔ سال بھر کی کتابوں کی قیمت ۱۲ یا ۱۵ وصول کی جائے - قیمت ہر کتاب کی اس کے ٹائیٹل پیج کے اندراج کے موافق لی جائے گی۔

کٹھ اُپنشد

نچکیتا کو یم کی روحانی تعلیم

معہ بسیط شرح لفظی ترجمہ

اور لغوی تشریح کے

(از)

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس

قیمت نسخہ عہ محصولڈاک علاوہ

صرف مستقل خریداروں کو ۱۲ نمبر کے عہ محصولڈاک

دیباچہ

(۱) کٹھ اُپنشد

کٹھ اُپنشد گو چھوٹی لیکن نہایت خوبصورت اور مؤثر اُپنشد ہے۔ طرز بیان اس قسم کا ہے کہ پڑھتے چلے جائیے اور مضمون خاطر نشین ہوتا جاتا ہے۔ یہ بہت ہر دلعزیز اور مشہور کتاب ہے۔ نہ صرف ہمارے ہی ملک کی مختلف زبانوں میں اس کے تراجم موجود ہیں۔ بلکہ یورپین زبانوں میں اس کے ترجمے کم نہیں ہوئے۔ اور وہاں اب تک اس کو غیر زبانوں کے جامہ پہنانے کا اہتمام مدنظر رہتا ہے۔

یہ نچیکیتا اور یم کے درمیان سوال و جواب کی صورت میں مکالمہ ہے۔

(۲) وجہ تسمیہ

"کٹھ" لفظ کے سنسکرت میں متعدد معنی ہیں۔ مثلاً (۱) ایک منی کا نام ہے۔ (۲) سادہ نغمہ یا سادہ آواز کو بھی کٹھ کہتے ہیں۔ (۳) یجروید کا حصہ (۴) منتر۔ (۵) ایک براہمن گرنتھ (۶) ویدوں کا ماہر براہمن جو رگ وید میں بالخصوص کمال درجہ کی دسترس علم تحقیق

رکھتا ہو۔ (۷) کٹھن ورت کا دھارن کرنے والا (۸) تیز قوت
یادداشت سے موصوف وغیرہ وغیرہ۔

کہتے ہیں ویدویاس جی نے یجروید کی نگہداشت اور
اشاعت کا کام اپنے ایک شاگرد ویشمپاین کے سپرد کیا
ان کے شاگردوں میں ایک کٹھ نام کا رشی تھا جس سے یجروید
کی کٹھ شاکھا چلی۔ انہی کے نام سے منسوب ہوئی۔ اور ان
کے تمام شاگرد کٹھ شاکھا والے مشہور ہوئے۔ چونکہ یہ اپنشد
انہیں سے مخصوص ہے اسلئے اس کا نام کٹھ اپنشد ہے۔ کٹھ شاکھا
والوں کو کاٹھک بھی کہتے ہیں۔ البتہ یہ شاکھا معدوم ہے۔

(۳) تعلق

اس کا تعلق کرشن یجر وید سے بتایا جاتا ہے۔ یہ مکالمہ
کسی قدر اختلاف کے ساتھ تیترے براہمن (۳-۱۱-۸)
سے لیا گیا ہے۔ کسی کسی کی رائے میں یہ سام ویدی اپنشد
ہے۔ لیکن کثرت رائے یجر ویدی کے ساتھ ہے۔ اور اسے
اصل میں سام وید سے منسوب کرنا غلطی ہے کیونکہ کٹھ شاکھا
سام وید کی نہیں۔ بلکہ یجر ویدی ہے۔

(۴) نچکیتا اور یم

مکالمہ ہونے کی وجہ سے یہ نچکیتا اور یم کے درمیان سوال
جواب کی صورت میں ہے۔ ممکن ہے یہ دونو نام فرضی ہوں۔

اور ممکن ہے۔ ان کی کچھ تواریخی حیثیت بھی ہو۔ لیکن ظاہرا تو یہ قصہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ مرگ موت کے ساتھ سوال وجواب کرنا خلاف از قیاس اور بعید از عقل ہے۔

تاہم نچیکیتس آگ کو کہتے ہیں۔ اور یم نرک کا دیوتا یا موکل ہے۔ ان کے درمیان کیا سوال وجواب ہونگے یہ سمجھ میں نہیں آتا۔

ساتھ ہی یم کے معنی گورو کی فرمانبرداری کو بھی کہتے ہیں۔ اور نچیکیتا زندگی کی آگ یا حرارت رکھنے والے شاگرد کو کہا جا سکتا ہے۔ یم اُسے کہتے ہیں۔ جو خارج کرسکے۔ اور آگ کو اخراج کی ایک صورت ہے۔ گو استعارہ کی زبان میں گورو اور شاگردی اس قسم کی حیثیت قائم تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ غیر معمولی جرأت کا کام ہے۔ اور کسی ٹیکاکار نے ایسا نہیں کیا اس لئے زبان کھولنے کی کم ہمت ہوتی ہے۔

نچیکیتا واج شروس کا لڑکا بتایا جاتا ہے۔ یہ واج شروس اروتی اُدّالک بھی کہا جاتا ہے۔ اُدّالک اُدّالک کا لڑکا اور اُرونی ارُن کا لڑکا ہوتا ہے۔ گوتم اُس کا گوتر تھا چھاندوگیہ اور برہدارنیک اُپنشدوں میں یہ نام آئے ہیں۔

ساتھ ہی یم کو پُورٹی کا راجہ بتایا گیا ہے۔ جو سُورج کا لڑکا ہے اور چترگپت اس کا منتری ہے۔

یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا نہ کہیں سر ہے نہ پیر ہے۔ اس نے مجبوراً یا تو ہم یہ کہیں کہ یہ بالکل فرضی اور من گھڑت

کہانی ہے۔ جو ویدک اور پورانک باتوں کو لے کر اس زمانہ کے خیال کے موافق ترتیب دی گئی ہے۔ اور یا یہ کہ نچکیتا شاگرد اور یم گورو تھا۔ اور گورو کے پاس جا کر شاگرد نے سوال کئے ؛

حیرانی کی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ قصہ تیترے آرنک (۱۱۔۳) میں بھی آیا ہے۔ وہاں اُس میں بھی نچکیتا کے یم کے لوک میں جانے کا ذکر آیا ہے۔ یہ اُسی سے مستعار لیا گیا ہے۔ بالکل نقل تو ہے نہیں۔ لیکن باتیں وہی ہیں۔ اُپنشد کی زبان اعلےٰ اور فصیح تر ہے۔ اور تیترے براہمن کی ایسی نہیں ہے ؛

(۵) اُپنشد کے حصّے اور مضمون

اس کٹھ اُپنشد میں دو ادھیاے (باب) ہیں اور ہر ایک ادھیائے میں تین تین ولیاں (فصل) ہیں۔ اس حساب سے اس کے چھ حصّے ہیں ؛

اور اُپنشدوں کی طرح اس کے بھی مضمون کو چار سوالوں تک محدود کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) انسانی زندگی کا اعلےٰ مقصد کیا ہے؟

(۲) جگت کا مول کارن (علّت اولیٰ) کیا ہے؟

(۳) اس مول کارن کا جگت کے ساتھ کیا سمبندھ (تعلق) ہے اور

(۴) ہم کو اُس کا علم کیسے ہوتا ہے!

(۶) پہلی ولی

پہلی ولی میں پہلے سوال کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ویدوں کے گیان سے اعلیٰ خوشی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن یہ گیان اور ساتھ ہی ویدوں کی شریعت اور کرم کانڈ کی پابندی سے صرف سورگ ملتا ہے۔ جو عارضی اور ناپائیدار ہوتا ہے۔ یہ انسانی دل کو مکمل طور پر مطمئن نہیں کرتا۔ انسان لافانی اور کبھی نہ بدلنے والی خوشی (یا سکھ) کا طالب ہے۔ اس کا امکان صرف اس وقت ہو سکتا ہے۔ جب کہ انسان خود غیر متبدل حالت میں آ جائے اور اب یہ سوال خودبخود پیدا ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی زندگی رہتی ہے۔ اور آیا کہ عارضی خوشیوں کے اوزار اور ذرائع مثلاً حواس اور دل وغیرہ سے نجات ہو جاتی ہے۔ تحقیقات آسان نہیں ہے لیکن خواہشمند طبیعت اس کی جانب بلا پس و پیش مائل ہو جاتی ہے۔ وہ لافانی خوشی گیان ہے۔ جو لافانی آنند کی طرف لیجاتا ہے۔

(۷) دُوسری ولی

دُوسری ولی میں یہ سوال آتا ہے۔ کہ جگت کا مُول کارن کیا ہے۔ اور ہم کیسے اُس میں محو ہو سکتے ہیں۔ جو شے نیک ہے وہ خوشگوار حالت سے مختلف ہے۔ ایک حالت ایسی ہے جو

افضل ہے۔ اور دوسری خوشنما۔ خوشگوار اور دل خوش کن ہے ان کے فرق کے سمجھنے اور ان کے درمیان تمیز کرنے کی ضرورت ہے۔ دونوں ایک ساتھ نہیں مل سکتی ہیں۔ لیکن با قوت تمیز سے یہ سمجھ میں آئے گا کہ جو افضل ہے۔ وہ افضل رہیگا۔ اور وہی اس کا پرلیشٹ ہے۔ جس سفلی یا انسانی گیان سے خوشگوار خوشنما اور دل خوش کن کیفیت ملتی ہے۔ وہ گیان نہیں اگیان ہے کیونکہ اس سے بھرم پیدا ہوتا ہے۔ وہ سچائی اور حقیقت کی راہ سے گمراہ کر دیتا ہے۔ اس سے اس لطف کی پیاس بجھتی ہے۔ کہ صرف یہی ایک جگت ہے۔ وہ سمرن نہیں ہے۔ اور اسی سے بھوگ و لاس (لذات نفسانی) سب کچھ ہیں۔ اس اگیان کا نتیجہ جنم مرن اور مرن جنم ہوتا ہے۔ اور انسان پیدا ہوتا اور مرتا رہتا ہے۔ برعکس اس کے اعلیٰ گیان کا تعلق افضل حالت اور پرلیشٹ واستھا سے ہے۔ اور اس کا مقصد آتما کی حقیقت۔ ماہیت۔ اصلیت اور ذاتیات کا جاننا ہے۔ یہ پاپ پنیہ۔ نیکی بدی۔ سبب اور نتیجہ (کارن کاریہ) اور گذشتہ حال اور استقبال کے تعلقات سے مختلف اور اونچا ہے۔ یہ آتما نہ مرتا ہے۔ نہ جنمتا ہے۔ نہ یہ کسی کا کارن ہے۔ نہ کارج ہے۔ یہ تبدیل نہیں ہوتا۔ تبدیلی صرف جسم۔ جسمانی حواس جسمانی اعضا اور جسمانیت کے کاروبار میں ہوا کرتی ہے۔ یہ آتما ایک ہے۔ وہ لا محدود مرتبہ ہے۔ وہ نرا کار بغیر جسمانیت کا ہے۔ وہ کل ہے۔ اور محیط کل ہے۔ اور پرکاش

ہے۔ وہ انسان یا زندہ مخلوق کے ہردے گپھا (دلی خلا یا دلی گوشہ) میں قائم رہتا ہے۔ برہم یا آتما کا گیان آسان نہیں ہے۔ قابل گورو اور قابل شاگرد ہو۔ تب وہ ہاتھ لگے دلیل بازی یا بحث مباحثہ سے وہ نہیں ملتا۔ ویدوں کے مطالعہ اور سمجھ سے وہ پرے ہے۔ دُنیاوی علوم یا زیرکی و دانائی سے اُس کا ہاتھ آنا محال ہے۔ بلکہ بھگتی اور ادھیاتم یوگ سے گہرا تعلق پیدا کرے۔ اس سے مل کر ایک ہو رہے۔ تب کہیں اس کا امکان ہے۔ اس برہم کا گیان اوم کے وچار سادھن سے نصیب ہوتا ہے۔ یہ اوم ہی ویدوں کا عطر اور جوہر ہے۔ اور اسی سے برہم کے سُتھول اور شُدھ روپ کی تمیز ہوتی ہے۔ اور برہم کے ساتھ جگت کے تعلقات کے عقدے حل ہو رہتے ہیں۔ یہ اوم ہی ہے جو ذات مطلق کی مُطلقیت کو ذہن نشین کرا دیتا ہے۔ من اور اندریوں کی روک تھام ہو جیت ایکاگر ہو۔ من چنچل ہے۔ اور اُدھکاری کے اندر اس گیان کی پراپتی کی دردھ اچھا - درڑھ بیراگیا اور درڑھ پریتن تا ہو +

(۸) تیسری ولی

تیسری ولی میں لامحدود غیر شخصی برہم اور محدود شخصی آتما کے تعلقات تناسب اور ان کے ساتھ جگت کے نسبتی نظمی وابستگی کا بیان ہے۔ دو آتمائیں ایک شخصی اور دوسری غیر شخصی - ایک وجودی دوسری نمودی - ایک مطلق دوسری شہودی - شخصی آتما

ہیں اندریاں - اندریوں کے پدارتھ - من - بدھی - حکومت اور بھوگ ہیں۔ اس (کی نظر) میں پدارتھ کی بڑائی ہے۔ یہ پدارتھ اندریوں سے زیادہ لطیف ہے۔ پدارتھ سے زیادہ اونچا من ہے۔ من سے اونچا بدھی ہے۔ من سے اونچا مہت اور مہت سے اونچی اویکت اور اویکت سے اونچا آتما ہے۔ اور اس آتما سے اونچا پرماتما ہے۔ جو لامحدود ہے۔ اور یہ آخری مقصد ہے۔ آتما تمام پرانیوں کے باطن میں ہے۔ ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اگر بدھی یا متحد عقل کو نظر آتا ہے۔ آتما کے علم کا انحصار بدھی اور پرماتما پر ہے۔ یہ برہم گیان کی تحصیل اور تکمیل کے مدارج ہیں۔ جب برہم گیان حاصل ہو جاتا ہے۔ تب لافانیت (امرپد) ملتی ہے +

(۹) چوتھی ولی

چوتھی ولی میں بیان آتا ہے۔ کہ آتم گیان کے راستہ میں اگیان حائل ہے۔ اس لئے گیان نہیں پراپت ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جب تیسری ولی کے آخیر میں کہا گیا۔ کہ آتما باطن میں ہے۔ ظاہر نہیں ہے۔ وہ چھپا ہوا ہے۔ تو پھر وہ کس طرح جانا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب اندریاں بھوگ اور بھوگ کے پدارتھ سے ہٹالی جائیں۔ تو آتما کو آتم گیان ہو۔ جیسا کہ جاگرت اور سپن میں اسے گیان رہتا ہے۔ آتما خود گیان ہے۔ اسی طرح برہم گیان بھی ہے۔ اس کے بعد پھر تیسری

دلی کی طرح آتما کے مختلف تعلقات کا بیان آتا ہے۔ تخفی اور محدود آتما ہی لامحدود اور غیر متخفی برہم ہے۔ وہی ہر یہ گریہ ہے۔ وہی پرانیوں کا آتما ہے۔ جو اندریوں کو ساتھ رکھتے ہوئے ہردے گپھا میں ٹھہرا ہوا ہے۔ جیو اور برہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۱۰) پانچویں ولی

پانچویں وَلی میں آتما کو جسم سے مختلف ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ دکھایا گیا ہے کہ کس طرح وحدت میں کثرت ہے۔ آتما اندریوں کا قاعدہ میں چلانے والا ہے اور زندگی کا دارومدار اسی کی ہستی پر ہے۔ جب آتما جسم کو چھوڑ جاتا ہے۔ جسمانی فرائض کا عدم ہو جاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ جسم اور اندریوں سے مختلف ہے۔ وحدت کا کثرت میں نمایاں ہونا مثال سے سمجھایا گیا ہے۔ ایک ہی آگ مختلف چیزوں سے مل کر متعدد ہو جاتی ہے۔ ایک ہی پانی دوسری اشیا سے ملکر کئی صورتیں والا دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہی کیفیت آتما کی ہے۔ ان تمام تعلقات میں آتما پھر بھی سب سے بے تعلق رہتا ہے۔ اور ان کا نقص اس میں نہیں آتا۔ آنکھوں کے عیب سے سورج میں کیا عیب آتا ہے۔ وہ تو سب کے اندر باہر ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

(۱۱) چھٹی وَلی

پانچویں ولی کے آخر میں یہ سوال آتا ہے۔ میں برہمہ کو کیسے جان سکتا ہوں۔ کہ وہ پرکاش کرتا ہے۔ یا نہیں پرکاش کرتا ہے؟ اور جواب اس طرح دیا جاتا ہے۔ لامحدود برہمہ کو کوئی پرکاش نہیں کرتا۔ سب اُسی سے پرکاش والے ہوتے ہیں چھٹی ولی اسی جواب سے زیادہ تر با تعلق ہے۔ پہلے تشبیہ کی صورت میں جواب دیا جاتا ہے۔ یہ جگت گولر کے درخت سے مشابہ ہے۔ جس کی جڑ اوپر کی طرف ہے۔ اور شاخیں نیچے کی جانب ہیں۔ اور آتما اور جگت کے تعلقات کے سلسلہ میں پھر تیسری ولی کا وہی بیان دہرایا جاتا ہے۔ جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ یعنی من اندریوں سے اونچا ہے۔ آتما من سے اونچا وغیرہ وغیرہ ...... من اور اندریوں سے آتما کی سمجھ نہیں آتی۔ وہ اپنے کارن سے سمجھا جاتا ہے۔ کارج (نتیجہ) کارن (سبب) میں ہے۔ اور یہ کارن اننت اور آزاد ہے۔ اور یہ برہمہ ہے برہمہ ودیا یوگ سے پیدا ہوتا ہے۔ یوگ سے من اور اندریاں پدارتھ سے الگ ہو جاتی ہیں۔ اور بدھی کا رخ برہمہ کی طرف رہتا ہے۔

یہ سوال کہ ہم برہمہ کو کیسے جان سکتے ہیں؟ کٹھ اپنشد میں زیادہ زیر بحث آیا ہے۔ اور اس کا جواب ان منتروں کے درمیان ہے:-

"آتما کا جاننا مشکل ہے۔ کیونکہ وہ بہت لطیف ہے" (۱-۲۱)
"قابل خواہ ہوشیار گورو کی ضرورت ہے" (۲-۷)
"آتما لطیف سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ اور ترک (دلیل بازی) سے نہیں سمجھا جاتا" (۲-۸-۹)
ظاہرا یہ جواب بہت مذبذب معلوم ہوتا ہے۔ اور تسلی بخش نہیں ہے۔ اور اس کا ظاہرا نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے۔ کہ پھر یہ علم ویدوں سے نصیب ہوتا ہوگا۔ اگر آتما کا گیان دلیل بازی اور ترک سے نہیں ملتا۔ تو پھر سینہ بہ سینہ ایک گورو کے ذریعہ دوسرے کو اور دوسرے کے ذریعہ تیسرے کو ملتا ہوا چلا آیا ہوگا یہ سلسلہ برابر ایسا ہی قائم رہا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ آخری گورو تک ایسا ہی چلا آیا ہوگا۔ لیکن کٹھ اپنشد سے اس خیال کی بھی زیادہ تائید نہیں ہوتی۔ اول وید سے اس گیان کا ملنا غیر ممکن ہے۔ آتما وید سے نہیں جانا جاتا۔ اور نہ عقل سے اس کی لفظی مراد کے سمجھ لینے سے اس کا امکان ہے۔ اور نہ بہت سننے سے ...... (۲-۲۳)۔ دوسرے یہ حواس کی رسائی سے بھی اونچا ہے۔ اس لئے سینہ بہ سینہ اس کے گیان کے سلسلہ کا چلا آنا بھی ممکن نہیں ہے:۔ "اس آتما کی شکل دیکھنے کے لئے نہیں ہے۔ کوئی شخص اسے آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا ......" (۶-۹)۔ "نہ وہ آتما بانی سے نہ من سے نہ آنکھ سے پایا جاتا ہے ......" (۶-۱۲) کٹھ اپنشد کے ان منتروں سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ آتما کا گیان وید کے امکان سے باہر

ہے۔ تیسرے آتما کا گیان صرف آتما سے ملتا ہے۔ اور اس کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ "...... ہاں جس کو (یہ آتما) خود منظور کر لیتا ہے۔ وہی اس کو پاتا ہے۔ اس کے شریر کو یہ آتما اپنا لیتا ہے" (۲-۳-۲) "...... جو اسے اپنے جسم میں رہتے ہوئے دیکھتے ہیں" (۵-۱۲) چوتھے یہ صاف پایا جاتا ہے کہ آتما کے گیان کا تعلق یوگ وچار سے ہے۔ "...... جب کوئی دھیر پرش اس قدیم (سناتن) کو ادھیاتم یوگ کی پراپتی سے جان لیتا ہے۔ تو وہ خوشی اور ناخوشی دونوں پر غالب آ جاتا ہے" (۱-۱۲)۔ "...... صرف تیز عقل سے ان کو نظر آتا ہے۔ جو لطیف نظر ہیں (۳-۱۲) "وہ دھیر پرش جو اپنے بیدا حواس کی علیحدگی اور ان کے طلوع اور غروب (جاگرت سوپن) کو جانتا ہے۔ وہ رنج سے دور ہو جاتا ہے" (۶-۲) نہ صرف اتنا ہی کہا گیا ہے۔ بلکہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ وچار سے آتما کا گیان ملتا ہے۔ "نہ آتما بانی۔ من اور آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ "وہ ہے" ایسے کہنے والے کے سوا اسے اور کون جان سکتا ہے" "وہ وہ ہے" اس شکل میں اور اس حیثیت میں اسے جاننا چاہئے جب "وہ ہے" تو اس طرح اس کا انوبھو کر لیا گیا ہے۔ اور اس انوبھو سے اس کی شکل صاف ہو جاتی ہے" (۶-۱۲۔ اور ۱۳-۱۲) اس کا مطلب واضح ہے۔ برہم ہستی ہے۔ ہستی مطلق ہے۔ ہستی محض ہے۔ ذات ہستی۔ جو ہر ہستی۔ عظیم ہستی اور عنصر ہستی ہے۔ یہ جگت

اُسی کی ہستی سے ہست ہوا۔ برہمہ کی ہستی اپنی ہے۔ وہ کسی دوسرے کی ہستی کی محتاج نہیں نہ ماتحت ہے۔ ہستی اُسی کی ہے۔ صرف اس ایک خیال کے دل نشین اور ذہن نشین ہونے کی ضرورت ہے۔ پھر اس کا سمجھ لینا اتنا مشکل نہیں رہتا۔ برہمہ کا غیر اور ضد کوئی بھی نہیں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی دوسرا ہو۔ تو اُسے ضد اور غیر کہا جاسکے۔ ہستی تو ہستی ہی ہے۔ اس سے خالی کوئی نہیں ہے۔ یہ ہستی تحدید اَشکال سے بری غیر منقسم ہے۔ ہم میں تم میں اس میں اُس میں ہستی ہی ہستی تو ہے۔ اور اسی ہستی کو برہمہ کہتے ہیں۔ یہ برہمہ کے ہونے کا لازوال اور لامنقطع ثبوت ہے۔ اس سے بہتر اور زوردار ثبوت دوسرا کیا ہوسکتا ہے۔ یا ہوسکیگا۔ کٹھ اُپنشد نے اسی دلیل پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ اور اس سے خوب برہمہ کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ آخر میں یہ بات دکھائی گئی ہے۔ کہ آتما جو گیان روپ ہے۔ وہ آپ اپنا گیان ہوتا ہے۔ وہ گیان من بانی یا بدھی کا محتاج نہیں ہے۔ اور یہ آتما دوسرا کچھ نہیں ہے برہمہ ہی برہمہ ہے۔ اور یہی سب سے اونچا گیان ہے۔ ..... یہ آتما اپنے آپ کو آپ پرگٹ کرتا ہے۔ (۲-۳-۲۲) اس لئے یہ تو اصلی گیان ہے۔ باقی جو کچھ من۔ بانی اور بدھی وغیرہ کے تجربات ہیں۔ وہ سب کے سب اگیان ہیں۔ اور اُپنشدوں نے اُسے اپرا ودیا یا سفلی علم کا نام دیا ہے۔ *

اس تشریح سے ظاہر ہے کہ کٹھ اُپنشد کی ماسے کیموافق

برہمہ گیان کا تعلق الہامی کتاب وید یا مذہبی نوشتہ جات سے نہیں۔ بلکہ سویم آتم وچار۔ آتم انوبھو اور آتم بودھ سے ہے ۔

(۱۲) تواریخی حیثیت

کٹھ اُپنشد کی تواریخی حیثیت کی بابت یقینی طور پر کوئی رائے نہیں قائم کی جا سکتی۔ تاہم اس میں شک نہیں ہے کہ یہ یوگ اور سانکھیہ کے فلسفوں کے ترتیب میں آنے کے بعد کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں ان کی بابت اشارے آتے ہیں۔ اور یوگ کی بھی اہمیت کا خیال دلایا گیا ہے ۔

کٹھ اپنشد *

پہلا اُدھیاے

پہلی ولی یا فصل

ابتدائی تمہید

(۱)۔ واقعی واج سروس نے عقیدتمندی سے اپنی تمام جائیداد دان میں دے دی۔ اس کے ایک لڑکا تھا جسکا نام نچکیتا تھا۔

(۲)۔ وہ لڑکا تھا جب نچکیتہ دان تقسیم ہو رہا تھا۔ اس کے

---

*۔ یہ قصہ ایک طرح پر خیالی ناٹک کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ اور جزوی اختلافات کے ساتھ تیترے براہمن کے ۳-۱۱-۸ کے ا سے لے کر ۶ تک سطروں سے لیا گیا ہے۔ نچکیتا موت کے یہاں جاکر پھر زمین پر آتا ہے۔ تاکہ اصل حال کو بیان کرے۔ یہی اپنشد کی غرض ہے۔

(دل) میں یہ خیال (شردھا) داخل ہوا۔ اس نے اپنے دل میں سوچا:-

(۳) ۔ (گائیں) اپنا (آخری) پانی پی چکیں (آخری) گھاس کھا چکیں (آخری مرتبہ) انکا دودھ دُہ لیا گیا۔ وہ بانجھہ (بغیر دودھ کی) ہیں۔ جو ایسی (گائیں) دان دیتا ہے یقینی طور پر وہ ایسے لوگوں میں داخل ہوتا ہے۔ جو آنند (خوشی) سے خالی ہیں +

(۴) تب وہ باپ کے پاس گیا:- "باپ! تم مجھے کس کو (دان) دوگے؟" دوسرے مرتبہ تیسرے مرتبہ (اس نے اس طرح پوچھا) اس نے اُسے کہا۔ "میں تجھے یم کو دونگا"

نچکیتا یم کے گھر میں

(۵) ۔ [نچکیتا سوچتا ہے]:- "میں کتنوں میں پہلا ہوں میں کتنوں میں اوسط درجہ کا ہوں۔ آج موت میرے ساتھ کیا سلوک کریگا؟"

(۶) ۔ "دیکھو ہمارے پہلے بزرگوں کا کیا حال ہوا۔ پھر سوچو پیچھے جانے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اناج کے دانہ کیطرح فانی انسان پکتا ہے اور اناج کے دانہ کی طرح پھر وہ پیدا ہوتا ہے +

برہمن اتیتھی سے بدسلوکی کرنیکی عبرت

(آواز آئی)

(۷) ۔ "براہمن (مہمان) اگنی کی طرح گھر میں داخل

ہوتا ہے۔ لوگ (ایسے مہمان کو) راضی کرتے ہیں۔ اے
ویوسوت! پانی لا"

(۸) "جس کے گھر میں (مہمان) براہمن بغیر کھانا کھائے
رہتا ہے۔ اس کم عقل سے اُمید اور تمنائیں۔ میں اور
خوشی کے سامان۔ یگیہ اور شبھ کرم۔ اولا اور مویشی یہ
سب چھین لئے جاتے ہیں"

نچکیتا کے لئے تین بر

(یم تین دن کی غیر حاضری کے بعد واپسی پر (جب دیکھتا
ہے کہ نچکیتا کی اُس طرح مہمان نوازی نہیں ہوئی جو بہ حیثیت
براہمن مہمان کے اس کا حق ہے۔ تو وہ کہتا ہے :-)

(۹) ۔ "تو تین دن تک میرے گھر میں رہا تجھے کھانا
نہیں ملا۔ تو قابلِ تعظیم مہمان ہے۔ اے براہمن! تجھے نمسکار ہے
(تیرا آنا) میرے لئے مبارک ہو۔ اس لئے اس کے بدلے
میں تو تین بر چن لے"

نچکیتا کا پہلا بر زمین پر باپ کے پاس آنے کی خواہش

[نچکیتا نے کہا]

(۱۰) ۔ "اے یم! جب میں تجھ سے رخصت ہو کر جاؤں
گوتم (میرا باپ) خوشی سے میرا خیر مقدم کرے۔ خیر اندیش
نیکدل (ہو کر) بغیر غصہ کے (میرے ساتھ پیش آئے)۔ یہ پہلا

برہے - جو میں مانگتا ہوں"

(یم نے جواب دیا)

(۱۱) - "جب تو مجھ سے رخصت ہو کر جائے گا پہلے کی طرح اوالکی آرونی (نچکیتا کا باپ) تجھے موت کے منہ سے آزاد پاکر خوش ہوگا - (اور) غصہ سے نجات پاکر خوشی سے (وہ) راتوں کو سوئے گا۔

نچکیتا کا دوسرا ور نچکیتس اگنی کے متعلق جو سورگ کو لیجاتا ہے

(نچکیتا کہتا ہے)

(۱۲) - "سورگ لوک میں کوئی بھی خوف نہیں ہے۔ تو بھی وہاں نہیں ہے - نہ کوئی شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے - بھوک اور پیاس کے پار جاکر انسان دکھ سے آزاد ہو جاتا ہے اور سورگ لوک کو بھوگتا ہے۔

(۱۳) "اے یم! تو سورگ کی اگنی کو خود جانتا ہے میں شردھا والا (عقیدتمند) ہوں - اقرار کر (مجھے وہ اگنی بتادے) سورگ لوک کے رہنے والے امر ہوتے ہیں - میں یہ دوسرا ور مانگتا ہوں"

(یم نے کہا)

(۱۴) - میں تجھے وہ (اگنی) بتاتا ہوں - مجھ سے سیکھ لے اے نچکیتا! اس سورگ کے اگنی کی بابت واقفیت پیدا کر لینے سے غیر محدود لوک ملتے ہیں - اس کی اس طرح کی بنیاد ہے - تو سمجھ لے وہ (اگنی) ہردے کی گپھا میں ہے"

[روایت]

(۱۵) — اس نے اُسے وہ اگنی بتایا۔ جو دنیا کی ابتدا ہے۔ لیکن اینٹیں کتنی اور کس طرح (چُنی جاتی ہیں) اور اس نے جیسا کہ (یم نے) کہا تھا (زبان) سے دوہرایا۔ یہ روایت ہے۔ تب خوش ہو کر یم نے اس سے پھر کہا:۔

(۱۶) — خوش ہو کر مہاتما (یم نے) اُسے کہا:۔ آج میں اور بھی تجھے دیتا ہوں۔ یہ اگنی تیرے نام سے مشہور ہو گا اور یہ متعدد رنگوں والی مالا بھی لے۔

(۱۷) — وہ جس نے تین مرتبہ ناچکیتا اگنی کو روشن کیا ہے اور تینوں سے ملکر ایک ہو گیا ہے۔ تین طرح کے کرم کرلیے ر

[نوٹ] — اس تین تین کی بابت ٹیکا کاروں نے خاص خاص خیال ظاہر کئے ہیں۔ تین مرتبہ اگنی روشن کرنے سے انہوں نے برہمچریہ۔ گرہست۔ ون پرست مراد لی ہے۔ تین کے میل سے ماں باپ اور آچاریہ کی صحبت سمجھی ہے۔ اور تین کرم سے ویدوں کا مطالعہ۔ یگیہ اور دان سمجھا ہے۔ سوامی شنکر آچاریہ جی نے بھی قریب یہی کہا ہے۔ اور سب کے سب یہی مانتے چلے آئے ہیں۔

اصل میں یہ باطنی راز ہے۔ جو سنت مت کے طرز عمل سے زیادہ مطابق ہے (۱) تین طرح کی اگنی سے ویراٹ۔ انترجامی اور ہرنیہ گربھ کے تجلیات سے مراد ہے۔ تین طرح کا میل جسم دل اور روح کی مماثلت سے غرض ہے اور تین طرح کے کرم سمرن۔ بھجن۔ دھیان ہیں۔ یہ اگنی ظاہری یگیہ سے تعلق رکھتا۔ بلکہ سر میں اگنی دھارن کر کے اس کے روشن کرنے سے مراد ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲ پر)

ہیں۔ وہ جنم مرن کو پار کر جاتا ہے۔ اس جاننے والے کے
جان لینے سے جو برہم سے پیدا ہوا ہے۔ وہ قابلِ تعظیم دیو ہے۔
اور اس کی تعظیم سے وہ بیحد شانتی کو جاتا ہے (پالیتا ہے)
(۱۸) - تین دفعہ نچکیتا اگنی کے روشن کر لینے تینوں کے
جان لینے سے جو اس طرح جان کر نچکیتا اگنی کو بناتا ہے۔ وہ
پہلے ہی سے موت کی قید و بند کو پرے پھینک دیتا ہے۔
دکھ سے پار ہو جاتا ہے۔ سورگ لوک میں آنند بھوگتا ہے"
(۱۹) - اے نچکیتا! یہ سورگ کا اگنی تیرا ہے۔ جو تُو
نے دوسرے بر (کی شکل) میں چنا ہے۔ اور لوگ اُسے تیرا
ہی اگنی مشہور کرینگے۔ اے نچکیتا! تیسرا بر مانگ"

نچکیتا کا تیسرا بر۔ موت کے گیان کی بابت

[نچکیتا نے کہا]
(۲۰) - مرے ہوئے آدمی کی بابت یہ شک ہے۔
کوئی کہتا ہے۔ وہ رہتا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں۔ وہ نہیں رہتا
یہ میں تجھ سے تعلیم پاکر جاننا چاہتا ہوں۔ یہ بروں میں سے
تیسرا بر ہے"
[یم نے کہا]

جو منڈک اپنشد میں ذیر بحث آئے گا۔ اس کا تعلق تر اوکی کے اگنی تریکی کی مطابقت اور لتر لوکی کے بیوہار کے ترتیب سے ہے۔ مترجم]

(۲۱) "دیوتاؤں کو بھی یہ پورا نہ ماتہ ہے بہ شک ہے۔ کیونکہ حقیقت ہیں یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ دھرم (مسئلہ) لطیف ہے۔ اے نچکیتا! دوسرا بر چُن۔ مجھے مجبور نہ کر۔ میری خاطر اسے چھوڑ دے"

اس گیان کی دنیاوی خوشیوں پر فوقیت

[نچکیتا نے کہا]

(۲۲) "فی الحقیقت دیوتاؤں کو بھی اس کی بابت شک ہے۔ اور اے یم! تو بھی کہہ رہا ہے۔ کہ یہ آسانی سے نہیں سمجھا جاتا۔ اور تیرے جیسا گورو نہیں ملنے والا ہے اس لئے اس کے برابر اور کوئی بر بالکل نہیں ہے"

[یم جواب دیتا ہے]

(۲۳) "سَو برس (تک جینے والے) لڑکے۔ پوتے بہت مویشی۔ ہاتھی۔ سونا اور گھوڑے اور زمین پر بڑا مسکن۔ اور تو جتنی گرمیوں تک کی زندہ رہنے کی خواہش ہو۔ مانگ لے۔

(۲۴) "اگر تو اسے برابر کا بر سمجھتا ہے۔ تو دولت اور لمبی زندگی مانگ۔ اے نچکیتا! تو زمین پر بڑا جن کر رہ۔ میں تجھے سب خواہشوں کا بھوگنے والا بنا دونگا"

(۲۵) "اس مرتیو لوک (عالم فانی) میں جن جن خواہشوں کا پورا ہونا سخت مشکل ہے۔ خوشی سے تمام خواہشوں کا منا[illegible]

کو مانگ لے۔ حسین رتھ والی۔ بین بجانے والی عورتیں!۔ آدمی سے فی الحقیقت (ایسی (خوبصورت عورتیں) نہیں پاتے۔ میں یہ سب تجھے دونگا۔ یہ تیری خدمت کریگی۔ اسے نچکیتا! موت کی بابت مجھ سے نہ سوال کر۔"

[نچکیتا کہتا ہے]

(۲۶) —"ناپائدار (عارضی) اشیا جو فانی انسان (کی ملکیت) کی (چیز) ہے۔ اے یم! یہ ساری اندریوں کی قوت کو کم کر دیتی ہیں۔ فی الواقعی تمام زندگی بھی تھوڑی ہے۔ یہ رتھ (اور) راگ رنگ اپنے پاس رہنے دے۔"

(۲۷) —"آدمی کی دولت سے سیری نہیں ہوتی۔ کیا جب ہم نے تجھے دیکھ لیا۔ تو اب بھی دولت نہیں! کیا ہم اسوقت تک زندہ رہینگے۔ جب تک تیری حکومت ہے۔ بہر نہج میں اسی بر کو چُنتا ہوں۔"

(۲۸) —"زمین پر نیچے رہنے والا اور آہستہ آہستہ ضعیف ہونے والا ایک آدمی جب (سورگ کے) فانی نہ ہونے والے امر (دیوتاؤں) کے پاس پہنچ کر ان کے سکھوں کو جان لیتا ہے۔ اور ان کی خوبصورتی اور خوشیوں کو سمجھ لیتا ہے۔ تو کیا وہ لمبی زندگی سے خوش ہوگا!"

(۲۹) - اے یم! تو (صرف) وہ بتا دے جسکی بابت انہیں شک ہے۔ موت کے بعد کیا ہوتا ہے۔ یہی کہ دے اس پوشیدہ (راز) کا بر نچکیتا مانگتا ہے۔ (اور کوئی نہیں)

دوسری وَلّی

پریے۔شریے۔ودیا اودیا۔گیان اگیان۔گیان کی بزرگی

[یم کہتا ہے]

(۱)۔ "شریہ (مرجح۔قابل ترجیح) ایک شئے ہے اور پریہ (پیاری اور خوشی دینے والی) دوسری شئے ہے ان دونو کے جداجدا مقصد ہیں۔ اور یہ آدمی کو بندھن میں لاتی ہیں۔ ان دونوں میں سے جو شریہ (قابل ترجیح) کو اختیار کرتا ہے۔ اس کا بھلا ہوتا ہے۔ لیکن جو پریہ کو پسند کرتا ہے وہ مقصد سے گر جاتا ہے"

(۲)۔ "پریہ اور شریہ دونو انسان کو ملتے ہیں۔ اور ان کے گرد گھوم کر عقلمند ان کو الگ الگ کرتا ہے عقلمند شریہ کو چن لیتا ہے۔ کیونکہ وہ قیمت میں پریہ سے بڑھا ہوا ہے۔ لیکن جاہل پریہ کو پسند کرتا ہے۔ جو حاصل کرنے اور رکھنے میں خوشی دینے والا ہے"

(۳)۔ "اے نچکیتا تو نے پیاری اور پیاری شکل والی تمناؤں کو ٹھیک دیکھ بھال کر کے ان سب کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس سڑک پر نہیں پڑا۔ جو دولت کی طرف لے جانے والی ہے جس میں بہت سے آدمی ڈوب جاتے ہیں"

(۴)۔ "ودیا اور اودیا دونو بڑے فرق والے اور باہم گر

صد والے ہیں۔ اے نچکیتا! میں تجھے ودیا کا خواہشمند سمجھتا ہوں کیونکہ تجھے بہت سی تمنائیں بھی لالچ نہیں دے سکیں۔"

(۵) - جو جاہل اودیا کے اندر رہتے ہیں۔ آپ ہی عقلمند بنے ہوئے اور اپنے آپ کو عالم مانتے ہیں وہ ٹھوکریں کھا کھا کر چکر لگاتے ہیں۔ (اور) ان اندھوں کی طرح ہیں۔ جن کے راہ دکھانے والے اندھے ہی ہیں۔"

جنم کا باعث غفلت

(۶) - "موت (کا مسئلہ) اس کے لئے صاف نہیں ہے۔ جو طفلانہ (حرکت کا) ہے۔ بے پرواہ اور دولت کے بھرم سے چور وہ سوچتا ہے۔ کہ یہی لوک (سب کچھ) ہے۔ دوسرا لوک نہیں ہے۔ بار بار وہ میرے (موت کے) پنجہ میں آتا ہے۔"

قابل گورو کی ضرورت

(۷) - وہ[۲] جو بہتوں کے سننے میں بھی نہیں آتا۔ وہ جو بہتوں کو سننے سے بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ عجیب ہے۔ وہ اعلان کرنے والا جو اس کے حاصل کرنے میں قابل ہے۔ عجیب ہے۔ وہ جاننے والا جو قابلیت کے ساتھ سکھایا گیا ہے۔

(۸) - جب کوئی اچھوتا پُرش اُسے بتاتا ہے۔ تو اس کا جاننا

بجوار شریہ = افضل۔ سرلینٹ۔ بڑا۔ (۲) پریہ = پیارا۔ خوشی دینے والا (۳) وہ = آتما۔ (۳) جو گورو ہونے کی قابل نہیں اور تم دینی ہے۔

آسان نہیں ہوتا۔ چاہے اس پر کتنا ہی وچار کیا جائے۔ جب تک اس کو دوسرا (آتم درشی) نہ بتلائے۔ تب تک اس کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لطیف سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ دلیل سے زیادہ باریک ہے +

(۹) ۔ ترک (دلیل) سے تمیز نہیں آتی۔ جب دوسرا (ابھید بادی گورو) سمجھاتا ہے۔ اسوقت اے پیارے دوست! وہ آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ تو نے جس بُدھی (تمیز) کو پالیا ہے۔ سچ مچ تو دھیرج والا (ثابت قدم) ہے۔ اے نچکیتا! تیرے جیسا سوال کرنے والا ہم کو ملے +

تیاگ اور وچار کی ضرورت

[نچکیتا نے کہا]

(۱۰) ۔ "میں جانتا ہوں کہ جو دولت سمجھی جاتی ہے۔ وہ چند روزہ ہے۔ کیونکہ جو دائمی (مستقل) ہے، وہ واقعی انہیں نہیں ملتی جو غیر مستقل مزاج ہیں۔ اس لئے میں نے (پہلے) ناچکیت اگنی کو روشن کیا۔ اور تب عارضی تدبیروں سے اُسے حاصل کیا۔ جو دائمی ہے *"

(۱۱) ۔ "خواہش (کامنا) کی تکمیل۔ جگت کی بنیاد۔ کرم کا غیر منقطع سلسلہ۔ نجات کا محفوظ کنارہ۔ تعریف کی بڑائی۔

---

* ۔ بعض ٹیکا کار اس جملہ کو یم کی تقریر بتاتے ہیں جو غلط ہے اس کا تعلق نچکیتا سے ہے۔ آتما گیہ سے نہیں ملتا +

وسیع وسعت (دیکھنے کی) بنیاد - یہ سب اسے باتمیز نچکیتا! تو نے (انہیں) دیکھ لیا اور دیکھ کر مستقل مزاجی سے ترک کر دیا

(۱۲) - "اُسے جس کا دیکھنا مشکل ہے - جو پوشیدہ (جگہ) میں داخل ہے (ہردے کی) گپھا میں قائم ہے - گہرائی میں رہتا ہے - دائمی ہے" اُسے دیو سمجھ کر ادھیاتم یوگ سے گیانی اس آتما کو (جانکر) خوشی اور رنج (دونوں) پیچھے چھوڑ جاتے ہیں"

غیر اہل - ان ادھکاری آتما

(۱۳) "جب کسی فانی (انسان) نے اسے سن کر پورے طور سے سمجھ لیا ہے - اور اوصاف والے (آتما) کو الگ کر کے اسے لطیف جان لیا ہے - وہ آنند کو حاصل کرتا ہے - کیونکہ اب اس نے آنند کے سبب کو پا لیا ہے - اسے نچکیتا! میں مانتا ہوں کہ (تیرے لئے آتما کا) مکان کھل گیا ہے"

(۱۴) - "ویسے (دھرم) سے جدا اور ویسے ہی (ادھرم) سے جدا جو بیان کیا گیا اس سے اور جو بیان نہیں کیا گیا دونوں سے جدا - جو ہے اور جو ہونا ہے - جو تو اسے دیکھتا ہے - وہ بیان کر"

[نچکیتا جواب نہیں دیتا تب یم اپنی تقریر کے سلسلہ کو شروع کرتا ہے]

اوم شبد کی مدد

(۱۵) "تمام وید جس کا ذکر کرتے ہیں - اور تمام تپ جسے

بناتے ہیں۔ جس کی خواہش سے برہمچریہ کی پابندی کی جاتی ہے وہ پد (لفظ) میں تجھ کو اختصار کے ساتھ بتاتا ہوں"

اوم وہ ہے

(۱۶) — "یہ اکشر دراصل برہم ہے۔ یہ اکشر واقعی سب سے بڑا ہے۔ اس اکشر (پد یا لفظ) کو جان کر جو پُرش جو کچھ چاہتا ہے۔ اس کا ہو جاتا ہے۔ (وہ اُسے حاصل کر لیتا ہے)"

(۱۷) — "یہ سب سے اچھا سہارا ہے۔ یہ سب سے اونچا سہارا ہے۔ اس سہارے کو جان کر انسان برہم لوک میں مہما والا ہو جاتا ہے"

دائمی لافانی آتما

(۱۸) — "جاننے والا (آتما) نہ پیدا ہوتا ہے۔ نہ مرتا ہے وہ ایک نہ کہیں سے آیا ہے۔ نہ کچھ ہوا ہے۔ اجنما۔ انادی، دائمی۔ یہ جسم کے قتل کر دینے قتل نہیں ہوتا"

(۱۹) — "اگر مارنے والا سمجھے میں مارتا ہوں۔ اور مرنے والا سمجھے میں مرا ہوں۔ تو وہ دونوں نہیں سمجھتے۔ کیونکہ نہ یہ (اُسے) مارتا ہے نہ (وہ) مرتا ہے"

آتما ادھیکاری پر پرگٹ ہوتا ہے

(۲۰) — لطیف سے زیادہ لطیف۔ بڑے سے زیادہ بڑا آتما ہے۔ جو اس زندہ (وجود) کے (ہردے کی) گپھا میں چھپا ہوا ہے۔ وہ پُرش جو (اکرتو کرنے کی) خواہش والا نہیں ہے۔

اس (آتما) کو دیکھتا ہے - اور دُکھ سے آزاد ہو جاتا ہے جب پیدا کرنے والے (دھاتر - آدھار) کے فضل سے وہ آتما کی مہما کو دیکھ لیتا ہے۔

ضد اوصاف

(۲۱) "بیٹھا ہوا ہی وہ (آتما) دور کی سیر کرتا ہے (اور) لیٹا ہوا ہر جگہ جاتا ہے - کون شخص اس دیو کو جو خوش ہے اور جو خوش نہیں بھی ہے - میرے (یم کے) سوا دیکھ سکتا ہے!

(۲۲) - "وہ (آتما) اجسام کے درمیان جسمانی نہیں ہے۔ تغیر پذیر چیزوں کے درمیان تغیر پذیر نہیں ہے - بڑا اور محیط کل ہے - اس کے پہچان لینے سے گیانی دُکھ سے آزاد ہو جاتے ہیں"

(۲۳) - "یہ آتما نہ تعلیم سے حاصل ہوتا ہے - نہ عقل (بدھی) سے - نہ زیادہ پڑھنے سے (بلکہ) ایسے شخص پر یہ (آتما) اپنے آپ کو پرگٹ کرتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے"

(۲۴) - "جو پُرش اپنی بد چلنی سے نہیں ہٹا - جو شانت نہیں ہے - جس کا چت یکسو نہیں ہے - جس کا من شانت نہیں ہے - وہ پرگیان (گیانی گیان) سے اُس آتما کو نہیں پا سکتا"

سمجھا ہوا اَن سمجھا ہوا

(۲۵) - "وہ جس کے براہمن (پوجاری) اور کشتری (سردار) دونوں ہی غذا ہیں - اور جو موت کو خود نگل جاتا ہے - کون اُسے جان سکتا ہے - کہ وہ کہاں ہے"

تیسری وَلّی

پرماتما اور آتما

(۱) — "وہ ہیں جو شبھ کرم کے لوک میں رت پیتے ہیں۔ وہ دونو رہردے کی گپھا میں اور اونچے بالائی طبقہ میں رہتے ہیں۔ برہم گیانی انہیں دھوپ اور چھاؤں کہتے ہیں۔ اور جو گرہست پانچ قسم کی یگیہ اگنی قائم رکھتے ہیں۔ اور جو تین مرتبہ کی نچکیتس کا یگیہ کرتے ہیں وہ بھی ایسا ہی کہتے ہیں"

نچکیتس یگیہ اگنی بطور مدد

(۲) — "ہم اس نچکیت اگنی پر قادر ہوں۔ جو یگیہ کرنے والوں کے لئے پل ہے۔ اور اس سب سے اونچے لافانی برہم (کے جاننے پر) قادر ہوں جو (سنسار) سے پار جانیوالوں کے لئے بیخوف ساحل ہے"

رتھ اور رتھ بان کی مثال

(۳) — تو سمجھ لے آتما (کی حیثیت) رتھ سوار (کی ہے)

نمبر ۱ — چھاتما سے یہاں مراد بہت بدھی مراد ہے۔ جو معمولی بدھی سے اونچی اور اس کی پیدا کرنے والی ہے +

جسم رتھ (کی حیثیت کا) ہے۔ بُدھی کو رتھ (کا) ہانکنے والا جان اور پھر من کو لگام کی طرح سمجھ۔"

(۴) — "وہ کہتے ہیں (کہ) اندریاں گھوڑے ہیں۔ (ان کے) بھوگ کی چیزیں سڑک ہیں۔ آتما جسم۔ اندریاں اور من کے ساتھ ملا ہوا بھوگنے والا ہے۔ گیانی ایسا کہتے ہیں"

(۵) — "جو گیان والا نہیں ہے۔ (اس لئے) من (کی لگام) کو مضبوطی سے نہیں پکڑ رکھا ہے۔ اس کی اندریاں رتھ کے خراب گھوڑوں کی طرح قابو میں نہیں ہیں"

(۶) — "لیکن جو گیان والا ہے۔ من کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھتا ہے۔ اس کی اندریاں بس میں رہتی ہیں۔ جیسے اچھے گھوڑے کوچوان کے (اختیار میں ہوتے ہیں)"

جنم مرن سے پار جانے کے لئے آتما کا رتھ اختیار میں ہے

(۷) — "جس کو سمجھ نہیں ہے۔ من کو ہمیشہ بے قابو اور ناپاک رکھتا ہے۔ وہ منزل (مقصود) کو نہیں پہنچتا (بلکہ) سنسار (جنم مرن) میں بھٹکتا رہتا ہے"

(۸) — "لیکن جو سمجھ رکھتا ہے۔ اور من پر غالب (ہو کر اُسے) ہمیشہ پاک رکھتا ہے" وہ منزل (مراد) کو پہنچتا اور وہاں سے پھر جنم نہیں لیتا"

(۹) — "لیکن وہ شخص جس میں رتھ بان (کی سمجھ) ہے (اور) من کی لگام کو کس رکھی ہے۔ وہ منزل کے خاتمہ پر پہنچتا ہے

جو وشنو کی سب سے اونچی جگہ ہے"

پرماتما تک رسائی کے مدارج

(۱۰) — "اندریوں سے اندریوں کے بھوگ اونچے ہیں۔ اندریوں کے بھوگ سے من اونچا ہے۔ من سے بدھی اونچی ہے۔ بدھی سے مہا آتما اونچا ہے"

(۱۱) — "مہت (بدھی) سے اونچی اویکت (پرکرتی) ہے۔ اویکت (پرکرتی) سے اونچا پرش ہے۔ پرش سے اونچا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ حد ہے وہ منزل (مقصود) ہے"

محیط کل آتما کا مشاہدہ

(۱۲) — "گو وہ (آتما) سب میں چھپا ہوا ہے۔ وہ آتما (جو سر ہونیکی وجہ سے باہر) پرکاشمان نہیں ہوتا۔ لیکن باریک بین آدمی کی باریک افضل بدھی سے (اُسے) دیکھا جاتا ہے"

ضبط حواس - یوگ

(۱۳) — "عقلمند کو چاہیئے۔ کہ من اور زبان کو روکے۔ انہیں (من اور بدھی کو) گیان آتما میں روکے۔ اور گیان آتما کو شانت آتما میں روکے"

تنبیہ

(۱۴) — "اٹھو۔ جاگو۔ بڑے گوروؤں کے پاس جاؤ اور سیکھو (کہ) چھرے کی تیز دھار پر چلنا مشکل ہے۔ عقلمند اس راہ کو دشوار گزار بتاتے ہیں"

(۱۵) - جو بغیر شبد - بغیر سپرش - بغیر روپ کا ہے - لافانی ہے - اسی طرح بغیر ذائقہ کا ہے - دائمی ہے بغیر گندھ (بو) کے ہے - انادی (لا ابتدا) اننت (لا انتہا) ہے - بڑی بدھی سے اونچا - اٹل! جس نے (اس برہمہ کو) ایسا سمجھ لیا - وہ موت کے منہ سے چھوٹ جاتا ہے"

اس تعلیم کی فضیلت

(۱۶) نچکیتا کی کہانی! یمؔ کی قدیم تعلیم! اس کے سننے اور کہنے سے گیانی برہمہ لوک میں قابلِ تعظیم ہوتا ہے

(۱۷) - جو اس افضل پوشیدہ راز کو براہمنوں کی سبھا میں سناتا ہے - یا پاک ہو کر مردوں (کے شرادھ کے وقت) سناتا ہے - وہ امر پھل پاتا ہے ٭

دوسرا ادھیائے

چوتھی ولّی

[یم کہتا ہے] باہری اندریوں سے لافانی آتما کی تلاش بیکار ہے

(۱) - سویمبھو (آپ سب کچھ ہو جانے والے) نے اندریوں کو (اگر دباہر کی طرف سے) چھید دیا - اس لئے آدمی باہری

چیزوں کو دیکھتا ہے۔ انتر آتما (اندرونی روح) کو (خواہ) اپنے اندر نہیں دیکھتا۔ گیانی نے آنکھوں کو (باہری اور نفسانی چیزوں سے) بند کر کے لافانیت کی خواہش سے (آتما) کو دوبدو دیکھا (جو سب کے پس پشت ہے)"

(۲) ۔ "طفلانہ مزاج والے باہری خوشیوں کے پیچھے جاتے ہیں۔ وہ موت کے پھیلے ہوئے جال میں پھنستے ہیں۔ لیکن گیانی لافانیت کی سمجھ رکھتے ہوئے عارضی چیزوں کے درمیان دائمیت کی تلاش نہیں کرتے"

جاگرت ۔ سوپن

(۳) ۔ "جس (کی مدد) سے انسان روپ ۔ رس ۔ گندھ شبد اور ستری بھوگ (کرتا ہے)۔ (یہ) اُسی (کی مدد) سے یہ بھی جانتا ہے۔ کہ سب کے پیچھے (یا پس پشت کیا ہے؟ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

(۴) ۔ "جس کی مدد سے (وہ) سوپن اور جاگرت کو دیکھتا ہے۔ گیانی اس محیط کل آتما کو جان کر دکھ سے پار ہو جاتا ہے"

پرماتما ۔ آتما اور سب کچھ ایک ہے

(۵) ۔ "جو اس شہد کھانے والے (گیان وان کرتا) آتما کو جان لیتا ہے۔ جو ہمیشہ نزدیک ہے۔ جو گزرے ہوئے آئندہ والے اور موجودہ زمانہ میں ہونے والے (آتما) کو مالک جانتا ہے۔ تب وہ اس سے الگ نہیں رکھتا۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے" ٭

(۶) ۔ "جو پہلے تپ سے پیدا ہوا ۔ جو پہلے پانی سے پیدا ہوا ۔ جو (ہردے کی) گپھا میں داخل ہوا ہے ۔ جو سب جانداروں میں سے دیکھتا ہے ۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

(۷) ۔ "جو ادیتی (لامحدود پرکرتی) کو (جانتا ہے) جو دیوتی (الوہیت کا باعث) ہے ۔ جو پران سے پیدا ہوتی ہے ۔ جو (ہردے) گپھا میں داخل ہو کر اس میں رہتی ہے ۔ اور جو تمام پرانیوں میں سے پیدا ہوتی رہتی ہے ۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے ۔"

(۸) ۔ "وہ اگنی سب کا جاننے والا وہ ۔ ارنی (دو لکڑیوں) میں چھپا ہوا ہے ۔ جیسے بچہ جننے والی ماں کے پیٹ میں چھپا رہتا ہے ۔ جاگتے پرش جسے روزانہ پوجا کے قابل سمجھتے ہیں ۔ اور ہوی (نذر) دیتے ہیں ۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

(۹) ۔ "جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ۔ جس میں غروب ہوتا ہے ۔ تمام دیوتا اسی میں پردئے (گتھے ہوئے) ہیں اور کوئی اس کے پرے نہیں جاتا (نہ علیحدہ ہو سکتا ہے) وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

اس کے سمجھنے میں ناکامی اور ناکامیابی کا سبب

(۱۰) ۔ جو یہاں ہے ۔ وہی وہاں ہے ۔ جو وہاں ہے ۔ وہی پھر یہاں ہے ۔ جو یہاں بھید (فرق) کو دیکھتا ہے ۔ وہ موت میں جاتا ہے"

(۱۱) ۔ "من ہی سے اس (آتما) کو پانا (ساکشاتکار کرنا)

چاہیئے۔ یہاں اس میں کوئی بالکل فرق (تمیز یا بھید) نہیں ہے۔ جو یہاں فرق سمجھتا ہے۔ وہ موت سے موت میں جاتا ہے۔"

نتیجہ برہم اپنے ہی میں ہے۔

(۱۲) "پرش انگوٹھے کے ماپ کا اپنے آپ (میں) ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ گذشتہ اور آیندہ کا مالک ہے۔ (جو ایسا سمجھ لیتا ہے) پھر اس سے منہ نہیں موڑتا۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے۔"

(۱۳) "انگوٹھے کے ماپ کا پرش مثل اس روشنی کے ہے۔ جس میں دھواں نہیں ہے۔ وہ گذشتہ اور آیندہ کا مالک ہے۔ وہی اکیلا آج ہے۔ وہی کل بھی رہیگا۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے۔"

وحدت اور کثرت

(۱۴) "جیسے (پہاڑ کی چوٹی پر) برسا ہوا پانی پہاڑ کے ہر طرف دوڑتا ہے۔ اسی طرح جو شخص صرف دھرم (صفات یا اوصاف) ہی کو الگ الگ دیکھتا ہے۔ وہ انہیں کے پیچھے دوڑا پھرتا ہے۔"

(۱۵) "جیسے صاف پانی صاف پانی میں ملا ہوا وہی رہتا ہے۔ اے گوتم! ایک منی کا آتما بھی وہی ہوتا ہے۔ جیسے اس کی سمجھ ہے۔"
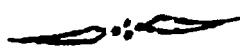
پانچویں ولی

شخصی یا مفرد آتما اور پرماتما

(۱) - غیر پیدا شدہ اور غیر ٹیڑھے من والے (آتما) کے گیارہ پھاٹکوں کے شہر (جسم) پر حکومت کرنے سے انسان کو دکھ نہیں ہوتا - بلکہ (جسم سے) آزاد ہونے پر وہ فی الحقیقت آزاد ہی رہتا ہے - وہ فی الحقیقت وہی آتما ہے ۔

(۲) - وہ دوّیہ لوک (عالم بالا) میں ہنس (سورج) ہے وہ انترکش (درمیانی عالم خلا) میں وسو (والو) ہے - وہ ویدی میں رہنے والا اگنی ہے - وہ کلسے میں رہنے والا سوم رس ہے - وہ گھر میں رہنے والا اتیتھی (مہمان) ہے - آدمیوں میں وسیع وسعت میں - آکاش میں - پانی میں - پرتھوی میں - یگیہ میں پہاڑ میں پیدا ہوتا ہے - وہ سچا ہے - وہ بڑا ہے ۔

(۳) - وہ باوفا ہے - جو (دل کے) وسط میں بیٹھا ہوا ہے - جو پران کو اوپر اٹھاتا ہے - اور اپان کو اندر ڈالتا

نوٹ - جسم کے گیارہ پھاٹک = دو آنکھ + دو کان + دو ناک + منہ + پیشاب پاخانہ کے سوراخ + ناف (نابھی) + سر و سے = ۱۱ - اگر آخری دو کو نکال دو - تو اسے نو دوار کا شہر کہا جائے گا ۔

ہے۔ تمام دیوتا (اندریاں) اُسے پوجتے ہیں"

(۴) "جب جسم میں رہنے والا (یہ آتما) کوچ کر جاتا ہے۔ اور اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ تب کیا باقی رہتا ہے۔ وہ سے فی الحقیقت وہی آتما ہے"

(۵) "سانس لینے سے اور سانس کھینچنے سے کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ جس (کی مدد) سے انسان زندہ رہتے ہیں۔ وہ کوئی اور چیز ہے۔ یہ وہی (آتما) ہے۔ جس کا دونوں پران اپان) سہارا لیے ہوئے ہیں"

جنمتے ہوئے آتما کی جسمانی تناسب

(۶) "اے گوتم! اب میں تجھ کو یہ (راز) بتاؤں گا۔ برہم قدیم (دائمی) ہے۔ اور یہ کہ کس طرح (اس کے گیان کے بغیر (لاگیانی) مر کر بار بار جنم لیتے ہیں)"

(۷) "بعض تو (ماں کے) پیٹ میں جسم پانے کے لئے رہتے ہیں۔ دوسرے اپنے کرم کے موافق اور اپنے گیان کے موافق ٹھہری ہوئی اشیا (درختوں کے تنوں) میں داخل ہوتے ہیں"

اصلی آتما آدھار محض ہے

(۸) "جب (جو) سوئے ہوتے ہیں۔ یہ پرش جاگتا ہے۔ ایک خواہش (نظارہ) کے بعد دوسری خواہش (نظارہ) پیدا کرتا ہے۔ وہ پاک ہے۔ وہ برہم ہے۔ فی الحقیقت وہی لافانی کہلاتا ہے۔ تمام لوک (کرتے) اسی کا سہارا

سے لیے ہوئے ہیں۔ اور اس کے پرے کوئی نہیں جا سکتا۔
وہ شے حقیقت وہی آتما ہے۔"

واحد سب آتما جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے۔

(۹) جس طرح ایک اگنی دنیا میں داخل ہو کر ہر ایک کا روپ بن گیا ہے۔ اسی طرح ایک آتما سب جانداروں کے اندر سب کی صورت کا ہے۔ (اور پھر بھی) وہ سب کے باہر بھی ہے۔"

(۱۰) جیسے ایک ہوا تمام دنیا میں داخل ہو کر سب کے روپ کا بن گئی ہے۔ اسی طرح ایک آتما سب جانداروں کے اندر سب کی صورت کا ہے۔ (اور پھر بھی) وہ سب کے باہر بھی ہے۔"

(۱۱) جیسے سورج تمام دنیا کی آنکھ ہو کر بھی آنکھ کے باہری عیبوں سے ناقص نہیں ہوتا۔ اسی طرح سب جانداروں کا انتر آتما بن کر بھی سنسار کے عیب سے گندہ نہیں ہوتا۔ (وہ) باہر (بھی) (رہتا) ہے۔"

اپنے آتما کے اندر پرماتما کے گیان کی بیحد خوشی

(۱۲) سب پر حکومت کرنے والا سب کا انتر آتما جو اپنے آپ کو مختلف شکلوں والا بن جاتا ہے۔ ایک ہے۔ گیانی جو اسے اپنے اندر رہنے والا جان لیتے ہیں۔ دائمی آنند کو پا جاتے ہیں۔ دوسرے (یہ سکھ) نہیں (پا سکتے)۔"

(۱۳) عارضی میں ہمیشہ دائمی۔ بدھیوں کے درمیان

بدھی ۔ بہتوں کے درمیان ایک ! جو کامناؤں (تمناؤں) کو پوری کرتا ہے ۔ جو گیانی اُسے اپنے آپ میں رہنے والا مانتے ہیں ۔ ان کو غیر قابل بیان شانتی ملتی ہے ۔ (یہ شانتی) دوسروں کو نہیں (ملتی) ۔"

[نچکیتا کہتا ہے]

(۱۴) ۔ "گیانی اس پرم آنند کا انوبھو کرتے ہیں ۔ جو اونچی اور بیان سے باہر خوشی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ :- "یہ وہ ہے" تب میں کیسے اُسے جان سکتا ہوں ۔ وہ خود بخود پرکاشوان ہے ۔ یا دوسرے سے پرکاش پاتا ہے ؟"

[یم جواب دیتا ہے]

(۱۵) ۔ "نہ وہاں سورج چمکتا ہے ۔ نہ چاند ۔ نہ تارے چمکتے ہیں ۔ نہ بجلی ! یہ اگنی (بیچارہ) کہاں (رہتا ہے) ؟ اسی کے پرکاش کرنے سے سب پرکاش والے ہوتے ہیں یہ سارا جگت اُسی کے پرکاش سے پرکاش وان ہے ۔"

چھٹی ولی

جگت کے درخت کی جڑ برہم ہیں

(۱) ۔ اُس کی جڑ اوپر ہے ۔ اس کی شاخیں نیچے ہیں ۔ یہ دائمی پیپل کا درخت (ہے) وہ (جڑ کی نظر سے) پاک ہے ۔ وہ

ہے۔ وہ فی الحقیقت لافانی کہلاتا ہے۔ اُسی کے سہارے
لوک لوکانتر ہیں۔ اور کوئی بھی اس کے پرے نہیں جا سکتا۔
فی الحقیقت یہ وہ ہے"

بڑا خوف

(۲)۔ "جو کچھ تمام سنسار ہے (اُسی برہم سے) پیدا شدہ
پران میں کانپتا ہے۔ بڑا خوف! اونچے اٹھا ہوا بجر! جو
اُسے جانتے ہیں۔ امر ہو جاتے ہیں"
(۳) "اُسی کے خوف سے اگنی جلاتا ہے۔ اسی کے خوف
سے سورج گرمی دیتا ہے۔ خوف سے دونو اندر اور ہوا
اور موت جو پانچواں ہے۔ دوڑتا ہے"

آتم گیان کے مدارج

(۴) "اگر کوئی شخص اس انسانی جسم کے مرنے سے پہلے
زمین پر (اس برہم کے) جاننے کے قابل ہو گیا ہے۔ تب
وہ اپنے گیان کے موافق سرشٹی کے لوکوں (کروں) میں
پھر (موزوں اور مناسب) قالب اختیار کرنے کے لیے
تیار ہوتا ہے"
(۵) "جیسے آئینہ میں (عکس)! ویسے ہی وہ اس جسم کے
اندر دکھائی دیتا ہے۔ جیسے خواب میں ویسے پتری لوک میں!
جیسے پانیوں کے اندر ویسے ہی گندھرب لوک میں! جیسے
دھوپ چھاؤں میں ویسے ہی برہم لوک میں (بھی دکھائی
دیتا ہے)"

جواس سے اونچے - پرش کی رسائی تک کا درجہ

(۶) — "اندریوں کی مختلف حالتیں جو ایک دوسرے کے بعد آتی ہیں۔ انکا ادے (طلوع) است (غروب) (انسان سے جدا رہتی ہیں) گیانی (انہیں) جانتا ہے۔ (اُسے) رنج نہیں ہوتا۔"

(۷) — "اندریوں سے اونچا من ہے۔ من سے اوپر ستو (بدھی) ہے۔ بدھی سے اونچی مہا آتما ہے۔ مہا آتما سے اونچی اویکت (پرکرتی) ہے۔"

(۸) — "لیکن مہا آتما اویکت۔ پرکرتی سے اونچا پرش (آتما) ہے۔ جو سب میں محیط کل ہے جسکا کوئی نشان نہیں ہے۔ جسے جان کر انسان مکت ہو جاتا ہے اور امرپد پاتا ہے۔"

(۹) — "اُس کی صورت دیکھنے کے لئے نہیں ہے۔ نہ کوئی شخص اُسے آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ یہ پردے سے بدھی سے۔ من سے پرکاشت (ظہور پذیر) ہوتا ہے۔ وہ جو اُسے جانتے ہیں۔ امر ہو جاتے ہیں۔"

یوگ کا طریقہ - عقلی جذبات کی روک تھام

(۱۰) — "جب پانچوں گیان اندر من کے ساتھ ٹھہر جاتے ہیں۔ اور بدھی بھی حرکت نہیں کرتی ہے۔ (اس) حالت (کو) سب سے اونچی حالت بتاتے ہیں۔"

(۱۱) — ایسی اندریوں کی زبردست روک تھام کو یوگ

کہا جاتا ہے۔ تب سستی دور ہو جاتی ہے۔ فی الحقیقت یوگ ہی بندا اور انتہا ہے"

[یہ پتے (وجودیت) کے سوا آتما سمجھ سے باہر]

۱۲ - "اگر (آتما) من نہ بانی اور نہ آنکھ سے ملسکتا ہے۔ تو سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ہے اور کون اُسے ایسے کہنے والے کے سوا سمجھ سکتا ہے۔

۱۳ - "وہ ہے (صرف) اسی شکل سے اور تتو کے روپ سے اُسے دیکھنا چاہیے جب وہ ہے اور اسکا انوبھو ہو گیا تب اس کی صورت (جوہر) صاف ہو جاتی ہے"

تیاگ اور امرپد کا تعلق

۱۴ - جب تمام خواہشیں جو من میں رہتی ہیں چھوٹ جاتی ہیں۔ تب مرنے والا انسان امرت بنجاتا ہے اس وقت یہیں برہم کو پا لیتا ہے"

۱۵ - جب دل کی تمام گرہیں یہاں کھل جاتی ہیں۔ تب مرنے والا یہیں پر امرت بن جاتا ہے۔ صرف اتنی ہی تعلیم ہے"

آتما کا جسم سے کوچ امرپد کی طرف یا اور طرف

۱۶ - "من میں ایکسو ایک ناڑیاں ہیں۔ انہیں سے ایک سُشمنا کا سرا اوپر دماغ کی طرف نکلا ہے۔ اس کے ذریعہ اوپر چڑھتا ہوا انسان امر ہو جاتا ہے۔ دوسری ناڑیاں نکلنے میں مختلف جنموں میں لیجاتی ہیں"

۱۷ - "انگوٹھے کے ناپ کا پرش (اندرآتما) ہمیشہ انسان کے ہردے میں رہتا ہے۔ اُسے اپنے جسم سے اطمینان کے ساتھ نکالے جیسے تیلی سے مونج نکالی جاتی ہے۔ اسی جان لے یہی شدھ امرت ہے۔ اسی کو جان لے یہی شدھ امرت ہے"

برہم کی پراپتی - اسکا ذریعہ اور امرپد

نچکیتا یم کے بتانے سے گیان پاکر اور یوگ کے تمام مدارج کو جان کر برہم کو پراپت ہو۔ غلبات (نفس) اور موت سے آزاد ہو گیا۔ اور وہ شخص بھی جو اس طرح آتما کو جانتا ہے۔ غلبات (نفس) اور موت سے آزاد ہو جاتا ہے۔

ختم ہوئی

کٹھ اپنشد

کٹھ اُپنشد

۲

صرف اہم مسائل کے متعلق سوال و جواب مختصر طور پر

شیو برت لال

مقیم رادھا سوامی دھام
ڈاکخانہ گوپی گنج
راج بنارس

قیمت مجموعی کتاب کی ؏ [صرف مستقل خریداران ۱۲ نمبر کی]

دیباچہ
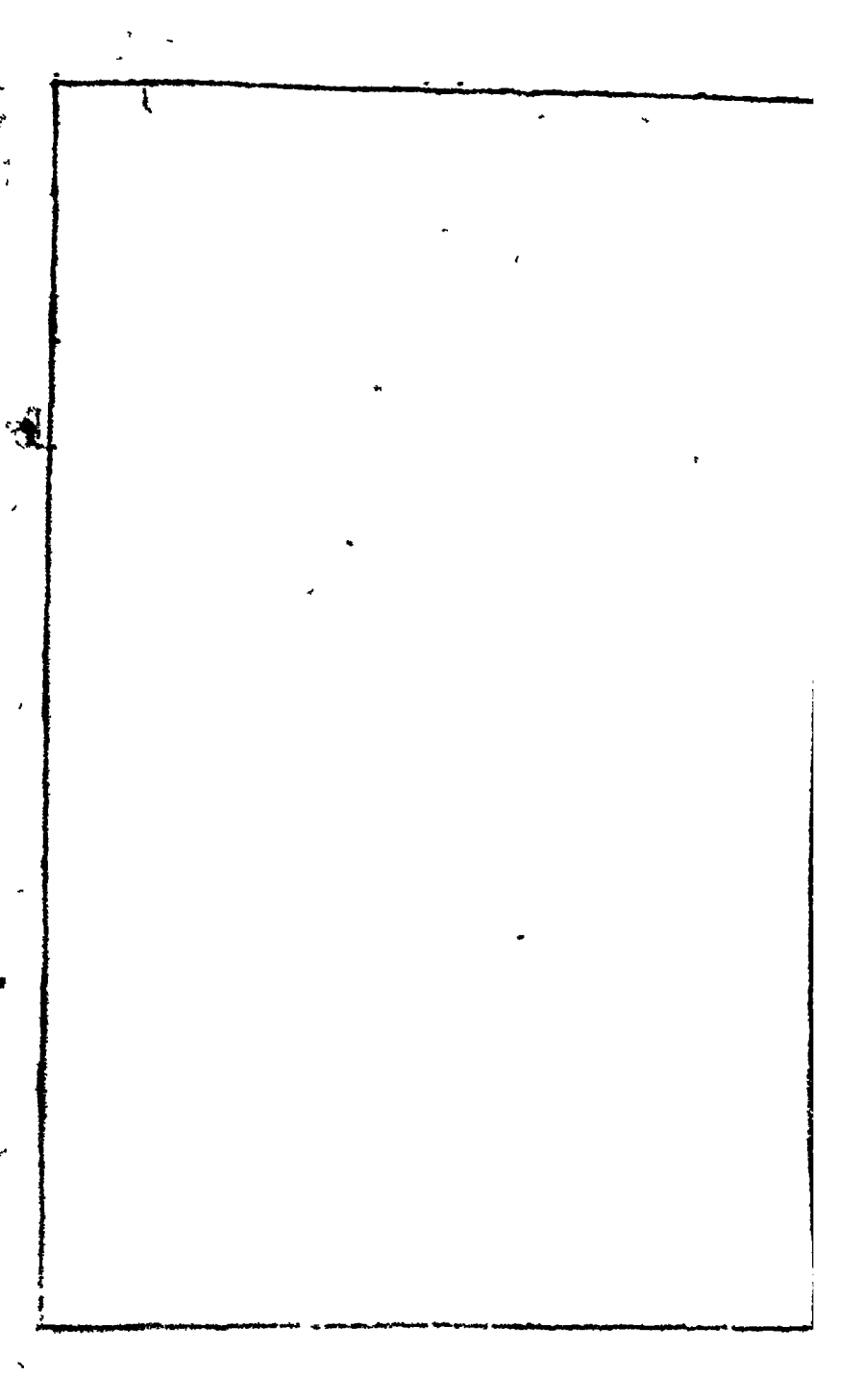
دو مختلف کتابیں

کٹھ اُپنشد کے دو ادھیائے ہیں۔ اور بعض بعض لوگوں کی رائے ہے۔ کہ یہ ایک نہیں۔ بلکہ دو مختلف کتابیں جو اکٹھا کردی گئی ہیں۔ اس کے ثبوت میں جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ۔ پہلا حصہ بالکل بطور خود مکمل ہے۔ اور اس کے ۱۶ اور ۱۷ منتروں میں صاف لفظوں میں کہ دیا گیا ہے۔ کہ یہ نچکیتا اپاکھیان ہے۔ جو مُردوں کی شرادھ کے وقت سنانے سے امر پھل دیتا ہے۔ اور جس کے کہنے سننے سے گیانی کو برہم لوک میں عظمت ملتی ہے۔

(۲) ۔ دوسرے حصے میں قریب قریب سب کے سب ویدوں ہی کے منتر آتے ہیں۔ جو پہلے حصہ کی خاص خصوصیت نہیں کہی جاسکتی۔

(۳) ۔ زبان کے لحاظ سے بھی ان کے درمیان بہت فرق ہے۔

(۴) - پہلے میں شچکیتس لفظ بارہا آتا ہے۔ دوسرے میں نچکیتا آیا ہے - اور وہ بھی ایک مرتبہ! اس میں نچکیتا کو بار بار گوتم کے نام سے خطاب کیا ہے۔ جو کیفیت پہلے حصہ کی نہیں ہے +

(۵) - دوسرے میں یوگ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اور اس کی ضرورت محسوس کرائی گئی ہے۔ اور اسی کی صراحت بھی ہے +

(۶) - کئی منتر مابعد زمانہ کے اضافہ کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں - اور کئی دوبارہ آئے ہیں +

وغیرہ وغیرہ

یہ دلیل کمزور نہیں معلوم ہوتیں۔ تاہم وہ قدامت کی علامت سے خالی نہیں ہے۔ ویدک اصطلاحات کا اس کے اندر بھی شمول ہے +

کتاب کی بزرگی

کٹھ اُپنشد کے اہم اور افضل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے - یوگ اور سانکھیہ کے نئے مسائل جو دوسرے حصہ میں شامل کر دیئے ہیں - وہ گو اُسے جدید اور نئی کتاب اور مختلف رسالہ ثابت کرتے ہیں۔ تاہم اُسے زیادہ خوبصورت بنا دیتے ہیں۔ اس کا مفید اور اعلےٰ درجہ کا سبق آموز ہونا ہر طرح سے ثابت ہے +

گورو کی ضرورت

کٹھ اپنشد میں گورو اور قابل گورو کی ضرورت خاص طور پر ذہن نشین کرائی گئی ہے۔ جو مسئلہ ما بعد زمانہ میں تمام ہندو مذاہب کی خاص حیثیت بنگیا ہے +

ناموں کی اصطلاحات

نچکیتا اور یم ناموں کی خاص اصطلاحات ہیں۔ یم موت ہے۔ جو گورو ہے۔ اور نچکیتا شاگرد ہے۔ نچکیتا لفظ کی صراحت جہانتک میں نے متعدد ٹیکائیں دیکھی ہیں۔ کسی میں قابل اطمینان صورت میں موجود نہیں ہے۔ یہانتک کہ سنسکرت کے اکثر لغات بھی اس کی وضاحت نہیں کرتیں۔ جن لغوی مادوں سے یہ بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ نی (اندر۔ اندرونی) اور چکت (معالجہ) ہیں۔ گمان غالب ہے۔ کہ اس سے اندرونی علاج کرنے والے سے مراد ہو گی۔ جو شاگرد یا چیلے کا خاصہ ہے۔ اگر یہ معنی لئے جائیں۔ تو نام کی اصطلاح اور اصطلاحی استعمال میں بہت خوبصورت موزونیت آجاتی ہے۔ لیکن اس پر کسی نے روشنی نہیں ڈالی۔ اس لئے اپنی رائے پر زیادہ زور دینا غیر معمولی جرأت سمجھی جائے گی۔ تاہم اس سے تو کسی کو انکار نہ ہو گا۔ کہ نچکیتا اعلےٰ درجہ کا مستحق شاگرد ہے۔ جو سوائے اپنی دلی مراد کے کسی قسم کے ترغیب اور تحریص کے دام میں

نہیں پھنستا۔

یم

یم کو اس کتاب میں گورو کی حیثیت عطا کرنے کا کوئی نہ کوئی خاص سبب ہے۔ مرنے سے پہلے موت کے راز سربستہ سننے میں۔ نقل مشہور ہے۔ کہ "انسان اپنی موت اپنی ہی نظر سے دیکھ سکتا ہے"۔ "بغیر مرے ہوئے زندگی کا حق حاصل نہیں ہوتا"۔ اس نگاہ سے نچکیتا کا موت کے منہ میں جاکر اصلیت اور اصلی زندگی کا سبق حاصل کرنا قابل غور ہے۔ اس مرنے سے مراد غالباً دنیاوی اور جسمانی زندگی کی طرف سے بے توجہی اور عدم التفاتی ہوگی۔

سوال و جواب

کٹھ اپنشد بطور خود یم اور نچکیتا کے درمیان مکالمہ ہے۔ اس کے بیانات خود سوال اور جواب کی صورت میں آ گئے ہیں۔ اس لئے اس کو اور مزید استفہامی بنانا شاید زیادہ موزوں نہ سمجھا جائے گا۔ لیکن میں ایسی جرأت کر رہا ہوں۔ اس کی غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں نفس مراد اور روح مقصد اس طرح حلول اور سرایت کر جائیں کہ پھر وہ انہیں بھول نہ سکے۔ اور وہ اس کی زندگی میں اثر انداز ہو۔

کیا یہ مقصد قابل اعتراض ہے؟

ترجمہ پہلے دیدیا گیا۔ اور اس کی شکل اس قسم کی آسان عام فہم الفاظ میں قائم کی گئی۔ کہ سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ یہ میرے اس ترجمہ کی خصوصیت ہے۔ جو ہندی یا اردو کے کسی کتاب میں نظر نہ آئے گی۔ اب یہ دوبارہ سوال و جواب کی مذاق قند مکرر کا لطف دیگی۔ وہ سوال و جواب یگیہ اور نچکیتا کے درمیان ہوئے ہیں۔ یہ سوال و جواب تحقیق اسکے لئے زیادہ تقویت کے باعث ہونگے ۔

دویت ادویت واد

بعض ہندو اہل مذاہب اپنشدوں کی تعلیم کو دویت (ثنویت) کا جامہ پہناتے ہیں۔ بعض اُسے ادویت (توحید) کے لباس سے ملبوس کرتے ہیں۔ میں نے جتنے الامکان نہایت غور کے ساتھ دونو کے خیالات پر غور کیا ہے۔ میں کسی ایک کا بھی حامی نہیں ہوں۔ دونو سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے اس معاملہ میں میری رائے بالکل بے تعصب اور غیر جانبدارانہ ہے نہ اودھو سے لینا نہ مادھو کو دینا۔ میں اپنے طور پر جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ یہ تعلیم بالکل ادویت واد ہے۔ اس میں لگاؤ لپیٹ کا ذرا بھی نام و نشان نہیں ہے۔ اور اسکے خواہ مخواہ زبردستی اپنی مذہبی رائے اور معتقدانہ خیال کے ماتحت لانے کی کوشش کرنا صد درجہ کی بے انصافی اور سچائی کا خون کرنا ہے۔ لفظی توڑ مروڑ اور غلط اصطلاحی ترجمہ

لگے چکر میں لاکر کسی رشی کی مراد الٹ پھیر کرنا دھرم نہیں۔ بلکہ ادھرم ہے۔ الفاظ صاف ہیں۔ مراد واضح ہے۔ مقصد سورج کی طرح روشن ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ لوگ ناحق کی لفظی تراش خراش کرتے ہوئے اُسے کچھ کا کچھ بناتے ہیں۔ اور بنانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اُپنشد ادویت وادی (غیر مشرک) ہیں۔ برہم اور جیو کی ایکتا ان کے روحانی تعلیمات کی الاپ ہے۔ سوا وحدت اور وحدانیت ثابت کرنے کے ان کی توجہ بھی اور کسی طرف نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ان کے اصلی مقصد کی گردن مروڑنا کیا انصاف ہے؟

اس اُپنشد میگزین کے سلسلے میں ایشن اُپنشد پہلے نکل چکی ہے۔ جس کا پہلا واکیہ سوہم آسمی (میں وہ ہوں) سولہویں منتر میں نہایت موثر پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے۔ اب یہ دوسری کتاب کٹھ اُپنشد پبلش کی جا رہی ہے۔ یہ ایک جگہ نہیں۔ بلکہ بار بار اُسی خیال کی تائید کر رہی ہے۔ اور ہم نے نچکیتا کو اگر کوئی سب سے مفید۔ موثر اور اہم سبق سکھایا ہے۔ تو وہ صرف وحدت۔ توحید۔ وحدانیت اور احدیت ہی ہے۔ اثنیت۔ غیریت۔ شرکت۔ مغائرت اور کثرت کا تو یہاں کہیں پتہ تک بھی نہیں ہے۔ پھر کیسے کہا جائے کہ اپنشد اثنیت یا تثلیث کی معلم اور واعظ ہیں؟

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ مزید سوال و جواب اس پر زیادہ وضاحت کی روشنی ڈال سکیں گے۔ میں نے اس مرتبہ

اس دوسرے حصے میں اپنشد کے منتروں کا دوبارہ اعادہ کرنا مصلحت نہیں سمجھا۔ ترجمہ پہلے آچکا ہے۔ جس کا جی چاہے وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق برابر مقابلہ کرتا چلے۔ تاکہ اس کا اچھی طرح اطمینان ہو جائے۔ زیادہ کہنے سننے کی احتیاج نہ رہے۔ اور ایک دو مرتبہ یا کئی مرتبہ پڑھنے سے یہ تعلیم اس طرح دلوں کے اندر نقش کالحجر (پتھر کی لکیر) ہو جائے۔ کہ وہ پھر کسی کے مٹانے سے نہ مٹ سکے۔ یہی میرے لکھنے کی اصلی غرض ہے۔ اور میں اسی نظر اردو خواں حضرات کی خدمت کا یہ بار اپنے ذمہ لے رہا ہوں ॰

شیوبرت لال

مقیم رادھاسوامی دھام

براہ گوپی گنج

راج بنارس

کٹھ اُپنشد

مع خاص خاص اہم مسائل پر مختصر سوال و جواب

پہلا اُدھیائے

پہلی وَلّی

(۱) تمہید

(۱-۲-۳-۴) واجسروا نے سورگ کی خواہش سے دان دیا۔ اس کے بیٹے نچکیتا کو برا لگا۔ کیونکہ گائیں بوڑھی تھیں۔ اس نے باپ سے تین مرتبہ پوچھا مجھے خیرات میں کسے دوگے؟

باپ کو غصہ آیا۔ بولا تجھے یم راج کو دونگا"

سوال ۱۔ خیرات کس قسم کی ہو؟

جواب۔ اُس قسم کی کہ دینے اور لینے والے دونو کو سکھ پہنچے۔ اگر دان خراب ناقص اور بیمصرف ہے۔ تو گو رسماً۔ رواجاً۔ عادتاً اور اخلاقاً کوئی اُسے بھی لے اس سے اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ اور دینے والے کو خوشی کیا ملے گی؟ جیسا دان ویسا پھل۔ اور ساتھ ہی اس بات کی بھی سخت ضرورت ہے۔ کہ خیرات محبت اور تعظیم کے ہاتھ سے دی جائے۔

سوال ۲۔ باپ کو غصہ کیوں آیا۔ اور اس نے بیٹے کو مرنے کی بددعا کیوں دی؟

جواب۔ اس نے سمجھ لیا کہ بیٹے کو میرے قابل اعتراض خیرات کی سمجھ ہوگئی ہے۔ وہ دل میں شرمایا جھنجھلایا۔ اپنی کمزوری کی طرف خیال کیا۔ اور غصہ ہوکر اُسے بددعا دی۔

(۲) یم کے گھر میں نچکیتا

(۵-۶) بیٹا سعادتمند تھا۔ باپ کے قول کے سچا کرنے کی نیت سے وہ موت کے گھر پہنچا۔ اس نے سوچا۔ سب ہی مرتے ہیں پہلے بھی لوگ مر چکے ہیں۔ اب بھی مریں گے۔ اس لئے مرنے سے کیوں نہیں پیش کیا جائے۔ اور ساتھ ہی اُسے موت کے راز سے واقف ہونے کا خیال تھا۔ جنم مرن کو اس نے معمولی قدرتی کاروبار سمجھا غلہ پکتا ہے پھر مرتا

ہوتا ہے۔ اسی طرح آدمی جیتے مرتے رہتے ہیں +

(۳) مہمانداری کی اہمیت

(۷-۸) برہمن مہمان گھر میں آئے تو اس کی مہمانداری کی جائے کم سے کم پانی کو تو پوچھنا ہی چاہئے۔ ورنہ پھر وہ امید آرزو۔ خوشی شبھ کرم۔ یگیہ۔ اولاد۔ دولت وغیرہ سب برباد ہو جاتے ہیں۔ کم عقل آدمی اتیتھی کی سیوا نہیں کرتا۔ اگر برہمن اس کے گھر میں بھوکا رہیگا۔ تو وہ سخت نقصان اٹھائے گا +

سوال ۳۔ اُسے دولت خوشی اور اولاد سے کیوں محرومیت ہو گی؟

جواب۔ اس وجہ سے کہ وہ دل کا کمینہ بنیگا۔ اور دل کے کمینہ پنے سے اس میں سیرچشمی۔ فیاضی۔ زندہ دلی رخصت ہو جائے گی۔ قوت ارادی صد درجہ کی کمزور ہیگی اور جائے وہ تنگ دل بن کر اپنی عمر بسر کرے۔ لیکن یہ کمزوری اُس کے ہر کام میں اثر انداز رہے گی۔ اور فراخ دلی کی محرومیت اُسے آخر میں بے آبرو۔ بے اولاد۔ بے دولت اور بےخوشی کا کر دے گی +

(۴) نچکیتا کے لئے تین بر

(۹) یم تین دن تک گھر سے غیر حاضر تھا۔ نچکیتا تین دن اس کے ہاں بے آب و دانہ پڑا رہا۔ جب وہ واپس آیا۔ اسے دیکھ کر بولا۔ قابل تعظیم برہمن! تین دن تک تو میرے گھر میں پڑا رہا۔ تیرے لئے مبارک ہو۔ تو مجھ سے تین بر مانگ لے

(۵) پہلا اور دوسرا بر

(۱۰-۱۱) نچکیتا نے کہا۔ "پہلا بر یہ ہو کہ جب میں تیرے
پنجہ سے چھوٹ کر جاؤں۔ میرا باپ گوتم اخوشی۔ خوشدلی اور
خوشمزاجی سے ملے۔ اس میں غصہ نہ رہے"۔ یم نے کہا۔ "ادالک
اروانی میرا باپ امیرے پاس سے جانے پر تیرے ساتھ خوشی
سے پیش آئے گا۔ اور رات کو اُسے نیند آئے گی"۔

(۶) نچکیتا کا دوسرا بر

(۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸) نچکیتا نے کہا۔ "سورگ
میں نہ خوف ہے۔ نہ موت ہے۔ نہ بڑھاپا نہ بھوک پیاس کا
دُکھ ہے۔ بلکہ خوشی ہی خوشی ہے۔ تو آسمانی آگ کا علم رکھتا ہے
میں معتقد ہوں جس سے سورگ میں امرپد ملتا ہے یہ آگ ہے۔
یہ تو مجھے بتا دے"۔ یم نے کہا۔ "میں بتاتا ہوں۔ تو اس آسمانی
آگ کو مجھ سے جان لے۔ سیکھ لے۔ یہ ہردے گپھا میں ہے
اسی میں بے شمار لوک بھی ہیں"۔ یم نے اُسے بتا دیا۔ یہ آگ
دنیا کی ابتدا ہے۔ اس کے بنانے میں اتنی اینٹیں لگی ہیں۔
اس نے اُسے جان کر دہرا لیا۔ مہاتما یم نے خوش ہو کر کہا
آج میں تجھے اپنی طرف سے خود دوسرا بر دیتا ہوں۔ یہ آگ
تیرے ہی نام سے مشہور ہوگی۔ یہ کئی رنگوں والی مالا ہے۔
تین آگ جلا کر تین سے مل کر تینوں کرم کرکے آدمی جنم مرن
سے نجات پاتا ہے۔ جو برہمہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس دیوتا
کی اُستتی نکالنے اور اس کی عزت کرنے سے دائمی شانتی ملتی

سے جس نے تین قسم کی آگ روشن کر لی تینوں کو جان لیا نچکیتس اگنی کو بنا لیا۔ وہ پہلے ہی سے موت کے قید و بند کاٹ کر دکھ سے بچ کر سورگ لوک کے آنند کو بھوگ لیتا ہے۔

سوال ۴۔ سورگ کیا ہے؟

جواب۔ سُو (خوشی) رج (جانا) ہے۔ خوشی کی حالت میں جانا سورگ ہے۔

سوال ۵۔ کیا اس میں بیچ میچ بڑھاپا۔ موت۔ بھوک پیاس وغیرہ کا دکھ نہیں ہے؟

جواب۔ "نہیں ہے"۔

سوال ۶۔ اس سورگ میں لوگ کیسے جاتے ہیں اور امر ہوتے ہیں؟

جواب۔ نچکیتس نامی آسمانی آگ کے روشن کرنے سے۔

سوال ۷۔ اس آگ کی تعلیم کسے دی جاتی ہے؟

جواب۔ صرف معتقد ادھکاری کو۔

سوال ۸۔ یہ آگ کیا ہے؟

جواب۔ یہ تپ ہے۔ تپ لوک ہے۔ سب لوک لوکانتروں کی ابتدا تپ سے ہوئی ہے۔ سب لوک لوکانتر اسی آگ سے پیدا ہوئے ہیں۔

(نوٹ صفحہ ۵۷) ناظرین اس حصہ کے سوال و جواب کو پڑھ کے غور بھی کریں۔ بار بار پڑھیں۔ جی میں آوے تو سیکھ کر عامل بنیں۔ جیتے جی سور

سوال ۹ - وہ مالا مختلف رنگوں کی رتن مئی کون ہے جو یم نے نچکیتا کو دی تھی؟
جواب - وہ لوک لوکانتروں کے سلسلہ اور نظام آفرنیش کے کرّوں کے علم کی سمرنی ہے جس میں ۱۰۸ قسم کی تنکتیوں کے دانے پروئے ہوئے ہیں؛
سوال ۱۰ - اس آگ کو نچکیتس کیوں کہا گیا؟
جواب - "نہ" (غیر منقسم) چکیت" (علاج) جس سے سب دُکھوں اور روگوں کا علاج ہو - وہ نچکیتس اگنی ہے - اور جس کا علاج ہوگیا جس نے مرکر جیتے جی موت کے منہ میں جاکر اس اگنی (حرارت اور تپ) سے اپنے تمام روگ اور دُکھوں کا خاتمہ کرالیا - وہ نچکیتا ہے - اسے اسی کے نام سے مشہور ہونا ہے - دوسرے کے نام سے وہ کیسے مشہور ہوگی!
سوال ۱۱ - رنگ برنگی رتن مئی مالا کے رنگ سے کیا مراد ہے؟
جواب - پنچ گُنی رنگوں والی ہے - اس کی ابتدا - وسط اور انتہا ہے - تناہی ہونے سے اس کا رنگوں والی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۸) - سکا آنند بھوگیں - میں اُسے تناسے سمجھانے اور عمل کرانے کے لئے تیار ہوں - ادھکاری ہو - یہ علم سینہ ہے - کتابوں میں اشارہ ہی اشارہ ہے - میں پہلی دفعہ اسی اشارہ کو کھول رہا ہوں + [شیوبرت لال]

ہونا لازمی ہے۔ تینوں ہی کے رنگ روپ جُدا جُدا ہیں
وہ ایک ہی رنگ کی تو نہیں ہو سکتی۔ یہ آسانی سے ہر شخص
سمجھ سکتا ہے۔"

سوال ۱۲۔ "کیا تم مجھے اس مالا کی صورت ذہن نشین
کرا سکتے ہو؟"

جواب۔ "کیوں نہیں جب میں نے سمجھانے کا ٹھیکہ
ہی لے لیا ہے۔ تو پھر کیوں نہ سمجھاؤنگا۔ یوں ہی تو اپنشد
کی ٹیکا لکھنے نہیں بیٹھا ہوں۔ ہاں ادھکاری کا ملنا شرط
ہے۔ وہ معتقد اور شردھا تو ہو۔ یہ لازمی ہے۔

سوال ۱۳۔ تو سمجھاؤ

جواب۔ بہت خوب سمجھو۔ ان نقشوں کو دیکھو۔ اِن
سے یہ سمجھ میں آجائے گا۔

مالا کا پہلا نقشہ
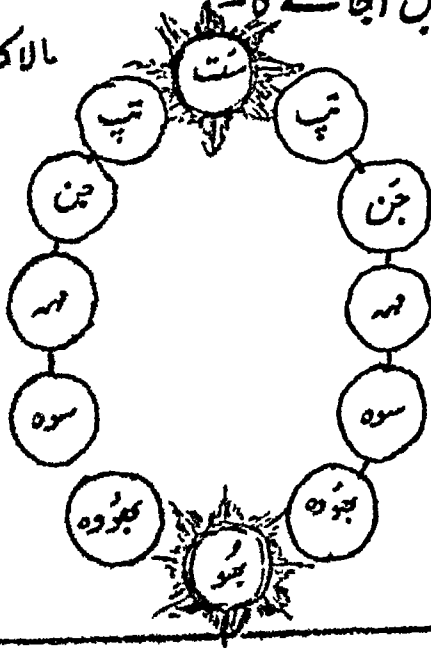
مالا کا دوسرا نقشہ
ست
اصلی علوی حقیقت
چت
اصلی علوی حقیقت
آنند
ہرنیہ گربھ
انتریامی
وراٹ
ہرنیہ گربھ
انتریامی
وراٹ
معکوسی سفلی حقیقت
آنند
معکوسی سفلی حقیقت
چت
ست

مالا کی تیسری شکل

چوتھی شکل (انگلیوں میں مالا کے دانے)
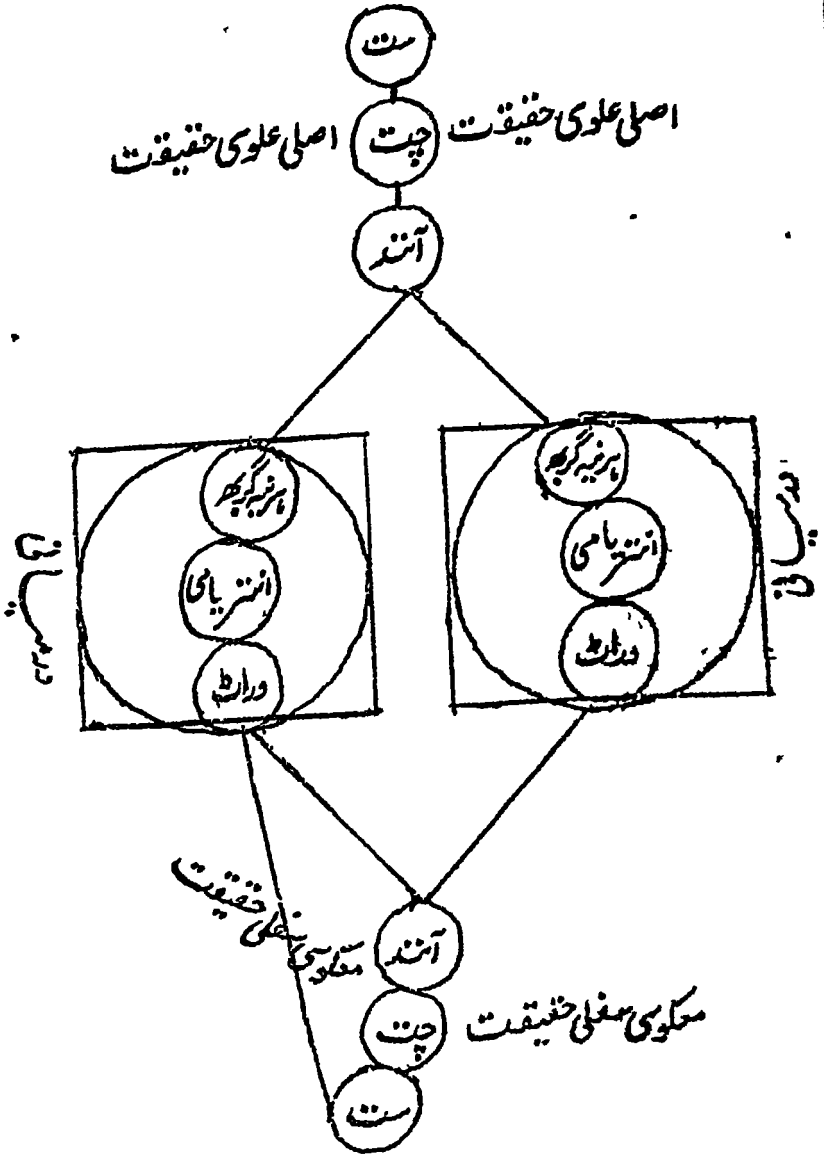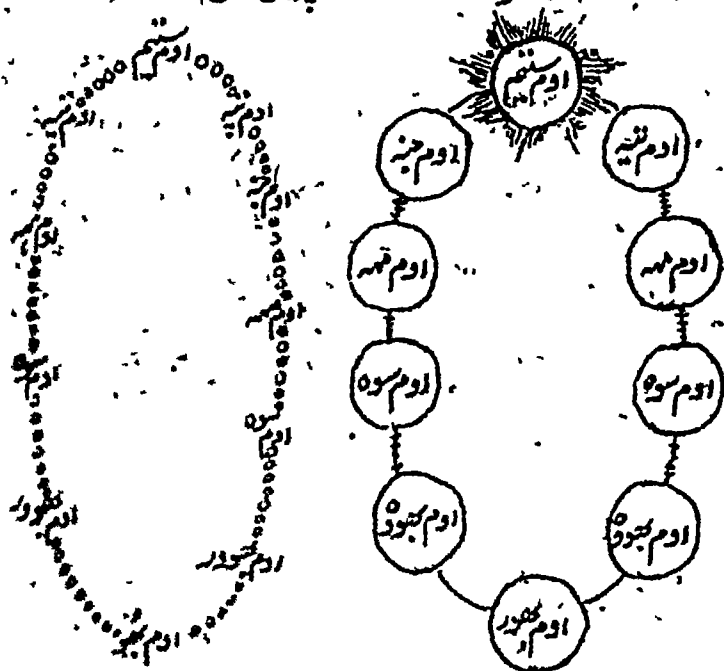
وعلےٰ ہذا القیاس۔ وغیرہ وغیرہ۔ وغیرہ

سوال ۱۴۔ مالا کے یہ نقشے خوب ہیں۔

جواب۔ خوب نہیں تو اور کیا! یہ مالا سات لوکوں کے علم اور کرم کی مالا ہے +

سوال ۱۵۔ تین سے ملنا کیا ہے؟

جواب۔ سفلی۔ درمیانی اور علوی طبقات سے میل رکھنا ملاپ ہے۔ تاکہ وحدت کا لطف آسکے!

سوال ۱۶۔ اس کا امکان!

جواب۔ گورو کی صحبت۔ گورو کے طریقہ اور گورو

کے اصول کی پیروی کی مشتاق ہیں اسکا امکان ہے۔

سوال ۱۷۔ تین کرم کیا ہیں؟

جواب:- علوی دریائی اور سفلی طبقات کے کرم کرنا ستوگنی۔ رجوگنی۔ اور تموگنی کرم کی روح سے تعلق رکھنا۔ زندگی بھر بیوہار۔ بیوہار پرمارتھ۔ اور پرمارتھ کے کام میں لگے رہنا۔ یہ تین کرم ہیں

سوال ۱۸۔ خوب! جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی!

جواب۔ یہ علم سینہ ہے۔ لاجواب ہے۔ بغیر کامل گورو کی صحبت سے اسکا سمجھ میں آنا آسان نہیں۔

سوال ۱۹۔ برہم کیا ہے؟

جواب۔ کرم اور گیان۔ بڑھنا اور سوچنا۔ ورہ اور منن (برہم انہیں دو لفظوں سے بنا ہے) ات۔ (حرکت) اور منن (سوچنا) (آتما انہیں دو لفظوں سے بنا ہے)۔ اور انہیں کے اندر تمام کرم اور گیان ہے۔ اسی برہم یا آتما سے سب کچھ پیدا ہوا ہے۔ اسی دیو کی اشنتی گائے اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے سے امرپد۔ شانتی اور سب کچھ جو خواہش اور سچی کامنا کا پھل ہے۔ وہ پراپت ہوتا ہے۔

سوال ۲۰۔ تین قسم کی آگ جلانے سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ سب کی ابتدا برہم اگنی ہی سے ہوئی ہے۔ اسی کا نام اوم تپہ ہے۔ یہ تین قسم کی ہے۔ علوی۔ دریائی اور سفلی۔ اسے جاننا اور اس کا روشن کر لینا جیتے جی انسان

کا مقصد ہونا چاہیئے۔ بغیر اس تثلیثی آگ کے روشن کیے ہوئے مطلع الانوار۔ نور الانوار۔ یا معدن الانوار تک رسائی حاصل کرنا سخت مشکل اور دشوار کام ہے۔

سوال ۲۱۔ یہ کیوں کہا گیا کہ پہلے ہی سے موت کے قید و بند کاٹ کر دکھ سے بچکر سورگ لوگ کے آنند کو بھوگ لیتا ہے؟

جواب۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ یا ہونے کو ہے۔ وہ صرف اسی زندگی میں زمین ہی پر ہوتا اور ہو رہتا ہے۔ جو جیتے جی یم یا موت کے منہ میں جائے۔ اسی کو امر پد اور لافانیت ملتی ہے۔ اس کے بعد کیا ہے؟ کچھ نہیں۔ وہی جنم مرن کا کھٹکا بنا رہتا ہے۔ سب کچھ جیتے جی کرنا ہوتا ہے۔

جاکو درشن اِت ہیں تاکو درشن اُت
جاکو درشن اِت نہیں تاکو اِت نہ اُت

سوال ۲۲۔ وہ اگنی کہاں ہے؟

جواب۔ وہ انسان کے ہردے گپھا میں چھپی ہوئی ہے کہیں باہر اُس کے تلاش کے لئے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُسی ہردے میں اس اگنی کا کنڈ ہے۔ اسی میں کچھ کرو آہوتی دو۔ منتر (نچکیب) کا سادھن کرو۔ ہوی چھوڑو اور یہ اگنی روشن مشتعل اور نورانی ہو جائے گا۔

سوال ۲۳۔ میں نے آج تک کسی سے ایسا نہیں سنا کٹھ اپنشد کی شنکر ٹیکا میں پڑھیں۔ ان میں ان باتوں کا اشارہ

تک نہیں پایا گیا۔
جواب۔ سبب یہ ہے۔ کہ ٹیکا کار عالم ہیں۔ عامل نہیں ہیں۔ پنڈت ہیں۔ کریتی نہیں ہیں۔ لفظوں کو سمجھتے ہیں۔ ان کے مغزِ سخن۔ روحِ سخن اور معنئے سخن سے سخت ناواقف ہیں۔ اپنشد کے الفاظ بطور اشارہ موجود ہیں۔ توڑ مروڑ کی ضرورت نہیں ہے۔ جس میں ذرا بھی اہلیت۔ ظرفیت ادھکار یا سنسکار ہے۔ وہ خود ان اشاروں سے کسی حد تک معنی مراد اور مفہوم کو ذہن نشین کر لیگا۔ مجھے علم و عمل دونوں سے تعلق رہا ہے۔ اس لئے اسے جانتا پہچانتا اور سمجھتا بوجھتا ہوں۔ اور سمجھا بجھا سکتا ہوں +
سوال ۲۴۔ آپ سچ کہتے ہو؟ لیکن اس میں کرم سے۔ گیان سے مکتی ملنا کہا گیا ہے!
جواب۔ یہ باتیں نئی باتیں ہیں۔ پڑھو۔ لکھو گے نہیں تو علم کیسے ملیگا۔ بغیر پڑھے لکھے ہوئے بھی آج تک کسی کو عالم دیکھا ہے! دل کی صفائی۔ تربیت اور اصلاح ہر حالت میں مقدم ہے۔ ورنہ گیان کا امکان کیسے ہوگا! یہ معمولی سی بات ہے۔ اس طرح کے کرم کرنے سے موت پر فتح ملتی ہے۔ تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق کا تجربہ مشاہدہ ہوتا ہے۔ جینے کا خطرہ جاتا ہے۔ اور گیان سے حقیقی برہم کی پراپتی ہوتی ہے +
سوال ۲۵۔ برہم کا وہ گیان کون سا ہے؟

جواب - صبر کرو - کٹھ اپنشد کو مجھ سے پڑھتے چلو یہ سوال اس کے سلسلہ میں آپ آئے گا - نچکیتا نے یم سے خود یہ سوال کیا ہے +

---o---

(۱۹) "اے نچکیتا ! یہ آسمانی آگ تیری ہوگی - یہ تیرا دوسرا بر ہے - لوگ اسے تیرے نام سے موسوم اور منسوب کرینگے اب تیسرا بر مانگ "

نچکیتا کا تیسرا بر - مرنے کے بعد کا گیان

(۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹)

نچکیتا نے کہا - " مردہ کی بابت شک رہتا ہے - کوئی کہتا ہے وہ زندہ رہتا ہے - کوئی کہتا ہے - وہ زندہ نہیں رہتا - تو اسے بتا - میں جان لوں - یہ تیسرا بر ہے " یم نے جواب دیا - " پورانے دیوتا بھی اس کے متعلق شک میں رہتے ہیں - یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا - بہت باریک مسئلہ ہے دوسرا بر مانگ - مجھے مجبور نہ کر - میری خاطر اسے چھوڑ دے " نچکیتا بولا " جب دیوتاؤں کو بھی شک ہے - اور تو خود کہہ رہا ہے - کہ یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا - تو تیرے جیسا گورو ملنا مشکل ہے - اس کے برابر اور کوئی دوسرا بر نہیں ہو سکتا " یم نے جواب دیا - " سو برس والے لڑکے پوتے - مویشی - ہاتھی - سونا گھوڑے - زمین پر بڑا مکان اور جس قدر بڑی زندگی چاہے مانگ لے - اس کے

برابر کا کوئی بر دولت۔ طولانی زندگی! زمین پر تو
عظمت والا ہوگا۔ میں تجھے خواہشوں کا بھوگنے والا بنا
دونگا۔ جن خواہشوں کا انسان کے لئے ملنا مشکل ہے، خوشی
سے سب خواہشیں مانگ لے۔ خوبصورت اور رتھ والی
عورتیں بین لئے ہوئے! یہ آدمیوں کو نہیں ملتیں۔ میں یہ
تجھے دونگا۔ یہ تیری خدمت کرینگی (سب کچھ کر) اے
نچکیتا! موت کی بابت سوال نہ کر۔" نچکیتا نے کہا "تمہاری
چیزیں! جو فانی انسان کی ہیں۔ اے یم! انسانوں کی شکتی
سب زائل ہو جانے والی ہیں۔ تمام زندگی بھی کچھ نہیں
ہے۔ تو رتھ اپنے پاس رکھ۔ ناچ گانا اپنے پاس رہنے
دے۔ انسان دولت سے قانع نہیں ہوتا۔ تجھے دیکھ
کر پھر بھی میں دولت کی ہوس کروں! جب تک تیری
حکومت ہے کیا میں اسوقت تک زندہ رہونگا! میں صرف
یہ بر مانگتا ہوں۔ جب آدمی لافانی امرید والوں سے ملا
تو نیچے کا رہنے والا فانی انسان کیا سمجھیگا! جس نے خوشی
اور خوبصورتی کے مزوں (کی بے حقیقتی) کو سمجھ لیا
ہے۔ وہ بہت بڑی لمبی زندگی سے کیا خوشی پائیگا!
اے یم! اس کی بابت انہیں شک ہے۔ اس موت
میں کیا بات ہے۔ مجھے بتا دے اس پوشیدہ راز کا
بر جو (دل میں) داخل ہو گیا ہے۔ نچکیتا صرف یہ بر مانگتا
ہے۔ دوسرا نہیں۔"

سوال ۲۶- نچکیتا کو کیوں یم نے اسقدر لالچ دی!"

جواب- مت کا سمجھنا مشکل ہے- ناقابل بیان ہے- یہ لالچ ایک قسم کا ضروری امتحان ہے- جسے دنیا کی کسی مراد کی خواہش ہے- وہ اس کا ادھکاری نہیں ہے- وہ کثیف مزاج ہے- کثیف شے کثیف حالت میں رہتی ہے- لطیف شے لطیف حالت میں رہتی ہے- جو دنیا کا ہے- دنیا میں رہے- جو آسمان کا ہے آسمان میں رہیگا- یہ اصول ہے- یم نے نچکیتا کا امتحان لیا- لالچ دینے سے امتحان لینا ہی مقصود تھا- جو لالچ میں رہتا ہے- وہ اس گتھی کے سلجھانے کے قابل نہیں ہوتا یک رخ- یک دل اور یکسو ہو- تب اس بات کو سمجھے- جو چنچل ہے- اور خواہشوں کے تھپیڑے کھاتا ہوا اسی دنیا کے مزوں کو سب کچھ سمجھ بیٹھا ہے- اس کے لئے یہ سوال بے معنی ہے- وہ اسے کیا سمجھیگا- کوئی اسے کیا سمجھائیگا اور پھر اس سے فائدہ کیا ہوگا! دل کہیں اور ہے زبان کہیں اور ہے- ایسا آدمی اس راز کے جاننے کا ادھکاری نہیں ہے- ادھکار کے بغیر کسی کو کوئی چیز کبھی نہیں ملتی جب اصلی حقیقی اور دل میں سمائی ہوئی خواہش ہی نہ ہو تو پھر اس سے کہنا سننا سب ہی بے سود اور بے بہبود ہے- زبردست قوت ارادی رکھتا ہوا انسان ہی اپنی خواہش کے غلبہ میں موت تک کے سامنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے

دوسرے لوگ تو سفلی خواہشوں کے غلام ہیں۔ اس لئے یم نے یہ سفلی نہیں اور پچھلی مرغوب اشیا کی تحریص اور ترغیب دی ۔

دوسری ولّی

(۱) شریہ (افضل) اور پریہ (پیاری)

(۱-۲-۳-۴-۵) - ریم نے کہا) "شریہ ایک چیز ہے۔ اور پریہ بالکل دوسری چیز ہے۔ یہ دونو مختلف مقاصد کو درگفتی ہوئی) آدمی کو باندھ دیتی ہیں۔ ان دونو میں سے جو شریہ کو اختیار کرتا ہے۔ بہتر ہے۔ جو پریہ کو پسند کرتا ہے۔ وہ اپنے مقصد میں ناکامیاب رہتا ہے۔ پریہ اور شریہ دونو انسان کو نصیب ہوتی ہیں دونو کے ارد گرد گھوم کر تمیز دار آدمی تمیز سے کام لیتا ہے۔ گیانی شریہ (افضل) کو پسند کرتا ہے۔ وہ پریہ (پیاری یا خوشی دینے والی چیزوں) کو نہیں پسند کرتا ہاں لوگ کیشیم (ظاہر اور پسندیدہ ہیں دیکھ کر) پریہ کو قبول کرتا ہے۔ اے نچکیتا! تو نے سمجھ بوجھ کر خوشی دینے والی اور ظاہری خواہشوں کو چھوڑ دیا ہے۔ تو وہ شخص نہیں ہے۔

جس نے دولت کی مالا پہنی ہے۔ اس میں بہت آدمی ڈوب کر (پھانس پھنسا جاتے) ہیں۔ یہ دو تو بہت مختلف اور (بالکل) جُدا ہیں۔ (ایک) ودیا ہے۔ اور دوسری اودیا سمجھی گئی ہے۔ اسے نچکیتا! میں سمجھ گیا۔ ودیا حاصل کرنے کے شوق میں یہ خواہش تجھے نہ بہکا سکے گی۔ وہ (جاہل) جہالت کے درمیان رہ اپنے آپ کو عقلمند اور عالم سمجھکر اُدھر اُدھر بھٹکتے ہوئے۔ پھرتے اور دھوکا کھاتے ہیں۔ جیسے اندھے کسی اندھے کی رہنمائی میں (رہتے ہیں)

سوال ۲۷۔ شریہ کیا ہے؟

جواب۔ جو افضل۔ سرشیٹ۔ اچھی اور ٹھیک ہے۔

سوال ۲۸۔ پریہ کیا ہے؟

جواب۔ جو پیاری۔ لذاتِ نفس کی دینے والی جسمانی سنسناہٹ کی خوشی اور حواس کا تکلف بخشنیوالی۔

سوال ۲۹۔ یہ کیا ہیں؟

جواب۔ پریہ اودیا اور اگیان ہے۔ شریہ ودیا اور گیان ہے۔

سوال ۳۰۔ ان کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب۔ ان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک زمینی حواسی اور جسمانی ہے۔ دوسری حقانی روحانی اور آسمانی ہے۔ ایک سے سفلی خوشی مل کر اسے

پھنسا لیتی ہے۔ دوسری ثنائی دیکر اُسے آزاد رکھتی ہے۔ ایک ظاہری اور خارجی ہے۔ دوسری اندرونی اور باطنی ہے۔ ایک پچھاڑ کھاتی ہے۔ دوسری برقرار رکھتی ہے۔ ایک سے د بے قراری) تنچلنا آتی ہے۔ دوسری سے (قرار) تنچلتا ملتی ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے ۔

سوال ۳۱ - ان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ؟

جواب - جیسے اندھے کا گورو اندھا ہو اور وہ بھٹکتا پھرے - اسی طرح پریہ کا خواہشمند خواہشوں کے چکر میں آکر بھٹکتا اور جنمتا مرتا رہتا ہے - جیسے سوجھاکے کا گورو سوجھا کا ہو وہ سیدھا رستہ اختیار کرکے منزل مراد کو پہنچا دیتا ہے - اسی طرح شریہ کا خواہشمند چکر سے بچتا ہوا اور دوید ل کے عذاب سے چھوٹ کر مقصد کی جگہ آجاتا ہے ۔

سوال ۳۲ - اس میں انسان کیا کرے !

جواب - پریہ اور شریہ سب کے حصے میں آتے ہیں یہ نہیں ہے کہ کسی ایک ہی کو نصیب ہو۔ اب رہا ان کے قبول اور رد کا سوال ! اس کی بابت ہر شخص آپ اپنے لیئے فیصلہ کر سکتا ہے !"

(۲) پنر جنم کا باعث غفلت ہے

(۶) جو طفلانہ مزاج کا ہے - اُس کے لئے موت کا مضمون صاف نہیں ہے - وہ غافل اور بھرما ہوا بن کر دولت کے فریب میں آجاتا ہے - وہ سوچتا ہے - یہی دُنیا

ہے۔ اس کے سوا دوسری نہیں ہے۔ اور بار بار پیرے (موت کے) پنجہ میں پھنستا رہتا ہے"

سوال ۳۳۔ موت کا مضمون صاف کیوں نہیں ہے یہ تو ہر شخص جانتا ہے۔ کہ مرنا ہوگا۔ اور سب کو مرتے ہوئے دیکھتا ہے؟

جواب۔ اُسے اس کی سمجھ نہیں ہے۔ غفلت اور دھوکے میں پھنسا رہتا ہے۔ اگر ذرا بھی سمجھ ہوتی تو سوچتا کہ سب مرتے دیکھتے چلے جا رہے ہیں۔ آخر اس موت کے پنجہ سے بچنے کی کوئی تدبیر بھی ہے۔ یا نہیں ہے!

سوال ۳۴۔ غفلت کا باعث اور دھوکے کا سبب کیا ہے؟

جواب۔ دنیا کی دولت۔ عزت اور حکومت! وہ سوچتا ہے۔ کہ یہی سب کچھ ہے۔ یہی اصلی چیز ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جب تک جیو ان کو خوب کھاؤ پیو۔ پھر کیا ہوگا! کچھ بھی نہیں!

(۳) قابل گورو کی ضرورت

(۷-۸-۹)۔ "وہ جو بہتوں کو سننے سے بھی نہیں ملتا۔ وہ جسے سنکر بھی بہت لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ اس کا اعلان کرنے والا (گورو) عجیب و غریب ہے۔ وہ اس کا قابل حاصل کرنے والا ہے۔ (اسکا) جاننے والا ارشاد کردہ بھی عجیب و غریب ہے۔ وہ قابلیت کے ساتھ سکھایا (سمجھایا)

گیا ہے۔ چھوٹی لیاقت کے آدمی (حقیر گورو) کے سمجھانے سے وہ (ترہمہ) اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا (چاہیے) نئی طرح سے سوچا جائے۔ جب تک کہ یہ دوسرا (قابل گورو) نہ سمجھائے۔ اس سے بچاؤ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ (برہمہ) ناقابل غور لطیف باپ سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ تَرک (دو چار اور دلیل) سے یہ نہیں سوچا جاتا۔ جب یہ دوسرا (قابل گورو) سمجھاتا ہے۔ تو اے پیارے دوست! وہ آسانی سے سمجھ میں آ جاتا ہے۔ یہ بات تجھے نصیب ہے تجھ میں سچا استقلال ہے۔ اے نچکیتا! تیرے لئے ہم کو سوال کرنے والا (شاگرد) ملے!

سوال ۳۵- کیوں؟ کیا کتابوں کے مطالعہ سے انسان اپنی ضرورتوں کو نہیں رفع کر سکتا۔ یہ بھی تو گورو کا کام دے سکتی ہیں!

جواب- کبھی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ قطعی نہیں۔ کتاب میں خیالات کے تمام پہلو نہیں ہو سکتے۔ وہ دلی جذبات محسوسات اور ہر طرح کی تناسبات کہاں سے لائے گی صرف زبان ہی سے تعلیم نہیں ہوتی۔ حرکات سکنات کی بھی ضرورت رہتی ہے۔ روحانی اور دلی اثرات کا فائدہ کتاب یا کتابوں سے کب پہنچیگا! ہاں دلیل بازی بے شک آ جائے گی۔ یہ انسان کو مغرور اور متعصب بنا دے گی۔ اور سب کیا کرایا خاک میں مل جائے گا برہمہ گیان

کتابی گیان نہیں ہے۔ اس کے لئے قابل گورو کی سخت ضرورت ہے جس کی زندگی مثالیہ ہو۔ اسی طرح شاگرد میں بھی اسی طرح کی قابلیت اور قبولیت مادہ کے ہونے کی ضرورت ہے۔ جب تک ایسا سنجوگ نہ ملے گا برہم گیان کا حاصل ہونا دشوار ہے۔ زبان عقل اور حواس اور دل تک کی جس میں رسائی نہ ہو۔ وہ لطیف مضمون کتاب کس طرح دلوں کے اندر حلول کر سکیگی۔ اسی طرح ناقابل گورو اور ناقابل شاگرد کی بابت بھی سوچ لو۔ اندھا گورو بہرا چیلا دونو نرک میں ٹھیلم ٹھیلا یہاں روزگاری پیری مریدی کا ذکر نہیں ہے۔

(۴) زبردست تیاگ اور زبردست وچار کی ضرورت

(۱۰ - ۱۱ - ۱۲) نچکیتس نے کہا۔ "میں سمجھ گیا کہ جسے دولت کہی جاتی ہے۔ وہ محض عارضی شے ہے کیونکہ غیر موجود دائمی اور بالمستقل ہے۔ وہ معدوم الاستقلال شے سے ہاتھ نہیں آ سکتی۔ اسی لئے میں نچکیتس اگنی کو بنا لیا۔ اور گو یہ عارضی سہی! اس سے میں نے استقلال کو حاصل کر لیا"۔

یم نے کہا "خواہش کی تکمیل ہی جگت کی بنیاد ہے۔ قوت ارادی کا علے التواتر سلسلہ ہی بے خوفی کے ساحل تک پہنچانے کا محفوظ ذریعہ ہے، استتی کی بہا۔ وسیع وسعت (مشاہدہ کی) بنیاد کی وجہ سے اسے نچکیتس تو نے لی!

تو نے استقلال کے ساتھ (ان کو) ترک کر دیا جس کا دیکھنا دشوار ہے۔ جو پوشیدہ میں مخفی ہے۔ دہر دے کی گہرائیں قائم ہے۔ گہرائی میں رہتا ہے۔ دائمی ہے۔ ایسے یوگ سادھن سے دیوتا سمجھکر آتما کے متعلق سمجھ لیا ہے۔ وہی گیانی سکھ اور دکھ کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔"

سوال ۳۶۔ جو کرم کیا جاتا ہے۔ وہ عارضی ہے عارضی کرموں کا پھل بھی عارضی ہونا چاہیئے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ نچکیتس نامی عارضی اگنی کو روشن کر کے کوئی شخص دائمی برہمہ گیان کو حاصل کرے؟

جواب۔ "تم نے نچکیتس اور یم کے مکالمہ کے اصل الاصول کو یہاں نظر انداز کر دیا۔ عارضی کرم کی مدد سے مستقل نتیجہ کا ہاتھ آنا ہمیشہ دشوار ہے۔ نچکیتس اگنی کے روشن کر لینے سے بھرم کا اندھکار دور ہو گیا دل کی صفائی ہو گئی۔ اس کا یہی پھل ہے۔ اس عارضی پھل کو پاکر اسی کی روشنی میں آتما کی بابت زبردست وچار کر لیا گیا۔ یہ سمجھ میں آ گیا کہ برہمہ اور آتما کیا ہے ہیں۔ جوہر کی نظر سے دونو ایک ہیں۔ بلکہ وہ ایک ہی ہیں۔ اس لئے اس سمجھ کو پاکر اب سمجھنے کو کیا باقی رہا اسی کا نام گیان ہے۔ اور یہ دائمی ہے۔"

سوال ۳۷۔ لیکن یہ راز اس مکالمہ کے اندر کہاں ہے جس کا آپ اشارہ کر رہے ہیں؟

جواب۔ آگے چلکر خود بخود اس کی صراحت اور وضاحت ہو جائے گی۔ ابھی سے گھبراتے کیوں ہو! ۰

(۵) ناقابل بیان آتما کی مطلقیت

(۱۳-۱۴) جب فانی (انسان) نے اسے سُن لیا۔ اور بالکل سمجھ لیا۔ جو بات سچائی (دھرم) سے متعلق تھی۔ اُسے ترک کر دیا۔ اور جو لطیف شے تھی۔ اُسے قبول کرلیا۔ تب وہ خوش ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس سے خوشی مقصود تھی۔ وہ شے اس نے پالی۔ میں سمجھتا ہوں نچکیتس اُکنی دروازہ ہے (جو آتما کے لئے کھلا ہے۔ وہ دھرم ادھرم دونوں سے جدا ہے۔ جو کیا جا چکا۔ جو نہیں کیا جا چکا۔ وہ دونوں سے نیارا ہے۔ جو تھا جو نہیں تھا (وہ) دونوں ہی سے جدا ہے۔ تو نے اُسے کیا دیکھا۔ وہ بتا! ۰

سوال ۳۸۔ آپ نے کہا ہے۔ دھرم (سچائی) سے متعلق تھی۔ اُسے بھی چھوڑ دیا۔ اور وہ دھرم ادھرم دونوں سے جدا ہے۔ یہ خود خدا ہیں۔ پھر بات کیا رہی! یہ نہایت مذبذب گفتگو ہے۔ کیا یم نے نچکیتس کو بھی سمجھایا اور پھر سوال کیوں کیا؟

جواب۔ تمہارے سمجھ میں یہ بات نہیں آئی ہے۔ اور حقیقت میں وہ مشکل ہے۔ جس کا نچکیتس نے بھی کچھ جواب نہیں دیا تھا۔ وہ خاموش رہا۔ میں اُسے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں۔ جیسے کوئی کہے ایشور ہے۔ یہ دھریہ ہے

اور ایشور کی اپاسنا کرو۔ یہ دھرم ہے۔ جب تک یہ دو نو سمجھ موجود ہیں۔ تب تک ابھی اصلیت ودیئے اس کا صرف جزوی علم ہوا ہے۔ اور جب کلی علم ہوجائیگا تو جاننے والا اس علم میں مستغرق ہو جائیگا۔ اور وہی ہو جائے گا۔ اُسوقت ان دونو کا تیاگ رہے گا۔ اور وہ جدا برنیت ہوگا۔ یم کے کہنے کا یہ مطلب تھا۔ اس نے نچکیتس سے سوال کیا کہ آیا کہاں تک اُسے سمجھ سکے۔

[جب نچکیتس اِسے نہ سمجھ سکا تب یم اسکی تشریح کرنے لگا]

(۶) اوم

(۱۵-۱۶-۱۷) وہ شبد جسے تمام وید گاتے ہیں۔ جسے تمام تپ بتاتے ہیں۔ جس کی خواہش سے انسان برہمچریہ کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں اختصار کے ساتھ اس شبد کی صراحت کرتا ہوں۔ وہ اوم ہے۔ یہی شبد بیج بیج فی التحقیقت برہم ہے۔ یہی شبد دراصل اعلےٰ ہے۔ اس شبد کے جان لینے سے بیج بیج فی التحقیقت جو خواہشیں انسان کی ہوتی ہیں۔ پوری ہو جاتی ہیں۔ یہ بہترین سہارا ہے۔ یہ بہترین آدھار ہے۔ اس آدھار کے جان لینے سے برہم لوک میں آدمی خوش ہو رہتا ہے۔

سوال ۳۹- اوم کیا ہے؟

جواب- اوم ا- ؤ- م ہے۔ سرشٹی استھتی پرلے ہے۔ ست تیپاجن ہے۔ ست برزح تم ہے۔ تین تر لوکی

ہے۔ وراٹ۔ انترہامی اور ہرنیہ گربھ ہے۔ وشو۔ تیجس۔ پراگیہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی کی مہما کا گیت سب گاتے ہیں۔ اسی کے لئے تپ کیا جاتا ہے۔ اسی کے سہارے تمام خواہشیں پوری ہوتی ہیں۔ یہ شبد ہے اور شبد محض ہے۔ لیکن شبد کیسا! جو سب کا آدھار اور نر آدھار ہے۔ سنگ رہتا ہوا اسنگ ہے۔ بولا جاتا ہوا نہیں بولا جاتا۔ جو لوگ اس آدھار سے واقف ہیں۔ اور اس سے کام لینے کا طریقہ جانتے ہیں۔ وہ برہم لوک کے سکھ کو پاتے ہیں۔

(۷) نت آتما

(۱۸-۱۹) "گیان وان (آتما) نہ جنمتا ہے نہ مرتا ہے۔ یہ کسی جگہ سے نہیں آیا۔ اور نہ کچھ ہوا ہے۔ اجنما نت۔ اننت۔ سب سے پہلا۔ یہ جسم کے قتل ہونے سے قتل نہیں ہوتا۔ اگر قتل کرنے والا خیال کرے۔ کہ قتل کروں۔ اور اگر قتل ہونے والا خیال کرے کہ قتل ہوگیا دونوں ہی اسے نہیں سمجھتے۔ یہ نہ تو کسی کو قتل کرتا ہے نہ قتل ہوتا ہے۔"

سوال ۲۰۔ لیکن آدمی کو قتل کرتے اور قتل ہوتے تو دیکھا جاتا ہے؟

جواب۔ آدمی قتل ہو۔ اسکا جسم قتل ہو۔ آتما تو قتل نہیں ہوتا! نہ وہ کسی سے قتل ہوتا ہے۔ نہ کسی کو قتل کرتا ہے

سوال ۴۱ - لیکن جو لوگ خودکشی کرتے ہیں - وہ تو اپنے آپ کو معدوم کر دیتے ہیں - پھر یہ آتما دائمی کیسے ہوا؟

جواب - یہ بھی خیال وہم ہے - خودکشی کا آتما کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے - یہ صرف دل کی ناخوشگوار حالت تبدیل کرنے کی بات ہے - جسم مرتا ہے - آتما نہیں مرتا - ذرا اپنی موت کا خود تو خیال کرو اُس خیال کے پس پشت تم ہمیشہ موجود رہو گے - تمام گذشتہ حال اور آئندہ اسی آتما میں پروئے ہوتے ہیں - اوم کی طرح یہ سب کے سنگ رہتا ہوا اسنگ اور اسنگ ہوتا ہوا سنگ ہے "

(۸) آتما کا پرکاش ادھیکاری پر

"وہ جو آتما پرانی کے ہردے میں قائم ہے - وہ لطیف سے لطیف اور بڑے سے بڑا ہے - جب دھاتر (الشور) کے فضل سے (کوئی) اس آتما کی مہما کو دیکھ لیتا ہے - بغیر خواہش کے کرتب کا بن کر اُسے دیکھتا اور دکھ سے چھوٹ جاتا ہے "

سوال ۴۲ - جب اس آتما کے دیکھنے کی خواہش نہ رہی - تو کوئی اُسے کیا دیکھیگا؟

جواب - آتما کے دیکھنے کی خواہش کو خواہش نہیں کہتے - سنسار کے مال عزت کی چاہ کا نام خواہش ہے

جو اس خواہش سے آزاد ہوتا ہے۔ اُسے آتما کا درشن ملتا ہے۔

سوال ۴۳۔ پھر بھی تو خواہش باقی رہی۔ اور خواہش کا ہونا بندھن ہے۔

جواب۔ منخواہشی کی خواہش نہ خواہش ہے۔ نہ خواہش کا بندھن ہے۔ بلکہ سچی بات یہ ہے۔ کہ بے خواہشی کا نام ہی آتما ہے۔ جو مکمل ہے۔ اس میں خواہش نہیں رہتی۔ اور خواہش کی موت آتما ہونے کی علامت ہے۔

سوال ۴۴۔ کیا اس قسم کا بیخواہش انسان دنیا میں رہ سکتا ہے؟

جواب۔ یہ دنیا کیا ہے! یہ صرف آتما کے ظہور کا سامان ہے۔ یہ ظہور کیا کرے۔ ہستی اپنا اظہار کئے ہوئے بغیر کب رہ سکتی ہے۔ وہ تو قدرتی چیز ہے۔ وہ اپنا ظہور کیا کرے! وہ بندھن کا باعث نہیں ہے۔ ہاں جب اس اظہار کے خواہش کے دام میں انسان بندھ جاتا ہے۔ اس وقت وہ قید و بند میں آجاتا ہے۔ اور خواہش اُسے دام میں پھنسا لیتی ہے۔ جب اس نے اس بات کو سمجھ لیا۔ کہ اظہار خود بخود فطرت میں ہے۔ تو اس گیان سے پھر اظہار کی خواہش اُسے نہیں ستاتی۔ اور نہ پھنساتی ہے۔ وہ اپنے پرکاش میں آپ پرکاشوان رہتا ہے۔

سوال ۴۵ - یہاں ایک بات اور ہے۔ ایشور یا دھاتر کا فضل اور اسکا پرشاد (برکت) جب آتما ایشور کے تابع ہوا۔ تو مطابعت اور تابعداری کا نام ہی تو قید و بند ہے پھر وہ آزاد اور مکت کیسے ہوگا! اور اسکا دکھ کیسے جائیگا!

جواب - یہ سچ ہے۔ کہ مطابعت اور تابعداری بندھن ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ لیکن ایشور یا دھاتر کے سمجھنے میں غلطی ہے۔ دھاتر کہتے ہیں دھارن کرنے والے یا آدھار کو۔ ایشور میں دھارن کرنے کی بھی خواہش نہیں ہے۔ وہ صرف سہارا محض ہے۔ اور اسی کے آدھار پر یہ جگت قائم ہوکر ظہور کر رہا ہے۔ وہ اسی کے اظہار کی صورت ہے۔ اس قدر ایشور کی بابت سمجھ لو۔ پھر اپنے ہردے میں چھپے ہوئے آتما کی طرف غور کرو۔ تم ہو اور تم اپنے شریر کے آدھار ہو۔ تمہاری آنکھ۔ کان۔ ناک اور جسم سب ہی تمہارے آدھار پر ہیں۔ اور یہ سب مل ملا کر تمہارے آتما پنے ہستی کا تو اظہار کر رہے ہیں۔ یہ اظہار ہو رہا ہے۔ اس سے تمہارا ہرج یا نقصان کیا ہے! وہ ہوا کرے! جیسے ایشور جگت میں اپنا اظہار کر رہا ہے۔ ویسے ہی تم بھی اس محدود جسم میں اپنا اظہار کر رہے ہو۔ جیسے یہ جگت اس کا ہے۔ ویسے ہی یہ جسم بھی تمہارا ہی ہے۔ جسمانی نہ ہو۔ نہ اس کی طرف دھیان دو۔ اور نہ اس کی خواہش کے دام میں پھنسو۔ پھر یہ دکھدائی نہ ہوا۔ سقدر محدودیت کی نظر سے اپنے آتما کی حیثیت سے دیکھنے

سے تم وسیع نظر ہو جاؤ گے۔ اور جب وسیع نظری آ جائیگی
تو وہ محدودیت کے درجہ سے گذر کر غیر محدودیت کیطرف
خود بخود چلی جائے گی۔ اور تم کو یقین ہو جائے گا۔ کہ جو
آتما جگت کے وسیع طبقہ میں اپنا کھیل کر رہا ہے۔ وہی تو
ہے۔ جو ہر جسم اور ہر ذرہ ذرہ میں سمایا ہوا ہے۔ یہ ایشور
یا دیوتا کا فضل اور پرشاد کہلاتا ہے۔ جب یہ حاصل ہو
جائے گا۔ پھر وحدت کے سوا اور کوئی شئے پرتیت نہ ہوگی
اس کا نام آزادی ہے۔ اور جب یہ حاصل ہو گئی۔ تو پھر
دکھ یا قید و بند کہاں رہا۔ صرف اس بات کی سمجھ آ جانی
چاہیئے۔ کہ آتما ذات محض۔ حقیقت محض۔ مطلقیت محض اور
ہستی محض ہے۔ ذاتیت میں حقیقت میں مطلقیت میں اور
ہستی میں فرق نہیں رہتا۔ وہ ایک ہے۔ ایک کے سوا وہ
اور کچھ نہیں ہے۔ اور ایک ہمیشہ غیر منقسم اور اکھنڈ اور بغیر
ٹکڑے کا ہے۔ اس خیال کے یقین سے اور پختگی سے جب
اصلیت سمجھ میں آ گئی۔ پھر بھرم خود بخود جاتا رہے گا
محدودیت سے گذر کر پہلے غیر محدودیت آ سکے گی۔ اور
اس کے ذہن نشین ہونے سے محدودیت دونوں کا نور اور
کالعدم ہو جائیں گے۔ اور آتما ہی آتما باقی رہ جائے گا
اس وقت دکھوں سے قطعی نجات ہو جائے گی۔

(۹) آتما کے متضاد اوصاف

(۲-۲۲) بیٹھا ہوا وہ دور پہنچتا ہے۔ لیٹے ہوئے

وہ ہر جگہ جاتا ہے۔ میرے اہنکار (اہنکار = نسبتی تعلق = یقین کی خوشی کے) سوا کون اس دیو (پرکاش والے) کو جانتا ہے جو خوش ہے۔ اور جو خوش (ہرا) نہیں ہے جسموں کے درمیان بغیر جسم کا ہے۔ عارضیوں کے درمیان غیر عارضی (پائدار) ہے۔ بڑا محیط کل آتما! اُسے جان کر پھر گیانی کو دکھ نہیں ہوتا۔"

سوال ۷۶ - بیٹھا ہوا وہ کیسے دور پہنچتا اور لیٹے ہوئے وہ کیسے سب جگہ جا سکتا ہے؟

جواب - اس کا اندازہ تم کسی قدر اپنے خواب کے واقعات پر غور کرنے سے لگا سکتے ہو۔ تم لیٹے ہوئے کیا کیا نہیں دیکھتے۔ کیا کیا نہیں کرتے۔ کہاں کہاں نہیں پہنچتے۔ بیٹھے ہوئے کیسے دور پہنچ جاتے ہو۔ جب یہ تمہارے آتما کی کیفیت ہے۔ تو پھر سرب آتما۔ جگت آتما اور سرو ویاپک تتو کی بابت کیسے شک ہوتا ہے؟"

سوال ۷۷ - یم کیوں کہتا ہے کہ میرے (مد) کے سوا اُس خوش اور ناخوش دیو کو جان سکتا ہے؟

جواب - یم (موت) کو اس کا مد (اہنکار) ہے۔ اس نے اس آتما سے سانجھ، نسبت اور تعلق کا رشتہ جوڑ رکھا ہے۔ جیسے فوج کا سپہ سالار اپنے راجہ کا اہنکاری ہو کر مار دھاڑ کرتا ہوا دکھی اور ادھرمی یا ظالم گنہگار اور پاپی نہیں کہلاتا۔ اُسی طرح یہ یم بھی مصلحتاً۔ فطرتاً اور

اصولاً اُسی آتما سے ملا ہوا اپنے فرائض انجام دینا رہتا ہے اور یہ فرائض نہ اس کے لئے دُکھ کے باعث ہوتے ہیں اور نہ وہ ہنسک (دلآزار جسم آزار اور روح آزار) کہلاتا ہے۔ یہ بدن۔ ایمان۔ ناز اور تعلق اس کی قربت کا باعث ہے۔ اور تم سمجھ سکتے ہو۔ جو قریب رہتا ہے۔ اُسی کو تو گیان ہوتا ہے۔ دوسرے کو یہ گیان کیسے ہونے لگا!

سوال ۸۴۔ آتما کو کیسے اور کیوں کہا گیا ہے۔ کہ وہ خوش ہے۔ اور ناخوش نہیں ہوتا؟

جواب۔ یہ معمولی سی بات ہے۔ تم اپنے محدود آتما کی حالت پر غور کرو۔ اور خود سمجھ جاؤ گے۔ خوشی اظہار کی حالت کا جذبہ ہے۔ اظہار ہونے پر خوشی ہے۔ اور کیمپر نہ یہ خوشی ہے نہ ناخوشی ہے۔ کیونکہ اس سے قید و بند کا تعلق نہیں ہے ؛

سوال ۸۹۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔

جواب۔ تو۔ اب سمجھو۔ تم میں زور اور طاقت ہے۔ اسے دیکھکر تم خوشی ہوتے ہو۔ لیکن زور ہے۔ تو ہوا کرے۔ وہ انگ سنگ پڑا رہے۔ یہ بے تعلقی ہے۔ اس بے تعلقی کی حالت میں ناخوشی کہاں ہے! یہ ہگت بھی البشور کی ہستی کا اظہار اور اس کی نکتی ہے۔ اظہار کی حالت میں وہ خوش ہے۔ لیکن بے اظہاری کی کیفیت میں اُسے ناخوشی کیسے ہے۔ اسی ایک بات کے سمجھ لینے سے بہت کچھ سمجھ میں آجاتا ہے ؛

سوال ۵۰ - عارضی صورتوں کے درمیان پائدار اور جسموں کے درمیان غیر جسم کا کیسے ہے؟

جواب - تمہارا آتما تمہارے جسم کے اندر ہے - اور آنکھ، ناک کان کے درمیان پرو یا ہوا ہے - جسم اور اعضا سب عارضی اور فانی ہیں - لیکن آتما دائمی اور لافانی ہے جسم رکھتے آتما کی نظر سے تم بغیر جسم کے ہو - اسی طرح وہ غیر محدود ایشور یا پرماتما اس برہمانڈ کے جسم کے اندر رہتا ہوا بغیر جسم کا ہے - برہمانڈ کے لوک سب بدلتے اور عارضی ہیں - لیکن وہ نہیں بدلتا ہے - اور پائدار ہے۔

سوال ۵۱ - یہ مشابہت خوب ہے!

جواب - جیسے تم جسم میں بڑے اور محیط کل ہو ویسے ہی وہ برہمانڈ کے جسم میں محیط کل اور بڑا ہے - ذرا اس جسم کو چھوڑ کر دیکھو - تو وہی ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ میں سمایا ہوا نظر آنے لگیگا - پھر تمہاری ہستی اسی کی ہستی محسوس ہونے لگے گی - تم نہ رہوگے - وہی وہ رہ جائیگا جو دراصل تمہاری ہی ذات ہے - جب گیانی اس قسم کے مشابہتی گیان سے تعلق پیدا کر کے گیان والے ہو جاتے ہیں - تو پھر انہیں دکھوں سے قطعی نجات حاصل ہو جاتی ہے

گیان حاصل کرنے کی لازمی شرائط

(۲۳ - ۲۴) - "یہ آتما نہ تعلیم سے ملتا ہے - نہ بدھی سے - اور نہ زیادہ پڑھنے سے - وہ صرف اُسے حاصل

ہوتا ہے۔ جسے وہ پسند کر لیتا ہے۔ ایسے شخص پر وہ آپ اپنی شخصیت کا اظہار کرتا ہے۔ جس شخص نے بدچلنی نہیں ترک کی جو با سکون و قرار نہیں ہے۔ جس میں تشکلنا (شانتی) نہیں ہے۔ جسکا من ٹھہرا ہوا نہیں ہے۔ وہ اُسے بدھی (پرگیا) سے نہیں جان سکتا"

سوال ۵۲۔ کیا وہ پڑھنے پڑھانے۔ جاننے جتانے تعلیم و تربیت سے نہیں جانا جاتا!

جواب۔ نہیں۔ کیونکہ وہ نہ ان کے تابع ہے نہ ان کا محتاج ہے۔ اور نہ ان کا مضمون ہے۔ بدھی اسے اپنے تابع کیسے کرے گی۔ بدھی خود اس کے سہارے ہے۔ مطالعہ اور تربیت کے ماتحت وہ نہیں ہے۔ پھر ان کی مدد سے وہ کیسے جانا جاسکتا ہے۔ سایہ نے کب اصل کو جانا۔ دھوپ نے کب نور کو پہچانا!"

سوال ۵۳۔ پھر وہ کیسے ملتا ہے!

جواب۔ جو اس کا منظورِ نظر ہے۔ جسے وہ خود پسند کر لیتا ہے۔ اسی پر اس کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ اُسے اپنا لیتا ہے۔ پتھر بہت ہیں۔ لیکن وہ خاص پتھر ہوتا ہے جس پر سورج کی نظر پڑتی ہے۔ سورج کی نظر پڑتے ہی وہ پتھر لعل۔ زمرد۔ ہیرا وغیرہ بنجاتا ہے۔ چاہے وہ کیسے ہی پردہ یا کھان کے اندر رہے۔ اسے اسطرح سمجھو +

سوال ۵۴۔ اس کی علامت کیا ہے؟

جواب - اس میں آتما کے جاننے کی خواہش کے سوا اور کوئی خواہش نہ رہے گی - یہ ایسے ادھیکاری کی پہچان ہے - باقی اور لوگ عزت - دولت - ثروت حکومت - علمیت وغیرہ کے خواہشمند رہتے ہیں - انہیں یہ آتما کیسے ملنے لگا!

سوال ۵۵ - پھر یہ شرط کیوں لگائی جاتی ہے - کہ آدمی بد چلنی کو ترک کرے! جب آتما پسند کر لیگا - وہ وہ گیانی ہو جائے گا!

جواب - بد چلنی بری چال ہے - بری چال غلط راہ ہے - غلط راہ کی پیروی نفسانیت جسمانیت اور حیوانیت ہے - یہ تمام باتیں روحانیت - حقانیت اور یز دانیت کی مخالف ہیں - اس لیے ادھکاری کو ایسی ہدایت کی جاتی ہے - تاکہ آخر بچاؤ کو جلد جذب کر لے ۔

سوال ۵۶ - مانا آدمی نے بد چلنی ترک کر دی - لیکن چت کی ایکاگرتا - من کی شانتی اور طبیعت کے سکون کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے؟

جواب - جو پانی ہوا کے جھکولوں سے متحرک ہے اس پر جھیل کے کنارہ کے درختوں کا عکس نہیں پڑتا اس لیے جس کا من اشانت ہے - وہ اُسے نہ پہچان سکیگا۔

سوال ۵۷ - آدمی چنچل ہے - لیکن اس میں ہر گیا دہر = پہلے اور گیہ = جاننا) بدھی ہے - ایسے عقلا - علا

اور حکما بہت نظر آتے ہیں۔ جو عالم متبحر ہیں۔ ان کو کیوں نہ اس آتما کا گیان ہوگا!

جواب۔ یہ بر گیا کے غلام ہیں۔ عقل پرست ہیں۔ حق پرست نہیں ہیں۔ جو جسے چاہتا ہے۔ اسی کو وہ چیز ملتی ہے۔ دوسرے کو نہیں۔ انہوں نے بدھی کو سب کچھ یقین کر رکھا ہے۔ اور بدھی تفرقہ انداز ہوتی ہے آتما وحدت ہے۔ تفرقات کی تمیزا اور وحدت کے گیان میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اس لئے عقل والے لاکھ عقلمند ہیں۔ آتم درشی کبھی نہیں ہو سکتے۔ اور نہ کبھی ہوسکتے

(۱۰) آتما نہ قابلِ فہم ہے

(۲۵) جس کے براہمن اور کشتری دو نوبی غذا ہیں اور جو موت تک کو چٹنی کر جاتا ہے۔ اس کے جاننے کے قابل کون ہے!

سوال ۵۸۔ کیا وہ براہمن اور کشتری دونوں کو کھا جاتا ہے!

جواب۔ اظہار کی حالت میں یہ بیوہار کرتے ہیں غیر اظہار کی حالت میں وہ اسی میں سماتے۔ جذب ہوتے اور سمٹے ہو رہتے ہیں۔ یہ غذا سے مراد ہے۔ اظہار اپنے مظہر میں اور مناظر اپنے منظر میں سما جاتے ہیں۔ نظارہ یا اظہار تو صرف ظہور کے سامان ہیں۔ وہ کیا اسے جان سکتے ہیں*

سوال ۵۹- کیا موت بھی اس میں جذب ہو جاتی ہے
جواب- اس کے سوا اور رہ ہی کس میں!
سوال ۶۰- اس سے پہلے یم (موت) نے یہ دعوے کیا تھا- کہ میرے (مدگے) سوا اُسے کوئی نہیں جانتا- اور یہاں نا قابلیت تسلیم کرتا ہے- اس میں کیا بھید ہے
جواب- وہاں مد یعنی ابھمان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے- جو اس سے وحدت کا رشتہ جوڑ کر اس کا ابھمانی ہو رہا ہے- اسی کو گیان ملتا ہے- اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر گیان امر محال ہے۔

تیسری ولّی

(۱) غیر محدود- اور محدود

(۱) دو ہیں- جو شبھ کرموں کے لوک میں رت پیتے ہیں- دونو ہردے کی گپھا میں داخل ہیں- اور اونچے بالائی طبقے میں ہیں- برہم گیانی انہیں دھوپ چھاؤں کہتے ہیں- اور گرہستی بھی جو پانچ قسم کی یگیہ اگنی کو قائم رکھتے ہیں- اور وہ لوگ بھی جنہوں نے تین قسم کی یگیہ کی اگنی کو روشن کر لیا ہے!!

سوال ۶۱- یہ دو کون ہیں؟
جواب - جیو آتما (محدود) اور پرماتما (غیر محدود)
سوال ۶۲- رت پینے سے کیا مراد ہے؟
جواب - رت - سنسکرت لفظ رم (عیش کرنے یا کھیلنے) سے بنا ہے۔ رت کہتے ہیں محویت کو۔ * یہ رت پینے سے غرض ہے۔
سوال ۶۳- تین قسم کے آدمی بیان کیے گئے ہیں۔ جو آتما اور پرماتما کو دھوپ چھایہ خواہ اصل اور نقل۔ خواہ نور اور عکس کہتے ہیں۔ ان سے کیا مراد ہے؟
جواب - گیانی وہ ہیں۔ جو وحدت الوجود کے قایل ہو کر اصلیت سے اپنے آپ کو جدا نہیں سمجھتے (حقیقت پسند موحد ادویت وادی)۔
یگیہ کرنے والے گرہستی وہ ہیں۔ جو مذہبی فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ اور آتما پرماتما کے درمیان فرق مانتے ہیں۔ (مشرک۔ دویت وادی)۔
ناچکیت یگیہ کے پورا کرنے والے گرہستی یا ورکت جن کے دل کی صفائی اس اندرونی شغل کی وجہ سے ہو گئی ہے دلی امراض کا علاج ہو گیا۔ اور وحدت اور کثرت دونو ہی کی سمجھ رکھتے ہیں۔ دوئتا دویتا وادی۔ مشرک الموحد اہل طریقت) یہ تین قسم کے سمجھ دار آدمی ہیں۔ اور ان تینوں کی یہی رائے ہے۔ کہ پرماتما اصلیت کا نور ہے۔ اور آتما

* آتما و پرماتما دونوں ہی اپنے اپنے سچے کرموں میں محو رہتے ہیں۔

(جیو) اس کا عکس ہے ۔

سوال ۶۴ - واہ وا! کیا اچھی بات ہے! ایسا کبھی کسی ٹیکا کار نے نہیں بیان کیا ہے! یہ باتِ خوف صاف ہو گئی ۔

جواب - یہ بہت صراحت طلب تھی - ادھر آج تک (شنکر آچاریہ جی کے زمانہ سے لے کر) کسی نے بھی نہیں سمجھا۔ کیونکہ عمل سے خالی تھے ۔

(۲) نچکیتس اگنی مددگار کی صورت میں

(۲) (پرارتھنا) "ہم اس ناچکیت اگنی پر قادر ہوں - جو یگیہ کرنے والوں کے لئے پل ہے ، اس لافانی پربرہم (کے گیان پر قادر ہوں) جو (سنسار سے) پار جانے والوں کے لئے (بےخوف) محفوظ کنارہ ہے!"

سوال ۶۵ - "اس وقت اس دعا کے مانگنے کی کیوں ضرورت لاحق ہوئی؟"

جواب - اس لئے کہ یہ درمیان پل ہے، جو ورے سے پرے لے جاتا اور برہم گیان پر دسترس عطا کرتا ہے۔ یہ کثرت اور وحدت کے بیچ میں درمیانی کڑی ہے - یہ اہل سلوک کا مسلک ہے - بغیر اس باطنی یگیہ کے پورا کئے ہوئے برہم تک رسائی محال ہے* ۔

* جن کو اس کے عمل اور باطنی یگیہ کا شوق ہو - وہ مجھ سے بہ شوق منظم رادھا سوامی دھام میں آکر مل سکتے ہیں، میں یہ راز سینہ بسینہ بتا دونگا ۔ (شیوبرت لال)

(۳) رتھ کی مثال

(۳-۴-۵-۶) "یہ تو جان لے کہ آتما رتھ پر سوار ہے۔ یہ جسم رتھ ہے۔ تو یہ جان لے کہ بدھی کوچوان ہے اور من لگام ہے ——— اندریہ کو وہ گھوڑے کہتے ہیں۔ بھوگ وشئے کے سامان (سڑک ہیں) جن پر وہ چلتے ہیں۔ اندریہ اور من سے ملے ہوئے آتما کو گیانی بھوگتا کہتے ہیں ——— جس میں سمجھ نہیں ہے۔ جس کا من لگاتار قابو میں نہیں ہے۔ اس کی اندریاں ضبط میں نہیں رہتیں۔ رتھ کے شوخ (بدذات) زبردست گھوڑوں کی طرح دبے لگام میں) ——— جس میں سمجھ ہے۔ جس کا من لگاتار زبردست قابو میں ہے۔ رتھ بان کے اچھے گھوڑوں کی طرح اس کی اندریاں قابو میں رہتی ہیں"

(۴) رتھ کو قابو میں رکھنے سے بھو ساگر سے پار

(۷-۸-۹)۔ "لیکن جس کو سمجھ نہیں ہے۔ جو بے من کا (غافل) ہے۔ اور ہمیشہ ناپاک رہتا ہے۔ منزل مراد کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ جنم مرن (کے چکر) میں پڑا رہتا ہے۔ لیکن جس کو سمجھ اور من والا (چست) ہے۔ اور ہمیشہ پاک رہتا ہے۔ وہ منزل (مراد) کو پہنچتا ہے۔ اور پھر اُس سے نہیں جنمتا۔ لیکن وہ جسے رتھ چلانے والے کی سمجھ (حاصل) ہے۔ جو اپنے من کو لگام میں رکھتا ہے۔ وہ اپنے سفر کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وشنو کا آخری مقام ہے"

(۵) پرماتما تک رسائی کے مدارج

(۱۰ تا ۱۱) اندریوں سے اونچے اندری بھوگ ہیں۔ اندری بھوگ سے اونچا من ہے۔ من سے اونچی بدھی ہے بدھی سے اونچا مہا آتما ہے۔ مہا آتما سے اونچی اویکت ہے اویکت سے اونچا پُرش ہے۔ پُرش سے اونچا کوئی بھی نہیں ہے۔ یہی منزل (معراج) ہے۔ یہی اونچا انشٹ ہے۔

سوال ۶۶- رتھ کی تمثال نہایت خوبصورت ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا آتما ہی بھوگتا ہے؟

جواب- تم سُن چکے ہو۔ یم نے نچیکیتا کو کہا کہ ہردے گپھا میں رہنے والے دو لو آتما اور پرماتما شُبھ کرموں کے لوک میں رت پیتے ہیں۔ یہ رت بھوگ ہی تو ہے۔ بھوگ نہیں تو کیا ہے! (تیسری ولی پہلا منتر)

سوال ۶۷- لیکن اب تک تو یہی سُنتے آ رہے تھے کہ آتما نرلیپ ہے۔ کرتا بھوگتا نہیں ہے۔ اب یہ نئی بات ہوئی؟

جواب- وہ بھی صحیح ہے۔ لہٰذا نظر کا پھیر ہے۔ اس طرح کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ جسم اور جسمانی تعلقات سے ملا جلا رہ کر بھی اس سے اسنگ اور بے تعلق رہتا ہے۔ من بدھی سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ ان میں سے کسی کا محتاج یا کسی کے ماتحت نہیں ہے۔ ان سے

باتعلق رہ کر وہ بھوگتا پرتیت ہوتا ہے۔ اور بے تعلقی کی نظر سے اس کے برعکس نظر آتا ہے۔ محدودیتا کی حالت میں اس تعلق پر نظر رکھنے سے اس کی حالت اور طرح کی ہے۔ لیکن غیر محدودیت کی کیفیت میں وہ بالکل آزاد۔ نرلیپ اور بے تعلق پرتیت ہوتا ہے۔ یہ کہنے سے مراد ہے ٭

سوال ۶۸۔ "آتما اور پرماتما دونو رتھ والے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جس طرح آتما کو من بدھی کے قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ کیا اسی طرح پرماتما کو بھی ان کے بس میں رکھنے کی ضرورت ہے؟"

جواب۔ یہ ضرورت صرف آتما اور محدود آتما کے لئے ہے۔ پرماتما کے لئے نہیں ہے۔ اور سبب ظاہر ہے۔ وہ غیر محدود اور مکمل ہے۔ غیر محدود اور مکمل میں کمی کا نقص نہیں رہتا ورنہ کبھی وہ مکمل نہ کہا جائے گا۔ کمال (دیاپورنتا) کا وصف یہ ہے۔ کہ اس میں کثرت۔ قلت احتیاج اور ضرورت کا سوال ہی نہ اٹھے۔ یہ سوال ہمیشہ محدود میں ہوا کرتا ہے۔ محدودیت کے معنی ہی کمی بیشی کے ہیں۔ پرماتما میں سے نہ کچھ گھٹ سکتا ہے۔ نہ بڑھایا جاسکتا ہے۔ محدود شخصی آتما میں اس کی احتیاج رہتی ہے وہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں غریب ہوں۔ کمزور ہوں۔ اور اس لئے اسی میں یہ نقص رہتے ہیں ٭

سوال ۶۹- اس مرض کا علاج کیا ہے؟
جواب- نچکیتس اگنی کے بگیہ کی عملی تدبیر! اس کی حرارت کے وجہ سے اس میں پھیلاؤ ہو جاتا ہے۔ وسیع خیالی- وسیع دلی اور وسیع نظری آجاتی ہے۔ تب اس مرض کا خود بخود علاج ہو جاتا ہے۔ یہ آگ استھان بھید کی نظر سے تین قسم کی ہے۔ تینوں ہی کو روشن کرنا پڑتا ہے۔ تب کام چلتا ہے۔ جیسا کہ تم کو اس سے پہلے سمجھا چکا ہوں*
سوال ۷۰- اگر یہ نچکیتس اگنی نہ روشن کی جائے۔ تو کیا ہرج ہو گا!
جواب- (۱) کمی کا نقص بنا رہے گا (۲) کمی کے رفع کرنے کی ہر وقت پڑی رہیگی۔ اور (۳) کمی کے رفع کرنے کی تدابیر میں مختلف قسم کی کیفیتوں میں سے بدل بدل کر گذرنا ہوگا۔ استقلال اور شانتی نہ آئے گی (۴) جنم مرن جو خواہشات کی تکمیل کے سلسلہ کی تبدیلیاں ہیں۔ ان سے چھٹکارا نہ ملے گا۔ (۵) اسی کا نام سنسار ہے۔ سنسار نہ چھوٹیگا۔ (۶) سنسار میں دُکھ اور افسوس ہوتے ہیں۔ وہ جوں کے توں بنے رہینگے۔ (۷) اور انسان اگیانی رہیگا۔ جو سب سے زبردست نقص اور جو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (۸) وشنو کا آخری مقام جو منزلِ مقصود ہے۔ نہ حاصل ہو گا*
سوال ۷۱- یہ وشنو کیا وہی ہے۔ جو ویشنوؤں کا

اِشٹ ہے؟

جواب ۔ وِشنو پرماتما کا نام ہے۔ جو وِشو (جگت) میں داخل ہو وہ وِشنو ہے۔

سوال ۲۷ ۔ تین قسم کی نچکیتس اگنی کی طرحت کیا ہے

جواب ۔ یہ پہلے کہ دیا گیا۔ کہ استھان بھید کی وجہ سے یہ نچکیتس اگنی تین قسم کی ہوتی ہے ۔ اور وہ سر یعنی منڈ میں روشن کی جاتی ہے۔ اس اگنی کا نگیہ سر میں اور سر کے اندر ہوتا ہے۔ اس منڈک بچہ کی صراحت کے لئے ہم کو منڈک اُپنشد کسی باخبر آدمی اور قابل گورو سے پڑھنے سننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ منڈ کہتے ہیں سر کو۔ ک کہتے ہیں برہمہ کو۔ جاکر سنسکرت کے لغت دیکھو۔ ک کا ارتھ برہمہ ہے یا نہیں! اس لئے نچکیتس اگنی برہمہ اگنی ہے۔ جو سر کے اندر روشن کی جاتی ہے۔ اور وہاں ہی مستشک (دماغ) میں اس کا نگیہ کیا جاتا ہے۔ یہ ادم اگنی ہے جو آ۔ وُ۔ م تین قسم کی ہے۔ اور اسکا نام وراٹ اگنی (خارجی یا باہری عالم کثرت کی نظر سے) ہے۔ دوسرا نام انتریامی یا اویاکرتیہ (باطنی یا اندرونی نظر سے) ہے تیسرا نام ہرنیہ گربھ اگنی (ظاہری اور باطنی دونو عالم کو چھوڑ کر دونو سے پرے دونو کی چوٹی کے عالم کی نظر سے) ہے بغیر اس تثلیثی آگ کے روشن کئے ہوئے دل کی صفائی محال اور دشوار ہے۔ دلی امراض کی چکتسا (چکیتس یا معالجہ

مشکل ہے۔ یہ تین قسم کی اگنی ہے۔ اور اس کے روشن
کرنے کے لیے خاص تعداد کی اینٹوں کی مدد سے ہون کرنا
بنانے کی ضرورت ہے۔ تب اس کی روشنی کا اہتمام ہوتا
ہے۔ یہ راز باطن رہسیہ اور اپنشد ہے۔ جواب تک صرف
سینہ بہ سینہ آیا ہے۔ کتابوں میں صرف اشارہ محض ہے

سوال ۷۳۔ یہ میرے لیے کانوں کے لیے
بالکل نیا مضمون ہے۔

جواب۔ نیا تو ہونا ہی چاہیئے۔ یہ علم سینہ ہے جب
تک گورو خود کرکے نہ دکھائے۔ اور نہ بتائے۔ اور
شاگرد کو اس پر عبور نہ ملے۔ تب تک کوئی اُسے سمجھ
کیسے سکتا ہے!

سوال ۷۴۔ عام طور پر ٹیکا کار تو اُسے باہری خارجی
اور رسمی یگیہ سمجھا کر چھوڑ گئے۔ اس پر روشنی نہیں ڈالی!

جواب۔ وہ عامل نہیں تھے۔ صرف پنڈت اور
عالم تھے۔ انہیں ہم سے تعلیم نہ ملی تھی۔ جو تمام نقائص
کے دور اور خارج کرنے کرانے کی شخصیت اور قابل
گورو کی حیثیت سے ہے۔ یہ ظاہری باطنی اور بالائی نظر سے
معالجہ (چکتسا) کرنے کرانے پر قادر نہیں ہوئے اس لیے
اسے تجربہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ان کو تو ایسا
ہی کرنا چاہیئے تھا۔ نہ وہ ہم کو سمجھتے تھے۔ نہ سمجھتا تو۔
نہ ان کی اس سے صراحت ہو سکی۔ نہ اُسے واضح کر سکے

نکھی پر پالتھی مار کر چلتے بنے۔ میں اسکا حامل ہوں۔ اس لئے تجھے واقفیت ہے۔ وہ تو منڈک کا ترجمہ سر پر چھپر اچھپر نا بتا کر چل کھڑے ہوئے۔ اب تک بھی تو کسی کو اس کی صراحت کی احتیاج محسوس نہیں ہوئی۔ پھر کیا کیا جاتا! یہ ادھکار کی بات ہے۔

سوال ۷۵۔ منڈک یعنی سر میں برہمہ اگنی دھارن کا راز سمجھایئے!

جواب۔ اس کے لئے تم کو منڈک اپنشد کی تفسیر کا انتظار کرنا پڑیگا۔ یہ جواب میں نے اس وقت کے لئے ملتوی کر رکھا ہے۔ لیکن بھائی یہ کرتب کی ودیا ہے۔ کہنے سننے کا مضمون نہیں ہے۔ جب کوئی مرنے کے لئے تیار ہو۔ ہم سے نچکیتس دیکشا۔ علانیہ کرانے کا خواہشمند ہو۔ تب اسے پوچھیے۔ میں ہوں کی اگنی کنڈ نچکیتس آگ اور اس کے درشن کرنے کی تدبیر سمجھانے اور بتانے کو تیار ہوں۔ لیکن پہلے کوئی ادھکاری تو ہاتھ آئے۔

سوال ۷۶۔ کیا یہ کوئی یوگ کا مضمون ہے؟

جواب۔ اور تم نے رتھ کی مثال سے سمجھا کیا ہے! جب تک خاص یوگ کا اہتمام نہ ہوگا جسم۔ من اور بدھی قابو میں کیسے آئیں گے۔ یہ خالی دلیل بازی۔ ترک اور بحث مباحثہ سے تو ممکن نہیں ہے۔

سوال ۷۷۔ میں سمجھ گیا۔ اسی وجہ سے یم نے پرارتھنا کی ہے۔ کہ ہم نچکیتس اگنی پر قادر ہوں۔ جو برہمنہ تک رسائی حاصل کرنے کا پل ہے۔

سوال ۷۸۔ یم کے ان تین برکے اندر بھی کوئی نہ کوئی راز ہوگا؟

جواب۔ راز تو ہے۔ لیکن راز جاننے کا کوئی خواہشمند بھی تو ہو۔ لوگ تو اپنشد کو قصہ کہانی کی طرح پڑھتے ہیں۔ سنو۔ ادھکاری کی پہلی علامت شبھ اچھیا (نیک خیالی) ہے۔ جو بیوہار میں حسن اخلاق کی دلیل ہے۔ نچکیتا نے اسی دیتہ سے باپ سے سوال کیا۔ اور یم سے اس کے خوش ہونے کی درخواست کی۔ دوسرا الاہیت سے حاصل کرنے کی نسبت ہے۔ تاکہ پھر کوئی روگ یا جسمانی نقص نہ رہنے پائے۔ اور دکھوں کا خاتمہ ہو جائے۔ تیسرا بر موت کے پیچھے کی حالت کے علم کی بابت ہے۔ جو گیان سے متعلق ہے۔ یہ اسوقت ممکن ہے۔ کہ دنیا کی کوئی آلائش یا کوئی نقص باقی نہ رہے۔ یہ راز ہے۔ اور جسے یم نچکیتس کو سمجھا رہا ہے۔

(۶) محیط کل آتما کا لطیف مشاہدہ

(۱۲) "گو تمام اشیا میں چھپا ہوا ہے۔ یہ آتما پرگٹ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ لطیف گیانیوں کے مشاہدہ دیکھنے میں آتا ہے۔ جو افضل اور لطیف بدھی رکھتے ہیں"

سوال ۷۹- یہ تو ذہن نشین ہو گیا۔ کہ وہ سب کے پس پشت ہے۔ لیکن دکھائی کیوں نہیں دیتا؟

جواب۔ لطیف شے پر کثیف نظر نہیں پڑتی۔ یہ غیر ممکن ہے۔ لطیف اوزار ہی سے لطیف چیز کی گرفت ممکن ہے اس کو ہم نے (۱۰- ۱۱ منتر میں) سمجھا دیا ہے:- اندریوں سے اونچی اندریہ کھوگ ہیں۔ اندری کھوگ سے من اونچا ہے۔ من سے اونچی بُدھی ہے۔ جو معمولی عقل ہے۔ اور معمولی عقل سے بڑی مہا آتما ہے۔ جو عقل کبیر ہے۔ اور یہ غیر معمولی ہے۔ اس عقل سے زیادہ لطیف اویکت (غیر ظاہر شدہ پرکرتی) ہے جس کو کوئی نہیں دیکھتا۔ یہ نہایت لطیف شے ہے۔ اور اس سے بھی اونچا پُرش ہے۔ جو آتما ہے۔ پُرش سے اونچا کوئی بھی نہیں ہے۔ اب تم غور کرو جس شخص میں پُرشتو۔ یا۔ آتمتو ہوگا۔ جو پُرش یا آتما کے اوصاف سے موصوف ہوگا۔ وہی تو اُسے دیکھ سکیگا! دوسرا کوئی کیسے دیکھ سکتا ہے؟ گیانی میں آتم درشٹی اور پُرش درشٹی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اس لطیف۔ باریک اور افضل نظر کو پاکر اس کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ باقی سب کے سب اس نظارہ سے محروم رہتے ہیں۔ یہ تمہارے سوال کا جواب ہے۔

سوال ۸۰- یہ آپ کیا کہتے ہیں کہ اویکت پرکرتی نظر نہیں آتی آخر یہ مادی عالم جو ہم دیکھتے ہیں۔ کیا یہ

پرکرتی نہیں ہے؟"
جواب - نہیں۔ یہ صرف اس کی خارجی دھاروں
کے ظہور کا سامان ہے۔ وہ اس قدر لطیف ہے کہ
خارج ہیں۔ خارجی علم کے شائق تک لاکھ کوشش کرنے
پر اب تک اُسے نہیں دیکھ سکے۔ یہ مادی جگت پرکرتی
نہیں ہے۔ اسی طرح کہنے کے لیے تم کہ سکتے ہو۔ کہ یہ تمام
متحرک چیتن متعدد صورتوں میں ہمارے نظر کے سامنے
ہے۔ یہی روح اور چیتن ہے۔ لیکن یہ وہ نہیں ہے۔
دونوں ہی نگاہوں سے چھپے ہوئے ہیں۔ نہ خارج پسند مادہ
پرستوں کو پرکرتی کا اصلی اور صحیح علم ہے۔ اور نہ باطن
پسند روح پرستوں کو آتما کا گیان ہے۔ یہ نرے باتونی
نگاودی۔ اور دلیل باز ہیں۔ دو ایک کتابوں کو پڑھ لیا
اور گیانی بن بیٹھے۔ ان کے لیے دلی ہزاروں کوس کے
فاصلہ پر ہے۔ ان میں سے اکثروں میں تو تعصب اور
مذہبی تنگدلی کا نقص تک دور نہیں ہوا۔ جو روحانیت کی
پہلی سیڑھی ہے۔ جو جگیاسوں کے معاملہ میں ہیں نے شبھ اچھیا
کا پہلا پر بتایا گیا ہے۔ ان مغز در سودائیوں کے ہاتھ
گیان تھوڑا ہی آتا ہے۔ یہ اپنے تعصب کے رنگ سے
رنگے ہوئے اپنے کو اچھا اور دوسروں کو بُرا اور حقیر
سمجھتے ہوئے غفلت کے نشہ میں چور ہیں۔ جب تک سورج
کی کرنیں اس کی صورت سے سمٹ کر اپنی اصلی اصلیت

اور حقیقی حقیقت کا نظارہ نہ دکھائیں۔ تب تک ان کا کہنا
سننا سب بے سود اور بے بہبود اور بڑبڑاہٹ ہے
یہ مشاہدہ صرف گیانیوں ہی کے لئے مخصوص ہے۔

(۷) یوگ کا طریقہ۔ ضبط کا اصول

(۱۳۔۱) سمجھدار آدمی اپنی بانی اور من کو ضبط میں کرے
(پچھلے دمن) کو وہ گیان آتما میں ضبط کرے (روکے) اور
سمجھ بوجھ کو مہان آتما (بدھی) میں روکے (یا ضبط کرے)
اور اس مہان آتما (بدھی) کو شانت آتما۔ (ساکن اور
غیر متحرک آتما) میں ضبط کرے (روکے)۔

سوال ۸۰۔ یہ تو صاف یوگ کی تعلیم ہے؟

جواب۔ اس میں شک ہی کیا ہے!

سوال ۸۱۔ اس ضبط یا روک تھام سے کیا مقصود ہے؟

جواب۔ چشمہ یا سوت کا پانی بہہ رہا ہے۔ جب تک
وہ جاری ہے۔ خواہ دھار پر نظر رہے گی۔ مرکزی شے
آدھار۔ یا سہارے کا خیال تک نہ پیدا ہوگا۔ اور یہ دھار
روانی یا تموج بھرم کا باعث ہوگی۔ جو صد درجہ کا نقص
ہے۔ اس روک تھام سے نظر خودبخود مرکز یا دھار کی
جانب مائل ہوگی۔ تب اس کا مشاہدہ ممکن ہوگا۔ اس کے
بغیر اس کا امکان محال ہے۔

(۸) صدا سے نجات

(۱۴۔۱۵) "اٹھو۔ جاگو۔ بڑے گوروؤں کے پاس

جاؤ - اور سمجھو - اُسترے کی تیز دھار پر چلنا مشکل ہے۔ عقلمند (گیانی) اس طرح اس راہ کو دشوار گذار بتاتے ہیں جو بغیر شبد - بغیر سپرش - بغیر روپ - بغیر گھٹاؤ - اور بغیر ذائقہ کے ہے - دائمی ہے - بغیر گند ہو کے ہے - انادی اور اننت ہے - اوپر سے اونچا - اٹل ہے - جس نے برہم کو ایسا سمجھ لیا ہے - وہ موت کے منہ سے چھوٹ جاتا ہے"

سوال ۸۲ - کیا بغیر گوروؤں کے پاس گئے ہوئے گیان نہیں ملتا؟

جواب - ہاں نہیں ملتا - یہ پہلے سمجھا دیا گیا۔

سوال ۸۳ - اصل عبارت میں گورو کا لفظ یہاں اس موقع پر نہیں آیا - بلکہ یہ کہا گیا ہے۔

"اُتشٹھت جاگرت پراپیہ وَران نبودھت"

یعنی اُٹھو - جاگو - پراپت ہو بروں کو"۔ وَروں کا لفظ مستعمل ہوا ہے - جو وَر یا بَر سے مراد ہے - گوروؤں کا لفظ نہیں آیا ہے۔

جواب - وَر سنسکرت میں مقصد کو بھی کہتے ہیں اور سریشٹ (افضل) کو بھی کہتے ہیں - دونو طرح سے گورو مراد ہے - وہی مقصد بھی ہے - وہی افضل بھی ہے۔

سوال ۸۴ - گورو کیسے مقصد کہا جائیگا! مقصد تو برہم ہے؟

جواب۔ "جو برہمہ کو جان گیا جس کی عملی زندگی برہم کی زندگی ہے۔ وہ آپ برہمہ ہے۔ اس کی صحبت ہی سے برہمہ کی پراپتی ہوگی۔ اور خربزہ خربزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑیگا۔

(۹)۔ یم اور نچکیتس کی داستان سے فائدہ

(۱۷-۱۸) نچکیتس کا اُپاکھیان (داستان) اور یم کی تعلیم قدیم ہے۔ اس کے کہنے سننے سے گیانی کو برہمہ لوک میں مہا (عظمت) ملے گی۔ جو اس پوشیدہ راز کو برہمہ کی سبھا میں سناوے۔ یا پاک ہوکر شرادھ (موت کے رسم) کے وقت سناتا ہے۔ وہ اننت پھل پانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ختم ہوا پہلا ادھیائے
کٹھ اُپنشد
کا

نوٹ:- آخری منتر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کٹھ اُپنشد اسی تین دنیوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ گمان ہوتا ہے۔ کہ اس کا دوسرا ادھیائے بعد کو اضافہ کیا گیا ہے۔ یہی نتیجہ نکلتا ہے۔

کٹھ اپنشد

دوسرا ادھیائے
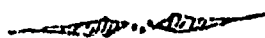
چوتھی ولی

(۱) باہری اندریوں سے آتما کا مشاہدہ غیر ممکن

(۱-۴) [یم نے کہا] "سوئمبھو (آپ سے آپ ہو جانے والے خدا) نے اندریوں کے سوراخ کو باہر کی طرف چھیدا ہے۔ اس لئے ہر شخص باہر کی طرف دیکھتا ہے۔ اور انتر آتما (اپنے اندر) کی طرف نہیں دیکھتا۔ گیانی نے آنکھوں کو بند کر کے امرت کی خواہش سے آتما کو دوبدو (پیچھے) دیکھ لیا۔ طفلانہ مزاج والے (اگیانی)

باہری خوشیوں کی طرف جاتے ہیں۔ وہ موت کے ہر جگہ پھیلے ہوئے جال میں پھنستے ہیں۔ اسلئے گیانی امرت کا گیان رکھتے ہوئے عارضی چیزوں میں پائدار ستے کی تلاش نہیں کرتے"۔

سوال ۱۔ برہمہ کا نام سوئمبھو کیوں ہوا؟

جواب۔ سویم (آپ) بھو (ہونے والا) سے۔ وہ آپ ہوا۔ اور کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے اس کا نام سوئمبھو (خدا) رکھا گیا۔

سوال ۲۔ اندریوں کے سوراخوں کو باہر کی طرف چھیدنے سے کیا ہوا؟

جواب۔ آنکھ۔ ناک۔ کان سب کے سوراخ باہر کی جانب ہیں۔ ان کی دستار باہر کی طرف رہتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ باہر مکھی جیو باہر ہی کی چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ انتر کی طرف نہیں دیکھتے۔ ان کی نظر باہر دستاروں کی جانب ہے۔ اصلیت سے جو اندر ہے۔ غافل رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باہر مکھ ہونے کی وجہ سے وہ انتر ماکھ نہیں ہوتے۔ اور اصلیت کے علم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ان کے برعکس گیانی انتر ماکھ ہو کر اصلیت کو دوبدو دیکھتا ہے۔ اور امر ہو جاتا ہے۔

سوال ۳۔ جو اندر ہے۔ وہی تو باہر آیا ہوا ہے۔

گھڑے کے اندر کا پانی باہر کی جانب جاری ہے۔ اس سے نقصان کیا ہوتا ہے؟

جواب۔ باہر صرف دھار ہی دھار ہے۔ جیسے برف کے اوپر بھاپ رہتی ہے۔ اس بھاپ کے چکر میں پڑنے سے برف دکھائی نہیں دیتی۔ بھاپ کے ذرات ہی اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ادھیہ بھرم اگیان کے باعث ہوتے ہیں۔ جو بہت بڑا نقص ہے۔

سوال ۴۔ انتر مکھی ہونے سے کیا فائدہ ہوگا؟

جواب۔ اصلیت کا علم حقیقت کی شناسائی۔

(۲) جاگرت سپن اور اندیہ نہیں آتما

(۳-۴) وہ جس سے انسان روپ رس۔ گندھ سپرش اور متھن کا علم رکھتا ہے۔ اور جس سے اسے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ ان سب کے پیچھے کون ہے۔ دیا باقی رہ جاتا ہے) یہ وہی (برہم) ہے۔ جس (کی مدد) سے سوپن اور جاگرت کا علم ہوتا ہے۔ گیانی اس محیط کل آتما کو جان کر دکھ سے پار ہو جاتا ہے۔

سوال ۵۔ کیا وہ علم ہے۔ پرماتما یا برہم ہے جس سے سب کچھ جانا جاتا ہے؟

جواب۔ جو سب کے پس پشت۔ سب کا آدھار سب کا سہارا اور سب کے پیچھے باقی رہ جاتا ہے۔ وہی برہم یا آتما ہے۔ وہی برہم یا آتما ہے۔ جاننے بوجھنے کا بھی

وہی سہارا ہے ٭

(۳) - آتما - پرماتما اور یہ سب جگت ہی برہم ہے

(۵-۶-۷-۸-۹) - وہ جو زندہ آتما تجربہ کرنے والا ہمیشہ نزدیک - گذشتہ اور آیندہ کا مالک جانتا ہے - وہ اس سے نہیں کتراتا - فی الحقیقت وہ یہی (آتما) ہے - جو اندا ہیں تپ سے پہلے پرگٹ ہوا - جو پانیوں سے پہلے پیدا ہوا - جو موتہا بھوتوں کے (اس دہردے کی) گپھا میں داخل رہتا ہے - فی الحقیقت وہ یہی ہے - جو (۱) ادیتی (۲) دیومئی - (۳) پران سے پیدا شدہ کو جانتا ہے - جو دہردے کی گپھا میں داخل ہوکر اس میں رہتی ہے - جو مہا بھوتوں کے ساتھ مختلف شکلوں سے رہتی ہے - فی الحقیقت وہ یہی ہے - اگنی کو جو دو لکڑیوں کے اندر چھپا ہوا ہے سب کا جاننے والا! جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ اچھی طرح چھپا رہتا ہے - اور روزانہ ان آدمیوں سے پوجا جاتا ہے - جو جاگتے ہیں - اور (۴) ہوی والے ہیں - فی الحقیقت وہ یہی ہے جس سے سورج طلوع ہوتا ہے - جس میں غروب ہوتا ہے تمام دیوتا اس میں پروئے ہوئے ہیں - اس سے کوئی جدا نہیں

٭ (۱) ادیتی - پرتھوی تتو پرکرتی - (۲) دیومئی = دیہ شکتی والی (۳) پران سے پیدا شدہ = جیسے سانس سے مادہ پیدا ہوتا ہے - (۴) آہوتی جو یگیہ میں دی جاتی ہے ٭

ہے۔ فی الحقیقت وہی ہے۔"

سوال ۶۔ پانچویں منتر میں آتا ہے۔ کہ جو شخص آتما کو تجربہ کرنے والا (بھوگتا) نزدیک اور گزشتہ آیندہ کا مالک سمجھتا ہے۔ وہ اس سے نہیں کتراتا۔ کیا یہاں اس آتما کے جاننے والے ہی کو آتما کہا گیا ہے؟

جواب۔ عبارت تو ایسا ہی کہتی ہے۔

"برہم وِد برہم بھوتی"

(جو برہم کو جانتا ہے۔ وہ برہم ہو جاتا ہے) برہم تو اس کی ذات۔ اصلیت اور جوہر ہے۔ گیان ہو جانے پر وہ پھر اُسے اپنے سے علیحدہ نہیں سمجھتا۔ اور نہ اس سے کتراتا ہے۔ لیکن اگر تم ایسا لو کہ جیسے گیانی بھوگتا نزدیک اور گزشتہ آیندہ کا مالک سمجھتا ہے۔ اور وہ برہم ہے۔ تب بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ ابتدا میں ایسا ہی علم ہوتا ہے ۔

سوال ۷۔ جو تپ۔ پانیوں سے پیدا ہوا بھوتوں کے ساتھ ہردے میں رہتا ہے۔ وہ آتما یا پرماتما ہے؟

جواب۔ دونوں ہی ہے۔ یہاں صرف آتما ہی کا بیان ہے ۔

سوال ۸۔ تپ اور جل سے پیدائش کیسی؟

جواب۔ سرشٹی تپ ہی ہوتی ہے۔ اور اس تپ سے جو دھار پھوٹتی ہے۔ اُسے جل یا اپ کہا گیا۔ اس

سے پرانیوں۔ جیو دھاریوں کی پیدائش ہوتی ہے جیسا کہ پہلے کئی نقشے دیکر سمجھایا جا چکا ہے۔ سیتم مقدم اور پہلا ہے۔ یہ آتما ہے۔ تپ اور جن بعد کی حالتیں ہیں۔ اسی جن کے سالخم مہا بھوت (آکاش وایو۔ اگنی۔ جل۔ پرتھوی) وغیرہ گنتے رہتے ہیں۔ اور آتما پرانیوں کی ہردے گپھا میں قیام رکھتا ہے۔

سوال ۹۔ یہ آدتی کیا ہے۔ جسے دیومئی اور پران سے پیدا شدہ کہا گیا ہے؟

جواب۔ ادتی پرکرتی کو کہتے ہیں۔ زمین کا نتیجہ بھی اس سے مراد لیا جاتا ہے۔ جتنی شکتیاں ہیں۔ اسی کے میل سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ پران سے پیدا ہوتی ہے۔

سوال ۱۰۔ کیا یہ ادتی بھی آتما ہے؟

جواب۔ آتما سے مختلف کوئی شے نہیں ہے۔ یہ ادتی یا پرکرتی اس کا گن یا شکتی ہے۔ اسی وجہ سے اسے دیومئی یعنی دیو شکتی والی کہی گئی ہے۔ اور آتما سے اسی طرح اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ جیسے تم سے تمہاری سانس نکلتی ہے۔ یہ سانس لطیف ہے۔ لیکن منجمد ہو جانے پر یہ مادی نظر آتی ہے۔ کہنے سننے کے لئے اسے آتما سے مختلف مانتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اس سے مختلف نہیں ہے۔

سوال ۱۱- کیا یہ بھی ہردے گپھا میں رہتی ہے؟

جواب- جب یہ آتما ہوئی تو اور کہاں رہے گی! تمہارے ہردے گپھا ہی سے تو پران نکلتا ہے۔ اُسی سے تو تم سانس لیتے ہو۔ اگر وہ وہاں نہ ہوتا۔ تو نکلتا کیسے! اس لیئے یہ ادتی بھی آتما ہے۔ آتما کے آتم بیتے کا نام ادتی ہے۔ یہ اس کی صفت ہے۔ جیسے ذات کی صفت ذاتیت! ذاتیت تو جب رہے گی۔ ذات ہی میں رہے گی کہنے سننے کی نظر سے تم ذات اور ذاتیت دو مان سے لیکن اصلیت کیا ہے! بل کبھی بلوان سے جدا نہیں۔ زور کسی حالت میں زوردار سے مختلف نہیں ہے اس لیئے یہ ادتی بھی فی الحقیقت آتما ہی ہے۔

سوال ۱۲- اور یہ مہا بھوت (عناصر)؟

جواب- یہ ادتی کے اظہار کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ اس سے صرف کہنے سننے کے لیئے جدا ہیں۔ ورنہ حقیقت وہ بھی وہی ہیں۔ یہ سب کا سب آتما ہی ہے۔ آتما کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

سوال ۱۳- اور اگنی؟

جواب- اگنی بھی آتما ہی ہے۔ جو دو لکڑیوں کے منتھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ برہما اور پرکرتی کا میل اگنی ہے۔ یہ ان کے درمیان ماں کے پیٹ کے بچہ کی طرح مخفی رہتا ہے۔ یہ بھی آتما ہی ہے۔

سوال ۱۴ - اسے جاننے والا کیوں کہا گیا؟
جواب - یہ وید جاتہ کہتے ہیں۔ تمام جاننے بوجھنے کا دار و مدار اسی پر ہے۔ یہ حرارت ہے۔ اگر جسم میں حرارت نہ رہے۔ تو کوئی کیا جانیگا۔ اور کیا بوجھیگا۔ یہ سب کا آدھار ہے۔

سوال ۱۵ - جاگنے والے اس کی پوجا کرتے اور آہوتی دیتے ہیں۔ یہ بات کسی کسی ہندو کی بابت تم کہہ سکتے ہو۔ لیکن اور لوگ تو نہ آگ کو پوجتے ہیں۔ نہ اسے بھینٹ دیتے ہیں۔
جواب - سب پوجتے ہیں۔ اور سب بھینٹ دیتے رہتے ہیں۔ نابھی چکر میں اس اگنی کا ہون کنڈ ہے۔ جو کھایا پیا جاتا ہے۔ وہی آہوتی اور ہوی ہے۔ اور وہ صرف اس خیال سے ہے۔ کہ حرارت یا اگنی قائم رہے۔

سوال ۱۶ - سورج اسی آتما سے نکلتا اور اسی سے غروب ہوتا ہے۔ اور تمام دیوتا اسی میں پروئے ہوئے ہیں۔ یہ کیسے ہوتا ہے؟
جواب - تم صرف اپنے آپ کو دیکھو۔ آنکھ کا کھلنا۔ سورج کا طلوع ہے۔ اور اس کا بند کرنا غروب ہے۔ یہ کس کے سہارے ہے؟ تمہارے آتما ہی کے سہارے ہیں۔ اور دیوتا (اندریاں) جو تمہارے شریر میں ہیں۔ آتما میں پروئے اور گتھے ہوئے ہیں یا نہیں ہیں؟

بس اسی ایک بات سے سمجھ لو ۔

(۴) وحدت کا نہ سمجھنا ہی جنم مرن کا باعث ہے

(۱۰ - ۱۱) "جو یہاں ہے ۔ وہی وہاں ہے ۔ جو وہاں ہے ۔ وہی یہاں ہے ۔ جو یہاں فرق دیکھتا ہے ۔ وہ موت کے بعد موت پاتا ہے ۔ من ہی سے فی الحقیقت اس کا ساکشاتکار (عین الیقین) ہوتا ہے ۔ یہاں ذرا بھی فرق (بھید) نہیں ہے ۔ جو یہاں فرق دیکھنے والا نظر آتا ہے ۔ وہ موت سے موت میں گزرتا ہے ۔"

سوال ۱۷ - یہ تو جو آپ کہتے ہو صحیح ہے ۔ یا صحیح ہوگا ۔ لیکن اس کا کوئی اطمینان بخش ثبوت بھی تو ہونا چاہیے ؟

جواب ۔ ثبوت تمہارا اپنا آتما ۔ تمہاری اپنی ہستی اور تم اپنے آپ ہو ۔ یہ تو تم مانتے ہوگے ۔ کہ سمندر تمام بوندوں میں ہے ۔ اسی طرح برماتما بھی جیوں میں ہے ۔ جیسے بوند اور سمندر کی ایکتا ہے ۔ ویسے ہی جیو برہم کی بھی ایکتا ہے ۔

سوال ۱۸ - یہ تو ہم مانتے ہیں ۔ کہ جیسے سمندر بوند بوند میں محیط کل ہے ۔ ویسے ہی برہم جیو جیو میں بھی سمایا ہوا ہے ۔ جو یہاں ہے ۔ وہی وہاں ہے ۔ اس کے یہاں وہاں ہونے میں تو کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا ۔ لیکن یہ کہنا کہ جیو ہی برہم ہے ۔ اس میں شک گزرتا ہے !

جواب۔ یہ بتاؤ کہ برہمہ اکھنڈ ہے۔ یا اس کے کھنڈ کھنڈ بھی ہیں؟ اگر اس کے ٹکڑے مانتے ہو۔ تو پھر وہ محیط کل نہ رہا۔ محاط ہو گیا۔ اور اگر یہ کہو کہ وہ سوکشم رہتی سے رب میں محیط ہے۔ تو پھر آخر جیو کے لئے بھی تو کوئی جگہ مقرر کرو گے کہ نہیں۔ اگر کرتے ہو تو پھر اس کے دیاپک ہونے کے اصول میں فرق آ گیا۔ وہ دیاپک نہ رہا۔ یا تو یہ مانو یا وہ مانو +

سوال ۱۹۔ یہ ماننا منوانا تو زبردستی کی بات ہے ہم صرف اسقدر مانتے ہیں۔ کہ وہ مالک ہے۔ اور ہم اس کے سیوک ہیں!

جواب۔ تو پھر اپنشد کا کہنا غلط ہو گیا۔ بھید ماننے والے کو ہمیشہ موت کے منہ میں گزرنا پڑیگا +

سوال ۲۰۔ کیوں؟

جواب۔ اس لئے کہ اس طرح ماننے سے غیریت رہے گی۔ حاکم اور محکوم کے تعلقات دکھ اور عذاب کے باعث ہوتے ہیں۔ فرق رہیگا۔ شانتی کبھی نہ ہوگی +

سوال ۲۱۔ یہ ہمارا دعوےٰ نہیں ہے۔ کوئی حالت رہے یا نہ رہے۔ ہم تو جیو کو برہمہ اور برہمہ کو جیو مانتے ہیں۔ صرف یہی ہمارا دعوےٰ ہے۔

جواب۔ تو مانو۔ تم کو اختیار ہے۔ اپنشد برابر پہلو سے یہی بتہاتی آ رہی ہے۔ کہ آتما پرماتما اور جگت تینوں

سب ایک ہی ہیں۔ ابھی تم اس کے سمجھنے کے قابل نہیں ہوئے۔ صبر کرو۔ جب نچکینس کی طرح ادھکار آجائے گا۔ تب سمجھ آ جائے گی*

سوال ۲۲۔ پھر بھی معقولیت سے سمجھ آئیگی۔

جواب۔ (۱)۔ برہم ایک ہے۔ دو تین چار نہیں ہے۔ یہ تم مانتے ہو۔ اور جب ایسا مانتے ہو۔ تو دو تین ماننا تمہارے عقیدے کے برخلاف ہوا (۲)۔ تم برہم کو ویاپک۔ محیط کل۔ اور اکھنڈ کہتے ہو۔ اور جب پرکرتی۔ ایشور اور جیو کو بھی ساتھ ساتھ مانو گے تو اسے محیط کل نہ ماننا ہوگا۔ وہ محدود اور محاط ہو جائے گا۔ جہاں پرکرتی ہے ایشور نہیں ہوگا۔ جہاں ایشور ہوگا وہاں پرکرتی نہیں رہے گی۔ جہاں جیو ہوگا وہاں ایشور پرکرتی نہ ہوتی۔ آخر ان کی کچھ تو حیثیت قائم کروگے! اور جب حیثیت قائم ہوگی۔ تو یہ جدا جدا ہو گئے۔ اور سب کے سب محدود ثابت ہوئے (۳)۔ تم ناقص نہیں رہنا چاہتے۔ تم میں کامل اور پورن ہونے کی خواہش ہے۔ یہ فطرت اور تقاضائے فطرت ہے۔ اور برہم کے مکمل ہونے کا ثبوت ہے (۴)۔ جیسے برف بھاپ پانی ایک ہیں۔ جیسے زیورات وغیرہ میں سونا ایک ہے۔ ویسے ہی ایشور۔ جیو۔ اور پرکرتی میں برہم ایک ہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ *

(۵) - نت آتما ہمارے آپے ہیں رہتا ہے

(۲ ۱-۳ ۱) "پُرش انگوٹھے کے ماپ کا ہر شخص کے آپے (اہم یا آتما) کے درمیان قائم ہے۔ وہ گذشتہ اور آیندہ کا مالک ہے۔ فی الحقیقت یہ وہی ہے۔ انگوٹھے کے ماپ کا پُورش بغیر دھواں کی روشنی کے گذشتہ اور آیندہ کا مالک ہے۔ وہی آج ہے۔ اور وہی کل بھی رہے گا"

سوال ۲۳ - آتما کو انگوٹھے کے ماپ کا کیوں کہا گیا؟

جواب - کسی نہ کسی طرح کے الفاظ سے اس کے اظہار کرنے کی ضرورت تھی +

سوال ۲۴ - اگر وہ دائمی ہے۔ تو موت کیوں آتی ہے؟

جواب - موت آتما کی نہیں ہوتی جسم کی ہوتی ہے وہ جوں کا تیوں رہتا ہے۔ ذرا اپنی موت کا خیال تو کرو۔ تم خود ہمیشہ اس خیال کے پس پشت اپنے آپ کو پاؤ گے +

سوال ۲۵ - جب سب کچھ آتما ہی ہے۔ تو یہ جسم بھی آتما ہی ہے۔ پھر یہ مرنا کیوں ہے؟

جواب - جسمانیت اظہار کی صورت ہے۔ اظہار کی صورت کی تبدیلی ہی کا نام موت ہے۔ ورنہ موت اور کوئی شئے نہیں ہے +

(۶) کثرت اور وحدت

(۴۔۱۵) "جیسے (پہاڑ کی چوٹی سے) برسا ہوا پانی پہاڑوں کی ہر طرف دوڑتا ہے۔ اسی طرح دھرموں کو الگ دیکھتا ہوا (آدمی) انہیں کے پیچھے دوڑتا ہے۔ جیسے صاف زمین پر صاف پانی ڈالا ہوا ہوتا ہے۔ (اور صاف کا صاف رہتا ہے) اے گوتم! ویسا ہی ایک منی کا آتما ہوتا ہے۔ (وہ منی) ایسے جانتا ہے"

سوال ۲۶۔ اس برسے ہوئے پانی کی مثال سے میں کیا سمجھوں؟

جواب۔ تم یوں سمجھو۔ برہم میں ورہ اور ملن دونو ہیں۔ اور دونو کی وحدت کا نام برہم ہے۔ یہ برہم ہمیشہ ہی وحدت ہے۔ اس کی وحدت میں مطلق فرق نہیں ہوتا۔ لیکن جب نظر ورہ پر ہے تب ملن پر نہیں ہے۔ اور جب ملن پر ہے۔ تب ورہ پر نہیں ہے۔ اس وجہ سے کثرت یا دویت کا بھرم پیدا ہوتا ہے۔ پانی تو پانی ہی ہے۔ پانی بہا۔ بہ نکلا۔ پانی نے سوت سے بہتے ہوئے پانی کی دھار کو دیکھا۔ کثرت کا نظارہ اس کی نظر میں آنے لگا۔ حقیقت میں پانی تو پانی ہی ہے۔ جیسے یہ ویسے ہی وہ! تم منی بن کر اصلیت کے اس راز کو سمجھ لو۔ پھر کثرت کا بھرم

نہ رہے گا۔ وحدت ہی وحدت پرتیت ہوگی۔ تم کو اس طرح وچار کرنے کی ضرورت ہے ؛

سوال ۲۷۔ مُنی کسے کہتے ہیں ؟

جواب۔ مُنی مَن (قابلِ تعظیم) کو کہتے ہیں۔ جس نے اگست (سورج) کی طرح اپنے نور اور نور کی کرنوں دونو کو مجلّا۔ پاک اور صاف کر رکھا ہے۔ وحدت کے مسائل پر قادر ہے۔ اور اُسے کثرت کا بھرم نہیں ستاتا ؛

پانچویں وَلّی

آتما۔ پرماتما (جگت آتما)

(۱۔۲۔۳۔۴۔۵) "(جسم کے) گیارہ پھاٹک والے شہر کو فانی سمجھتا ہوا اجنما آتما فکرمند نہیں ہوتا۔ اس شریر کے چھوٹ جانے پر آزاد کا آزاد رہتے رہتے التحقیقت پرو ہی ہے۔ ہنس (سورج) فضا میں۔ وسُو آکاش میں ہون کرنے والا ویدی پر۔ اتیتھی مکان کے اندر۔ انسان میں۔ آکاش کی وسعت میں۔ دھرم میں۔ آسمان میں۔ پانی میں پیدا شدہ۔ مویشی میں پیدا شدہ۔ سچائی (کی رتھ) میں۔ چٹان میں پیدا ہونے والا۔ وہ بڑی سچائی ہے" — وہ

باد ناہے۔ جو وسط (دل) میں بیٹھا ہوا۔ پران کو اوپر اٹھاتا ہے۔ اپان کو پیچھے پھینکتا ہے۔ تمام دیوتا (اندریاں) اس کی پوجا کرتے ہیں۔ جب یہ جسم میں رہنے والا آتما کوچ کر جاتا ہے۔ (اس سے چھوٹ جاتا ہے) تب کیا باقی رہتا ہے؟ (وہی وہ) فی الحقیقت یہ وہی ہے۔ سانس لینے سے (اور) سانس کھینچنے سے کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ جس سے زندہ رہتے ہیں۔ وہ اور ہی کوئی چیز ہے۔ جس کا یہ دونو (پران اور اپان) سہارا لیے ہوئے ہیں ؎

سوال ۱۔ جسم کے گیارہ پھاٹک کیا ہیں؟

جواب۔ دو کان۔ دو ناک۔ دو آنکھ۔ ایک منہ ایک نابھی (ناف)، پاخانہ پیشاب (کے دو سوراخ) دماغ کا سوراخ ✦

سوال ۲۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔ کہ آتما سب میں ہے۔ اُسی لئے سب میں اپنا اظہار کرتا ہے اس کے اظہار کرنے پر اظہار کی صورتیں بگڑ جاتی ہیں لیکن اس سے جیو آتما مراد ہو سکتی ہے۔ پرماتما یا جگت آتما تو نہیں؟

جواب۔ باقی رہنے والی شئے آتما ہی ہے۔ تم صرف ایک آتما کے لفظ پر جاؤ۔ اور پھر وحدت ہی وحدت سمجھ میں آنے لگے گی۔ مثلاً۔

(۱) تم آدمی ہو۔ تم کو کوئی رات کا آدمی کہے صبح کا آدمی کہے۔ شام کا آدمی کہے۔ جس نے جب جب دیکھا ہے۔ تم کو ویسا ویسا کہتا ہے۔ رات صبح اور شام کے التزامی اوصاف کو دور کردو۔ پھر باقی تم ہی تم رہ جاؤ گے اسی طرح آتما۔ پرماتما۔ جگت آتما۔ بشو آتما۔ یکشنی آتما جیو آتما۔ سورج آتما۔ چندر آتما وغیرہ کہنے میں مختلف ہیں اوصافی اور امتیازی الفاظ دور کردو۔ پھر باقی آتما ہی آتما رہ جائے گا۔ اسی کو وحدت کہتے ہیں ٭

(۲)۔ سمندر تو سمندر ہے۔ بوند بوند میں سمندر ہے۔ اور سمندر کیا ہے۔ پانی ہی تو ہے۔ تم کہتے ہو بوند کا پانی لہر کا پانی۔ بُدبُدے کا پانی۔ سمندر کا پانی وغیرہ وغیرہ ذرا ان تمام توصیفی اور تمیزی بدلات کو تو الگ کردو۔ پھر پانی ہی پانی ہے۔ یہی وحدت ہے۔ پرماتما۔ جگت آتما۔ جیو آتما کے پیچھے اوصاف یعنی اظہار کی کیفیتیں شامل کرکے دیکھتے ہو۔ اس لئے بھرم ہو رہا ہے۔ اوصاف کو دور کردو۔ پھر باقی آتما ہی آتما اور برہم ہی برہم رہ جائے گا ٭

(۳) ۔ اسی طرح مٹی کے برتن کھلونے۔ سونے کے زیور برتن کی مثالوں سے سمجھ لو۔ کہ اظہار کی صورتوں ہی میں کثرت کی اختلافات ہیں۔ ورنہ ہر جگہ وحدت ہی وحدت ہے ٭

سوال ۳- ہر موقع پر اپنشد یہ کیوں کہتی رہی ہے
کہ فی الحقیقت یہ وہی ہے
جواب- آتما کی وحدت یگانگت اور اصلیت
دکھانے کی غرض سے تاکہ تم اس کی اس بار بار کی یاد
دہانی سے وحدت کے راز کو ذہن نشین کر سکو۔ اس کے
سوا اور کوئی غرض نہیں ہے ٭

(۲)- جسم کا تناسب - قالب کی موزونیت

(۶-۷) "آجاؤ- اے گوتم! میں تم پر اس مخفی
اور دائمی برہمہ کا اظہار کر دوں- اور کس طرح مرنے کے
بعد ہوتا ہے- کوئی ماں کے پیٹ میں مجسم ہونے کے لیے
جاتا ہے- دوسرے استھاور (درختوں) چیزوں میں جاتے
ہیں- یہ ان کے کرم اور گیان کے موافق ہوتا ہے"
سوال ۴- کیا سب کے کرم اور گیان مختلف ہوتے ہیں؟
جواب- کیوں نہیں- یہ بات تو تم ہر جگہ ہر شے اور
ہر وقت کی نظر سے دیکھ سکتے ہو- سمندر کے کنارے
کی بوندیں بیچ کی بوندوں سے مختلف نظر آتی ہیں- دیش
کال نمت کی وجہ سے ایسے فرق کا نظر آنا کوئی تعجب
اور حیرت کی تو بات نہیں ہے- ایسا تو ہونا ہی چاہئے
اس کی وجہ سے اصلیت تو جوں کی توں رہتی ہے ٭

(۳)- اصلیت ایک ہے

(۸)- "وہ جو سونے والوں میں بیدار ہے- پورش جو

خواہش پر خواہش (کی زنجیر کی کڑیاں) گھڑتا رہتا ہے۔ وہ فی الحقیقت پاک شدہ پاک ہی ہے۔ وہی برہمہ ہے۔ فی الحقیقت وہی لافانی کہلاتا ہے۔ اسی پر جگتوں (دنیاؤں) کا سہارا ہے۔ اور کوئی شخص اس سے پرے نہیں جا سکتا۔ فی الحقیقت یہ وہی ہے"۔

سوال ۵۔ حقیقت میں اپنشد کا یہ کلام نہایت مؤثر اور زور دار ہے۔

جواب۔ کیوں نہ زور دار ہوتا۔ یہی تو اصلیت حقیقت اور سچائی ہے۔

(۴) مشمولی کیفیت کی یکسانیت لطیف ہے

(۹۔۱۰۔۱۱) "جیسے ایک آگ دنیا میں داخل ہوئی۔ اور تمام شکلوں کی موافق ہر ایک شکل کی بن گئی۔ اسی طرح ہر شے کا انتر آتما ہر شکل میں اسی کی شکل کا ہے۔ اور پھر بھی اس کے باہر ہے۔ جیسے ہوا دنیا میں داخل ہوئی۔ اور شکلوں کے موافق انہیں کی شکل کی ہے۔ اسی طرح ہر شے کا انتر آتما ہر شکل کے موافق اسی کی شکل کا ہے۔ اور پھر بھی باہر ہے۔ جیسے سورج۔ جگت کی آنکھ۔ آنکھوں کے باہری عیبوں سے (پاک ہے) اسی طرح ہر شے کا انتر آتما جگت کی برائیوں سے ناپاک نہیں ہوتا۔ اس کے باہر ہی رہتا ہے"۔

سوال ۶۔ اہاہاہا! اس کلام کو سنکر مستی آگئی۔ وہ

خوشی نصیب ہوئی۔ جس کا پہلے تجربہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ بیرے شریر میں رہتا ہوا آتما ناپاکیوں سے پاک ہے۔ یہی نہ مجھے سمجھنا چاہیئے؟

جواب۔ بیشک ایسا ہی سمجھو ✦

(۵)۔جیو برہم کی یکسانیت کے گیان کی خوشی

(۱۲-۱۳-۱۴) "سب کا انتر آتما۔ ایک حاکم۔ جو اپنے ایک روپ کو بہت کر لیتا ہے۔ گیانی جو اسے اپنے میں ٹھہرا ہوا دیکھتے ہیں۔ صرف وہ دائمی خوشی پا گئے ہیں۔ دوسرے نہیں۔ وہ جو ناپائداروں میں ناپائدار۔ عقلوں میں عقل۔ بہتوں میں ایک۔ جو کامناؤں کو پوری کرتا ہے اسے جو گیانی اپنے میں ٹھہرا ہوا دیکھتے ہیں۔ ان کو دائمی شانتی نصیب ہو گئی ہے۔ اوروں کو نہیں۔ وہ یہ ہے اس طرح وہ اسے جانتے ہیں۔ سب سے اونچا ناقابل بیان خوشی! میں اسے آپ کیسے سمجھوں! وہ خود پرکاش وان ہے! یا عکس میں پرکاشوان ہے"

سوال۔ کیا ہے؟ خود پرکاشوان ہے۔ یا دوسروں سے پرکاش والا بنا ہوا ہے!

جواب۔ وہ آپ پرکاشوان ہے ✦

(۶)۔جگت کا پرکاش

(۱۵) "نہ یہاں سورج چمکتا ہے۔ نہ چاند اور ستارے چمکتے ہیں۔ یہ بجلیاں نہیں چمکتیں۔ اور زمینی آگ کیا

چمکے گی! اُسی کا نور پاکر ہر شئے نورانی ہے۔ یہ تمام جگت اُسی کے نور سے منور ہے ۱*

چھٹی ولّی

(۱)۔ جگت برکش کی جڑ برہم ہیں

۱۔ جڑ اوپر ہے۔ شاخیں نیچے ہیں۔ یہ دائمی پیپل کا درخت ہے۔ واقعی (اس کی جڑ) پاک ہے۔ یہ برہم ہے۔ واقعی یہ لافانی ہے۔ اسی پر تمام لوک۔ لوکانتر قائم ہیں۔ اور کوئی اُس کے پرے نہیں جا سکتا۔ فی الحقیقت یہ وہی ہے۔

سوال ۱۔ یہ کیا جڑ اوپر اور شاخیں نیچے!

جواب۔ ہاں جی ہاں! یہ ایسا ہی ہے۔ تم صرف اپنے

---

*۱۔ اس کو لکھتے لکھتے موجودہ لکھنے والا اندرونی خوشی کے نشہ میں اس قدر چُور ہو گیا کہ اُسے سوال و جواب کرنے کا ہوش تک باقی نہ رہا۔ کیسے ممکن ہے۔ کہ اُپنشد کے مطالعہ سے انسان کی حالت میں اعلےٰ درجہ کی خوشگوار تبدیلی نہ آ جائے! یہ لافانی کلام حد درجہ کے فرحت بخش اور سرور افزا ہیں وہ شانتی نصیب ہوتی ہے۔ جو یوگیوں کو سادھی میں شاید ہی ملتی ہوگی [شیو برت لال]

کو دیکھو۔ اور طرف کیوں دیکھتے ہو۔ تم آدمی ہو۔ آدمی نہیں پیپل کے درخت ہو۔ تمہارا سر تمہاری جڑ ہے۔ سر کے بال جڑ کے سوت ہیں۔ جو ہوا میں پھیلا رہے۔ تمہارے ہاتھ پاؤں شاخیں ہیں۔ جو نیچے کی جانب لٹکی ہوئی ہیں۔ یہ تمہارا سر ہی برہمہ ہے۔ یہ لافانی ہے۔ اسی سے وِرِہ (ترقی) اور تن (سوزش عنور) کی خیالی دھاریں جسم کے حصوں میں جاری رہتی ہیں۔ اسی کے سہارے تمہارے جسم کے چودہ لوک پانچ گیان اندریوں کے کرتے + پانچ کرم اندریوں کے کرتے + چار انتہ کرن اندرونی لوگوں کے کرتے۔ سب چودہ کی چودہ اسی کے سہارے ہیں۔ جو کچھ ہے اسی میں اور اسی کے اندر ہے۔ ذرا اس کے پرے تو جانے کی کوشش کرو! غیر ممکن اور محال ہے! یہی تمہارا ہی آتما برہمہ ہے۔ اور تم کہاں برہمہ کی تلاش کروگے۔ جو یہاں ہے۔ وہی وہاں ہے۔ جو پنڈ میں ہے۔ وہی برہمانڈ میں ہے +

(۲)۔ بڑا خوف

(۲-۳)۔ جو کچھ یہ جگت یہاں سے پیدا ہو کر پران میں حرکت کر رہا ہے۔ بڑا خوف! اونچا اٹھا ہوا بجرا! وہ جو اُسے جانتے ہیں۔ امرت ہو جاتے ہیں۔ اُسی کے خوف سے آگ جلاتی ہے۔ اُسی کے خوف سے سورج گرمی دیتا ہے۔ اسی کے خوف میں اندر اور وایو رہتے

ہیں۔ اور پانچویں موت تیزی سے دوڑتی ہے"!

سوال ۲۔ یہ بات ہمارے آتما پر کیسے صادق آئیگی!

جواب۔ "اجی تمہارا اور تمہارا آتما کیسا! جاہلوں کی طرح گفتگو نہ کرو۔ دیکھو تمہارے اندر حرارت غریزی ہے۔ جو تمہارے حکم اور خوف سے جلا یا کرتی ہے۔ جو کھاتے ہو۔ بھسم ہو جاتا ہے۔ تمہارے اندر آنکھ سورج ہے۔ جو تمہارے خوف سے چھپکی لیتی ہوئی گرمی دیا کرتی ہے۔ اندر (بجلی کی جسمانی قوت!) اور ہوا۔ وایو حرکات تنفس کس کے خوف سے دوڑتے اور کام کرتے ہیں تم روکو تو رُک جاتے ہیں۔ تم چلاؤ تو چلتے رہتے ہیں یہ کیا ہے! ذرا غور تو کرو! اور پانچویں موت! تمہارے ہی حکم سے تو تیزی کے ساتھ دوڑتی رہتی ہے۔ تم اپنی حالتوں کے بدلنے پر قادر ہو۔ یہ تبدیلی ہی تو موت ہے۔ موت اور کیا ہوتی! بھرم کی وجہ سے حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ یاد رکھو۔ جو یہ ہے۔ وہی وہ ہے۔ یہ تمہارا آتما ہی برہم ہے"۔

(۳)۔ آتم گیان کے مدارج

(۴۔۵) "جس نے اُسے یہاں اسی زمین پر دیکھ لیا۔ جسم کے مرنے کے پہلے ہی اپنے گیان کے موافق جگت کی رچنا میں جسم قبول کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ جیسے شیشہ میں (عکس)، ویسے ہی جسم میں آتما نظر آتا ہے۔

جیسے خواب میں (سپن)، ویسے ہی پتری لوک ہیں۔ جیسے پانی میں (عکس)، ویسے ہی گندھرب لوک ہیں۔ جیسے چھاؤں تپ میں۔ ویسے ہی برہمہ لوک ہیں"۔

سوال ۳- یہ کیا ہوا؟

جواب- یہ آتما جیسا اپنے گیان کے موافق چاہتا ہے، ویسا ہی بن جاتا ہے۔ اس میں حیرت اور تعجب کیا ہے؟ اصل بنو۔ اصل ہوا! عکس بنو۔ عکس ہوا! طاقتور بنو۔ طاقتور! کمزور بننا چاہو۔ کمزور! حیوانیت کرنا چاہو حیوان! انسان بننا چاہو۔ انسان! لیٹنا چاہو۔ لیٹو! بیٹھنا چاہو۔ بیٹھو! یہ سب تمہارے خیال پر موقوف ہے۔ جیسا خیال- ویسا قال! جیسا قال ویسا حال! جیسا حال ویسی چال! جیسی چال ویسا مآل (نتیجہ)! محنت کرنا چاہو۔ محنتی! سست رہنا چاہو۔ سست! چست رہنا چاہو چست! یہ سب کچھ تمہارے گیان اور انومان سے ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہتا ہے!

برہمہ کا نام سویمبھو (آپ بن جانے والا) ہے۔ وہی تو سب کچھ بنا ہے۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ ذرہ ذرہ- قطرہ- سمندر دریا وہی تو آپ سب کچھ ہے اور جو وہ ہے۔ وہی تم ہو۔ بڑائی کی سوجھی برہمہ! اور بننے کی حدود ہوس آئی جیوا جیو! اور برہمہ میں بھید ہی کیا ہے! جو جیو ہے۔ وہی برہمہ ہے۔ جو برہمہ ہے۔ وہی

جیوہے ۔

(۴)۔ غیر محدود پُورش تک رسائی کے مدارج

(۶-۷-۸-۹)۔ "اندریوں کی مختلف فطرت (اور ان کے طلوع غروب ہی رگے میاں) سے اپنے آپ سے علیحدگی آتی ہے۔ گیانی اسے جانتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو دُکھ نہیں ہوتا ـــــ اندریوں سے اونچا من ہے۔ من سے اونچا ستو (ستوگنی بدھی) ہے۔ ستو سے اونچا مہا آتما (بڑی بُدھی) اس بڑی بدھی سے اونچا اویکت (پرکرتی) ہے ـــــ لیکن اویکت (پرکرتی) سے اونچا پرش ہے محیط کل (بزاکار) اس کے جان لینے سے پھر آدمی مکت ہو جاتا ہے۔ اور امر ہو جاتا ہے ـــــ اس کی شکل دیکھنے کے لئے نہیں ہے۔ کوئی شخص بھی اُسے آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اس کی سمجھ ہردے۔ خیال اور من سے آتی ہے۔ وہ جو اُسے جانتے ہیں۔ امرپد کو حاصل کر لیتے ہیں"

سوال ۴۔ اندریہ۔ من۔ ستو۔ مہا آتما۔ اویکت پرش یہ چھ کی آپ نے گنتی گنائی ہے۔ کیا ان کا کوئی چکروں سے کوئی تعلق ہے؟

جواب۔ یہ سب گیان کے مدارج ہیں۔ ان کا تعلق یوگ سے ہے ۔

(۱۰ - ۱۱) - جب پانچ کی روک تمام کرلی جاتی ہے گیان اندریوں اور من کی - اور بدھی بھی چنچل نہیں رہتی۔ اسے یوگ اونچا طریقہ بتاتے ہیں - اسے وہ یوگ (میل - لے کرنا - جوڑنا) سمجھتے ہیں - اندریوں کی مضبوط روک تمام ہو - تب آدمی چنچل نہیں ہوتا - یوگ سے فی الحقیقت اول آخر (ابتدا اور انتہا) ہے "

سوال ۵ - یوگ کی اصلی مراد کیا ہے!

جواب - وحدت

سوال ۶ - یہ لفظ کافی نہیں ہے

جواب - چت کی ورتی کا نرودھ (روک تمام) یوگ ہے - یہ گیان ہے - گیان کا ذریعہ ہے - گیان کا سب کچھ ہے +

(۶) - ہے پنا ہستی) آتما ہے

(۱۲ ۱۳) - "نہ من سے نہ بانی سے نہ آنکھ سے وہ دیکھا جا سکتا ہے - پھر وہ کس طرح سمجھ میں آوے؟ وہ ہے' صرف اتنے ہی سے وہ سمجھ میں آتا ہے - وہ ہے' صرف اسی خیال سے وہ سمجھا جا سکتا ہے اور جب "وہ ہے" ایسا اسے انوبھو کر لیا گیا - تب اس کا تتو روپ صاف ہو جاتا ہے "

سوال ۷ - کیا سچ مچ اس "ہے ہے" ہی کے سمجھ لینے سے وہ سمجھ میں آجاتا ہے؟"

جواب - بس اسی میں اور اسی کے انوبھو کے اندر اس کی سمجھ ہے - وہ ہے یہ ست اور جس سے سمجھا گیا - وہ چت اور ست چت کا یوگ اور ملاپ آنند اور یہ آنند وحدت ہے - یہ تینوں ایک ہیں - ست میں چت ہے - چت میں ست ہے - ست چت میں آنند ہے - اور آنند ست چت ہے - یہی سب کچھ ہے اسی کا انوبھو ہوتا ہے ◆

(۷) - تیاگ ویراگ کی ضرورت

(۱۴ - ۱۵) - "جب دل کے اندر رہنے والی خواہشیں دور ہو جاتی ہیں - تب فانی انسان امر ہو جاتا ہے اسی حالت میں وہ برہم کو پراپت ہو جاتا ہے - جب اسی زمین (اسی جنم) میں ہردے کی گرہیں کھل جاتی ہیں تب فانی انسان لافانی ہو جاتا ہے - تعلیم کی حد یہاں ہی تک ہے"

نوٹ - کبیر صاحب سے

(۱) - چاہ گئی چنتا گئی منوا بے پرواہ — جاکو کچھو نہ چاہیئے سوئی شاہنشاہ

(۲) - چاہ گئی چنتا گئی - تتل گئے من کے ند — برہم جیو سنتنے میٹا اب متی کا بھیرم

(۳) - اُلٹ سمانا آپ میں پرگٹی جوت اننت — سیوک صاحب انگ سنگ کھیلیں بسنت

(۴) - الٹ سمانا آپ میں پرگٹی جوت اننت — جنم مرن سب مٹ گیا کہیں کا آدی درشنت

(۵) - کبیر چنتا سب گئی بے کھٹکے دل کاٹ — الٹ دیا سنسار کا میٹیا جھوٹا ٹھاٹھ

سوال ۸ - "جب خواہش ہی نہ رہی تو موت ہوگی"
جواب - اور موت نے خواہش کی محدودیت میں اصلی زندگی کا سبق پڑھایا۔ یہی نچکیتا (صاف دل صوفی) کو یم (موت) نے تعلیم دی۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا گیا +

(ہ) - آتما کا سُوشمنا ناڑی سے گزرنا

(۱۶ - ۱۷) "سر دسے میں ایک سو ایک ناڑیاں ہیں - ان میں سے ایک سر کی چوٹی کی طرف جاتی ہے اوپر اس سے چل کر یہ امر لوک کو پہنچتی ہے۔ دوسری مختلف راہوں سے گزرتی ہیں +
پرش انگوٹھے کے ناپ کا انتر آتما ہے۔ یہ ہر دے کی گپھا میں ہمیشہ ٹھہرا رہتا ہے۔ ایسے انسان مستقل مزاج بنکر اپنے جسم سے سر کنڈے کی تیلی کی طرح کھینچ لے۔ اسے انسان پاک اور لافانی سمجھیے۔ ہاں ایسے انسان پاک اور لافانی سمجھیے"

سوال ۹ - "اس سُوشمنا ناڑی کی کچھ صراحت کیجیے"
جواب - جو کہنے کی بات تھی وہ (۲۰) منتروں کہ دی گئی ہے۔ اسپر گفتگو کرنا طوالت ہوگی۔ ست سنگ میں آؤ۔ یوگ کی ترکیب سیکھ کر مشاق بن لگے۔ میں بتانے کے لیے موجود ہوں +

یہ تعلیم امر برہم کے حصول کا یقینی ذریعہ ہے

(۱۸) - یم سے یہ تعلیم پاکر اور یوگ کے تمام قاعدے جان کر نچکیتا نے برہم کو پراپت کر لیا - جذبات (نفس) اور موت (کے پنجہ) سے رہائی پالی - اور دوسرا آدمی بھی ایسا ہی کرے گا - جس نے آتما کی نسبت جان لیا ہے ٭

ختم ہوئی

کٹھ اُپنشد

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

مترجم اور مفسر کی آخری ہدایت

اس کٹھ اُپنشد کو بار بار سوچ سمجھ کر مطالعہ کرو - جو لطف [illegible] کا
کے نکتے اور خوبی کرنے میں ملا ہے - تم کو بھی ملیگا - [illegible]
دوسری کتاب کو بھی ہاتھ نہ لگاؤ - جب تک [illegible] لیا تو [illegible]
واسطے کیسے اس کتاب سے محروم رہ سکتے ہیں - یہ ممکن ہے - [illegible] کبھی ہو
نہیں سکتا - اور نہ ہوگا - ذرا دل لگانے کی شرط ہے ٭

[شیو برت لال]

کٹھ اپنشد کا ضمیمہ

صرف اسمیں وید سے چند ضروری اصطلاحات
کی لغوی تشریح ہے کہ سمجھ لینے کٹھ اپنشد کے
سمجھنے میں مدد ملے گی۔ اور جو اسکے سمجھنے
کی کنجی ہیں

شیوبرت لال
مقیم رادھا سوامی دھام براہ گوپی گنج
راج بنارس

کٹھ اُپنشد

کا

ضمیمہ نمبر ۱

صرف چند ضروری اصطلاحات کی علیحدہ تشریح

جو کتاب کے جسم میں آ بھی گئی ہے

(۱)- واج شروس = وج (چلنا- کرم کرنا) شرو (سُننا)- صرف سنکرینی سنائی باتوں کے موافق کرم کرنیوالا +

(۲)- گوتم = گو (سورگ)- تم (اندھا کا رتھ کا وش) اندھوں کی طرح سورگ کا خواہشمند- یا سورگ کی خواہش میں تھکا ہوا جیو +

(۳)- یگیہ = یج (پوجا)

ظاہری کرم کانڈ۔

(۴)۔ نِچکیتا یا نِچکیتس = ن (مسلسل) چکیت (معالجہ) مسلسل علاج کردہ۔ دِلی عقلی اور جسمانی نظر سے باصحت انسان جس میں دل عقل اور جسم کا کوئی مرض نہیں رہتے۔

(۵)۔ یَم = یم (ضبط۔ روک تھام۔ نردود۔ قابو میں رکھنا)
روحانی معلم۔ یوگی نقصوں کی خارج کرنیوالی طاقت

(۶)۔ وَر = ور (خواہش) وری (انتخاب)
وَر (بہتر۔ اچھا۔ سرشٹ)

(۷)۔ شریَہ = افضل شے (یہاں روحانیت کی نظر سے)

(۸)۔ پریَہ = پیاری۔ خوشی دینے والی شے۔
(یہاں نفسانیت روحانیت کی نظر سے)

(۹)۔ نچکیتس اگنی = دلی۔ روحانی۔ حرارت والی آگ صفائی قلب کے لیئے جسکا اپنے دل کے اندر مشتعل کرنا

لازمی ہے۔ تاکہ تمام دل کے شک و شبہات۔ کثیف خس و خاشاک کی طرح بھسم ہو جائیں۔ اِسنے وید جات یا جات وید کہتے ہیں ﴿

(۱۰) پنچکیتس یگیہ = دلی ہَون۔ جو دلی امراض کے علاج کی نیت سے دل کے اندر کیا جائے۔ اور دل صحت کی حالت میں آ جائے۔ روحانی تپ۔ روحانی شغل و عمل۔ دیگیہ کی رسمی رعایت کی نظر سے استعارہ اور شاعرانہ النکار کے طریقہ میں اُسے ایسا نام دیا گیا)

(۱۱) ۔ وَلّی۔ (فصل) = ٹہنی۔ یہ اپنشد کٹھ شاکھا سے منسوب ہے۔ وید ایک درخت ہے۔ جس کی مختلف متعدد شاخیں ہیں۔ ان میں سے کٹھ ایک شاخ ہے۔ جس میں چھ ٹہنیاں ہیں۔ اور وہ اس اپنشد کی فصلیں قائم کی گئی ہیں۔ استعارتاً ایسا کہا گیا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ کھٹ چکر یا عمل و شغل کے چھ مدارج سے مُراد ہو ﴿

ضمیمہ نمبر ۲

مضمون۔ کٹھ اپنشد میں مجموعی اور مجملی طریقہ میں ظاہرا پانچ قسم کے مضمون کہانی کی صورت میں بیان کئے

گئے ہیں ٭

(۱) ۔ سُو وِچار ۔ غور سلیم ۔ یہ ابتدائی مرحلہ اور تمہید ہے ۔ نچکیتا سوچتا ہے ۔ کہ ہم صرف اشیاء کے دان پُنیہ اور خیرات سے کوئی زیادہ مفید نتیجہ یا اچھا نہیں ملتا ٭

(۲) ۔ سُو اِچھیا ۔ خواہش سلیم ۔ نچکیتا اپنے باپ کی خیر اندیشی کا خواہشمند ہو کر اس کی خوشی کا وَر مانگتا ہے ٭

(۳) ۔ سُو سادھن ۔ شغلِ سلیم ۔ نچکیتا یم سے نچکیتس یگیہ کی ترکیب سیکھتا ہے ۔ جو روحانی شغل ہے ٭

(۴) ۔ سُو گیان ۔ عقلِ سلیم ۔ جو اسرار نہانی سے واقفیت حاصل کرانے کا باعث ہو ٭

(۵) ۔ سُو آوستھا ۔ حالتِ سلیم ۔ جس کے حاصل کرنے سے لافانیت مل جائے ۔ اور جنم مرن کا کھٹکا ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائے

خاتمہ

مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کی نادر بےنظیر تصانیف

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
سدھار کا سلسلہ		مکھ وچار	۱۰ر
پرلوک سدھار	۸ر	مفید وچار	۱۰ر
یوگ پرلوک سدھار	۸ر		
جیون سدھار	۸ر	ستپناہ وچار	
سکھ سدھار		سہج وچار	۶ر
پرمارتھ سدھار	عہ ۸ر	من نیچ کرم وچار	
رنج اُپکار سدھار		بدھ سکتا وچار	۶ر
یوگ سدھار	عہ ۸ر	بھگتی گیان وچار	
بردھی سدھار	۱۰ر	**یوگ وچار**	
نوجیون سدھار	۱۰ر	سرت شبد یوگ کلپدرم	۸ر
وچار سدھار	۱۰ر	پنتھ سندیش	عہ ۲ر
وچار کا سلسلہ		سادھا سوامی یوگ	۲ر
پھٹکل وچار	۱۰ر	نانک یوگ	عہ ۱۰ر

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
سہج یوگ	عہ/۸	اپاسنا سندیش	۸/
وگیان راماین	۲/۳	" بویک	۸/
" کرشنائن	۹/	" یاترا	۸/
سنت سنجوگ کا سلسلہ		" بچن	۸/
سنت سنجوگ حصہ اوّل	عہ/۸	" سار	۸/
" " " دوم	عمہ/۱۳	" سہج	۸/
" " " سوم	عہ/۱	" ادبھت	۸/
" " " چہارم	عہ/	" اگم	۸/
" " " پنجم	عہ/۸	" وچار	۸/
کلپدرم سلسلہ		" ست	۸/
برہم وچار کلپدرم	۱۲/	" مرم	۸/
آتم وچار کلپدرم	۶/	" انجو	۸/
ویدانت کلپدرم	۱۲/	" وگیان	۸/
بویک کلپدرم	۱۰/	" پریم	۸/
چرتر کلپدرم	۱۰/	" درشٹانت	۸/
وچار کلپدرم	عہ/۲	**بچن کا سلسلہ**	
جین برتانت کلپدرم	۶/	بچن سار حصہ اوّل	عہ/۲
سندیش کا سلسلہ		" " " سوم	۱۲/
کرم سندیش	۸/	" " " چہارم	۱۰/
گیان "	۸/	شبد سار (نظم)	عہ/۸

نام کتب	قیمت
شبد گنجار (نظم)	عہ
شبد یوگ انگریزی	عہ
مستی کا سلسلہ	
خمکدہ سرشار	۱۰ر
" تخیلات	۱۰ر
خمخانۂ عرفان	۱۰ر
" خیالات	۱۰ر
اودھوت گیتا	۱۰ر
جام مستی	۱۰ر
بھگتی کا سلسلہ	
بھگت مال	۸ر [?]
سنت مال	عہ [?]
شاہی بھگت	۷ر [?]
راج "	۶ر
بال بھگتی [?]	۶ر
قصوں کا سلسلہ	
آبدار موتی	عہ [?]
سندھ دیش کے قصے	۱۰ر
ملتان " "	۱۰ر
عجیب وغریب قصے	۱۰ر

نام کتب	قیمت
قصہ ابراہیم ادہم	۶ر
متفرق سلسلہ	
صوفی ازم	عہ [?]
کبیر اور کبیر پنتھ	عہ [?]
کبیر شبد اولی	۸ر
ہندو بھائی کی ساکھی	۱۲ر
کبیر ساکھی	۱۰ر
تحفہ درویش یا فقیر پرشاد	۸ر
الحیات بعد الممات	۸ر
برہم گیان پر لیکچر	۸ر
معیار المکاشفہ	۱۰ر
ویدانت کی پہلی کتاب	عہ [?]
پنچدشی	عہ [?]
وشنو پوران حصہ اول	۱۰ر
کلکی پوران	۸ر
مسلمان درگور مسلمانی درکتاب	۱۲ر
ظاہری و باطنی موسیقی	۶ر
سچا سناتن آریہ دھرم	۶ر
روحانی ترقی	۶ر
بہار تصوف	۱۲ر

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
بھامرہ چنوڑ	۸ر	سنت کبیر کی ساکھی	عہ/۸
رازِ خوبصورتی	۸ر	سنت سلسلہ دوم	۲/سے
آئینہ کشمیر	۱۲ر	للت کتھا انجلی حصہ دوم	۸ر
مورتی پوجا	۱۲ر	" وچنا انجلی	۸ر
معجون مرکب		" پرشنوتر "	۸ر
ہندی کے انمول رتن		سپتاہ وچار	۱۰ر
شبد سار گٹکا (نظم)	۵ر	بھگت مال حصہ دوم	عہ/۸
کبیر چرتر	۱۰ر	مہا چرترا انجلی	۸ر
گیان انجلی	۸ر	کبیر بیجک حصہ اول شرح باتصویر	عہ
سنت سلسلہ اول		سنت سلسلہ سوم	۱۰/سے
کبیر شبد اولی	عہ	للت پشپا انجلی	۸ر
نوجیون سدھار	۱۰ر	پیہ مار کھڑ سدھار	۸ر
بھگت مال حصہ سوم	عہ/۸	للت مرم انجلی	۸ر
للت کتھا انجلی	۸ر	" سار "	۸ر
" کتھا انجلی حصہ اول	۸ر	" درشنا انجلی	۸ر
" اپدیش انجلی	۸ر	کبیر بیجک شرح حصہ دوم تک	عہ/۸
" وچار "	۸ر	للت گیان انجلی	۸ر
" بویک "	۸ر	للت کرم انجلی	۸ر
بھگت مال حصہ اول	عہ		۱۰/سے

منیجر رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس (یوپی)

سنت

حکیمانہ۔ طبیبانہ مخزن آیوروید کی ترتیب و تدبیر کیسی رکھی گئی ہے؟

چرک سشرت واگ بہٹ وغیرہ قدیم کتب کی مفصل ادویات کے صحیح نسخے دیکھے ہوئے بسیط اور وسیع پیمانہ میں صدری تجربات بینہ کے راز و چوٹی کے نسخے۔ سنیاسیوں کے چٹکلے۔ سادھوؤں کے ٹوٹکے۔ قلمی بیاضوں کی نادر الوجود دوائیاں جو خاندانی خیساندے۔ سفوف۔ اوق۔ مفرد و مرکب ادویہ ہر قسم کے رس و کشتہ جات جوہر و جواہر غرضیکہ ہر طرح کے معلومات سے مالا مال ہے۔

مخزن آیوروید کے علاج کی خصوصیت کیا ہے؟

اس کی بعض جادو اثر دواؤں سے گھنٹوں اور منٹوں میں بخار اتر جاتا ہے۔ آنکھ میں سرمہ کی سلائی لگانے جلد کے اندر بذریعہ انجکشن دوائی پہنچانے اور نہانے۔ دھلانے وغیرہ عملیات سے بخار دور کرنے کے جادو نما نتائج نہایت فراخدلی سے ظاہر کر دیئے گئے ہیں۔

کافی جگہ نہ ہونے سے صرف معدودے چند راؤں کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے

ہم صرف اسقدر سفارش کر سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب سے کسی حکیم کا مطلب ویدک چکتسا الا تر ہستی کا گھر خالی نہ رہنا چاہئے ہم اپنے طور پر بھی اس کی اشاعت کو کار ثواب تصور کرتے ہیں۔

[مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج]

لاکھ راؤں کی ایک راء - عالیجناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب

رئیس اعظم دہلی فرماتے ہیں۔ میرے بھائی پنڈت کرشن دیال صاحب ویدر نے آیورویدک کے متعلق اس کتاب کو زبان اردو میں لکھ کر ہمارے علم ادب میں ایک مفید اضافہ کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک مصنف اپنے فن سے اچھی طرح واقف ہیں اور یہ کتاب ایک آیوروید کے علم کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ برادران فن ہندوستان کے قدیم طب کے متعلق اس کتاب سے صحیح معلومات حاصل کر سکیں گے۔

مینیجر ہندوستانی دواخانہ امرتسر (پنجاب)

قدیم رشیوں کی رسائن دریافتوں میں شاہکار اور ہندو کیمسٹری کا بیش بہا کرشمہ

سدھ مکردھوج رسائن

اندرونی یا بیرونی، ذہنی، دماغی، روحانی اور جسمانی شاید ہی کوئی ایسی کمزوری ہو جو اس اکسیر بے نظیر کے سامنے ٹھہر سکے۔

بوڑھے۔ کمزور۔ کم ہمت۔ ناتواں اور پژمردہ غرضیکہ ہر طرح کے کمزور اور ان مریضوں کے لئے یہ ایک جادو اثر رسائن دوا ہے۔ وہ کون سا مرض ہے جو ان کے مختلف طریقہ استعمال و انوپان سے جسم میں رہ سکے۔

کمزوری و ناطاقتی اور کمی خون کے باعث جن کا دل ہر وقت دھڑکتا رہتا ہو۔ ذرا کھٹکا اور زوردار آواز ہونے پر دل جہاز کی طرح پھٹکنے لگتا ہو۔ ان کے لئے اس رسائن کی چند ہی خوراکوں سے کلی فائدہ ہو جاتا ہے۔ یہ رسائن کمی بلڈ۔ کمزوری اور دل و دماغ، معدہ، جگر وغیرہ اعضائے رئیسہ کے لئے بلاشبہ پہلے ہی روز اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بڑھاپا کوسوں دور بھاگ جاتا ہے۔

عقل و قوائے ذہنی کو خاص تقویت ملتی ہے۔ قوائے جسمانی میں پھرتیلاپن آ جاتا ہے۔ دسیوں گھنٹے محنت کرنے پر بھی تھکان محسوس نہیں ہوتی۔

اوج شکتی کے پیدا کرنے قوتِ اعصابی یا نروس والی ٹیلیفون کو بحالی رکھنے کے لئے دنیا بھر کی دیگر طبی ادویات اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ اکسیر رسائن خاص راجوں مہاراجوں امراؤ و روسا کے استعمال کی خاطر ہندوستانی رسائن شالا میں خاص طور سے تیار کی جاتی ہے۔

قیمت فی ماشہ صرف سات روپے رتی فی تولہ اسی روپے (محصول ڈاک بذمہ خریدار)

مینیجر ہندوستانی دواخانہ امرتسر

آیورویدِ علمِ طب اور حفظانِ صحت کی نشر و اشاعت کا حامی اپنی قسم کا نرالا واحد ماہوار طبی رسالہ

"گھر کا وید"

جو کہ جنوری ۱۹۲۵ء سے زیر ایڈیٹری عالیجناب ویدراج کرشن دیال جی وید شاستری صاحب
بہت محنت و قابلیت سے نکل رہا ہے۔ یہ رسالہ حکیم و وید صاحبان کے لئے تو فائدہ مند ہے
ہی مگر ہر ایک لکھے پڑھے قبیلہ کے بڑے ہی کام کی چیز ہے۔ کیونکہ قابل ایڈیٹر صاحب نے اس کی ترتیب
ایسی موزوں اور مناسب مقرر کر رکھی ہے۔ جو کہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اس میں ہر ماہ ایک مضمون
بنام مادرِ طب آیوروید کی رو سے کل امراض کی مکمل تشریح۔ اسباب علامات و علاج نہایت آسان و
عام فہم عبارت میں مسلسل نکل رہا ہے جو کہ کسی روز ایک مکمل مخزن آیوروید کا کام دیگا۔ یعنی
آیوروید کی مکمل کتاب ہوگا۔ علاوہ ازیں امراض مخصوصہ مردمان۔ زنان و بچگان اور گھر دل
ہونیوالی بیماریوں پر ایک ایک مضمون بمعہ آسان و نہایت مجرب المجرب علاج درج ہوتا
ہر ماہ چار پانچ صفحے آیورویدک مجربات و دیگر مجربات کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ غرضیکہ
طبی رسالہ ہٰذا اسم بامسمیٰ رسالہ ہے۔ مضامین نہایت مفید۔ عام فہم اور نہایت ضروری ہو
ہیں۔ اور اس میں جس قدر مجربات نکلتے ہیں۔ وہ محض کتابوں کی نقل یا یونہی من گھڑت نہیں ہوتے
جناب ایڈیٹر صاحب کے اپنے مجرب المجرب ہوتے ہیں۔ یا جن احباب کے مجرب ہوتے ہیں ان
حلفیہ تحریر آنے پر درج رسالہ کئے جاتے ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے کوئی بھی پڑھا لکھا
طبیب اور شائق طب خالی نہ رہنا چاہئے۔ مالک رسالہ نے محض اس غرض کے لئے کہ ملک میں آیور
علم کی اشاعت ہو اور عوام میں طب جیسے ضروری مضمون کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو اس
قیمت برائے نام مقرر کر رکھی ہے۔ یعنی صرف ایک روپیہ چار آنے (معہ محصول) سالانہ
جلدی کیجئے کم از کم ایک پرچہ بطور نمونہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ اور اگر پسند
ہو تو سال بھر کے لئے خریدار بن جائیے۔

[illegible]

بابت ماہ جولائی واگست ۱۹۲۷ء

[زیر ادارت]

شیو برت لال

آپ نے اُپنشد میگزین کے کتنے خریدار
بنائے؟ اگر اب تک اِدھر توجہ نہیں ہوئی۔ تو اب
عنایت کیجئے۔ تاکہ یہ قیمتی سلسلہ مکمل صورت میں آپ کی
نذر ہو سکے۔ ورنہ ہم اخلاقاً اور قانوناً صرف ۱۲ اُپنشد
بھینٹ کرنے کے ذمہ وار ہیں۔ آمدنی کم خرچ زیادہ!
ایسی حالت میں اِسے کب تک جاری رکھ سکتے ہیں۔ یہ
آپ سمجھ سکتے ہیں۔ ذرا مدد کیجئے۔ اور ۱۰۸ مکمل اُپنشد
اُردو زبان میں آپ کی خدمت میں موجود ہو جائینگی +

مدد کا طالب

منیجر اُپنشد میگزین

منڈک اُپنشد

(۱)

لفظی ترجمہ صفائی اور وضاحت
کے ساتھ
آسان۔ عام فہم اور واضح لفظوں میں

شیو برت لال
مقیم رادھا سوامی دھام۔ ڈاکخانہ گوپی گنج ضلع بنارس

قیمت عہ مجلد بلا وضع
کمیشن بلا محصول ڈاک

۱۲ نمبر کے مستقل اور مجموعی خریداروں
سے صرف عہ مع محصول ڈاک

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام گوردیال ... لال ... چھپا

دیباچہ

منڈک اپنشد

(۱) وجہ تسمیہ

منڈک دو لفظوں منڈ (سر) اور ک (برہم) سے بنا ہے۔ سریش برہم کو دھارن کرنا منڈک ہے۔ یہ میرا اپنا ذاتی خیال ہے۔ اور بہ مقابلہ اور رایوں کے اس میں زیادہ موزونیت اور تناسب معلوم ہوتی ہے۔

اور لوگ اسکے معنی سر مونڈنے کے بتاتے ہیں۔ اور منڈ کو اور ک سے چھرا تعبیر کرتے ہیں۔ ان کی سمجھ میں گویا یہ اپنشد حجامت کرنے کے راز کا کاشف ہے۔ یہ غلط اور مبہم تاویل آج کی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے۔ اور اس کی تائید میں ایک اور اپنشد کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ جو چھر یک اپنشد ہے۔ سوامی شنکراچاریہ جیسے

جید اور زبردست عالم نے بھی یہی غلطی کی ہے۔ اور قدیم خیال کی تقلید اور تائید سے اختلاف رائے کرنے کی جرأت نہیں کی۔ اُپنشدوں کی تواریخ میں پہلا شخص ہوں۔ جو اس قدیم رائے کی مخالفت کرتا ہوں۔ اور وہ بھی بغیر دلیل اور تناسب کے نہیں +

اس قدیم رائے کی تائید میں منڈک کی وجہ تسمیہ کی صراحت یوں کی جاتی ہے۔ "جیسے استرے کی حجامت سے سر کی صفائی ہوتی ہے۔ ویسے ہی یہ اپنشد بھی من کے تمام کانٹوں کو مونڈ کر خواہ نکال کر اس کو صاف بنا دیتی ہے"۔ واہ جی واہ! نہ یہاں کہیں من کا لفظ آتا ہے اور نہ اس کی رعایت ہی پائی جاتی ہے۔ خبر نہیں لوگوں نے کیوں ایسی غلطی کی۔ اور کسطرح غلط فہمی میں پڑے منڈک کے لغوی معنی ہیں منڈل برہم یعنی کس برہم کا نام ہے۔ جیسے دوارکا برہم کا دوار وغیرہ اور اس میں حجامت کا مضمون کیسے سما گیا!

دوسرے ٹیکا کار کی رائے ہے۔ گھٹے ہوئے سر پر اگنی کنڈ کو دھارن کرنا منڈک کا ارتھ ہے۔ یہ کرم کانڈ کے متابعت کرنے والے کی رائے ہے۔ جس اس سے کوئی نسبت نہیں ہے +

اب تیسرا ایک اور ٹیکا کار آتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ "منڈم ایو منڈکم" یعنی جو سر ہی ہو اس کا نام

منڈک ہتے ٭

یہ سب بھرمے بھولے بھٹکے اور بہکے ہیں۔ پنڈت اور عالموں کا ہر جگہ یہی حال ہوتا ہے۔ عمل اور شغل سے تو انہیں کوئی شغل عمل نہیں رہتا۔ علمیت کے زعم کی جدت میں جو سوجھی اسی کی طرف دوڑ پڑے۔ صحیح سچی اور معمولی بات کی جانب توجہ نہیں جاتی۔ منڈک میں منڈ = سر اور ک = برہمہ ہے۔ یہ سیدھی اور صاف وجہ تسمیہ ہے جس کی اپنشد کے مضمون سے تائید ہوتی ہے ٭

منڈک ایک قسم کا ورت ہے۔ یہ منڈ میں برہمہ کے دھارن کرنے کا ورت ہے۔ اسے شرو ورت بھی کہتے ہیں۔ کہاں کے چھراچھری اور کہاں گھوٹم گھوٹ کا خیال ٹیکا کار سخت غلطی میں پڑے۔ منڈک اپنشد کی تعلیم کسی سنیاسی یا مرڈ منڈے سادھو کو نہیں دی گئی تھی۔ یہ تعلیم شونک نامی ایک گرہستی کو دی گئی تھی۔ جو مرڈ منڈا نہ تھا اور نہ گرہستی کے لئے اس شرط کی پابندی کی ضرورت ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی تواریخ میں سر گھٹانے کا رواج بدھ بھگوان کے زمانہ سے شروع ہوا۔ اس دھرم کے بھکشوؤں کے لئے یہ لازمی شرط تھی۔ اس سے پہلے رشی بھی کیس دھاری ہی ہوا کرتے تھے۔ اور ان کے سر پر جٹا جوٹ کا تاج رہتا تھا۔ بودھوں کی تقلید سوامی شنکر آچاریہ جی نے کی۔ اور ان کے آئین کے سنیاسی منڈ

مُونڈانے لگے - منڈک اپنشد سوامی شنکر آچاریہ جی سے پہلے کی کتاب ہے۔

بعد کو اسی غلطی کے زیر اثر ایک چھُریک اُپنشد (کشوریک اُپنشد) لکھی گئی - جو منڈک سے مشابہ نہیں جاتی ہے - اور اس سے سر گھٹوانے کے خیال کی مزید تائید ہوئی ہے۔ یہ غلطی در غلطی ہے - لیکن چونکہ یہ کتاب نئی ہے - اس کی نسبت منڈک کے ساتھ قائم نہیں کی جاتی - اس کی اپنی رعایت صحیح ہو گی - جسپر ہم اس اپنشد کی ٹیکا لکھتے وقت غور کرینگے منڈ سر کو کہتے ہیں - اسمیں شک نہیں ہے اور ک کے سنسکرت زبان میں متعدد معنی آتے ہیں مثلاً

(۱) برہما (۲) وشنو (۳) مہیش (۴) کام دیو۔
(۵) اگنی (۶) ہوا (۷) یم (۸) سورج (۹) آتما
(۱۰) راجہ (۱۱) راجکمار (۱۲) گرہ (۱۳) دولت
(۱۴) جائیداد (۱۵) آواز یا شبد (۱۶) روشنی یا نور
(۱۷) چمک (۱۸) سر (۱۹) پانی (۲۰) خوشی
(۲۱) تفریح (۲۲) بال (۲۳) بال والا سر
(۲۴) مور *

اب ان معنی مراد کا منڈک لفظ سے نسبتی رشتہ جوڑا ہے یہاں چھُرے یا چھُری کا کیا کام ہے - منڈک اپنشد کا تعلق آتما سے ہے - صحیح اور سچے معنی سر میں آتما کو قائم کرنا زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے - اور اس خیال کی تردید

مشکل سے کوئی شخص کر سکیگا۔

وید اور وجہ تسمیہ

حقیقت میں منڈک اپنشد کا تعلق دیو۔ یان پنتھ سے ہے۔ کون جانے کب سے اس طریق سے لوگوں کو لاعلمی اور ناواقفیت ہونے لگی۔ اپنشدوں میں اُس کے اشارہ ہی اشارہ رہ گئے۔ یہ دراصل علم سینہ ہے۔ جو روایتی سلسلہ میں اب تک برابر چلا آرہا ہے۔ محدود دائرہ اور مخفی مجالس میں خفیہ راز۔ اور علم باطن کی حیثیت رکھنے کی وجہ سے یہ صرف مخصوص سے آدمیوں تک محدود ہے معدوم اب بھی نہیں ہے۔ وہ بتا سکتے ہیں۔ اور بتا سکیں گے۔ کہ کسطرح چتا کے شعلوں سے مل کر دن کے نور سے ملاپ ہوتا ہے۔ کس طرح دن کا نور شُوکل پکش اجلی شششماہی اور سموت سر سے مل کر سُورج لوک میں لے جاتا ہے۔ کس طرح سورج لوک میں نورانی انسان ایسے عامل کو برہم لوک پہنچاتا ہے۔ اس قسم کے بیانات وید آرنیک اور چھاندوگیہ اپنشدوں میں بطور رمز اور کنایہ کے موجود ہیں۔ لیکن سب کے سب صراحت طلب ہیں۔ اور اس زمانہ میں بھی جو لوگ اس طرز عمل کے عامل ہیں۔ پہلے وقتوں کی طرح بتانے میں اس قسم کی خست کرتے ہیں۔

کہ عام آدمیوں تک اس کا علم نہیں پہنچتا۔ تاہم میں اُسے یہاں کھول کر کسی حد تک کہ دیتا ہوں۔ کہ آواز ہے اور شبد ہے۔ کہ نور ہے اور جوتی ہے۔ کہ آتما ہے اور برہم ہے۔ اور اسی رعایت سے کہ گورو ہے جس کا اشارہ تیسرے منڈک کے دوسرے کھنڈ کے پہلے منتر میں موجود ہے۔ توجہ کرنے والے عامل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے بعض مراد کو بھی غبت ربود کر گئے۔ میں نے صاف طور پر ترجمہ کر دیا ہے۔ اُسے دیکھ لو۔ اور اپنی تسلی کر لو۔ خواہ کسی سنسکرت دان سے اس کی لفظی رعایت یا صرف و نحو کی نسبت دریافت کر کے سمجھ لو۔ خود بخود دلنشین ہو جائے گا۔

اس قدر مطالعہ کے بعد اب منڈک کی مادی مراد پر غور کرو

منڈک سر میں آتما کا قائم کرنا ہے۔

منڈک سر میں شبد کا قائم کرنا ہے۔

منڈک سر میں نور اور نورالانوار کا قائم کرنا ہے۔

منڈک سر میں گورو کو قائم کرنا ہے۔

منڈک سر میں گورو کی تعلیم کو قائم کرنا ہے

منڈک سر میں سنسکار کی اگنی کو قائم کرنا ہے

منڈک سر میں سورج کو قائم کرنا ہے

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

دیو۔ یان پنتھ کے عمل میں یہ سب رعائتیں آجاتی

ہیں جن کا اشارہ اس منڈک اپنشد میں موجود ہے صرف غور سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اشارے تو کسی حد تک میرے اس بتانے سے سمجھ میں آجائیں گے۔ لیکن اصلی سمجھ اسوقت آنے کی جب اس کا عمل کیا جائیگا۔ اور وہ اب تک راز باطن۔ سر مخفی اور گپت مرم ہے روحانیت کے جن جن سلسلوں میں اب تک ان کا عمل کیا جاتا ہے وہ ان باتوں کو زیادہ سمجھ سکیں گے۔ کیونکہ وہ طریق اب تک کسی نہ کسی صورت میں مخفی طور پر موجود ہے۔ بالکل معدوم نہیں ہوا ہے +

اور اشارہ مجھ سے لو:-

کلام ہے:-

(۱) گورو ماتھے سے اُترے شبد ہُوناہوئے
تاکوکال گھسیٹی ہی۔ روک نہ سکے کوئے

(۲) گور و کو سر پر راکھئے۔ چلئے آگیا ماںہہ
کہیں کبیر تا داس کو تین لوک بھئے ناںہہ

ایسے اشارے روحانی طریقوں والوںکے کلام میں بیشمار ہیں + مُنڈک کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے +

ایسے کلام نایاب نہیں ہیں۔ یہ شبد ورت کا طریق

بیت
در بشر رُو پوش کردست آفتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب
(صوفی کا کلام) (مولانا روم)

ہے۔ یہ برہم ورت دھارن کرنے کا اصول ہے
یہ کسطرح کیا جاتا ہے۔ اس کے عام طور پر بتانے کا
رواج نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔ اور جس کے مخفی رکھنے
کی تاکید منڈک اپنشد کے تیسرے منڈک کے دوسرے
کھنڈ کے دو آخری منتروں میں ملے گی۔ جو وہاں رچائیں
لکھی گئی ہیں:-

"جو برہم نسٹھی۔ باعمل۔ عالم۔ معتقد۔ اور اپنے آپ کو
ایک رشی اگنی میں ہوم کرتے ہیں۔ یہ برہم ودیا صرف انہیں
کو بتانا چاہیئے۔ اور جنہوں نے منڈک ورت (شر و ورت)
کو قاعدہ کے موافق پورا کیا ہے" (منڈک اپنشد ۳-۲-۱۰)+

"یہ سچائی ہے۔ اسے انگرس رشی نے قدیم زمانہ میں بتائی
تھی۔ اس کو کوئی ایسا پورش نہیں پڑھ سکتا جس نے ورت
کو پورا نہیں کیا ہے" (منڈک اپنشد ۳-۲-۱۱)+

---

(۲) تقسیم و تفریق

منڈک اپنشد تین حصوں میں تقسیم ہے۔ اس کا ہر
حصہ منڈک کہلاتا ہے۔ اور ہر منڈک میں دو دو کھنڈ
فصلیں ہیں+

پہلے منڈک میں برہم ودیا اور ویدوں کا معمولی

بیان ہے۔ دوسرے منڈک میں برہم ودیا کا خاکہ اور برہم اور جگت کے نسبتی تعلقات کا ذکر ہے۔ ساتھ ساتھ برہم کی پراپتی کے سادھن آ گئے ہیں۔ تیسرے منڈک میں اس سادھن کی زیادہ زوردار صورت میں صراحت ہے۔ اور گیان کے ذریعوں کے ساتھ اس کے نتیجے اور پھل کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو بیان پہلے آ چکے ہیں۔ ان پر اور مزید روشنی ڈالی گئی ہے

(۳) مضمون کتاب

پہلے منڈک کے بموجب علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سفلی یا نچلا۔ دوسرا عُلوی یا اونچا۔

سفلی علم میں چار وید۔ چھ وید انگ (سکشا۔ کلپ دیاکرن۔ نرکت۔ چھند اور جیوتش) شامل ہیں۔

علوی علم کا تعلق صرف برہم گیان سے ہے۔ جو حواس۔ دل اور عقل کی رسائی سے اونچی چیز ہے۔ برہم محیط کل جوہر۔ اصل الاصول اور تمام خلقت کی بنیاد ہے۔ عناصر۔ مخلوقات۔ حواس وغیرہ سے سب اسی کے ظہور کے اظہار کے سلسلہ میں پیدا ہوئے۔ یہ اسی طرح برہم سے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے مکڑی اپنے منہ سے تار نکالتی ہے۔ خواہ جیسے زمین سے نباتات اور جسم

سے بال پیدا ہوتے ہیں*

(۱) ۔ سفلی یا نچلا علم کرم کا نڈ ۔ یگیہ کا نڈ اور باہری رواجی اور رسمی شریعت ہے ۔ جس کا تعلق ویدوں کے منتروں سے ہے ۔ یہ یگیہ دیوتاؤں کی بھینٹ ہیں جو شردھا (عقیدتمندی) کے ساتھ خاص خاص وقت اور خاص خاص موقع اور موسم پر کئے جاتے ہیں ۔ جو انہیں انجام دیتا ہے ۔ وہ برہمہ لوک کا نچلا حصہ حاصل کرتا ہے ۔ جسے چندر لوک یا پتری لوک کہتے ہیں ۔ اور اس کے سکھوں کا وارث ہوتا ہے ۔ اگر یہ نہیں کئے جاتے تو اس سکھ سے محرومیت رہتی ہے ۔ اپنشد نے اس کی اہمیت پر زور بھی دیا ہے ۔ اور اگنی ہوتر آہوتی اور آگ کے سات مشتعل شعلوں کا اختصار کے ساتھ تذکرہ بھی کر دیا ہے ۔ لیکن یہ صرف بناوٹی اور تضیع کی بات ہے ۔ کیونکہ آگے چل کر صاف لفظوں میں ان کی دبی ہوئی تردید بھی موجود ہے ۔ ایسے یگیہ کرانے والوں کو بھولا ۔ بھرما ۔ اگیانی اور اندھوں کا نام دیا گیا ہے ۔ اور اس کے نتائج کے سلسلہ میں انہیں دکھی ۔ مصیبت زدہ ۔ موت کے شکار ۔ سورگ کے اصلی سکھ سے محروم اور بار بار جنمنے مرنے والے بتایا ہے ۔ یگیہ کرتے ہوئے یہ مرنے کے پیچھے چندر لوک کو جاتے ہیں ۔ اور اپنے شبھ کرموں

کا پھل بھوگ کر پھر اسی پرتھوی پر پڑتے - گرائے اور اتارے جاتے ہیں - ممکن ہے وہ پرتھوی لوک میں پیدا ہوں اور ممکن ہے - وہ اس سے بھی نیچے لوکوں میں پیدا ہوں ایسی حالت میں پھر ان کے لئے سورگ میں جانے کا موقع بھی نہیں ملتا ؛

برعکس اس کے جس نے اپنے حواس ضبط کر رکھے ہیں جس کا دل یکسو اور شانت ہے - اور اس جگت اور اس کے کاروبار کو عارضی اور فانی سمجھتا ہے - اور ویراگ والا ہے - وہی برہم ودیا کے جاننے کا مستحق ہے ؛

اپنشد میں اس اجتماع ضدین کا سبب کیا ہے ؟

سبب یہ ہے کہ عوام ہمیشہ رسم ورواج کے پابند اور دلدادہ ہیں - اونچی باتیں ان کی سمجھ سے باہر ہیں اس تعلیم کے ادھیکاری بھی انہیں کے درمیان سے منتخب کرنا ہے - اس لئے شریعت کی چھیڑ چھاڑ سے بہت درجہ تک گریز کیا گیا - اور ان کے تالیف قلوب کا خیال بھی مدنظر رکھا گیا - تاکہ مجلسی شیرازہ نہ بکھرنے پاوے - اور کام بھی ہوتا چلے - جہاں جہاں روحانیت کی تعلیم کا خیال ہے - وہاں وہاں اُسے شریعت کا پیوند بنا کر رکھا گیا ہے - بدھ دھرم کی نظیر اس خیال کے تائید کی بہترین اور زبردست مثال ہے - اس نے مختلف ملکوں میں جا کر ان کے آبائی مذہب

کو دھکا نہیں پہنچایا۔ بلکہ اس کا پیوند ہو کر رہا۔ یہی طرز عمل مسلمان صوفیوں کا بھی ہے۔ وہ اپنے خیال کی تائیدی تاویل تک قرآن کی آیتوں اور نبی کی حدیثوں سے کرتے ہیں ۔

اپنشدوں کے رشیوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ یہاں تک کہ پران کے سانس چلنے کو پران یگیہ غذا کھانے سے مضمون کو بھی یگیہ ہی بتایا ہے۔ و علے ہذا القیاس ورہد آرنیک اپنشد میں بالخصوص اس کا تائیدی سامان بہت ملیگا۔ اور ساتھ ہی ساتھ یاگیہ ولکیہ نے وہاں ان تنگیہ کرنے والوں کو ایسے بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے ہیں۔ جو ایک مہذب انسان دوسرے انسان کے لیے بہ مشکل کر سکے گا ۔

دو تو باتیں ہیں۔ تعلیم چونکہ عام کبھی نہیں تھی۔ پوشیدہ طور پر دی جاتی تھی۔ یہ تعصب گئی۔ اور شریعت پسند آہستہ آہستہ محدود تعداد میں اس کی جانب رجوع بھی ہونے لگے۔ لیکن یہ کبھی عام نہ ہو سکی۔ اور نہ ہو سکتی تھی۔ اس کا نام ہی اپنشد یا راز تھا۔ اور یہ ہمیشہ پردہ ہی میں رہی ۔

۲ — علوی علم یا پرا ودیا کا مقصد صرف برہمہ کا گیان ہے۔ اس کی صراحت میں پہلے منڈک سے کچھ ہی اختلاف ہے۔ برہمہ سے جاندار اسی طرح پیدا ہوتے

ہیں۔ جیسے آگ سے چنگاریاں۔ برہمہ محیط کل جوہر اعلے اصول پرم تتو۔ بغیر کارن کا۔ غیر تبدیلی پذیر۔ محدود صور توں میں سمجھنے سے اونچا۔ اسی سے پران۔ من اور تمام اندریاں اور عناصر خمسہ۔ آکاش۔ ہوا وغیرہ پیدا ہوئے۔ وہ سب کا انتر آتما اور اندرونی رُوح ہے۔ اس طرح برہمہ کی تعریف کرنے کے بعد برہمہ کے رچنا کی صراحت آئی ہے۔ ظاہرا ترتیب کا خیال مدِ نظر نہیں رکھا گیا۔ اور آخر میں زور دار طور پر سب کو برہمہ ہی برہمہ ہونے کا خیال دلایا گیا۔ اور تاکیدی ہدایت کی گئی۔ کہ صرف برہمہ گیان ہی سے مکتی ملتی ہے

۳ ــ برہمہ پرگٹ نہیں ہے۔ نہ کسی ذریعہ سے پرگٹ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سب کے سب اُسی سے پرگٹ ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے اندر ہے۔ درحقیقت میں وہی تمام موجودات ہے۔ اس کا وچار اوم ہے۔ یہ اوم برہمہ ہی ہے۔ اور پھر اوم کی تفصیلی وضاحت ہے۔ اسی پر دو۔ پرتھوی۔ انترکش یعنی۔ علوی سفلی اور درمیانی طبقات قائم ہیں۔ اسی پر تمام من اور اندریوں کا انحصار ہے اور وہ پُرش ہے۔ جسم میں اس کی موجودگی اظہار کی صرف ایک صورت ہے۔ یہ سب کا جاننے والا۔ ہر جگہ حاضر اور ناظر ہے۔ وہ ہردے کی گپھا کے اندر من اور اندریوں کا حاکم ہے۔ سب کا اس سے ظہور ہے۔ اور وہی سب کچھ ہے۔ جسے برہمہ گیان مل گیا۔ وہ کرموں کے بندھن

سے چھوٹ گیا۔ اس کے تمام شکوک اور شبہات مٹ
گئے۔ برہمہ کو لامحدود سمجھکر وہ برہمہ میں واصل ہو جاتا اور
اس سے مل کر ایک ہو رہتا ہے۔ یہ برہمہ نہ اندریوں
سے سمجھا جا سکتا ہے۔ نہ جپ تپ یا کرم سے ہاتھ آتا ہے
کیونکہ وہ لطیف سے بھی لطیف تر ہے۔ اور ساتھ ہی لامحدود
بھی ہے۔ من اُسے کیسے سمجھ سکے؟ کیونکہ وہ ہمیشہ اندریوں
کے زیر اثر رہتا ہے۔ لیکن اگر دل گیان اور وچار کی
مدد سے پاک صاف کر لیا جائے۔ تو اس کے انوبھو کا
امکان ہے۔ یہ علم یا گیان پڑھنے پڑھانے۔ سننے
سنانے اور سمجھنے سمجھانے کے ماتحت نہیں ہے۔ بلکہ ویراگ
اور یوگ کے سادھن سے متعلق ہے۔ ویراگ اور یوگ
کے بغیر ویدانت کا سمجھنا دشوار اور مشکل ہے ۔

۴ - اس گیان کا پھل یا نتیجہ کامل نجات ہے۔ تب
آتما کو جگت سے تعلق نہیں رہتا۔ اس کی تمام زندگی
اپنے ہی اندر متحد ہو جاتی ہے۔ اور اسی وحدت یا اتحاد
کا نام برہمہ ہے۔ وہ برہمہ سے متماثل واصل اور اسی
میں داخل ہے۔ جیسے بہتی ہوئی ندیاں یکے بعد دیگرے
خواہ اپنے سلسلہ میں رواں ہو کر سمندر کی جانب رجوع
ہوتی ہیں۔ اور اس میں داخل ہو کر اپنے نام و روپ کو
کھو دیتی ہیں۔ اُسی طرح برہمہ گیانی برہمہ سے مل کر تمیزی
نام روپ کو کھو کر برہمہ ہو جاتا ہے ۔

کٹھ اُپنشد۔ پرشن اُپنشد اور منڈک اُپنشد کے طرزِ بیان نہ صرف باہمدگر متشابہ ہیں۔ بلکہ ان کے خیالات اور ان کی عبارتوں کی ذہنی مرادیں بھی یکساں ہیں۔ بالخصوص منڈک دونو کا عجیب و غریب ساختی یکجائی ہے۔ اگر منڈک اور پرشن۔ خواہ منڈک اور کٹھ ساتھ ساتھ زیرِ مطالعہ رہیں۔ تو پڑھنے میں یکسانیت کا لُطف ملے گا۔ ان میں سے کون اصلی ہے۔ خواہ ان سب کا عام بالمشترک ماخذ ہے۔ خواہ ایک کو دوسری سے کیا نسبت ہے اس کا پتہ لگانا مشکل اور غیر ممکن ہے۔ تاہم اسقدر کہا جاتا ہے کہ پرشن اپنشد کی نسبتاً باقاعدگی ہے۔ یہ کیفیت منڈک اور کٹھ کی نہیں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی ترتیب کا اہتمام بعد کو ہوا ہے۔ منڈک کی ترتیب میں خوش ترتیبی کا وہ سلسلہ نہیں ہے جو پرشن میں موجود ہے۔ اور ساتھ ہی اس میں بلند خیالی بھی ہے۔ پرشن میں صرف تتوں ہی کا ذکر نہیں آتا۔ بلکہ ان کی ماترا وُں رشبد۔ سپرش۔ روپ۔ رس۔ گندھ کا بھی اشارہ موجود ہے۔ اسی طرح کٹھ کے دوسرے حصہ کی نسبت بھی سمجھنا چاہیئے۔ یہ بھی اصلی نہیں بلکہ ترتیبی کتاب ہے۔ لیکن کٹھ اپنشد کے پہلے حصہ کی بابت یہ رائے نہیں قائم کی جا سکتی ہے۔ وہاں خیالات اور اظہار کی صورت میں مطابقت ہے۔ اور ایک ہی

خیال شروع سے آخر تک محیط ہے۔ ممکن ہے۔ یہ کیٹھ اپنشد منڈک سے پہلی ہو۔

برہمہ یا ذات مطلق کا سدھانت (اصول) اور جگت اور جگت کے جانداروں کے ساتھ اس کی نسبت اور پھر انسان کا اعلےٰ مقصد ان باتوں کی صراحت ہیں تینوں اپنشدوں نے کمال دکھایا ہے۔ تفصیلی مدات کے حسن و قبح پر جانے کی اسقدر ضرورت نہیں ہے۔ صرف ان کی بلند خیالی اور معراج تمنا پر خیال دوڑاتا ہے جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ چوٹی کا مضمون ہے۔ اس سے بہتر دنیا سے کسی فلاسفر نے نہیں بیان کیا۔ بلکہ یہاں تک یہ مشکل کسی کی رسائی ہوئی ہوگی۔ تفصیلی مدارج کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی طرح کسی طریقہ سے انسان بلند باطن۔ بلند نظر اور بلند خیال ہو جائے برہمہ کی اصلیت کو ذہن نشین کرلے۔ پھر یہ اس کے لئے غیر ضروری ہو جاتے ہیں۔ مطلب سے مطلب اور غرض سے ہے۔ پھل کھانے سے کام ہے۔ پیڑ گننے یا پتہ پتہ کے شمار کرنے میں دھرا کیا ہے۔ اور پھر طرز بیان کی سلاست اور سادگی بھی عجیب و غریب ہے۔ نہ کہیں کوئی ادق لفظ آتا ہے۔ اور نہ سمجھانے میں منطق کے طول طویل دائرہ بنانے کی ضرورت ہے۔ جو بات ہے آسان اور سہل ہے۔ صرف آدمی ذرا غور کرے۔

غور کرنے کی عادت ڈال لے۔ اور خود بخود سمجھ جائیگا۔ زیادہ علمیت کی مطلق احتیاج نہیں ہے۔ یہ کمال دنیا میں صرف ان اپنشدوں کو ہے۔ مانا سلسلہ کی کڑیاں کہیں کہیں کیا بلکہ ہر جگہ نہیں ملتیں۔ ان کے میل ملانے کی طرف کمتر توجہ دی گئی ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ اس میں کمی ہے۔ بالکل غلط اور جھوٹی بات ہے۔ ضروری مدارج سب کے سب موجود بھی ہیں۔ مطالعہ کرنے والے کا خیال تک تو اس کمی کی جانب نہیں جاتا۔ جس کا جی چاہے وہ آپ ان کڑیوں کا اضافہ کیا کرے اور کرتا رہے۔ منع کس نے کیا ہے! اگر ان کی طرف توجہ دی جاتی تو شاید یہ اپنشد۔ اپنشد نہ رہتیں۔ ان کا مطالعہ سخت مشکل ہو جاتا۔ عطر عطر۔ جوہر جوہر۔ مکھن مکھن یہاں موجود ہے۔ یہ باریک خیالی ان رشیوں کو کب سوجھی تھی۔ اس کا پتہ کون دے! ویدوں کے اکثر منتروں میں یہ خیالات پائے جاتے ہیں۔ گو وہاں صرف بیج کی شکل میں ہیں۔ یہ وید کتنے پرانے ہیں؟ اس کا جواب بھی نہیں دیا جا سکتا۔ خیالات موجود ہیں۔ اور اہلِ خیال کی باریک بینی۔ موشگافی۔ لطیف بیانی اپنشدوں کی سادہ عبارت میں ہے۔ اُسے دیکھو۔ اپنا کام بناؤ۔ اور یہ کافی ہے اور ضرورت سے زیادہ کافی ہے۔

مذاہب کے نشو ونما میں خدا کا مبہم خیال ہر جگہ پایا

جاتا ہے۔ لیکن وہ بالکل غیر مکمل۔ ناکافی اور غیر اطمینان بخش ہے۔ سوال کرو۔ اسی وقت کافر۔ بیدین اور غیر معتقد مشرک کا فتوے دیا جائے گا۔ اور کیا عجب تعصب کی کند چھری سے پوچھنے والے کی گردن بھی ریتی جائے یہاں برعکس کیفیت ہے۔ کم ازکم ان تینوں چھوٹی چھوٹی اپنشدوں ہی سے مطالعہ کا تعلق پیدا کرو۔ وہ روحانی تشفی اور اطمینان قلب کا سامان مل جائے گا۔ کہ باید و شاید! بعض بعض دویت وادی ہندو مذاہب نے ان اپنشدوں کے ساتھ بھی بدسلوکیوں کی جرأت کی۔ تعظیم تو سب کے دلوں میں ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے اپنے موہوم اور مبہم عقیدوں کا اسے رنگ دینا چاہا۔ یہ سخت بے انصافی اور ناقابل معافی جرم ہے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے! اپنشدوں کے طالب علم خود بخود سمجھ جاتے ہیں۔ کہ اصل مدا کیا ہے۔ اور متعصبوں کے تعصب کی دال نہیں گلتی*

برہمہ ہے۔ یہ اپنشدوں کا سہانا راگ ہے۔ یہ ان کے گیت کا ٹیک ہے۔ برہمہ کیا ہے؟ یہ پہلی کڑی اور انترہ ہے۔ برہمہ کی اس جگت کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ یہ دوسرا انترہ ہے۔ برہمہ سے کیسے جگت کی پیدائش ہوئی؟ یہ تیسرا انترہ ہے۔ جیو اور برہمہ کی باہمی نسبت کیا ہے۔ یہ چوتھا انترہ ہے۔ اور اس برہمہ کے

جان لینے کا پھل کیا ہے؟ یہ پانچواں اور آخری انترہ ہے۔ زنجیر کی یہ مسلسل کڑیاں ان تینوں اپنشدوں کے اندر ہیں۔ بیان مکمل ہے۔ خوبصورت ہے۔ دل کو لگتا ہے۔ ان کی موجودگی میں اپنشدوں کی تعلیم کو غیر مکمل اور غیر مسلسل کہنا اگر سخت غلطی۔ غلط فہمی اور غلط بیانی کے جرم کا ارتکاب نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے!

یاد رہے۔ دنیا میں صرف یہی مختصر کتابیں ہیں جو آدمی کو بے خوف۔ با اطمینان اور روحانیت کی نظر سے افضل بنا دیتی ہیں۔ دنیا کے کتب خانے ڈھونڈو مذہبی دفاتر کھنگالو۔ سائنس اور فلسفہ کی جدت کیجانب توجہ کرو۔ اور پھر دیکھو تمہارے پلے بھی کچھ پڑتا ہے یا نہیں۔ اسوقت ان کی عظمت اور بزرگی کا سکہ خود بخود دل پر بیٹھ جائے گا۔ اور تمہاری زندگی کچھ کی کچھ ہو جائے گی *

ہم نے صرف تین ہی چھوٹی اپنشدوں کا نام لیا ہے۔ اوپر کے تمام بیانات اور ان کے بالترتیب مدارج آ جاتے ہیں تتّ

برہم ست ہے۔ جگت متھیا ہے۔ یہ خیال ہے جو اپنشد دیتی ہیں۔ اور اس کے صحیح ہونے میں شک کیا ہے؟ کیا یہ دنیا عارضی نہیں ہے؟ کیا یہ سنسار ناشمان نہیں ہے؟ جرأت ہو تو اس کی تردید کرو۔ لیکن تردید

ہو کیسے سکتی ہے! یہاں قدم قدم پر لمحہ لمحہ تبدیلی کے نظارے زیر نگاہ آتے رہتے ہیں۔ اسے بچہ بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔

برہم ست ہے۔ نت ہے۔ اس کے صحیح ہونے میں بھی کیا شک ہے! کیا کوئی شخص بھول کر بھی کبھی خیال کر سکتا ہے کہ کیا کبھی کسی وقت یہ لامحدود ناقابل بیان ہستی نہ رہے گی؟ ایسا کوئی نہیں کر سکتا۔ مرنے والے مرتے ہیں۔ اور یہ جیون کی لَو قائم ہے۔ یہ بھی ہر شخص آسانی سے سوچ سمجھ سکتا ہے۔ یہ روز روز کا تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ جرات ہو۔ تو اس کی تردید کرو۔ لیکن یہ لا مستردخیال ہے۔ جو انسان کے دل سے کبھی دور نہیں ہو سکتا۔

دوسرا اُصول جیو اور برہم کی یکتائی ہے۔

یہ جیو کیا ہے؟ کیا یہ عارضی اور فانی ہے؟ کبھی نہیں۔ انسان چاہے سب کو مرتا ہُوا دیکھے۔ لیکن اپنی موت کا اُسے بھول کر خیال تک بھی نہیں آتا۔ اور نہ آ سکتا۔ تم اپنی موت کو ذرا سوچو تو سہی۔ اس موت کے خیال کے پس پشت تم خود برابر موجود رہو گے اس لئے اس اصول کی بھی تردید محال اور غیر ممکن ہے۔ یہاں تک تو سب کے خیال متفق ہونگے۔ اختلاف برہم اور جیو کی یکتائی میں ہے۔ لوگوں نے برہم کو

ہوا مان رکھا ہے۔ اس لئے ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں۔
یہ ان کا خوف بے بنیاد ہے۔ اس کی جڑیں مذاہب کے
توہمات۔ قلبی وسوسات اور ارد گرد کے تبدیل ہونے
والے واقعات کے اثرات موجود ہیں۔ اس لئے اصلیت
کے سمجھنے میں غلطی ہوتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو اس کا ذہن
نشیں کرنا آسان اور حقیقی سچائی کا کرتب ہوتا۔

جیو ہی برہم ہے۔ حضرت! برہم کی وسعت کا خیال کہاں
پیدا ہوتا ہے۔ تمہارے ہی دل میں تو پیدا ہوتا ہے۔ پھر
تم محدود کیسے ہوئے؟ محدود شئے کب غیر محدود خیال کو
اپنے دل میں جگہ دے سکتی ہے۔ یہ غیر محدود ہی ہے۔ جو
غیر محدودیت کے بھاؤ کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ جیو کسی
حالت میں محدود نہیں ہے۔ محدود ہوتا تو اُسے برہم کی
غیر محدودیت کے تصور کرنے کا موقع کب ہاتھ آتا۔ انسان
کا دل عجیب و غریب ہے۔ یہ راز ہستی کا معمہ ہے جس کے
اندر خدا۔ خدا کی خدائی اور خدا کا رقیب شیطان تک سمٹا
سمٹایا پڑا رہتا ہے۔ ان بیچاروں کو سوا انسان کے
دل کے سہارا لینے کے اور جگہ کہاں ملتی ہے! سوچو یہ
رہتے کہاں ہیں! یہ سب کے سب اس کے اندر ایک مختصر
جگہ میں روپوش رہتے ہیں۔ اُسی کے منہ اور زبان سے
پھدک پھدک کر نکلتے اور اسی میں جذب ہو جاتے
ہیں۔

وسعت کا دل کے میرے پتا پائے کیا کوئی
سب کچھ ہے باہر اس سے کہاں جائے کیا کوئی

نادان اور اگیانی انسان اپنی ذات کو بھولا ہوا ناحق خدا اور شیطان کے مخمصے میں پڑا ہوا ہے۔ ان کی ہستی اس کی ہستی کے تابع ہے۔ جب یہ اقرار کرتا ہے تب خدا موجود اور جب انکار کرتا ہے تب خدا معدوم! افسوس لوگ اس قدر بھی نہیں سمجھ سکتے!

اس کی وسعت کا سبب یہ ہے۔ کہ لامحدود اس کے ہردے کی گپھا میں بیٹھا ہوا محدود اور غیر محدود کی ماپ تول کر رہا ہے۔

(۱)۔ وسعت کا دل کے کوئی پتا کیسے پا سکے
یہ وہ ہے جس میں آکے خدا بھی سما سکے

(۲)۔ اے دل عجیب طرح کی ہے تیری کائنات
جو چاہے آئے آکے وہ باہر بھی جا سکے

(۳)۔ باہر ہے دل تو دل ہی ہے بھیتر جناب من
ہے کون اس کے راگ کا نغمہ جو گا سکے

اگر کوئی اسی میرے خیال کو لے کر سوچنے سمجھنے لگے تو ابھی دم کے دم میں اپنشد کا راز سربستہ اس کی سمجھ میں آسکے۔ اپنشدوں کے اصول کے زیر ہدایت اندرونی اور بیرونی تعلقات کی شہادت اور اپنی ذاتی اصلیت کے ذہن میں رکھنے سے اپنشدوں کی ماہیت کا پتہ آسانی سے

لگ سکتا ہے۔ یہ برہمہ جیو ہے۔ اور جیو ہی برہمہ ہے۔ ایک ہی شے کے طبقات ہستی کے خیال دو مختلف نام رکھ لیے گئے ہیں۔ جیو برہمہ کا پرہ' جیو اور برہمہ میں کوئی بھید نہیں ہے؟

کوئی شخص غلطی میں پڑکر یہ کبھی نہ خیال کرے کہ اپنشدوں کی تعلیم فرضی اور وہمی ہے۔ وہ اصلی اور حقیقی ہے۔ آج کوئی نہ سمجھے۔ کل کہاں جائے گا! بغیر اس کے سمجھے ہوئے اطمینان اور بے خوفی کیسے آسکے گی؟

ہرگز نہیں۔ میرے اس جملہ کو ہمیشہ یاد رکھو۔ جیسا خیال ویسا قال۔ جیسا قال ویسا حال جیسا حال ویسا مآل۔ جیسا مآل ویسا کال۔ اس کا یاد رکھنا آسان ہے مشکل نہیں ہے۔ اور میں اپنی تحریر سے تم کو حقیقت سمجھا دونگا۔ اور سمجھا کر چھوڑونگا۔ یوں ہی میں اپنشدوں کی ٹیکا لکھنے نہیں بیٹھا ہوں۔ میں تعلیم دینے والے معلم کی حیثیت میں آیا ہوں۔ وہ تعلیم ہی کیا ہوئی جو ذہن کے اندر نہ اتری یا نہ اتر سکی! صرف صبر۔ استقلال اور دل کی یکسوئی کی ضرورت ہے۔ تم اتنا کرو۔ باقی کام میں خود کرلونگا اور کر گزرونگا

ا ــــ تعدد کثرت اور انیک کا خیال خارجی نظارہ کے مشاہدہ کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح محدود اور غیر محدود کا بھی حال ہے۔ ان کی ہستی کا یقین غور سے پہلے ہی ہونا

ہے۔ لیکن جیسے جیسے تجربہ اور مشاہدہ میں وسعت ہوتی
جاتی ہے۔ اُسی اُسی طرح ان کی ہستی کا وہم خود بخود زائل
اور کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اور سبب اور نتیجہ کا قانون
بیچ میں حائل ہو ہو کر پیدا دیتا ہے۔ کہ یہ کثرت وہم محض
ہے۔ یہ تبدیل ہونے والی عارضی حالت ہے۔ آخر میں
نتیجہ اپنے سبب میں جاکر معدوم ہو جاتا ہے۔ اور وہ
ایک کا ایک رہ جاتا ہے۔ مٹی کے تمام کھلونے۔ برتن
بھانڈے وغیرہ ٹوٹ پھوٹ کر مٹی رہ جاتے ہیں۔
پانی کے تمام بلبلے۔ بوندیں۔ لہریں دھار وغیرہ پانی سے
مل کر ایک ہو رہتی ہیں۔ اس طرح تتوں پر سوچنے سے
پانچ تتو پر آکر نظر ٹھہرتی ہے۔ مٹی۔ پانی۔ آگ۔ ہوا
آکاش۔ مزید غور اور تجربہ سے یہ معلوم ہونے لگتا ہے
کہ چار عناصر کی پیدائش بتدریج آکاش سے ہوئی تھی۔ مٹی
گھل کر پانی بنی۔ پانی آگ ہوا۔ آگ ہوا کی جز بن گئی
ہوا آکاش میں جاکر مل گئی۔ اب پانچ کے عوض ایک
فقط آکاش رہ گیا۔ پانچ کا وہم کافور۔ آکاش کی ہستی مقدم
وموخر ایک پر آکر چت ٹھہر گیا۔ یہ وحدت ہے۔

اسی طرح اب ان کی ماتراؤں پر غور کرو۔ بھی گندھ
میں بدلی۔ مٹی گندھ بدل کر جل میں سے ملے۔ جل اپنی ماترا رس
میں تبدیل ہوا۔ جل اور رس مل کر آگ میں۔ آگ اپنی ماترا
میں لے ہو کر ہوا میں۔ ہوا اپنی ماترا سپرش کو لے کر آکاش

میں جذب ہوا۔ آکاش اپنی ماترا شبد میں غائب ہو گیا
اب یہ سب کثرت معدوم ہو کر صرف شبد محض رہ گیا
یہ وحدت ہے +

یہی کیفیت کرم اندریوں اور گیان اندریوں کی بھی
سمجھو۔ یہ اپنے دشئے میں جذب ہو ہو کر من میں لین
ہوئیں۔ جن سے ان سب کی پیدائش ہے۔ اور اب صرف
من ہی من رہ گیا۔ یہ وحدت ہے +

کارنج ہمیشہ اپنے کارن کی طرف واپس جاتے ہیں۔
نتیجہ سبب ہی میں جا کر معدوم ہوتا ہے۔ اصل کی اولاد اصل
کی جانب رجوع ہوتی ہے۔ یہ وحدت ہے +

ان سب من۔ بانی۔ تتو وغیرہ کا آدھار پران ہے
یہ سب اسی کے سہارے رہتے ہوئے اپنا اپنا کھیل کرتے
ہیں۔ اور پھر پران میں لئے ہو جاتے ہیں۔ یہ وحدت ہے +
یہ پران کس سے پیدا ہوا؟ یہ آتما سے پیدا ہوا۔ یہ آتما
میں جا کر لے ہوا۔ یہ وحدت ہے +

اس آتما کا آدھار سہارا۔ سبب یا کارن پرماتما ہے
یہ پرماتما میں جا کر لے ہوا۔ اب آخر میں ایک پرماتما
ہی پرماتما رہ گیا۔ جو سب کا اصل الاصول ہے۔ یہ
آخری وحدت ہے +

منڈک وغیرہ اپنشدوں نے اسی طرح وحدت کے
مسئلہ کو ذہن نشین کرایا ہے۔ سکارنج تو اندریوں کو دکھائی

دیتا ہے۔ کیونکہ تمیز و تفریق کا درجہ رکھتے ہوئے بھی ان کے درمیان مطابقت۔ مماثلت۔ ہم آہنگی اور موافقت ہے۔ لیکن اصلی اصل اور حقیقی کارن اس قدر لطیف۔ باریک اور اونچا ہے۔ کہ من اور اندریوں کی رسائی اس تک نہیں ہوتی۔ یہ اس کے ماتحت ہیں۔ وہ ان سے بالادست ہے۔ اور ان پر فوق رکھتا ہے۔ اس لئے ان کو اس کا علم ہونا غیر ممکن ہے۔ یہ اصل الاصول اور سب کی بنیادی ابتدا برہم ہے۔ اپنشد اسی بات کو ذہن نشین کراتے ہیں۔ برہم کی تلاش ان عارضی صورتوں میں یا ان عارضی اوزاروں کی مدد سے غیر ممکن ہے۔ جب اس کا انوبھو ہوتا ہے۔ تب وحدت کا مضمون خود بخود خاطرنشین ہونے لگتا ہے۔

۳ — اب ذات مطلق یا برہم کی طرف رجوع کرو۔ ہم کو خارجی اور اندرونی علم کا دعوے ہے۔ یہ علم ابتدا میں حقیقی اور مضبوط معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اسی علم سے ہمارے کاروبار میں باقاعدگی رہتی ہے۔ اور اسی پر ہماری زندگی کا انحصار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مابعد کا پختہ تجربہ اسے بھی عارضی اور ناپائدار ثابت کر دکھاتا ہے۔ یہ صرف عارضی معلومات کا عارضی علم ہے۔ ہم اس تجربہ سے بچ نہیں سکتے۔ یہ سب کا سب تبدیلی پذیر ہوتا جاتا ہے۔ آج تم علم کا ایک نیا مسئلہ

گمٹڑو۔ کل کی مزید واقفیت اُسے غلط قرار دے گی
جو بات ہمارے بیرونی علم کی بابت صحیح ہے۔ وہی اندرونی
علم کی بابت بھی لفظ بہ لفظ صحیح نکلتی ہے۔ ان کے درمیان
زیادہ فرق نہیں ہے۔ سوچ۔ ہماری اندر یاں ہیں۔ خود
تو ان کو علم ہوتا نہیں۔ ان کو علم کے لئے من کی ماتحتی
میں رہنا پڑتا ہے۔ یہ من دنیا میں علم یا گیان کا ذریعہ
ہے۔ لیکن کیا یہ بطور خود سبب اول ہے؟ نہیں۔
یہ محدود ہے۔ اور یہ کسی اور ہستی سبب اور اصل کے
تابع ہے۔ اس کا پتہ سوشپتی کی گہری نیند کی حالت میں
لگتا ہے۔ جب من کسی اور ہستی میں جا کر جذب ہو کر تحلیل
ہو جاتا ہے۔ یہاں آکر من کے علم کا خاتمہ ہو جاتا ہے
یہ محدود من اور اس کا محدود علم کسی لامحدود من اور
لامحدود گیان کے ماتحت ہے۔ جو خود لامحدود ہے
اس نتیجہ پر پہنچ کر پھر ہم کو اپنی اصلیت کی جانب رجوع
ہونا پڑتا ہے۔ اور اگر ہم بار بار غور کریں۔ تو ہم کو پتہ
لگتا ہے۔ کہ ہمارے اندر کوئی ایسا مستقل۔ دائمی اور
قائمی جوہر ہے۔ جس کے تابع یہ سب کے سب ہیں
اور آخر میں ہم کہ سکتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا "آتما" اور ہماری
اپنی "ذات" ہمارا اپنا "جوہر" اور ہماری اپنی
"مطلقیت" ہے۔ جو کسی کے بھی تابع نہیں ہے۔ یہ
آتما ہی ہے۔ جو اصل میں سنتا۔ دیکھتا سوچتا اور جانتا ہے

اس کے سوا اور کسی کو علم نہیں ہوتا۔ اور سب تو غائب ہوتے جاتے ہیں۔ یہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور سب بدل جاتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں بدلتا۔ یہ نہ ہوتا۔ تو دوسروں کی ہستی کا امکان تک نہ رہتا۔ یہ آتما ہے۔ جو لامحدود لایتغیر لایتبدل۔ لایزال ہے۔ اور تمام علوم و فنون سے بہت اونچی حیثیت رکھتا ہے۔

۳۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ضرورت ہی ہیں حرکت کا سوال ہے۔ انسان فطرتاً خوشی ہے اور خوشی پسند ہے۔ اس لیے خوش رہنا اس کا مقصد ہے۔ لیکن دنیاوی خوشی ناپائدار ہے۔ حواس کی لذت عارضی ہے اور یہ حواس خود تھک تھکا کر بیکار بھی ہو جاتی ہیں۔ اس کے سوا ان خوشیوں کے ساتھ پاپ بھی لگا رہتا ہے جو سکھ میں دکھ بھی کرتا رہتا ہے اگر یہ بھی نہ مانا جائے انسان ہمیشہ خوش رہے۔ خوب خوش رہے۔ خوب خوب خوشیوں کے گلچھرے اڑایا کرے۔ لیکن بڑھاپا کو کیا کریگا۔ وہ تو آئیگی اور آکر رہے گی۔ اور اپنے ساتھ موت کو لائے گی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ مرنے کے بعد سورگ کا سکھ ملیگا۔ تو یہ سکھ بھی دنیاوی سکھ کی طرح عارضی ہے۔ یہ بھی ناقص اور دیرپا نہیں ہے۔ اس کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ عارضی کرموں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان کا پھل بھی عارضی ہی ہو گا۔ یہ

محدود ہیں۔ اس لئے ان کے نتیجے بھی محدود ہونگے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ کبھی نہ کبھی یہ بھی ختم ہونگے اور ان سے سیری اور دائمی راحت نہ نصیب ہوگی انسان ایسا سکھ چاہتا ہے۔ جو کبھی ختم ہونے پر نہ آئے اور تبدیل نہ ہو۔ اگر ایسا سکھ کہیں کسی سے مل سکتا ہے۔ تو وہ صرف وہ شخصیت ہوگی۔ جسے یہ سکھ حاصل ہے۔ اور اس کی قربت لازمی شرط ہوگی ✽

دیوتاؤں سے سکھ ملتا ہے۔ وید ایسا کہتے ہیں۔ لیکن یہ دیوتا خود بھی غلبات اور جذبات کے زیر اثر شکست و مغلوبیت کے شکار اور نفسانیت سے پاک نہیں ہیں۔ ان میں دائمی سکھ کہاں! یہ تو اُن سے خالی ہی ہونگے۔ خالی نہ ہوتا تو پھر برباد اور پریشان کیوں ہوا کرتے۔ لڑائی جھگڑے میں کیوں رہتے! اس لئے آتما کا دائمی سکھ آتما ہی میں ملیگا۔ اور ہم کو مجبوراً ان نتیجوں پر آنا پڑتا ہے :۔

(۱) ۔ خارجی سامان میں سکھ کی تلاش فریب در دھوکا ہی

(۲) ۔ خارجی اشیا ہمیشہ ہمارے اختیار میں نہیں رہتیں۔

(۳) ۔ جسقدر ہم خارجی سامان سے جدا اور آزاد رہینگے اسی قدر مصیبت سے نجات رہے گی ✽

(۴) ۔ دلی خوشی نسبتاً حواسی خوشی سے اعلےٰ ہے۔ اور اس کا تعلق گیان سے ہے۔ بشرطیکہ دل معراجی ہے۔

اس لیۓ گیان کی خوشی سب سے اونچی ہے۔ اور
گیان چونکہ لامحدود ہے۔ اُس کی خوشی بھی لامحدود ہوگی
یہ لامحدود گیان کیا ہے؟ اور یہ کس کا گیان ہے؟
یہ برہمہ گیان ہے۔ محدود گیان اُسی طرح لامحدود
گیان کے تابع ہے۔ جیسے اندریوں کا گیان من کے
گیان کے تابع ہے۔ یا ندی دریا سمندر کے تابع ہیں۔
یہی برہمہ کا خیال ہے۔ برہمہ ہی حقیقی خوشی ہے
اور برہمہ ہی میں حقیقی خوشی ہے۔
جہاں خوشی ہے۔ وہاں ہستی کا بھی ہونا لازمی ہے
کیونکہ پھر وہ خوشی کیسے ہوگی! اور جہاں ہستی ہوگی۔
وہاں ہستی کے علم کا ہونا بھی مقدم ہے۔ اس لیۓ
خوشی ہستی اور علم تینوں ایک اور باہمدگر وابستہ ہیں۔
یہ تینوں حالتیں ہم میں ہیں۔ جب تک ہم میں محدودیت
کا خیال ہے۔ ہم محدود الخیال ہیں۔ اور جب ہم میں
وسیع الخیالی آجاتی ہے۔ ہم وسیع الخیال ہو رہتے ہیں
یہ بات اس طرح آسانی سے سمجھ میں آتی جاتی ہے۔
اور انوبھو ہو جانے پر یہ سمجھ پختہ ہو جاتی ہے۔
آخری نتیجہ یہ ہے کہ آتما مادی طبقہ سے اونچا ہوتا
ہُوا اس سے جدا نہیں ہے۔ جہاں مادہ ہے۔ وہاں رُوح
ہے۔ اور جہاں رُوح ہے۔ وہاں مادہ بھی رہتا ہے۔
اس طرح یہ تمیزی تفرقہ بھی رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے

اور اپنشدوں کا مضمون اس کی صراحت کر کے خوب دل نشین کر دیتا ہے۔ تب بھرم ہمیشہ کے لئے مٹ جاتا ہے۔ صرف اسقدر جان لینا ہے۔ کہ مادہ کی اپنی کوئی اصلی ہستی نہیں ہے۔ اس کی ہستی آتما کے تابع ہے یہ آتما نگ ہے۔ جو حقیقی سچدانند ہے۔

ابتدا میں اس طرح سمجھنا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن جہاں غور اور بویک وچار نے ذرا قدم بڑھایا مطابقت کا مضمون ہم سے اور ہماری ذات سے وابستہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ اور اتنا ہی نہیں۔ بلکہ اس کا معمولی طور پر تجربہ بھی ہوتا جاتا ہے۔ اور تمام مسئلہ مسائل کے حل کی کنجی ہمارے ہی اندر نظر آنے لگ جاتی ہے۔ برہم کے اس خاص خیال کو اپنے دماغ (منڈ) میں جگہ دے لو۔ تب منڈک کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

ویدوں سے تعلق

منڈک اپنشد کا تعلق اتھروید سے ہے۔ اور اس کی تعلیم کا سلسلہ خود برہما جی سے ملایا جاتا ہے۔ یہ منتر اپنشد بھی کہلاتی ہے۔ کیونکہ نظم میں بیان کی گئی ہے۔

خاص خصوصیت

منڈک اپنشد کی تعلیم شونک نامی ایک خانہ دار گرہستی کو دیگئی تھی اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس سلسلہ کی تعلیم کا تعلق بھی زیادہ تر گرہستیوں ہی سے رہا ہوگا۔ جیسا کہ اب تک شرو برت سر میں ورت دھارن کرنیکا رواج پنتھائیوں کے درمیان موجود ہے۔ اور اسمیں زیادہ تر گرہستیوں ہی کی تعداد شامل ہوتی ہے۔ شرو برت کسطرح دھارن کیا جاتا ہے۔ اس کی اشارہ اشارہ میں وضاحت تو کردی گئی۔ رسمی طور پر اس کا طرز عمل روایتی ہے۔ جو خاص خاص پابندیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور مختلف پنتھائیوں میں مختلف طریقہ میں برتا جاتا ہے۔ اسلئے اس کی تفصیلی صراحت طول عمل سے خالی نہ ہوگی۔ یہاں صرف اسی قدر کہنے کی ضرورت ہے۔ کہ جس نے شرو برت (سر میں ورت) یا منڈک (سر میں برہم) کو دھارن کرلیا۔ اُسنے اسکے پڑھنے اور وچار نے کا حق حاصل ہوگیا۔ اس کی ابتدائی شرط صرف اتنی ہی ہے۔ اور وہ صحبت یا مجلس خواہ ست سنگ میں رہنے اور گورو کے بچن سننے کا ادھکاری تسلیم کرلیا گیا۔ پھر اس سے کوئی بھید نہ چھپایا نہ جاسے گا۔

یہ گرہستیوں کا طریق ضرور ہے۔ لیکن یہ لازمی نہیں ہے۔ کہ اسمیں اور آشرم کے لوگ نہ شامل ہوں۔ اس کی بندش نہ پہلے تھی۔ اور نہ اب ہے۔

دھارمے تو دو اُدمبلی گرہی اور ویراگ
گرہی داساتن کرے۔ ویراگی انوراگ

طرز عمل کا اصول اس دوسرے میں اختصار کے ساتھ موجود ہے۔ کہ ہستی میں ذاساتن ہو۔ اور دوسرے ہستی میں انوراگ رہے اور دونوں یکساں طور پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور تمیز کی تفرقہ کی گنجائش نہ رہے گی +

یہاں اسقدر جتا دینے کی ضرورت ہے۔ کہ یہ گورومت آئین ہے۔ اور گورو کے ست سنگ کا محتاج ہے۔ جو لوگ اسے گورو کی زبان سے نہیں سنتے اور ساتھ عمل نہیں کرتے ان کے دلی شکوک وشبہات دور نہیں ہوتے۔ اور اصلی نفع کم ملتا ہے۔ بلکہ یہ علم اکثر عذاب جان بھی ہو جاتا ہے۔ علم کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ وہ عملی ہو۔ اور زندگی کا جز بنجائے۔ محض سننے یا پڑھ لینے سے اس کا اصلی فائدہ کیا ہوتا ہو گا۔ یہ ہر سمجھ دار شخص اپنے لئے سمجھ سکتا ہے +

فائدہ تو اس وقت ہے۔ کہ یہ برہمہ یا برہمہ اگنی کو عملاً سر میں دھارن کئے ہوئے دریا سے انوار میں غواصی کرے۔ یہ کسطرح ہوتا ہے؟ وہ دیو۔ یان پنتھ کے پنھائی کا راز ہے۔ جو صرف ادھکاری کو بتایا جاتا ہے۔ طریق آسان۔ سریع العمل اور سریع الاثر ہے۔ کرنا شرط ہے۔ پھر خود بخود اصلیت گھر کر جاتی ہے۔ اور اس کا ساکشاتکار ہو جاتا ہے۔ منڈک اپنشد اس طرز عمل کی مختصر نوٹ بک ہے اور بس +

شیوبرت لال
رادھا سوامی دھام ڈاک خانہ گوپی گنج راج بنارس

منڈک اپنشد

پہلا منڈک

پہلا کھنڈ

(۱) تعلیمی سلسلہ برہما سے چلتا ہے

(۱) ـــ برہما دیوتاؤں میں سب سے پہلے پیدا ہوا وہ سب کا بنانے والا اور دنیا کا محافظ ہے۔ اس نے تمام وِدیاؤں کی بنیاد۔ برہم وِدیا اتھروَن نامی اپنے بڑے لڑکے کو سکھلائی۔

(۲) ـــ برہما نے جو کچھ اتھروَن کو سکھایا تھا۔ وہی برہم وِدیا اتھروَن نے پورانے زمانہ میں انگر کو بتائی

اس نے بھر دواجی ستیہ واہ کو بتائی*
اور سفلی دو نوروِدیائیں
بھر دواجی ستیہ واہ نے علوی
انگرس کو بتائی*

(۲)۔ شونک کو جگت کے کارن جاننے کا شوق ہوا

(۳)۔ شونک فی الحقیقت ایک بہت بڑا گرہستی شاستر کے موافق انگرس کے پاس آیا۔ اور اس سے) پوچھا۔
"بھگون! کس ایک (شئے) کے سمجھ لینے سے یہ سب جگت
سمجھ میں آجاتا ہے"

(۳)۔ دو قسم کی ودیائیں

(۴)۔ اس نے اسے کہا۔ دو ودیائیں جاننے کے قابل
ہیں۔ ایک پرا (علوی) دوسری اپرا (سفلی) برہم کے جاننے
والوں نے فی الحقیقت ایسا ہی کہا ہے*

(۵)۔ ان میں سے سفلی (علم) رگ وید۔ یجر وید۔
سام وید۔ اتھروید۔ سکشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نرکت۔
چھند اور جوتش ہیں*
علوی (علم) وہ ہے۔ جس سے اکشر (لافانی برہم)
جانا جاتا ہے*

(۴)۔ سب کی جڑھ لافانی اکشر ہے

(۶)۔ "جو نہ دیکھا جاتا ہے۔ نہ پکڑا جاتا ہے جس
کا گوتر نہیں نہ ورن ہے۔ نہ جس کی آنکھ ہیں۔ نہ کان
ہیں۔ نہ ہاتھ ہیں۔ نہ پاؤں ہیں۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے

محیط کل ہے سب کے اندر ہے۔ بہت لطیف ہے۔
جس کا ناش نہیں ہوتا۔ جسے گیانی سب جانداروں کا
کارن بناتے ہیں۔

(۷) - "جیسے مکڑی تار چھوڑتی ہے اور سمیٹ لیتی ہے
جیسے زمین پر پودے اُگتے ہیں۔ جیسے پرش کے سر اور
جسم سے بال پیدا ہوتے ہیں۔ ویسے ہی اکشر (برہم) سے
ہر چیز پیدا ہوتی ہے۔"

(۸) - تپ سے یہ برہم پھولتا ہے۔
تب اُس سے اناج پیدا ہوتا ہے۔
اناج سے پران - من - ست
لوک اور کرموں میں امرت (پیدا ہوتے ہیں)"

(۹) - وہ جو سب کا جاننے والا اور سب کا سمجھنے والا ہے
جس کا تپ گیان روپ ہے۔
اس (برہم) سے برہما پیدا ہوتے ہیں۔
(یعنی نام روپ اور اناج۔

دوسرا کھنڈ

(۱) - مذہبی کرموں کی پابندی

(۱) - "یہ سچائی ہے کہ :-

رشیوں نے کرموں کو (وید وں کے) منتروں میں دیکھا جو تریتا (تین ویدوں) میں مختلف قسم میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی لگاتار پابندی کرو۔ اے سچائی اُسکے پیار کرنے والو! یہ پنیہ لوک کی طرف لے جانے والا تمہارا راستہ ہے۔

(۲) — جب اگنی کے جلنے پر اس کے شعلے بلند ہوتے ہیں۔ تو پگھلے ہوئے گھی کی دو آہوتیاں دینی چاہئے یہ آہوتی شردھا کے ساتھ ہو۔

(۳) — جس کا اگنی ہوتر بغیر دیکھے ہوئے پورنماشی چترماسی۔ اور آگرین کے ہے۔ جہاں اپنیتی نہیں جانے برابر جاری نہیں رہتا۔ بغیر وشودیو کے ہے۔ باقاعدہ کے موافق نہیں کیا جاتا۔ ایسے شخص کے ساتوں لوک برباد ہو جاتے ہیں۔

(۴) — کالی کرالی منوجوا
سُو لوہتا۔ سُودھومر ورنا پھولنگنی وشوروچی
یہ چاروں طرف جھبکتی ہوئی سات زبانیں کہلاتی ہیں

مختصر تشریح:—

کالی = سیاہ
کرالی = خوفناک
سُو لوہتا = بہت سُرخ
سُودھومر ورنا = بہت دھوئیں کی رنگ والی۔

سپھولنگنی = جنگاریاں جھاڑنے والی۔
وشو روپی = چاروں طرف پھیلنے والی۔
منوجوا = من سے پیدا شدہ۔

(۲)۔ کرم کا پھل

(۵) — "جب یہ چمک رہی ہوں۔ تو مناسب وقت پر آہوتی دیتے ہوئے جو جمان کرم کو پورا کرتا ہے اس کو یہ سورج کی کرنیں وہاں لے جاتی ہیں۔ جہاں دیوتاؤں کا ایک مالک رہتا ہے"۔

(۶) — "آؤ آؤ۔ اس طرح اسے کہتی ہوئی وہ چمکتی ہوئی آہوتیاں جمان کو سورج کی کرنوں کی راہ سے اٹھا لے جاتی ہیں۔ پیاری پیاری باتیں کہتی ہوئیں اور اس کی تعریف کرتی ہوئیں کہ یہ تمہارا پوتر برہم لوک ہے۔ جسے تم نے اپنے کرموں سے حاصل کیا ہے"۔

(۳)۔ محض یگیہ سے جنم مرن دور نہیں ہوتا

(۷) — "مگر یگیوں کی اٹھارہ کشتیاں جس میں نیچے درجہ کا کرم بتایا گیا ہے۔ جو نادان اسی کو بہتر جان کر تعریف کرتے ہیں۔ وہ بار بار بڑھاپا اور موت کو پراپت ہوتے ہیں"۔

(۴)۔ اگیان کا پھل

(۸) — "احمق نادان اودیا کے اندر رہتے ہوئے اپنے آپ کو دانا سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو پنڈت

جاتے ہوئے سخت زخم سہتے ہوئے۔ برابر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ جیسے اندھوں کی رہبری میں اندھے کرتے ہیں +

(۹) ۔ "یہ طفلانہ مزاج والے اودیا کے رہتے ہوئے سمجھتے ہیں ۔ ہم نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ کیونکہ کرم کرنیوالے لوک راگ (کی وجہ) سے (تتو گیان کو) کو نہیں سمجھتے۔ اس وجہ سے وہ دکھی ہو کر گرتے ہیں جب ان کا لوک چھین لیا جاتا ہے"+

(۱۰) ۔ "یگیہ اور خیرات کو سب سے اعلے سمجھتے ہوئے یہ نادان ان سے بہتر اور بھلائی نہیں دیکھتے۔ وہ سورگ کی پیٹھ پر جسے انہوں نے اپنے نیک کرموں کی وجہ سے حاصل کر لیا ہے۔ بھوگ کر اس لوک یا اس سے بھی نیچے لوک میں داخل ہوتے ہیں"+

(۵) ۔ گیانی بغیر یگیہ کے اکشر پرش کو پراپت ہوتے ہیں

(۱۱) ۔ "جو جنگل میں تپ اور شردھا کا شغل کرتے کرتے ہیں شانت ۔ ودیا وان بھیکھیہ مانگ کر زندگی بسر کرتے ہوئے وہ سورج کے دروازہ سے وہاں جاتے ہیں ۔ جہاں وہ امرت پورش رہتا ہے (بلکہ) امرت پرش ہی کو (پراپت) ہوتے ہیں)"

(۶) ۔ برہم گیان قابل گورو سے ملتا ہے

(۱۲) ۔ "جو لوک کرم سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

ان کی خوب جانچ کر براہمن کو اُپرام ہو جائے۔ کیونکہ جو (لوک) کسی سے نہیں بنا ہے۔ وہ بنے ہوئے سے نہیں ملتا۔ اس کے جاننے کے لئے اُسے ایک ایسے گورو کے پاس جانا چاہیئے۔ جو ویدوں کا جاننے والا اور برہم میں نشٹھا رکھنے والا ہو۔

(۱۳)۔ سوہ پرش جو اس طرح عزت اور تعظیم سے ایسے جاننے والے (گورو) کے پاس جاتا ہے جسے من کی خواہشیں نہیں ستاتیں۔ جو پوری شانتی والا ہے۔ اُس (براہمن شاگرد) کو وہ واقف کار (گورو) برہم ودیا کی اصلیت کی تعلیم دیتا ہے۔ جس (کی مدد) سے اس نے (خود) ابناشی ستیہ پورش کو جان لیا ہے۔

دُوسرا مُنڈک

برہم آتما کا تتو

پہلا کھنڈ

(۱)۔ اکشر پرش سب پرانیوں کا اشٹ اور جڑ ہے

(۱)۔ یہ سچائی ہے کہ: جس طرح مشتعل آگ سے آگ کی

شکل کی سینکڑوں چنگاریاں نکلتی ہیں۔ اسی طرح اے بیٹے! طرح طرح کے تو اس اکشر سے پیدا ہوتے اور اسی میں سماتے ہیں"

(۲)۔ پرم پُرش

(۲)۔ "وہ نورانی پرش بغیر جسم کا ہے۔ وہ باہر اور اندر دونوں جگہ ہے۔ وہ جنم نہیں لیتا۔ بغیر پران اور بغیر من کے ہے۔ شُدھ ہے۔ اکشر جو پرے ہے وہ اس سے بھی پرے ہے"

(۳)۔ انسان اور کیوتوں کی جڑھ

(۳)۔ "اس سے پران پیدا ہوتا ہے۔ من اور تمام اندریاں آکاش ہوا۔ روشنی (تیج) پانی اور مٹی۔ جس نے سب کو دہارن کر رکھا ہے"

(۴)۔ برہمانڈی پُرش یا برہما انتر آتما

(۴)۔ "اگنی اس کا سر ہے۔ سورج چاند اس کی آنکھیں ہیں۔ دِشائیں (اطراف) اس کے کان ہیں۔ ویدک الہام اس کی بانی ہے۔ ہوا اس کی پران ہے۔ اور تمام جگت اس کا دل ہے۔ پرتھوی اس کے پاؤں ہے۔ یہی الحقیقت سب کا انتر آتما ہے"

(۵)۔ جگت اور منفرد پرانیوں کی جڑھ

(۵)۔ "اسی سے وہ اگنی پیدا ہوئی۔ سورج جس کی ایندھن ہیں۔ چندر سے پرجنیہ (بادل) اس سے زمین کی

بنسپتی (نباتات)۔ پرش ستری (کے گربھ) میں بیج ڈالتا ہے۔ (اسی طرح) بہت سے جیو اس پرش سے پیدا ہوتے ہیں"

(۶) - تمام مذہبی پابندیوں کی جڑھ

"(۶) - اس سے نکلتے ہیں) رِک - سام کے گاین - اتھروید کے منتر - دِکشا - تمام یگیہ - کرت اور دکشنائیں - یگیہ کرنے والا - اور لوک جن پر چندر زور سے چمکتا اور جہاں سورج (رہتے) ہیں"

(۷) - تمام زندگیوں کی صورتوں کی جڑ

"(۷) - اس سے بہت قسم کے دیوتا بھی پیدا ہوئے ہیں سادھیہ منشیہ - پشو - پکشی - پران - اپان - چاول - اور جو - تپ - شردھا - ستیہ - برہمچریہ اور ودھی -"

(۸) - اندریوں کی شکتی کی جڑ

"(۸) - سات اندریاں بھی اس سے پیدا ہوتی ہیں - ساتوں شعلے - سات سمدھائیں (یگیہ کی لکڑیاں) سات ہوم یہ سات لوک جن میں اندریاں وچرتی ہیں - یہ گپھا میں رہنے والی ہیں - اور سات سات استھاپن کئے گئے ہیں"

مختصر شرح :-

سات اندریاں = دو آنکھ - دو ناک - دو کان اور ایک زبان

سات شعلے = دیکھنا - سونگھنا - سننا - چکھنا (سات اندریوں کی رعایت سے)

سات سمدھائیں = سات اندریوں کے سات وشیوں کا گیان -

سات لوک = سات اندریوں کے سات سوراخ -
گپھا = ہردے - دل
سات سات کی رعایت اندریوں ہی کی نظر سے ہے +

—:o:—

(۹) - جگت کی جڑھ انترآتما ہیں
(۹) * اس سے سمندر اور تمام پہاڑ پیدا ہوئے ہیں - اسی سے ہر ایک قسم کی ندیاں بہی ہیں - اور اسی سے تمام بنسپتی و نباتات، جوہر (رس) یہ انترآتما بھوتوں کے ساتھ ٹھہرتا ہے +

(۱۰) - واحد پرش ہردے گپھا میں

(۱۰) - "پرش ہی یہ سب کچھ ہے - کرم تپ اور برہم پرم امرت - وہ جو اس (ہردے کی) گپھا میں چھپے ہوئے کو جانتا ہے - وہ یہاں ہے - اے سومیہ! اودیا کی گرہ کو کھول ہے"

—o:o—

دوسرا کھنڈ

—:o:—

(۱) - واحد واجب الوجود برہم
(۱) - یہ برہم پرگٹ ہے - نزدیک ہے (ہردے کی) گپھا * میں

* - اس کا ترجمہ - پوشیدگی میں چلنے والا بھی کیا جا سکتا ہے +

میں رہنے والا پر سیدھ ہے۔ منزل مقصود ہے۔ جو
چلتا ہے۔ سانس لیتا ہے۔ اور آنکھ جھپکاتا ہے۔ (یہ تینوں)
اسی میں گتھے ہوئے ہیں۔ اور جو کچھ تم ست اور است جانتے ہو
وہ چاہنے کے قابل ہے۔ بدھی سے اونچا اور تمام پرانیوں
میں افضل ہے ''

(۲) - جو روشن ہے۔ جو لطیف سے بھی زیادہ لطیف
ہے۔ جس پر لوک ٹھہرے ہوئے ہیں۔ (جیسے) لوگوں کے
رہنے والے (ٹھہرے ہوئے ہیں) وہ ابناسی برہمہ ہے۔
وہ پران ہے۔ وہ بانی ہے۔ وہ من ہے۔ وہ ستیہ ہے
وہ امرت ہے۔ وہ نشانہ لگانے کے قابل ہے۔ اے
دوست! اس کو اپنا نشانہ بنا ✦

(۲) - اوم کا نشانہ

(۳) - اپنشد کی کمان کو پکڑ کر جو ایک بہت بڑا
اوندار ہے۔ اس میں اپاسنا سے تیز کئے ہوئے تیر کو
جوڑنا چاہیئے۔ اور پھر اسی کی ستا میں محو ہوئے من کو اس
سے کھینچکر اس ابناشی نشان کو اے سومیہ! نشانہ لگا ''

(۴) - اوم کمان ہے۔ آتما تیر ہے۔ برہمہ اس کا
لکش کہا جاتا ہے۔ ایکاگرچت والا پرش (اسے) نشانہ
لگا سکتا ہے۔ اور تب وہ اس کی شکل کا ہو جائے گا۔ جیسے
تیر نشانہ میں داخل ہو کر (اسی کی شکل کا ہو جاتا ہے) ✦

(۳) - آتما ایک ہے

(۵) - جس میں دیو (عالم بالا) پرتھوی (عالم زیریں) اور انتر کش (عالم درمیانی) اور من بھی اندریوں کے ساتھ گتھا ہوا ہے - اسی کو ایک آتما سمجھ - دوسری (فضول) باتوں کو چھوڑ دے - وہی امرت کا پل ہے ٭

(۴) - آتما ہردے گپھا میں ہے

(۶) - جہاں تمام رگیں رتھ کی ناف میں اروں کی طرح جڑی ہوئی ہیں - وہاں ہی وہ مختلف شکلوں میں وچرتا رہتا ہے ٭

اوم - آتما پر وچار کرو - تمہارے لئے پار پہنچنے کے لئے اندھیرے سے پرے (وہ) کلیان (کا باعث) ہو

(۷) - وہ جو سب کا جاننے والا سب کا سمجھنے والا ہے - جس کی مہما اس جگت میں ہے - وہ آتما نورانی برہم پور میں رہتا ہے - اور آکاش میں قائم ہے - وہ منومے اندریوں اور شریر کا قاعدہ میں رکھنے والا ہے - وہ ان (اناج) میں رہتا ہے - من کو قابو میں رکھتا ہے - اس کے گیان سے دھیر پورش اس امرت کو دیکھتے ہیں - جو آنند روپ ہو کر چمکتا ہے ٭

(۵) - اس کے درشن سے نجات

(۸) - "تب ہردے کی گانٹھ کھل جاتی ہے تمام شک دور بھاگ جاتے ہیں - انسان کے کرموں کا خاتمہ ہو جاتا

ہے۔ جب آدمی اس پر (علوی) اور اپر (سفلی) کو دیکھ لیتا ہے ٭

(۶) - سویم پرکاش جگت کا پرکاش

(۹) - سب سے اونچے طلائی غلاف میں جو بغیر گرد و غبار کے ہے۔ بغیر دھبہ کے ہے۔ اور بغیر ٹکڑوں کے ہے۔ (وہ) برہم (رہتا ہے)۔ وہ شدھ ہے۔ نور کا نور ہے۔ اُسے وہ جانتے ہیں۔ جنہوں نے آتما کو جان لیا ہے۔ وہ یہ ہے ٭

(۱۰) - نہ وہاں سورج چمکتا ہے۔ نہ چاند نہ تارے۔ نہیں یہاں بجلیاں ہی چمکتی ہیں۔ یہ (زمینی) آگ (وہاں) کہاں۔ اسی ہی کے چمکنے پر یہ سب کچھ چمکتا ہے۔ تمام جگت اسی کی چمک سے چمکتا ہے ٭

(۷) - ہر وجود میں موجود واجب الوجود

(۱۱) - امرت روپ برہم ہی فی الحقیقت سامنے پیچھے - دائیں - بائیں - نیچے اوپر پھیلا ہوا ہے۔ برہم ہی یہ سب کچھ جگت ہے۔ یہ سب سے وسیع وسوت ہے ٭
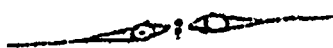
تیسرا منڈک

برہمہ پنتھ - برہمہ مارگ

پہلا کھنڈ

بڑے ساتھی کا گیان پرم مکتی ہے

(۱) - دو پرند جو ہمیشہ کے ساتھ رہنے والے ساتھی ہیں - دونوں ہی ایک درخت پر رہتے ہیں - ان میں سے ایک پھل کی لذت بھوگنے والا ہے - دوسرا نہ کھاتا ہوا (صرف) دیکھتا ہے ۔

(۲) - اسی درخت پر بھولا ہوا پُرش کمزوری سے دھوکا کھا کر رنج میں پڑا ہے - جب وہ اس دوسرے مالک (ایش) کو خوش اور اس کی مہما کو دیکھتا ہے - تب وہ رنج سے آزاد ہو جاتا ہے ۔

(۳) - جب وہ دیکھنے والا چمکیلے مالک - خالق - پُرش اور برہمہ کے سرچشمہ کو دیکھ لیتا ہے - تب وہ

جاننے والا ہو کر پاپ اور پنیہ کو چھوڑ دیتا ہے - اور اس (ایش) کے ساتھ اسکے ایکساینت (سامیہ) کو حاصل کر کے بغیر دھبہ کا ہو جاتا ہے ॥

(۳) - آتما میں خوشی - پران میں خوشی

(۴) — سچ مچ یہ پران ہی ہے - جو سب پرانیوں میں چمک رہا ہے - وہ جو اسے سمجھتا ہے - وہ اصلی عالم ہوتا ہے اس سے بہتر خوش تقریر کوئی نہیں ہوتا ہے وہ آتما میں خوش ہو کر آتما میں پریم رکھ کر کرتب کرتا ہے - یہ برہم گیان میں افضل ہوتا ہے ॥

(۳) - شُدھ آتما سچے سادھن سے ملتا ہے

(۵) - سچائی - تپ - سمیک گیان اور لگاتار برہمچریہ سے یہ آتما ملتا ہے - جو جسم کے اندر شدھ اور نورانی ہے - جسے وہ جتی دیکھتے ہیں جن کے پاپ ناش ہو گئے ہیں ॥

(۶) - سچائی ہی کی فتح ہوتی ہے - جھوٹ نہیں (فتح پاتا) سچائی سے وہ راہ پھیلی ہے - جو دیو - یان ہے جس (کی مدد) سے وہ رِشی وہاں پہنچتے ہیں - جو خواہشوں سے اونچے ہیں - جہاں وہ سچائی کا گھر ہے ॥

(۴) - محیط کل انتر آتما

(۷) — وسیع - آسمانی - ناقابل غور صورت کا - لطیف

بیؔ - اس جملہ کا ترجمہ اکثر لوگوں نے کیا ہے :- "نہ کہ بات بنانیوالہ"

سے زیادہ لطیف وہ (آتما) روشن ہے - وہ دور سے بھی دور اور پھر بھی بہت نزدیک ہے - دیکھنے والوں کے لئے وہ یہاں ہی (ہردے) گپھا میں چھپا ہوا ہے ٭

(۵) - آتما صرف گیان سے ملتا ہے

(۸) - نظر سے بانی (زبان) سے نہ کسی اندری سے نہ تپ سے نہ شدھ کرم سے انسان (دل کا) شدھ ہو جاتا ہے تب اس طرح وہ اس اکھنڈ کا دھیان کرتا ہوا اُسے دیکھ لیتا ہے ٭

(۹) - یہ سوکشم آتما وچار سے سمجھا جاتا ہے جس میں پران پانچ صورتوں میں تقسیم ہو کر داخل ہو گئے ہیں - تمام ذی روحوں کا من اندریوں سے گتھا ہوا رہتا ہے - جب یہ (من) شدھ ہو جاتا ہے - (تب) آتما کا پرکاش ہوتا ہے ٭

(۶) - وچار شکتی

(۱۰) - جس کا من شدھ ہے - وہ پرش جس جس لوک کو من سے سنکلپ کرتا ہے - اور جن جن کا مناؤں کو چاہتا ہے - اس اس لوک کو جیت لیتا ہے - اور اُن اُن خواہشوں کو بھی (پا لیتا) اس لئے جو سکھ چاہتا ہے - اس آتما کے جاننے والے کی پوجا کرے ٭

٭ وہ کبھی پکڑا جاتا ہے جب گیان کا پرشاد (فضل) سے

دُوسرا کھنڈ
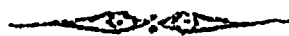
(۱) - خواہش ہی جنم کا باعث ہیں۔

(۱) - وہ (آتما کا جاننے والا) اُس اُونچے برہم دھام کو جانتا ہے۔ جس میں سارا برہمانڈ قائم ہے۔ اور جس میں قائم ہو کر چمکتا ہے۔ جو دھیر پُرش نشکام ہو کر اُس پُرش (آتما کے جاننے والے) کی خدمت کرتے ہیں اور گیانی ہیں۔ وہ بیج (جنموں) کے پار چلے جاتے ہیں۔

(۲) - جو خواہشوں کو چاہتا ہے۔ وہ (خواہشوں کے زیر اثر) خواہشوں سے بار بار یہاں وہاں جنم لیتا (پھرتا) ہے۔ لیکن جس کی خواہشیں پوری (ختم یا شانت) ہو گئی ہیں جو مکمل آتما (کرت آتما) ہے۔ اس کی تمام خواہشیں یہاں ہی (اسی زمین پر) معدوم ہو جاتی ہیں +

(۲) - آتما خود اپنا لیا کرتا ہے یا اپنا لیتا ہے

(۳) - یہ آتما نہ وید (بہت سے پڑھا لکھے) سے ملتا ہے۔ نہ عقل سے نہ زیادہ علمیت سے۔ ہاں جس کسی کو وہ آپ چُن لیتا ہے (اپناتا ہے) اُسی پر یہ آتما اپنی حقیقت کا اظہار کرتا ہے (منتوم سوام)

(۳) - گیان کے لازمی شرائط

(۴) - آتما اُسے نہیں ملتا جو استقلال سے خالی ہے۔

ضروری اطلاع

—:o:—

مندرجہ ذیل اپنشد میگزین کے نمبر تیار اور دفتر میں موجود ہیں۔ جن صاحبوں کو ضرورت ہو براہِ راست طلب فرمائیں اور آیندہ نمبروں کے مستقل خریدار بنجائیں۔

اپنشدوں کا دیباچہ قیمت ۱۲/ ۲ روپیہ

ایش اپنشد

کین اپنشد

کٹھ اپنشد

پرشن اپنشد

منڈک اپنشد

—:o:—

خادم

منیجر اپنشد میگزین لاہور

منڈک اُپنشد

(۴)

سوال و جواب کی صورت میں
نہایت خاطرنشین - موثر اور
آسان عام فہم عبارت میں

شیوبرت لال

مہتمم رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج
راج بنارس

دیباچہ

نام رُوپ

یہ جگت کیا ہے؟ یہ صرف نام اور روپ ہے۔ نام اور روپ کے سوا اس میں اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ نام رُوپ اپنے آدھار کے سمجھانے میں سب سے زیادہ مددگار ہوتے ہیں۔ بلکہ سچائی یوں ہے۔ کہ جس شے کے اندر سچائی رہتی ہے۔ وہ نام اور روپ ہی ہے۔

یہ نام روپ دونو ہستی رکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی نام اور روپ کی اپنی کوئی ہستی نہیں ہے۔ یہ اجتماع ضدین اور بھرم پیدا کرنے والی بات ہے۔ لیکن وہ غلط یا جھوٹی نہیں ہے۔ ذرا معمولی طور پر غور کرنے سے یہ سمجھ میں آجاتی ہے۔

ہستی تو ہستی ہی ہے۔ جو ہو۔ اور جس کا ہونا برحق ہو وہ اصلی شے ہے۔ اور یہ اصلی شے جس برتن کے اندر رکھی گئی ہو۔ وہ، تن روپ کہلاتا ہے۔ اور اس برتن کی

خصوصیت سے اس کی جو مختصر لفظی تعریف کی جائے وہ
نام سے ہے ۔

اسی ایک بات پر غور کرنے سے سمجھ میں آجائیگا کہ نام
اور رُوپ کی ہستی کسی اور شئے کی ہستی کے ماتحت ہے۔ اگر
وہ شئے نہ ہوتی۔ تو نام اور روپ کا اِمکان میں آنا محال
اور دشوار تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نام روپ کی اپنی
ہستی کوئی نہیں ہے۔ ان کی اگر ہستی ہے۔ تو وہ ہستی مستعار
ہے۔ مانگی لی گئی ہے۔ اور اس شئے کی رعایت۔ نسبت
اور بابت کی وجہ سے ہے۔ جو ان کو سہارا دئے ہوئے
ہے۔ اور جس کے آدھار پر یہ قائم ہیں ۔

اس لئے اصلی ہستی تو وہ شئے ہے۔ جو نام رُوپ کے
پردہ کے اندر ہے۔ یا پردہ میں لپٹی پڑی ہوئی۔ اگر وہ
نہ ہوتی۔ تو یہ بھی نہ ہوتے۔ وہ ہے۔ اس لئے یہ بھی
ہیں ۔

بنام رُوپ ہیں۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ نام
روپ نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ کسی دوسرے کے سہارے میں
اس لئے ان کی ہستی ہے بھی۔ اور نہیں بھی ہے۔ رعایتی اور
نسبتی نظر سے تو اس کے ہونے کا اِطلاق ہے۔ اور
نسبت کی شرط ہٹا دینے سے پھر ان کا ہونا ممکن نہیں ہے
یہ کہنے کی غرض ہے ۔

ویدانتی جو مایا کو اَن ہوئی یا ہستی سے خالی بتاتے

ہیں۔ وہ صرف اسی نظر سے ہے۔ اس کی دراصل اپنی کوئی ہستی نہیں ہے۔ اس کی ہستی برہمہ کے آدھار پر ہے۔ ایسے ہیں اور کھول کر سمجھا دیتا ہوں ؎
برہمہ ہے۔ یہ توضیح صاف اور واضح الفاظ میں۔ اس برہمہ میں برہمہ پنا ہے۔ برہمہ برہمہ پنے سے محروم نہیں رہ سکتا۔ جب برہمہ ہے تو پھر اس کا برہمہ پنا آخر ہوگا یا نہ ہوگا! برہمہ پنا ہے۔ لیکن برہمہ پنا کوئی جدا شے نہیں ہے۔ جو اپنی جدا ہستی رکھتا۔ برہمہ پنے کی ہستی برہمہ کے سہارے رہتی ہے۔ یہ برہمہ پنا مایا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی شے نہیں ہے۔ لوگ ناحق غلط فہمی میں پڑے ہوئے لفظی جھگڑے مچاتے رہتے ہیں۔ وہ صحیح اور سچی بات کو صحیح اور سچے دل سے کیوں نہیں مان لیتے۔ پھر بحث۔ قیل و قال۔ بحث مباحثہ اور فضول لفظی تراش و خراش کی ضرورت ہی باقی نہ رہ جائے۔
یہ مایا برہمہ پنا ہے۔ برہمہ پنا صفت ہے جو صفت تلئے موصوف کے سہارے رہتی ہے اسی طرح یہ مایا بھی برہمہ کے آدھار پر رہتی ہے۔ وہ خود کوئی شے نہیں ہے۔ اصلی شے تو برہمہ ہی ہے۔ لیکن چونکہ برہمہ میں برہمہ پنا ہے اس لئے برہمہ مایا سے خالی نہیں ہے۔ اگر یہ بات ذہن نشین ہو جائے۔ تو برہمہ اور مایا کا دو پنا دم کے دم میں مٹ جائے بات صاف صاف نہ کہی جاتی ہے۔ نہ سمجھائی جاتی ہے اس وجہ سے بھرم پیدا ہوتا ہے۔ اور بھرم کا سلسلہ چل نکلتا

ہے اور آخر میں وہ اندھے کی کمبیر کی طرح رسّی ہی ہو کر رہ جاتی" ہے ؎

یہ مایا ہی نام روپ ہے۔ اور یہ نام روپ مایا ہے مایا جگت ہے۔ اور جگت صرف نام روپ ہے۔ جو ہے اور نہیں بھی ہے۔ برہم کی ہستی کی نسبتی نقطہ قائم کرنے سے تو اس کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن اس نسبت کی نظر مٹا دینے سے وہ نہیں ہے۔ اور اکیلا برہم ہی برہم ہے۔ اصل اور اصلیت کا ملاپ وحدت ہے۔ اور یہی وحدت برہم ہے۔ ذات اور ذاتیت کا ملاپ وحدت ہے۔ اور یہی وحدت برہم ہے۔ مطلق اور مطلقیت کا ملاپ وحدت ہے۔ اور یہی وحدت برہم ہے۔ صفت اور موصوف کا اتحاد وحدت ہے۔ اور یہی وحدت برہم ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ اس طرح سوچنے اور سمجھنے سے دوئی کی جڑ خود بخود کٹ جاتی ہے

منڈک اپنشد کا نام روپ

منڈک کی وجہ تسمیہ پہلے دیباچہ میں بتا دی گئی ہے۔ منڈ میں کا یہ منڈک ہے۔ سرمیں ورت یہ منڈو ورت ہے منڈک نام اور روپ محض ہے۔ بغیر نام اور روپ کی مدد کے حقیقت اور کسی طرح سے سمجھ میں نہیں

آتی۔ برہم جب سمجھا جائے گا۔ برہم پنے ہی کے سلسلہ میں سمجھا جائے گا۔ موصوف کی سمجھ جب آئے گی۔ اسکی صفت ہی پر غور کرنے سے آئے گی۔ اور یہ نام اور روپ سے ہے۔ جو نام ہے۔ وہی روپ ہے۔ اور جو روپ ہے۔ وہی نام ہے۔ فرق صرف لفظی لطافت اور کثافت کا ہے۔ نام نسبتاً لطیف ہے اور روپ نسبتاً کثیف ہے نام جوہر ہے۔ اور روپ اس جوہر کا قالب۔ کالبد اور جسم ہے۔ یہ دونو ہمیشہ لازم بالملزوم ہو کر جوڑے کی شکل میں رہتے ہیں۔ ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا یا علیحدہ کر دیکھنا مشکل ہے۔ نام ہوگا تو نام کا روپ بھی ہوگا۔ روپ ہوگا۔ تو روپ کا نام بھی رہے گا۔ ورنہ ظہور یا اظہار کی مکمل حیثیت نہ قائم ہو سکیگی۔ بغیر روپ کے نام ہمیشہ مبہم رہیگا۔ اور بغیر نام کے روپ کی صراحت دشوار ہوگی۔ اس لئے نام اور روپ دونوں کا ساتھ ساتھ رہنا ضروری ہے۔

منڈک نام ہے۔ اور منڈک اپنشد کا غذی۔ لفظی۔ زبانی یا کتابی صورت میں اس کا روپ ہے۔ اور انہیں نام اور روپ کا آدھار وہ شے یا مضمون ہے۔ جو اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ اصلیت ہے۔ اور یہ اس اصلیت کا سہارا لئے ہوئے ہیں۔

مضمون صاف ہوگیا۔ اب آئندہ اس کے سمجھنے میں دقت

نہ ہوگی ۔

منڈک اُپنشد میں کیا ہے؟

منڈک اُپنشد نام اور روپ ہیں۔ ان کے اندر جو ہے
وہ ان کا بطون یا اصل مضمون ہے۔ منڈ سر ہے۔
اور ک برہمہ ہے۔ منڈک سر میں یا دماغ کے اندر برہمہ
کے خیال کو جگہ دیتا ہے۔ دماغ یا سر کے اندر کس طرح۔
کس تدبیر یا کس ترکیب سے برہمہ کے خیال کو داخل کرنا
ہوتا ہے۔ وہ اس کے اندر زیر بحث آیا ہے۔ اس میں
صرف اسی بات کا ذکر ہے۔ اس کے سوا اور کچھ بھی اس
میں بیان نہیں کیا گیا ہے۔ اگر منڈک اُپنشد میں سوا برہمہ
کے اور کوئی بات تلاش کی جائے گی۔ تو وہ غلط اور
بے سود ثابت ہوگی۔ جو شے جس میں ہو۔ وہی اس کے
اندر ڈھونڈی جائے۔ تب کوشش میں کامیابی ہوگی۔ اور
اگر کوئی اور شے ڈھونڈی جاتی ہے۔ تو متلاشی کی محنت
رائیگاں جائے گی۔ اور اسے ناکامیابی کا ٹھوکر کھانا پڑیگا۔

جسم اور رُوح

جس طرح جسم کے اندر رُوح چھپی رہتی ہے۔ اور جسم اس
کے سہارے اور اسی کے آدھار پر حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے

اُسی طرح کتاب کے جسم کے اندر نفس کتاب متحرک رہتا ہے
جگت کتاب ہے - اور جسم ہے - اور اس کتاب یا جسم کا جوہر
برہمہ ہے - مبارک ہیں وہ لوگ جو جگت کے اندر آکر جگت
میں برہمہ کے متلاشی رہتے ہیں - وہ انہیں ضرور مل کر رہیگا -
اور یقینی طور پر ملیگا - لیکن جو لوگ جگت میں جگت کے
پدارتھ کے متلاشی ہیں - ابھی تک وہ جسم پرستی کی جسمانی نظر
رکھتے ہیں - انہیں دنیا میں ابھی تک مصیبت اٹھانا اور جسم
مرن کے پھیر میں گھومنا پھرنا پڑا ہوا ہے - یہ سچے معنی میں
سچے بدنصیب لوگ ہیں

(۱) برہمہ رہت کایا کے اولے
بن کایا برہمہ کیا بولے
(۲) کایا رہے برہمہ کے اولے
بنا برہمہ کایا کیا ڈولے
(۳) کایا مایا چھایا ایک
ان میں دیکھو بھاؤ انیک
(۴) کایا مایا چھایا تیاگی
کوئی کوئی پنے برہمہ انوراگی
(۵) برہمہ کا برہمہ پنا ہے مایا
کسی کسی نے بھید یہ پایا

جو شے جس میں ہو - اُسی کی اُس کے اندر جستجو لازمی ہے
جگت میں برہمہ ہے - اندھوں کو نظر نہیں آتا - کایا - یا جسم

کے اندر آتا ہے۔ آنکھوں کے اندھے اُسے نہیں دیکھتے
اس کا سبب کیا ہے؟ ان کے دماغ کے اندر برہم کا خیال
اب تک داخل نہیں ہوا ہے۔ برہم تو اس میں پہلے ہی سے
ٹھیک ہے۔ خیال نہ ہونے کی وجہ سے بے کبھی بھرم میں پڑے
ہوئے ہیں۔ ان کی زندگیاں ناکارہ ہیں۔

گھٹ میں ہے سوجھت نہیں لعنت ایسی زند
نانک اس سنسار کو ہوا موتیا بند

منڈک اُپنشد کی ہدایت

جسے اس برہم کی پراپتی کا خیال ہو۔ وہ شردھاوان یعنی سر کے اندر ورت کو دھارن کرکے شروتری گورو کی صحبت میں رہ کر منڈک اُپنشد کو پڑھے۔ اور اس پر غور کرے اسوقت اُسے اس پرم پد کی پراپتی ہوگی۔ اس سے پہلے نہیں۔ اس اُپنشد کی آخری شرتی کو دیکھو۔ کسطرح اس شرط کی لازمی پابندی کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ بغیر گورو کی مدد کے کمائی کا بننا مشکل ہے۔

(۱) وستو کہیں ڈھونڈے کہیں کیسر بدھی آوے ہاتھ
کہیں کبیر تب پائیے جب بھیدی لیجئے ساتھ

(۴) بھیدی لیا سا تھ کر دینا وستو لکھائے
کوئی جنم کا پنتھ تھا پل میں پہنچا جائے
گھٹ کا پردہ کھول کر سنمکھ لے دیدار
بال سینہی سائیاں - آد - انت کا یار

تعلیم کا خلاصہ

یہ برہمہ جس کی تلاش ہے - کہیں باہر نہیں ہے - تمہارے ہی ہردے گپھا میں بیٹھا ہوا ہے اور تمہارا ہی روپ ذات - صفت - اصلیت اور سب کچھ ہے - اسی کا ذہن نشین خاطر نشین اور یقین نشین کر لینا ہے - یہ انوبھوت ہو گا - انوبھو کا پہلا زینہ شردھ برت دوسرا زینہ منن یا اپنشد کا وچار اور تیسرا زینہ منزل مراد یا اپنی حقیقت کا ساکشاتکار ہے - یہ تعلیم کا عطر ہے ٭

شیو برت لال
مقیم رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج
راج بنارس

منڈک اپنشد

سوال و جواب کی صورت میں
تاکہ اصلی مضمون خوب سمجھ میں
آجاوے
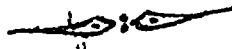
تمہید

منڈک کی صراحت

(۱) نام

سوال ۱- منڈک اپنشد اس کا نام کیوں رکھا گیا؟
جواب- کیونکہ یہ سر کے اندر برہمہ کے خیال کے داخل کرنے کی ہادی ہے۔

سوال ۲- اگر اس کا نام کا یک اپنشد رکھا جاتا - تو کیا ہرج تھا - کا یا خواہ جسم کے اندر بھی تو برہمہ ہے؟

جواب (و) - پھر یہ کایک اپنشد ہوتی - منڈک نہ کہلاتی +

(ب) - کایا میں خیال داخل نہیں کیا جاتا - سر یا دماغ ہی کے اندر داخل کیا جاتا ہے +

(ج) - جسم کے اندر سر ہی بہترین عضو ہے +

(د) - سرداروں کے لئے منڈک اپنشد کا شرو برت ہے - اور جسم داروں کے لئے جسمانی جپ تپ ہے +

(ہ) - سر سب کی جڑ ہے - سر ہی میں سب کی جڑ ہے +

(و) - تمام جسم سر کے آدھار پر رہتا ہے - اور اسی سے جسم کے اعضا کو حواس کو دل اور عقل کو تقویت ملتی ہے - سر سب کا شرومنی ہے +

(ز) - اصلی زندگی - بلکہ زندگی سر ہی میں ہے +

(۲) - سر یا منڈ کی اہمیت

سوال ۳- اسکے کیا معنی ہیں کہ اصلی زندگی سر ہی میں ہے؟

جواب - اس کے یہ معنی ہیں - کہ یہ انشر برہمہ کی جسمانیت کا سب سے اونچا حصہ ہے - اور زندگی کی دھار اُسی سے نکلکر کل جسم میں پھیلتی ہے - سر کا نام دِو ہے - جس کے اندر تمام دیبہ اور روشن شکتیاں رہتی ہیں - درمیانی حصہ کا نام انترکش ہے - جو خلا یا وسعت ہے - پہلے اس سے دھار پھوٹ کر یہاں آتی ہے - اور نچلے حصہ کا نام پرتھوی ہے - یہ دھار کے ٹھہرنے

کی جگہ ہے۔ اوپر دماغ سے دھار چلی۔ نیچے درمیانی حصّہ میں آئی۔ اور پھر بیچ میں چکر کھا کر اوپر کو گئی۔ یہ دھار وس کا چکر سر سے پاؤں تک برابر ہر وقت چلا کرتا ہے۔ اور اس کی رفتار کی وجہ سے یہ تین طبقات سر۔ بیچلا اور پاؤں بنجاتے ہیں۔ سر یا دِوجا ہے +

سوال ۴۔ میرے لئے یہ مضمون بنا ہے۔ میں اِسے اچھی طرح ذہن نشین کر دونگا!

جواب۔ کرو۔ تمہیں منع کس نے کیا ہے!

سوال ۵۔ پہلے یہ فرمائیے۔ کہ کیا یہ اکشر برہمہ اصلی برہمہ سے مختلف ہے؟

جواب۔ مختلف بھی ہے۔ اور نہیں بھی ہے۔ اُس کا برہمہ کے ساتھ ہمیشہ میل رہتا ہے۔ کہنے سُننے سمجھانے بُجھانے وچار کرنے کرانے کے لئے ابتدا میں اس کی بحث ضرورت پڑتی ہے۔ بغیر اس کے برہمہ کی ماہیت ہر کس و ناکس کی سمجھ میں نہیں آتی +

(۳) ۔ اکشر برہمہ اوم ہے

سوال ۶۔ اکشر برہمہ میں نے سُننے کو تو سُنا ہے۔ سمجھا نہیں ہے۔ اسکا اصلی اور حقیقی نام کیا ہے؟

جواب۔ 'اوم'

سوال ۷۔ اس کا رُوپ کیا ہے؟

جواب۔ 'اوم'

سوال ۸- اوم تو معمولی لفظ ہے۔ برابر سنتے اور بولتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کی حقیقی ماہیت کی سمجھ نہیں آئی یہ اکشر کیوں کہلاتا ہے؟

جواب- [ا]- اکشر حرف کو کہتے ہیں۔ اور وہ صرف ایک اوم ہے جس کے اندر آواز کی تینوں حالتیں اعلےٰ- درمیانی- ادنےٰ موجود ہیں- جتنے حروف اور آوازیں ہیں- ان کی ابتدا- وسط- اور انتہا صرف یہ اکیلا حرف ہے- باقی تمام حروف اسی سے نکلے اور نکلتے ہیں یہ سب کا مبدا ہے- اسی وجہ سے یہ برہمہ کا نام کہا جاتا ہے- جو وہ اصل میں ہے- منہ کھولو اور بند کرو- اوم نکلیگا ۔

(ب)- حرکت میں آواز ہے- بغیر آواز کے حرکت نہیں- اس لئے یہ آواز- کلام- پر تو- حرکت کی جان ہے- اسی کی حرکت سے اور اسی کی حرکت میں برہمہ خواہ اکشر برہمہ کا روپ خواہ (جسمانیت) ہے- اس کا اظہار تین صورتوں ابتدا- وسط- اور انتہا میں ہوتا ہے- اس کی خیالی صورت یوں ہے-

۱
۲
۳

۱- ودیا ہے- ۲- انترکش- ۳- پرتھوی یا پاد

ہے۔ یہ اس کا رُوپ ہے ٭

(ج) - اس رچنا میں اکشر کی بڑی حیثیت ہے - جو کچھ ہے یہی ہے ٭

(د) - اکشر سنسکرت مادّہ اشر ی (محیط ہونے یا پھیلنے سے بنا ہے ٭

(ہ) - سنسکرت لغات میں اُس کے مختلف اور متعدد معنی ہیں - مثلاً

(۱) شو

(۲) وشنو

(۳) برہما

(۴) دائمی خوشی

(۵) جنم مرن سے آزاد

(۶) تپ

(۷) پنیہ (ثواب)

(۸) پنیہ کا پھل - ثواب کا نتیجہ

(۹) آکاش

(۱۰) لاینتبدل

(۱۱) لافانی

(۱۲) حروف تہجی کا کوئی حرف

اِن تمام معنی مراد کا اطلاق ایک اکشر میں ہے - یہ اس کی مہما ہے ٭

سوال ۹- آج مجھے اس اکشر کی سمجھ آئی- اب اسی کے ذیل میں سِر کی رعایت سمجھائیے- جس کی نسبت منڈک اپنشد میں ہے۔

(۴) - سر یا منڈ ہی سب کی جڑ ہے

جواب- تم نے اکشر کو سمجھ لیا- اس کا نام اور رُوپ پہچان لیا- اوم آواز کی تین مدات اس کا نام ہے۔ اور اوم آواز کی جسامت کے تین حصے اُس کا رُوپ ہیں۔ اکشر برہم کے اس روپ میں اُس کا دِوّ حصہ اس کا سر ہے۔ اور یہ سر ہی روپ کی جڑ ہے۔

سوال ۱۰- یہ تو میں نے سمجھ لیا- دو مرتبہ آپ نے سمجھایا- لیکن اکشر برہم کے دِوّ یا سِر سے ہمارے سر یا منڈ کو کیا نسبت ہے؟

جواب (الف) جیسا وہ برہمانڈ میں ہے- ویسے ہی تم اس پنڈ میں ہو-

(ب)- وہ برہمانڈ کا دھنی ہے تم پنڈ کے دھنی ہو-

(ج)- وہ برہمانڈ کا کرتا دھرتا ہے۔ تم پنڈ کے کرتا دھرتا ہو- یہ اس کے اور تمہارے درمیان نسبت یا نسبتی مشابہت ہے۔

(الف)- جیسے اس کا پاؤں پرتھوی ہے- ویسے ہی تمہارا پاؤں یہ تمہارا پاؤں ہے-

(ب)- جیسے تمہاری درمیانی جسامت ہے- ویسے

ہی اس کی درمیانی جسامت انتر کش ہے۔

(ج) - جیسے اس کے روپ کی چوٹی دِؤ ہے۔ ویسے ہی تمہارے روپ کی چوٹی تمہارا سر ہے۔

یہ دونو کے درمیان مشابہتی رعایت ہے۔ بیوہارک درشٹی سے صرف پیمانہ کا فرق ہے۔ وہ بڑا ہے۔ تم چھوٹے ہو۔ وہ لامحدود ہے۔ تم محدود ہو۔ وہ سروگیہ ہے۔ تم الپگیہ ہو۔

جیسے 'دِؤ' اکشر کے روپ کی جڑ ہے۔ ویسے ہی تمہارا سر تمہارے روپ کی جڑ ہے۔ تم نے اپنے آپ کو محدود مان لیا ہے۔ یہ محدودیت تمہارے اندر خیال دلانے یا محدودیت کے خیال کے تمہارے سر کے اندر داخل ہونے سے آئی ہے۔ اگر خیال نہ ہوتا تو نہ کہیں محدودیت تھی۔ نہ غیر محدودیت تھی۔ یہ صرف خیالی نسبت کا گورکھ دھندا ہے۔ خیال نہ ہو تو نہ یہ ہے۔ نہ وہ وہ ہے۔

جیسے جڑ میں پانی دینے سے وہ ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔ اور درخت کے پتے پتے کو نمی اور رطوبت دیتا ہے۔ اُسی طرح خیال۔ غیر محدودیت کے خیال۔ برہم کے خیال اور اصلیت کے خیال کا پانی تمہارے سر کی جڑ میں دیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ ہر جگہ سرایت کر جائے۔ اور تم قدرتی اور خیالی محدودیت کے چکر سے نجات پا جاؤ۔ یہ منڈک ہے۔ یہی اس کا مقصد ہے۔ سوا سر کے اور کس کو خیال

دیا جاتا - یہ تم سمجھ سکتے ہو۔

(۵) - رچنا کے تین طبقات

سوال الف - یہ میں نے خوب سمجھ لیا - منڈک کی اصلیت میری سمجھ میں آگئی - لیکن میں قبل اس کے کہ دوسرے سوال کروں - اکشر برہمہ کی برہمانڈی رچنا کے مدارج سمجھنا چاہتا ہوں - اور ساتھ ہی انسان کے پنڈ کے ساتھ اس کی نسبتی مشابہت جاننا چاہتا ہوں؟

جواب - یہ مشابہت تو میں دکھا چکا - تم نے کسی حد تک اُسے سمجھ بھی لیا - تم اپنی واقفیت کو اور زیادہ وسعت دینا چاہتے ہو - یہ خیال اچھا ہے - بُرا نہیں ہے - اور میں تمہارے معلومات میں خوشی کے ساتھ اضافہ کرونگا۔

یہ تمام باتیں جو تم نے پوچھی ہیں - ایک حرف اوم میں آگئیں - اوم بطورِ خود ساری حقیقت کا لُبِ لباب جوہر اور خلاصہ ہے -

[ا] - اوم اکشر برہمہ ہے

[ب] - (۱) اوم کا اَ اکشر برہمہ کا دو (سر) ہے -

(۲) اوم کا اُ اکشر برہمہ کا انترکش (درمیانی حصہ) ہے

(۳) اوم کا مَ اکشر برہمہ کی پرتھوی (پاؤں) ہے

[ج] یہی اوم کی رعایت تمہارے اندر بھی موجود ہے -

(۱) اوم کا اَ تمہارا سر

(۲) اوم کا اُ تمہارا درمیانی حصہ

(۳) ادم کا تم تمہارا پاؤں ہے ٭
دونوہی میں یکسانیت ہے۔ صرف پیمانہ کا فرق ہے۔
یہ تم نے ذہن نشین کر لیا۔ اب آگے بڑھو۔
جب رچنا ہونے لگتی ہے۔ دو کرُے پہلے بنجاتے
ہیں۔ ایک ان میں سے ست ہے۔ اور دوسرا است
ہے۔ یہ ست اور است الفاظ میں صرف تمہارے سمجھانے
بجھانے کے لیئے استعمال کر رہا ہوں۔ ست سر ہے۔ اور
است پاؤں ہے۔ سر میں ستا یا طاقت کوٹ کوٹ کر
بھر جاتی ہے۔ اور پاؤں اس ستا سے خالی رہتا ہے۔
سر کی ستا دھاروں کی صورت میں اُتر کر اُسے زندہ دست
اور متحرک کرتی ہے۔ سر سے اگر ستا کی دھار نہ آئیگی۔ تو
پاؤں طاقت اور حرکت سے خالی رہیگا۔ یہ تم سمجھ سکتے ہو
اور بہ آسانی سمجھ سکتے ہو۔ دھار آتی ہے۔ دھار جاتی بھی
ہے۔ اسطرح سر اور پاؤں کا جوڑ ملا رہتا ہے ٭
یہ سرشٹی یا رچنا کے دو طبقات ہیں۔ جو دھاروں
کی آمد و رفت کے نظارے ہیں۔ یہ الٹ پھیر برابر ہوتی
رہتی ہے۔ لیکن یہ دھار کہیں آکر ٹھہرتی بھی ہے۔ اس
ٹھہرنے کی جگہ کا نام درمیانی حصہ ہے۔ دھارا اوپر سے
نیچے آئی نیچے سے اوپر کی طرف رواں ہوئی۔ اوپر سے
دوسری دھار آرہی ہے نیچے بیچ میں دونو کا ملاپ ہوا۔
اور اوپر نیچے کی دھاریں مل کر گرد بند ہو گیئں اور دریا

حصہ بن گیا۔ جس کے اندر اوپر اور نیچے دونو کے اثرات ہیں۔ اس طرح رچنا میں ہمیشہ تین منڈل بنجایا کرتے ہیں یہ قانون ہے۔ یہ اصول ہے۔ اور یہ قانون اور اصول ہر سمے ہر ساعت اور ہر جگہ کام کرتا رہتا ہے۔ اسکا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ یہانتک کہ جیسے برہمانڈ میں اسکا کام ہو رہا ہے۔ ویسے ہی پنڈ اور اجسام کے اندر بھی ہو رہا ہے۔ جمادات۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ سورج۔ چاند۔ ستارے سیارے۔ ثوابت۔ ابدال۔ اوتاد کوئی بھی اس رعایت سے خالی نہیں ہے۔ یہ بات آج کمتر لوگ سمجھینگے۔ لیکن یہ سچائی ہے ٭

سانس آتی ہے۔ سانس جاتی ہے۔ سانس ٹھہرتی ہے یہ ثلاثی حرکات تنفس ہر جگہ ہر سمے اور ہر وقت میں کام کرتے رہتے اور ان کی رفتار واپسی اور سکون کے اندر قدرت کی خلقت کا راز ہے۔ جو برہمانڈ میں ہوتا ہے۔ وہی پنڈ میں بھی ہوا کرتا ہے۔ اِسے خوب ذہن نشین کر رکھنا۔ پھر منڈک اُپنشد کے سمجھنے میں سہولیت ہوگی ٭

[نقشہ صفحہ ۶۵۷ پر ملاحظ فرمائیں]

اس کا خاکہ ذیل کے نقشہ میں دیکھو جو دراصل اوم
ہی کی صورت ہے جو پہلے دکھائی جا چکی ہے۔
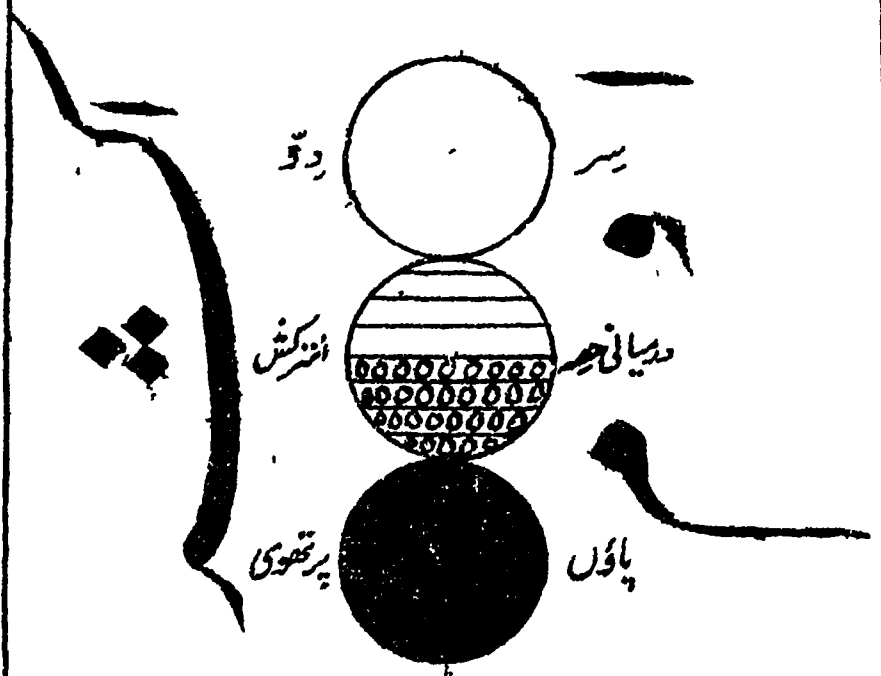
دیو (یا سر) نورانی (سنا والا) ہے۔ پرتھوی (یا پاؤں) تاریک (بغیر ستا کا) ہے۔ درمیانی حصہ یا انترکش میں نور اور تاریکی دونو ہیں۔ اور یہاں ہی سات قسم کی تمیزی مدات کھچتی ہیں۔ یہاں ہی جڑ چیتن کی گرنتھی ہے۔ اس مشابہت سے تم کو پنڈ اور برہمانڈ کے طبقات کا علم ہو گیا۔ اب اپنی طرف رجوع کرو۔
خیال جب تمہارے سر یا منڈ میں داخل کیا جائیگا۔ تو وہ دھاروں کی صورت میں سب کو متاثر کر دیگا۔ زندگی بدل جائیگی

اور یہ تبدیلی برہما اوستھا کے سمجھانے کا باعث اور مددگار بنے گی۔ یہ منڈک اپنشد کا مقصد ہے۔

پہلا منڈک

پہلا کھنڈ

(۱)۔ جگت کا کارن اور ودیائیں

سوال ۱۔ کس شئے کے جان لینے سے سب کا علم ہوتا ہے؟
جواب۔ اُس شئے کے علم سے جو سب علموں کا دار و مدار ہے۔
سوال ۲۔ یہ علوم کتنی قسموں کے ہیں؟
جواب۔ دو قسم کے (پرا درجے کا) (اپرا درجے کا) پرا علوی اور اصلی خواہ حقیقی اور معنوی ہے۔ اپرا سفلی تحتانی خواہ نچلا اور باہری۔ یہ دو طرح کے علوم ہیں۔
سوال ۳۔ ان کے درمیان فرق کیا ہے؟
جواب۔ ظاہر باطن۔ اصلی نقلی۔ نورانی عکسی۔ دھوپ چھاؤں۔ زمین و آسمان کے درمیان جو فرق ہے۔ وہی ان کے درمیان بھی ہے۔

سوال ۴ - پرا اور اپرا کہنے کا مطلب کیا ہے؟
جواب - معلوم عام فہم اور آسانی سے سمجھ میں آنیوالا مطلب تو میں نے بنا دیا ہے۔ درے - ظاہر باطن - اونچا نیچا - علوی سفلی - اب تم ان کی لفظی حقیقت اور لغوی مُراد جاننا چاہتے ہو - اس لئے سُنو - پرا سنسکرت مادہ پری (بھرنے) سے بنا ہے - جو سب میں بھرا ہو - وہ پرا ہے - اور جو اس رعایت سے خالی ہو - وہ اپرا ہے ؛

اس کے معنی متعدد ہیں - مثلاً غالب - بزرگ - آزادی - اُلٹی ترکیب - غرور - ناز - دو بدو - باہمی - حضور - بڑھی چڑھی فوقیت وغیرہ وغیرہ - پرا ودیا میں قریب قریب یہ سب مُراد موجود ہیں ؛

جو علم کہ ہر شئے کے مشترک اصول کی خبر دے - جو ہم میں تم میں سب میں بھرا ہوا ہے - وہ پرا ہے - اور وہ علم جو خاص طور پر کسی مضمون کی خبر دے جس میں مشترک اصول کا شمول نہیں ہے - وہ اپرا ہے ؛

پرا - کے علم میں ذات یا رُوپ بیج کی صورت میں ہر معلوم شئے کے ساتھ بنیاد بن کر رہتا ہے ؛
اپرا کے علم میں ذات یا رُوپ گو شامل تو ہیں - لیکن دبی صورت رہتی ہے ؛
پرا - باطن بینی - اصلیت دانی - اور روحانی ہے -
اپرا خارج بینی - نقل دانی اور جسمانی ہے ؛

ان کے درمیان یہ فرق ہے *

سوال ۵- ذات کی محولیت کیا ہوتی ہے؟ اور اس کی برعکس صورت کیا ہے؟

جواب - علم کی بنیاد ہم ہیں۔ تمام علوم کا انحصار ہم پر ہے۔ یہ ذات کی محولیت ہے۔ اور اس کے برعکس علمِ اہم ہے۔ علم اچھا یا بُرا ہے۔ علم حاصل کرنا چاہیئے۔ ان خیالوں کے اندر ذات یا نج روپ کی اہمیت پر ذور نہیں ہے۔ بلکہ انسان اپنے آپ کو چھوڑ کر عکسی نقلی اور خارجی باتوں میں محول جاتا ہے۔ اس لئے اس علم کا ظاہر اذات کی محولیت سے خالی کہا گیا ہے *

سوال ۶ - پرا - اپرا بطور خود سہل الفاظ تھے۔ تم نے اپنے بیان سے انہیں ادق کر دیا۔ سہل سہل سی بات کیوں نہیں کرتے؟

جواب - سہل سی بات سنو:-

پرا علم ذات ہے - اپرا علم صفات ہے *

سوال ۷- علم ذات کیا ہے اور علم صفات کیا ہے؟

جواب - ہم خود کیا ہیں - اس کا علم علم ذات ہے اور دوسری چیزیں کیا ہیں - ان کا علم علمِ صفات ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے۔ اور سہل صراحت یہ ہے خود دانی - اپنے آپ کو جاننا یہ پرا ودیا ہے۔ خدا دانی شیطان دانی - جہان دانی اور جن جن خیالوں کے اندر غیردانی

کی مراد شامل ہے۔ وہ اپرا ودیا ہے ؛

سوال ۸۔ خوب خدا دانی تک کا علم سفلی اور نچلا ہو گیا

جواب۔ کیوں نہیں۔ جب خدا کو اپنے سے جدا سمجھا گیا۔ تو وہ غیر ہو گیا۔ اس لیے اس علم کو نچلا تو ہونا ہی چاہیے

سوال ۹۔ میں سمجھ گیا۔ اس علم کا فائدہ کیا ہے؟

جواب۔ اپنے آپ کو جان لیا۔ سب کچھ جان لیا۔ اب باقی کیا رہ گیا۔ اپنے آپ کو نہیں جانا کسی کو بھی نہیں جانا۔ لاکھ کوشش کرنے پر بھی کوئی شے اصلی معنی میں سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لیے اس نچلے ودیا کو اگیان اور اودیا بھی کہا جا سکتا ہے ؛

سوال ۱۰۔ اس نچلی ودیا میں کون کون علوم شامل ہیں؟

جواب۔ چاروں وید رگ۔ یجر۔ سام اور اتھرو۔ سکشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نرکت۔ چھند۔ جوتش اور تمام خارجی علوم وغیرہ۔ نچلے۔ سفلی۔ ذہنی۔ خارجی اور تحتانی ہیں۔

سوال ۱۱۔ تم وید کی مذمت کرتے ہو۔

جواب۔ ہوش کے ناخن لو۔ مذمت سے کیا غرض ہے۔ یہ سچی بات ہے۔ اگر یہ سفلی اور نچلی نہیں ہیں۔ تو پھر ہیں کیا؟ کوئی بتائے گا! یہ میں نہیں کہتا۔ اپنشد ایسا کہتی ہیں۔

سوال ۱۲۔ اپنی ذات کیا ہے!

جواب۔ جو دیکھنے میں نہ آوے۔ پکڑی نہ جا سکے۔ گوتر

کُل - ورن جس کا نہیں ہے۔ نہ آنکھ والی نہ کان والی نہ ہاتھ پاؤں والی ہے - دائم - قائم - محیط کُل - سب کے اندر سب سے زیادہ لطیف - لا فانی - سب کا اصل الاصول یہ اپنی ذات ہے +

سوال ۱۳ - یہ تو اکشر برہمہ کی تعریف ہے -

جواب - یہی اپنی ذات ہے - ذات ہی کا دوسرا نام اکشر برہمہ ہے - جو بات لوگ اُلٹ پھیر کر کے کہتے ہیں - وہ ہیں سیدھے طور پر کہتا ہوں - ہاتھ گھُما کر ناک پکڑو یا سیدھے پکڑو بات ایک ہی ہے - لوگ وہمی ہو گئے - تو بات بگڑ گئی - اس لئے چکر دے کر سمجھایا گیا - مَیں اور بھرم میں پڑ گئے - میں گرو کے فضل سے صاف صاف طور پر یہ خیال تمہارے دماغ میں داخل کر رہا ہوں +

سوال ۱۴ - کیا اِسی ذات سے سب کی پیدائش ہوئی ہے؟

جواب - ہاں! اور کس سے ہوتی!

سوال ۱۵ - ذات سے کیسے سب کچھ پیدا ہو جاتا ہے

جواب - جیسے مکڑی کے منہ سے تار - جیسے تمہارے جسم سے بال اور رونگٹے - جیسے زمین سے اناج - اناج سے پران - من - ست - لوک اور کرموں سے امرت وغیرہ +

سوال ۱۶ - کیا ذات کو سب کا علم ہے؟

جواب - وہ علموں کا علم - عقلوں کا عقل - سمجھوں کی سمجھ ہے - اس کا تپ گیان ہے - اُسی برہمہ سے برہما اُسی

طرح پیدا ہوئے۔ جیسے زمین سے ناج ۔

سوال ۱۷۔ تو پھر ہم ہی سب کے پیدا کرنیوالے ٹھہرے!

جواب۔ ہم اور غیر ہم کو جانے دو۔ ذات سے سب کچھ پیدا ہوئے۔ یہی ذات برہم ہے۔ اصل ہے۔ حق ہے۔ اور ذات کی ذاتیت۔ حق کی حقیقت۔ اصل کی اصلیت کا نام پیدائش ہے۔ یہ برہم کا برہم پنا ہے۔ مظہر کا اظہار۔ مصدر کا اصدار اور منظر کا انظار ہے۔ اُسے چاہے برہم کہو۔ آتما کہو۔ یا ذات کہو۔ ایک ہی بات ہے ۔

دُوسرا کھنڈ

مذہبی کرموں کی پابندی

سوال ۱۔ جب یہ کیفیت ہے۔ تو مذہب و مذہب کی توجڑ کٹ گئی۔ کون کس کو مانے! اور کیوں مانے! دھرم کرم سب خاک میں مل گیا۔

جواب۔ یہ خیال غلط ہے۔ یہ کہنا بیجا اور ایسا سمجھنا نادانی ہے۔

سوال ۲۔ کیوں؟

جواب۔ اس لئے کہ ذات میں ذاتیت ہے۔ برہم میں برہم پنا ہے۔ حق میں حقیقت میں ہے۔ رشیوں نے ویدکے منتروں میں ذاتیت۔ حقیقت اور اصلیت کو محیط ہوتے ہوئے

دیکھا۔ ان کی پابندی کو لازمی قرار دی۔ تم ان کا لحاظ رکھو
یہ تینوں کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں۔ اس پراودیا سے
مذہب کی جڑ کیسے کٹ سکتی ہے! نہیں کٹ سکتی *

سوال ۳۔ تو پھر ہم یگیہ کریں؟
جواب۔ بیشک کرو۔ یہ کرنا ہو گا۔ یہ قدرتی اصول ہے
یہ ہو رہا ہے۔ یہ ہوا کرتا ہے *

سوال ۴۔ یہ یگیہ کیسے ہو؟
جواب۔ یہ ہمہ اگنی پرچنڈ ہے۔ اُس میں ورہ اور زمین
کی دو آہوتیاں ہر وقت دی جا رہی ہیں۔ یہ ان کا سلسلہ حرکات
تنفس کی صورت میں جسمانی ہون کنڈ میں آگ کی طرح مشتعل
ہے۔ (دیکھ پورک کی) دو آہوتیاں (سانسوں کے آنے
جانے کی شکل میں) پڑ رہی ہیں۔ تم خیالات کے پگھلے ہوئے
گھی کی آہوتیاں دیتے چلو۔ یہ شردھا (عقیدہ) کے ساتھ دی جائیں
اور تمہارا فائدہ ہو گا *

سوال ۵۔ یگیہ تو وقت۔ موسم۔ دن وغیرہ کے لحاظ سے
کئے جاتے ہیں!
جواب۔ قدرتی یگیہ کے لئے اس کے لحاظ کی ضرورت ہے
جو ہو وقت۔ مہینہ۔ موسم۔ پورنماشی چترماسی۔ اور اگرین (فصل
کی تناسب اور موزونیت کی نظر سے ہو۔ اِنھی آئین (برابر جاری
رہتے۔ وشو دیو (تمام دیوتاؤں) کے خوش رکھنے کے خیال

سے ہو۔ باقاعدہ ہوتا رہے تب ساتوں لوک کی بھلائی اُسے نصیب ہوگی۔ اور جو ایسا نہ کریگا۔ اس کے ساتوں لوک برباد ہو جائینگے۔ اور وہ کہیں کا نہ رہے گا۔ اُزیں سُو رانده ازاں سو درمانده ہو جائیگا"

سوال ۶۔ یہ سات لوک کیا ہیں!

جواب:۔

(۱) اوم بھو (۲) اوم بھوؤہ (۳) اوم سوہ
(۴) اوم مہہ (۵) اوم جنہ (۶) اوم تپہ
اوم ستیم

بھو۔ بھوؤہ۔ سوہ۔ مہہ۔ جن۔ تپ اور ست یہ سات لوک ہیں

سوال ۷۔ ان کا نقشہ؟ جواب ۔ دیکھو

پہلا نقشہ

دوسرا نقشہ

نمبر ۵

اوم ستیم

اوم تپہ

اوم جنہ

اوم مہہ

اوم سوہ

اوم بھوہ

اوم بھو

اوم بھوہ

اوم سوہ

اوم مہہ

اوم جنہ

اوم تپہ

اوم ستیم
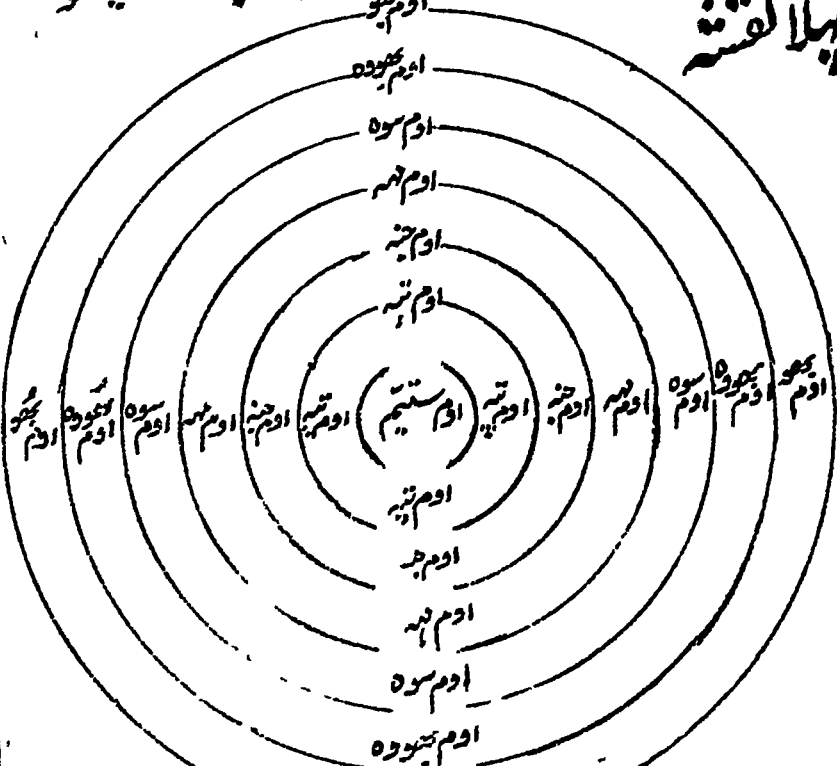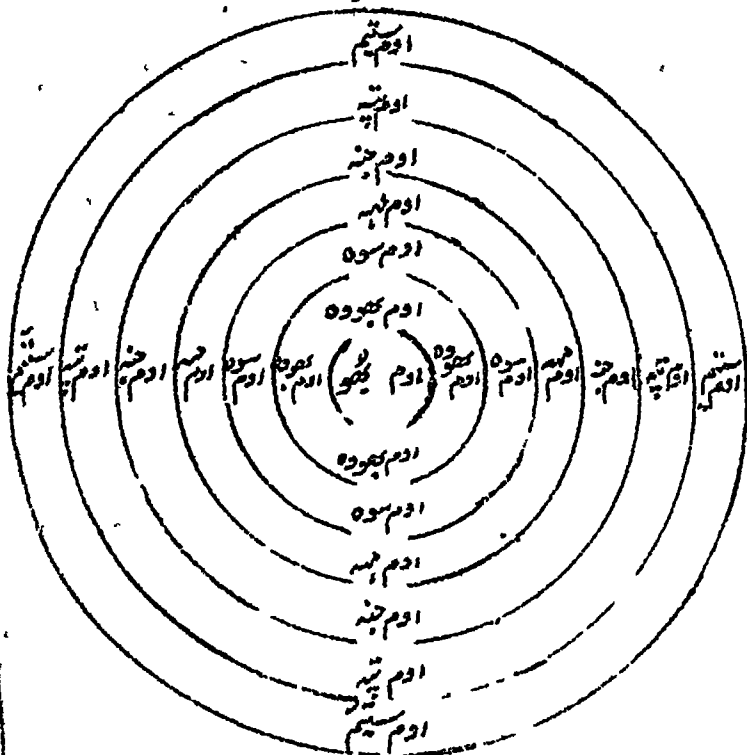
یہ سات لوک اوکانتر ہیں یگیہ کرتے رہنے سے ان کی برپتی ہوتی ہے۔ یگیہ نہ کرنے سے یہ برباد اور نشٹ بھرشٹ ہو جاتے ہیں۔

سوال ۷ - خوب! بہت خوب! جو بات کی خدا کی قسم لاجواب ہے۔ ان باتوں میں چھپی ہوئی راہِ ثواب ہے۔ اس یگیہ میں اگنی کے کون کون سات شعلے بھڑکتے ہیں؟

جواب۔ سنو جس یگیہ کی میں ترکیب بتا رہا ہوں۔ وہ
سات لوگوں کی نظر سے ہے۔ ایسا تمہارا یگیہ ہو۔ کہ زندگی
یا پران کے شعلے ساتوں لوکوں کے درمیان تمہاری آہوتی
دی ہوئی سامگری کے اجزا کو پہنچا دیں۔ یہ شعلے:۔

(۱) ۔ کالی۔ سیاہ۔ زمینی۔ بھولوکی ہو
(۲) ۔ کرالی۔ سخت ہیبتناک۔ ذرا اونچا بھوورلوکی ہو۔
(۳) ۔ منوجوا۔ دلی۔ ضمیری۔ خیالی۔ من سے پیدا منوجوا
سوہ لوکی ہو۔
(۴) ۔ سولوہتا۔ سرخ۔ لال رنگ والا۔ خونی مہرلوکی ہو
(۵) ۔ سودھومر ورنا۔ اچھے دھوئیں کے سیاہ سفید رنگ
والا جن لوکی ہو۔
(۶) ۔ سپھولنگنی۔ پھٹتا ہوا۔ چنگاریاں جھاڑتا ہوا۔
تپتا ہوا۔ تپ لوکی ہو۔
(۷) ۔ وشوردلی۔ عالمگیر۔ محیط کل۔ سب میں پھیلا ہوا۔
ستیہ لوکی ہو۔

حضرت سلامت! اس یگیہ کو کرو۔ پھر دیکھو کیسا اچھا
پھل پراپت ہوتا ہے۔ اور تم تو مذہب و مذہب کے پیچھے
ڈنڈا لیے ہوئے پھرنے لگے۔ واہ جی واہ! نہ سمجھ نہ بوجھ
اور بن گئے لال بجھکڑ! دوستو! اپنشد پڑھتے ہو۔ تو ذرا
میری صحبت میں بھی آ بیٹھو۔ میں تم کو یگیہ کرنے کا راز دم
کے دم میں سمجھا دوں۔ میرے ساتھ رہ کر اسے کر کے

لگ جاؤ۔ اور اپنی آنکھوں اسی جنم میں اس کا پھل دیکھو۔ اور اگر یہ نہیں ہوتا۔ تو آج کل اپنشدوں کے ٹیکا بازبہت ہو گئے ہیں۔ ان کی ٹیکائیں پڑھو۔ اور اپنا راستہ لو۔ میں بھی خوش تم بھی خوش!

سوال ۸ - یہ شغلے کس رعایت سے ہیں؟

جواب - سات شغلوں کی رعایت سے۔ اور سنو:-

[الف] تندرست بنو یہ کالا شغل ہے۔ (ادم بھو)

[ب] جد و جہد کرو۔ بیکار نہ رہو۔ یہ بکرالا شغل ہے۔ (ادم بھووہ)

[ج] دل کو حرکت دو۔ خوشی کے خیال سے متاثر رہو۔ یہ منوجوا شغل ہے۔ (ادم سوہ)

[د] بڑائی کے خیال کو دل دو۔ برزخی حالت ہنسوں کی۔ دلی کشمکش ہو یہ سُولوہتا شغل ہے۔ (ادم مہہ)

[ہ] دین دُنیا کو ساتھ رکھتے ہوئے مزاد لنا اور سادیت سے تیجے پیدا کرتے چلو۔ یہ سُودھو مرورنا شغل ہے۔ (ادم جنہ)

[و] تپ سے تپو۔ دُکھ سکھ میں یکساں رہو۔ محنت مشقت سے نہ گھبراؤ۔ یہ سپھولہنگنی شغلہ ہے۔ (ادم تپہ)

[ز] سب تمہارا روپ ہو۔ تم سب کے رُوپ ہو جاؤ۔ عالمگیر اور محیط کل بنو۔ یہ وشو روپی شغلہ ہے۔ (ادم ستیم)

یہ اس یگیہ کی اگنی کے سات شعلے ہیں۔ جو بھڑک اٹھیں۔ یہ یگیہ کرو۔ یہی اصلی یگیہ ہے۔ اور باقی جو یگیہ ہوتے ہیں۔ اُن کے پھیر میں نہ پڑو۔ اپنا کام بناؤ۔

سوال ۹۔ بہت خوب! نہایت اچھی تشریح ہے۔ اس یگیہ کا پھل کیا ہوگا؟

جواب۔ یگیہ کے یہ شعلے بھڑکیں۔ آسمان کی طرف اٹھیں۔ سورج کی کرنیں ان سے ملی ہوئی۔ اس یگیہ کرنے والے کو دیوتاؤں کے لوک میں پہنچائے گی۔ جہاں ایک اصلی اور حقیقی مالک رہتا ہے۔

سوال ۱۰۔ یہ مالک کون ہے؟

جواب۔ تمہاری ذات۔ تمہارا حق۔ تمہارا اصل تمہاری بنیاد۔

---:o:---

سوال ۱۱۔ کیا اس کی پیروی میں تکلیف ہوگی؟

جواب۔ رام رام! وشو رام!! یہ کیا بیہودہ خیال ہے۔ اجی یہاں تکلیف و کلیف کوئی نہیں ہوتی۔ چمکتی ہوئی آہوتیاں۔ نورانی وِمان پر جمان کو چڑھا لیجے سورج کی کرنوں کی راہ سے اٹھائے ہوئے لئے جائیں گے۔ اور راہ میں خوش آئند نغمے۔ خوشی کے گیت اور خوشی کے راگ چھیڑتے رہیں گے۔ تم اُمنگ سے پھولے ہوئے ہو گے۔ اور اس مستانہ سرود میں تمہاری تعریف کی دُھن گوش زد ہوگی

رہے گی۔ کہ "یہ تمہارا پاک اور مقدس برہمہ لوک ہے۔
جسے تم نے اپنے کرموں سے حاصل اور فتح کیا ہے!
سوال ۱۲۔ کیا تم نے اسے کیا ہے! اور تمہیں اس کا
تجربہ ہے!

جواب۔ اس کے سوا میں اور کرتا کیا ہوں! یہی تو
میری زندگی کا عمل و شغل ہے۔ اسکا مجھے تجربہ ہے۔ آؤ
میری صحبت اختیار کرو۔ میرے طرزِ عمل کا بغور مشاہدہ کرو
میں روزانہ برہمہ لوک میں جاتا رہتا اور اسی کی زندگی
بسر کر رہا ہوں۔ تجربہ نہ ہوتا تو تم سے کہتا کیسے! آؤ
اور مجھ سے اس دیو۔ یان۔ پنتھ کی اندرونی چڑھائی کا
راز حاصل کرو۔ اور جیتے جی برہمہ لوک کو حاصل کرو۔

---:o:---

سوال ۱۳۔ کیا اور یگیوں سے یہ پھل نہیں پراپت ہوتا
اس دیو یگیہ اور برہمہ یگیہ کے سوا اٹھارہ قسم کے اور یگیوں
کا اشارہ منڈک اپنشد میں آیا ہے!

جواب۔ یہ سفلی نچلی تدبیر ہے۔ جو بالکل زمینی ہے آسمانی
نہیں ہے۔ جسمانی ہے۔ روحانی نہیں ہے۔ اسکا پھل بذالت
کی قسم کا غرور ہے۔ اس کے کرنیوالوں کی زبان پر رہتا

[نوٹ۔ یہ تمام الفاظ منڈک اپنشد کے ہیں۔ اگر میں اپنی عبارت لکھتا تو
اسطرح کبھی سخت گیری نہ کرتا۔ اور نہ سخت الفاظ سے کام لیتا۔ مترجم مُفسر]

ہے۔ "میں پنڈت ہوں۔ میں دانا ہوں۔ میں گیانی ہوں"
یہ بار بار جنم مرن پاتے ہیں۔ بڑھاپا اور موت کے شکار
ہوتے ہیں۔ نادانی میں پڑے ہوئے ان نادانوں میں
دانائی کہاں ہے۔ یہ صرف کہنے کے پنڈت ہیں۔ چوٹ پر
چوٹ سہتے۔ چکر لگاتے اور اندھوں کی رہبری میں اندھوں
کی چال چلتے ہیں۔ طفلانہ مزاج! ڈوں ہمت! ان کو زعم
ہے۔ کہ سفلی یگیوں سے مقصد حاصل کر لیا۔ یہ کرم کانڈ کی
کرم کا راگ گاتے ہوئے حقیقت کے راز سے بالکل ناآشنا
اور گیان سے بالکل خالی اور تتو کی سمجھ سے کورے کے
کورے رہتے ہیں۔ اور دکھوں سے دکھی ہو کر گرتے اور
اپنے لوک شو بھی چھنواتے رہتے ہیں۔ یہ احمق سمجھتے ہیں
کہ یگیہ اور دان ہی سب کچھ ہے۔ ان کی مدد سے یہ ذرا اوپر
کے لوک (سورگ) میں چڑھتے ہیں۔ اور اُسے بھوگ
کر زمین پر گرتے اور لمبا اوقات نیچے کی جونیوں میں
پڑتے ہیں +

———:۵:———

سوال ۱۴۔ کیا بغیر یگیہ کے برہمہ (ذات) کی پراپتی ہو
سکتی ہے؟

جواب۔ تپ اور شردھا کی زندگی بسر کرنے والے
شانت ودیاوان سورج کی راہ سے امر لوک کو جاتے
امرت پرش کو پراپت ہوتے اور خود امرت پُرش ہو جاتے ہیں

سوال ۱۵ - اس شمسی طریق - اس دیو - یان پنتھ - اِس نورانی راستہ - اور اس روحانی - یزدانی - اور مارگ کا پتہ کیسے ملے اور کس سے چلے؟

جواب - جب برہم کے طالب (اصلی) براہمن کو کرم اور کرموں سے ملنے والے لوکوں کا علم ہو جائے اور ان کی جانچ پڑتال کرکے اُن سے اِسے نفرت (اُپرام) ہونے لگے - اور یہ سمجھ میں آجائے - کہ کرم کی حقیر اور عارضی مزدوری سے دائمی حالت نہیں ملسکتی تب وہ برہم نشٹھ ویدوں کے جاننے والے گورو کی خدمت میں حاضر ہو - اس کے ساتھ تعظیم اور ادب سے پیش آئے - اُس بچواہش اور شانت شاگرد کو وہ واقفکار گورو برہم ودیا کی اصلیت بتا دیگا - کیونکہ وہ خود لافانی اور دائمی ستیہ پرش کو جان گیا ہے - یہی پتہ پانے اور کھوج لگانے کا طریقہ ہے - اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے *

دوسرا منڈک

برہمہ تتو

پہلا کھنڈ

سوال ۱- بھگون! یہ پیدائش کس سے ہوتی ہے؟

جواب- اکشر پُرش سے سب کی پیدائش ہوتی ہے۔ جیسے مشتعل آگ سے آگ ہی کی شکل کی بے شمار چنگاریاں نکلتی رہتی ہیں۔ اُسی طرح قسم قسم کے تتو اس اکشر برہمہ سے پیدا ہوکر اُسی میں رہتے کھیلتے اور سما لیتے ہیں ✤

سوال ۲- کیا یہ اکشر برہمہ اصلی برہمہ سے مختلف ہے؟

جواب- اصلی اور نقلی دو نو نسبتی الفاظ ہیں۔ اور نسبتی نقطۂ نظر سے میں جواب دیتا ہوں۔ کہ وہ اُس سے مختلف ہے ✤

سوال ۳- یہاں بھرم پیدا ہوتا ہے۔ برہمہ ایک ہے

دو نہیں ہے۔ اس طرح آپ کے کہنے سے دو برہمہ ہو گئے جاتے ہیں۔

جواب۔ بیشک ہونا بھی ایسا چاہیئے۔ اسمیں تعجب کرنے کی کیا بات ہے۔ کہنے کے لئے انہیں دو مانا جاتا ہے۔ اور ذات۔ تتو اور اصلیت کی نظر سے دوپنا نہیں ہے۔ تم اپنے آپ کو سوچو۔ تم آتما ہو۔ آنند کی نظر سے آنند مے آتما۔ پران کی نظر سے پران مے آتما۔ من کی نظر سے منو مے آتما وگیان کی نظر سے وگیان مے آتما۔ ان کی نظر سے ان مے آتما۔ اور پھر ایک کے ایک آتما ہو۔ لا فانیت اور پیدائش کی نظر سے اکشر برہمہ کہا جاتا ہے۔ نورانی پرم پورش صرف ادھار محض ہے۔ وہ نہ جسم کا ہے۔ نہ من کا نہ پران کا۔ نہ جنما نہ بدلا۔ پاک کا پاک۔ بے لوث! اکشر پرے کا برہمہ ہے۔ اونچا ہے۔ وہ پرم پرش اکشر برہمہ سے بھی پرے اور اونچا ہے۔

سوال ۴۔ کیا اسی سے یہ سب پیدا ہوتے ہیں؟

جواب۔ ہاں اسی سے پران پیدا ہوتا ہے۔ من تمام اندریاں۔ آکاش۔ ہوا۔ تیج۔ پانی۔ مٹی سب کو اسی نے دھارن کر رکھا ہے۔ اور سب اسی کے آدھار پر رہتے ہیں۔ وہی ان سب کی بنیاد اور جڑ ہے۔

سوال ۵۔ برہمانڈ کی نظر سے اس اکشر برہمہ کی صورت کیسی ہوگی۔

جواب - اگنی اس کا سر (حرارت کا مخزن) ہے - سورج چاند اس کی آنکھیں ہیں - دشائیں اس کے کان ہیں - ویدک الہام اس کا کلام (بانی) ہے - تمام جگت اس کا دل ہے - پرتھوی اس کا پاؤں ہے - یہ فی الواقعی سب کا انتریامی ہے ॰

سوال ۶ - اس سے یہ جگت اور پرانی کیسے پیدا ہوئے؟

جواب - باقاعدہ اور سلسلہ کے ساتھ اپنشد اُسے اسطرح بیان کرتی ہے - یوں سمجھ لو - وہ عالم گیر اگنی ہے وہ مشتعل رہتی ہے - سورج اُس اگنی کی ایندھن ہے - اس سورج سے اُس کے بعد انترکش پیدا ہوا - انترکش کے بعد پرتھوی - پرتھوی میں پرش اور پرش کے بعد ستری - یہ جگت کی سرشٹی کے پانچ مرحلے ہیں - اِن کی بناوٹ اسطرح سے ہوئی - پھر پرش نے ستری کے گربھ میں بیج ڈالا - اس بیج سے تمام مخلوق پیدا ہوئی ॥

سوال ۷ - نہایت مہذب اور سہل طرز بیان سے یہ پانچ مرحلے پھر سنائیے -

جواب - [الف] سورج
[ب] انترکش - وسعت - پھیلاؤ
[ج] پرتھوی
[د] پرش

(۵) سنتری +

سوال ۸- اب صراحت کیجئے۔

جواب- [الف] اکشر پرش خود ایک قسم کی اگنی ہے جو مشتعل رہتی ہے۔ سورج اس کی ایندھن ہے۔ جسے تم نودانی دیکھتے ہو۔ یہ پران اگنی ہے۔ جو شعلوں کی طرح نمایاں ہے +

[ب] سورج تپا۔ اس کے تپنے کا پھیلاؤ ہوا۔ اس پھیلاؤ کے اندر چندرہوا چندر سے بادل پیدا ہوئے +

[ج] انترکش کے پھیلاؤ کی حد پر پرتھوی ہوئی۔ اس پرتھوی میں بنسپتی (عالم نباتات) ناج وغیرہ پیدا ہوئے +

[د] پرتھوی میں پرش پیدا ہوا۔

[ہ] پرش میں سنتری ہوئی۔

پرش نے اپنا بیج سنتری میں ڈالا۔ اس سے مخلوقات جاندار پرانی ہوئے +

اسطرح یہ جگت اور پرانی بنے۔ یہ اور کچھ نہیں ہیں۔ وہ اکشر پرش ہی ہے۔ اور وہی سب کا انتر آتما ہے +

سوال ۹- کیا بھونڈا اور غیر واضح طرز بیان ہے۔ جسے ہر کس و ناکس نہ سمجھ سکتا ہے۔ اور نہ یہ اس کی سمجھ میں آتا ہے۔ اس طرز بیان کا نام کیا ہے!

جواب- اسے پنج اگنی ودیا کہتے ہیں۔ اور اسی کے اندر تمام کائنات مخلوقات اور موجودات ہے +

سوال ۱۰- آپ نے منڈک اپنشد کی شرح کرنے کا دعویٰ

کیا ہے۔ پھر اسے صاف کیوں نہیں کر دیتے ؟
جواب۔ مجھے تو جو کہنا اور سمجھانا تھا۔ کہ دیا۔ اور سمجھا دیا اپنشدوں کی حدبست کے باہر جانے کی نہ نیت ہے۔ یہ مجزات ہے۔ اشارہ کو اشارہ کی نظر سے سمجھئے۔ تب سمجھ میں آئے خلقت کا یہ ابتدائی بیان سیدھا سادہ اور بغیر علمی تصنع کے ہوئے ہیں پھر بھی سمجھاتا ہوں۔ سمجھو:۔

[الف] ایک نور ہے۔ .. .. (اوم سینیم)
[ب] جو منور ہے۔ .. .. .. (اوم تپیم)
[ج] اس نور کا شعلہ سورج ہے۔ جو اپنی باری پر منور ہے۔ .. .. .. (اوم جنہ)
[د] اُس نور کے اندر تین صورتیں ہیں۔ اول وہ خود (۱) دِو (۲) انترکش۔ (۳) پرتھوی .. .. .. (اوم مہہ)
[ہ] یہ نور ثلاثی صورت میں اچھا۔ خوشنما اور خوشگوار ہے۔ .. .. .. (اوم سوہ)
[و] یہ نور پرش ہوا .. .. .. (اوم بھووہ)
[ز] یہ نور نیچے کے طبقہ میں ٹھہرا اور اس میں اپنی نورانی کرنوں کو چھڑکا .. .. .. (اوم بھووہ)
یہ سات اگنی سرشٹی کے مدارج ہیں جن کے اندر تمام خلقت ہے
سوال ۱۱۔ آپ کے طرز کلام اور طرز بیان میں سچائی کی جھلک تو ضرور ہے۔ لیکن میری عقلی نگاہ اُسے گرفت

نہیں کرتی ہے۔ یہ بہت دقیق اور وضاحت طلب ہے۔
جواب۔ یہ ایسا ہی ہے۔ اور صراحت میں میں بھی
شاید قصور کر رہا ہوں۔ اس کی وضاحت تمام و کمال جیسی
چاہیئے۔ نہیں ہو رہی ہے +
سوال ۱۲۔ واقعی معلوم ایسا ہوتا ہے۔ آپ نے
اسے پہلے پنچ اگنی ودیا کا نام دیا۔ اور پھر سات مدارج
قائم کر دکھائے۔ یہ طرز بیان میں ابہام کا نقص ہے +
جواب۔ مشکل مضمون کا ادا کرنا مشکل ہی ہوتا ہے
اگر اس میں "اوم ستیم اور اوم بھوہ" کا خیال
چھوڑ دو۔ تو پانچ ہی مدارت رہ جاتی ہیں۔ جیسے

[ا] اصلی اگنی کنڈ (اوم تپہ)
[ب] سورج (اوم جنہ)
[ج] انترکش (اوم مہہ)
[د] مرد (اوم سوہ)
[ہ] ستری (اوم بھوہ)

مخلوقات کی پیدائش انہیں سے ہوتی ہے +
سوال ۱۳۔ مضمون اور مذبذب ہو گیا۔ پرتھوی کی
رعایت جاتی رہی۔ یہ نقص آگیا۔
جواب۔ بے شک ایسا ہی ہوا۔ لیکن پرش اور
ستری پرتھوی ہی میں رہتے ہیں۔ اس سے نقص تو نہیں
ہے۔ ہاں اسے مصلحتاً نظر انداز کر دیا گیا +

سوال ۱۴ - مختصر طریقہ میں سمجھائیے۔
جواب - [ا] ادم - ادم کی چوٹی دِوٗ - ادم کا وسط انترکش ادم کا نچلا حصہ پرتھوی - رچنا ان کے اندر ہوتی ہے۔
[ب] ادم ادم کا آ سر ادم کا پاؤں مم - سر اور پاؤں کی درمیانی بندش و - انہیں کے درمیان رچنا ہوتی ہے۔
[ج] ادم کا اُ چیتن ادم کا مُ جڑ - ادم کا درمیان و چڑ چیتن سے رچنا ہوتی ہے۔
یہ مختصر طرز بیان ہے - اس سے اور مختصر کرنا مشکل ہے۔

سوال ۱۵ - یہ کچھ کٹھور کٹھانے کی بات ہے - اس سے میں کیا سمجھوں؟
جواب - یہ اکشر پرش نہ صرف سب رچنا کی جڑ آدھار بنیاد ہے - بلکہ وہ خود وہی رچنا ہے - وہ سب کا اسی وجہ سے انتر آتما کہا گیا ہے - اور اپنشد اسی ایک بات کو ذہن نشین کرانا چاہتی ہے - یہ سمجھ میں آگیا - تو سب سمجھ میں آگیا - یہ نہ سمجھ میں آیا تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا - سمجھا ان سمجھا سب مٹی میں مل رہا ۔

سوال ۱۶ - یہ تو میں نے سمجھ لیا - کیا اس ویدک دھرم - یا دنیا کے مذاہب کی جڑ اسی اکشر برہم میں ہے؟

جواب - اس کے سوا اور کس پر جبر شرتی - یہ رگ - یجر اور سام اس زندگی کے مخزن کے سانس ہیں - اور جو کچھ رسم رواج - آداب و ضوابط - یگیہ (پوجا پاٹ) کرت اور دکشنائیں ججمان - لوک اور لوکوں کے سورج اور چندر ماں ہیں - اسی کے آدھار اور اسی میں گتھے ہوئے ہیں ٭

———.٥.———

سوال ۱۷ - ان سب مداینج کا شمار مجموعی طور پر کس قدر ہے - جو اس اکشر برہم میں گتھے ہوئے ہیں -

جواب - صرف سات - اپنشد سات ہی سات کی رعایت کو مد نظر رکھتا ہے ٭

سوال ۱۸ - مثلاً

جواب - یوں سمجھو کہ تمہارا پنڈ اگنی کنڈ ہے - جو دراصل ہے - جیسے برہمانڈی اگنی کنڈ ہے - ویسے ہی یہ پنڈی اگنی کنڈ ہے - اس میں سات اندریاں جو اگنی کنڈ ہیں سات سات طرح کی لکڑیاں (سمدھا) ڈالتی رہتی ہیں - سات ہی طرح کے ہوم ہوتے رہتے ہیں - سات لوکوں کا پھل انہیں ملا کرتا ہے - یہ انہیں سات لوکوں میں وچرتی ہیں - ان سے سات شعلے بھڑکتے رہتے ہیں - یہ گپھا میں (بدھ) رہتی ہیں - یہ صرف سات سات

سوال ۱۹ - ان سات سات کی تداد صرف تو بتائیے -

جواب - [الف] سات اندریاں - ۲ آنکھ + ۲ ناک + ۲ کان + ایک زبان -

[ب] - سات شعلے - دیکھنا - سونگھنا - سننا - ان کی دوگونہ رعایت سے + چکھنا -

[ج] سات سمدھا - نظارہ - شامہ - سامعہ - دوگونہ رعایت سے - ذائقہ -

[د] سات ہوم - بھوکا - بھووہ کا - سوہ کا - مہہ کا جنہ کا - تپہ کا - ستیم کا -

[و] سات لوک - بھو - بھووہ - سوہ - مہہ - جنہ تپہ - ستیم -

یہ تم یاد رکھو - یہ سات لوک تمہارے اندر ہیں - اور تمہارے ہردے گپھا میں سمٹے ہوئے ہیں +

سوال ۴۰ - پنڈ اور برہمانڈ کی مشابہتی رعایت سے میں سات لوکوں کی ہستی کا اس انسانی جسم میں قایل ہوگیا - لیکن یہ فرمائیے - کیا سمندر اور پہاڑ وغیرہ بھی اسی میں پیدا ہوئے ہیں ؟

جواب - اکشر برہم سب کا انتر آتما - تمام بھوتوں کا آدھار ندی - نالے - بنسپتی اور ان کے اس کا ٹھہراؤ کی جڑ ہے - اور جیسے وہ برہمانڈ میں ہے - ویسے ہی پنڈ میں بھی ہے - اس میں نام کے لئے بھی شک نہیں ہے

سوال ۲۱- وہ پرش کہاں ہے؟
جواب- یہ تو تو نے سمجھ لیا- کہ جو کچھ ہے- وہ پرش ہی ہے۔ اس کے سوا دوسرے کی ہستی کا امکان نہیں ہے ایچم۔ اَدوتیم۔ اکھنڈم کیولم- کرم- تپ- برہمہ- پرم امرت وہ اکشر پُرش ہی ہے- وہ تیرے ہی ہردے گپھا میں چھپ رہا ہے- جسے تو جاننا چاہتا ہے- وہ ہردے گپھا ہی میں ہے- جاننے والے اُسے ایسا ہی جانتے ہیں- ذرا اوِدیا کی گرہ کو کھول دے- اور وہ نظر آنے لگے+

دوسرا کھنڈ

واحد واجب الوجود

سوال ۱- اُسے کیسے جانوں؟
جواب- وچار اور لوبک سے- یہ جو عیاں ہے- قریب ہے- وہی ہردے گپھا میں بیٹھا ہوا پرسدھ منزل مقصود ہے- جو چلتا ہے- سانس لیتا ہے- آنکھ جھپکاتا ہے- سب اسی میں ٹکے ہوئے ہیں- یہ ست است سب کا سب جسے تم جانتے ہو- وہی ہے- وہی چاہنے کے

قابل۔ بدھی سے اونچا تمام جانداروں کی روح ہے۔ روشن لطیف سے بھی لطیف لوکوں کا آدھار۔ لوکوں کے رہنے والوں کا سہارا۔ ابناشی برہم۔ پران۔ بانی من۔ ست امرت وہی ہے۔ اسی کو لکش بناؤ اور اسی لکش کو نشانہ بناؤ سمہ

سوال ۲۔ کیسے اس لکش کا نشانہ بنایا جائے؟

جواب۔ [الف] - اپنشد کی کمان - اپاسنا کا تیز تیر - دو نوں کے جوڑنے میں دلی یکسوئی اور ابناشی پرش کا نشانہ!

[ب] اوم کی کمان - آتما کا تیر - برہم کا لکش!

دل نشانہ میں لگانے میں ایسا محو ہو کہ اپنے آپ کو بھولا رہے +

سوال ۳ - آتما کیا ہے؟

جواب جسمیں علوی سفلی اور درمیانی طبقات مع من اور اندریوں کے گنتھے ہوئے ہیں۔ وہ آتما ہے - یہی بات ہے دوسری فضول ہے - وہ ایک اکیلا ہے۔ دوسرا نہیں ہے یہ پل ہے۔ اسی پر سے گزر کر امرت حاصل کرو +

سوال ۴ - آتما کی اصلی جگہ کہاں ہے؟

جواب - آتما ہردے گپھا میں ہے جسمیں تمام جسمانی رگ و ریشے رتھ کی نابھی کی شکل میں اروں کی طرح پروئے ہوئے ہیں۔ اسی جگہ اوم کا دھیان ہو۔ یہ اندھیرے سے پرے پار پہنچانے کا ذریعہ اور کلیان کا باعث ہے - یہی آتما سب کا جاننے والا۔ سمجھنے والا۔ جگت میں بھا والا - نورانی برہم پور میں ساکن - آکاش میں قائم - موتیہ۔ اندری اور شریر کا قاعدہ میں رکھنے والا ہے۔ گیانی اسی کے گیان سے امرت کو دیکھتے اور آنند روپ سے چمکنے والے کا درشن پاتے ہیں +

سوال ۵ - اس درشن کا فائدہ؟

جواب - ہردے کی گرہ کھل جاتی ہے۔ شک و شبہ بھاگ جاتے

ہیں۔ کرم کا ناش ہو جاتا ہے۔ اس پر اور اپر کے درشن کا یہ لابھ ہے ٭

سوال ۶ - آتما جان لیا گیا اور برہم ؟

جواب - جنہوں نے اس آتما کو جان لیا۔ برہم کو بھی جان لیا۔ وہ بغیر گرد و غبار کا۔ بغیر دھبہ کا شدھ۔ نور کا نور اکھنڈ ہے۔ نہ دہاں سورج چمکتا ہے نہ چاند نہ تارے نہ بجلی اس اپنی آگ کی کیا حقیقت ہے۔ اسی آتما کے چمکنے پر سب چمکتے۔ تمام جگت اس کی چمک سے چمکیلا۔ وہ امرت روپ برہم۔ آگے پیچھے دائیں بائیں۔ نیچے اوپر محیط کل ہے۔ برہم ہی یہ جگت ہے۔ اور وہی یہ وسیع وسعت ہے ٭

نوٹ - جو آتما کو نہیں جانا۔ وہ برہم کو کیا جانیگا۔ یا جان سکیگا! پہلے ہماری کہہ تب سورج اور سورج کا نور! پہلے ہم اور پیچھے خدا! جب ہم ہی نہیں۔ تو پھر خدا کیسا! اور وہ برہم جدا کب ہے۔ وہ وہی ہے جو کچھ اس جگت میں ہے۔ یہ برہم آتما سے جدا نہیں ہے۔ اسی ایک بات کو اپنشد زیادہ زور دے کر سمجھانا چاہتی ہے ٭

تیسرا منڈک

[برہم پنتھ - برہم مارگ]

پہلا کھنڈ

سوال ۱ - برہم کی آتما کے ساتھ کیا نسبت ہے؟

جواب - یہ دونو ساتھی ہیں - ساتھ کی نسبت رکھتے ہیں

سوال ۲ - مثلاً ؟

جواب - یہ جگت درخت سے مشابہ ہے - اسپر دو پرندے رہتے ہیں ایک میٹھے پھل کھانے کا خواہشمند ہے - دوسرا صرف ساکشی (دیکھنے والا) ہے۔

سوال ۳ - ابھی تو تم برہم اور آتما کو ایک کہتے چلے آرہے ہو اب وہ دو کیسے ہوگئے؟

جواب - کرم کی نظر سے ہم نے انہیں دو مانا - جیسے ہمارے جسم میں آتما تو ہر وقت ایک ہی ہے - جو ساکشی روپ میں آزاد اور قیود سے اونچا ہے - لیکن من کی نظر سے اُسے منومے آتما - بدھی کی نظر سے وگیان مے آتما - پران کی نظر سے پران مے آتما - آنند کی نظر سے آنندمے آتما - اور ان کی نظر سے ان مے آتما کہتے ہیں اسی طرح سمجھانے سمجھانے کی غرض سے دو کہے گئے۔

تم ایک ہو - یہ آدھار آتما ہے - تمہارا من دو ہو کر سوال و جواب سنکلپ وکلپ اٹھانے لگتا ہے - یہ منومے کہلاتا ہے

سورج ایک ہے - وہ ساکشی ہے - پانی - شیشے - صاف شفاف چکنی

کے عکس میں متعدد سورج بنجاتے ہیں۔ اصلی سورج تو ایک ہی ہے۔
اسی طرح آتما تو ہر وقت ایک ہی ہے۔ اور وہ صرف ساکشی روپ ہے۔ دوسرے عکسی آتمائیں بہت سے ہو جاتے ہیں۔

سوال ۴ - ان دونو کا میل ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں پھر ایک بات ہوئی!

جواب - پھل کھانیوالا بھرم میں پڑکر دکھی رہتا ہے۔ لیکن جب اس کی نظر ساکشی روپ آتما پر پڑ گئی۔ اُسے اصلیت کا علم ہوگیا۔ بھرم کی گانٹھ کھل گئی۔ اب وہ خوش ہوگیا۔ اس کے ساتھ اس کی یکسانیت آگئی اور پاپ پنیہ کے خیال جو محدودیت اور محدود نظری کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے دور ہوگئے۔

—:o:—

سوال ۵ - یہ چمک یا نور کس کا ہے!

جواب - یہ پران کا ہے۔ یہی سب میں چمکتا رہتا ہے۔ جو اسے سمجھ گیا۔ وہ عالم اور خوش تقریر ہو جاتا ہے۔ اُسے آتما کے ساتھ پریم ہوتا ہے۔ اور گیانیوں میں افضل بن جاتا ہے۔

سوال ۶ - یہ پران کیسے ظہور میں آتا ہے!

جواب - یہ آتما سے ظہور میں آتا ہے۔ یہ پہلے ہی سے رہتا ہے۔ پران = پیدا = بیٹے اور ان = سانس ہے۔ ذات کی ذاتیت ذات سے جدا نہیں ہوتی جب تک اُسے علم نہیں ہے۔ تب تک سامانیہ ہے۔ اور جب یہ علم ہو گیا کہ ذاتیت ذات کا خاصہ ہے۔ تب اسمیں وشیشتا آجاتی ہے اور وہ انسان افضل ہو جاتا ہے

—:o:—

سوال ۷ - اس آتما کو کیسے کوئی پاتا ہے؟

جواب - یہ بغیر سادھن کے نہیں ملتا - حالانکہ وہ اپنی ذات
اور ہر وقت پراپت ہے ٭

سوال ۸ - سادھن کیا ہیں ؟
جواب - سچائی - تپ - ستیہ گیان - لگاتار برہمچریہ !
ان سے اپنے اندر کا شُدھ اور نورانی آتما دیکھا جاتا ہے - جو
اندریوں کے جیتنے والے جتی اُسے دیکھ لیتے ہیں - ان کے پاپ کا
ناش ہو جاتا ہے ٭

سوال ۹ - اس مارگ کا نام کیا ہے ؟
جواب - اسے دیو - یان - پنتھ کہتے ہیں - یہ سچائی کی راہ
پر چلنا ہے - اس راہ پر وہ رشی جاتے ہیں - جو خواہشوں پر
غالب ہیں - کیونکہ وہ سچائی کا گھر ہے - فتح سچائی کی ہوتی ہے -
جھوٹ کی نہیں ٭

سوال ۱۰ - یہ راہ کہاں ہے ؟
جواب - اپنے گھوٹ کے اندر ہے - باہر نہیں ہے - جب
کوئی اس راہ پر چلا - وسیع - آسمانی - ناقابل غور - لطیف سے
لطیف - روشن - نزدیک سے نزدیک - دور سے زیادہ دُور
آتما اُسے اپنے اندر ہی مل گیا - باہر نہیں - کیونکہ وہ یہاں
اسی ہردے گپھا میں چھپا ہوا ہے ٭

سوال ۱۱ - اس کی اصلی مراد کیا ہے ؟
جواب - گیان اصلی مراد ہے - آتما گیان ہی سے سمجھا جا
سکتا ہے - نہ وہ نظر سے دیکھا جاتا ہے - نہ بانی سے بولا جاتا - نہ

تب یا شدھ کرم سے ملتا۔ اور نہ کوئی شخص کسی اندری کی مدد سے اُسے پا سکتا ہے۔ جب دل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ تب سادھن کرنے والا اُس اکھنڈ (غیر منقسم) کا دھیان کرنے لگتا ہے۔ اور گیان کی برکت سے اُسے حاصل کر لیتا ہے تم کو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ کہ سوکشم آتما صرف وچار سے سمجھا جاتا ہے۔ اسی میں پران پانچ صورتوں کا ہو کر داخل ہے۔ اسی میں من اندریوں کے ساتھ گھتا رہتا ہے۔ اس من کو شدھ کرلو۔ آتما کا پرکاش دیکھ سکو گے +

سوال ۱۲- اور اگر سادھن کر کے من کو شدھ کر لیا جائے تو کیا ہو گا!

جواب - شدھ من کی قوتِ ارادی مضبوط ہو جائیگی وہ جو سنے یا جس لوک کی کامنا کریگا۔ جو اس کا سنکلپ ہو گا وہ ہمیشہ پورا ہو کر رہیگا۔ خواہش بھی برآئے گی۔ یہ سادھن کا نتیجہ ہو گا +

سوال ۱۳- مجھے صرف سکھ کی خواہش ہے۔ میں کیا کروں؟

جواب۔ جس نے آتما کو جان لیا ہے۔ اس کی پوجا کرو اس کی خدمت صحبت اختیار کرو۔ خود تم کو اس دیو۔ یان پنتھ کی حقیقت کھل جائے گی۔ اور اس آتم درشی کے پرشاد (فضل اور برکت) سے سکھ کو حاصل کرلو گے +

دوسرا کھنڈ

(۱) - خواہش کا انجام جنم مرن

سوال ۱ - آتم گیانی کی پوجا سیوا کا پھل کیا ہوگا!
جواب - چونکہ وہ اونچے برہم دھام کو لے جائے گا اسی
میں برہمانڈ قائم ہے - جو بے غرض ہوکر ایسے شخص کی خدمت کرینگے
وہ اس کے سنسکار اور گیان کا فائدہ اٹھاکر جنم کے سمندر سے
پار چلے جائیں گے - لیکن یہ خدمت بے غرضانہ ہو +
سوال ۲ - اور اگر خواہش دل میں باقی رہی - تو اس کا
کیا نتیجہ ہوگا ؟
جواب - خواہشوں کے موافق بار بار جنم لینا پڑے گا -
خواہشیں یہاں ہی ختم ہو جائیں - تب کام نکلے +

—— :o: ——

سوال ۳ - کیا اس آتم گیان کا ادھکار ہر شخص کو ہو سکتا ہے ؟
جواب - نہیں - وید پڑھنے - عالم بننے یا عقل ہونے سے یہ
ادھکار نہیں ملتا - اور نہ ہر وید پاٹھی - پنڈت - یا سیانا آتم انبھوی
ہو سکتا ہے - سچی اور صحیح بات یہ ہے - کہ جسے آتما خود پسند کرتا -
اپناتا اور چاہتا ہے - اسی پر اپنا اظہار کرتا ہے - (اس کے
لئے وید - علم اور عقل کی خصوصیت نہیں ہے)

سوال ۴ - گیانی کے یا گیان کے ادھکاری کے اوصاف کیا ہیں؟
جواب - استقلال - دلی یکسوئی - بشرطیکہ جھوٹا تپ نہ ہو بلکہ سچا ہو یعنی مکتی نہ رہے جیسی رہے۔ تب یہ استقلال - دلی یکسوئی اور تپ اُسے پرم دھام کو پہنچا دیں گے +

سوال ۵ - گورُو کا ملنا مقدم ہے؟
جواب - بے شک - یہ لازمی شرط ہے۔
جو رشی آتم پراپت - گیان والے - مکمل آتما - خواہش سے آزاد اور شانت ہیں - وہ اس سب جگہ پہنچے ہوئے آتما کو پاکر تمام و کمال میں داخل ہو رہتے ہیں +
ویدانت کے وگیان کو سمجھو - جتی بند - سنیاس (تیاگ) کی مدد سے شدھ انتہ کرن والے بنو - لوک اور اُتم امرت کو بھوگو - مرنے کے بعد لافانی حالت کو بھوگو گے +
سوال ۶ - پھر یہ ہستی رہے گی یا نہ رہے گی؟
جواب - مکمل ہستی - دائمی ہستی - خوشی دینے والی ہستی کی وراثت نصیب ہوگی۔ پندرہ کلائیں اپنے اپنے کارن میں اور اندریاں اپنے اپنے دیوتاؤں میں لے ہونگی - اور سب اکشر برہم میں ملیں گی - جیسے سمندر کی ندیاں سمندر میں مل کر نام روپ کھو دیتی ہیں - برہم گیانی برہم میں داخل ہوگا +
سوال ۷ - اس سے کوئی یہاں لوک کا بھی پھل ہوگا یا کیا؟
جواب - اس کے کُل میں کوئی اگیانی نہ رہے گا +

سوال ۸ - اس منڈک کی اہمیت کے متعلق کوئی تائیدی اور سندی کلام بھی ہے؟

جواب - رچا سنو:-
"کرم کے پورے - وید پاٹھی - برہم نشٹھی - شردھا والے - اگنی رشی میں اپنے آپ کا ہوم کرنیوالے کو یہ برہم ودیا بتانی چاہیئے - اور انہیں - جنہوں نے شرو ورت (سر کے باقاعدہ ورت) کو پورا کیا ہے"

سوال ۹ - اس تعلیم کا سلسلہ کہاں سے چلا ہے؟

جواب - انگرس رشی سے چلا ہے - قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے - جس نے شرو ورت کو پورا نہیں کیا - وہ اسے نہ پڑھتا ہے - نہ پڑھ سکتا ہے - اور نہ پڑھنا چاہیئے -

---

ختم ہوئی

منڈک اپنشد

عام فہم سوال و جواب کی صورتیں

نام کتب	قیمت
جین برتانت کلپدرم	۶/
سندیش کا سلسلہ	
کرم سندیش	۸/
گیان ”	۸/
اپاسنا ”	۸/
بوبیک ”	۸/
یاترا ”	۸/
بچن ”	۸/
سار ”	۸/
سہج ”	۸/
ادبھت ”	۸/
الکھ ”	۸/
دچار ”	۸/
ست ”	۸/
مرم ”	۸/
انبھو ”	۸/
وگیان ”	۸/
پریم ”	۸/
درشٹانت ”	۸/
بچن کا سلسلہ	
بچن سار حصہ اول	عہ
” ” ” سویم	۱۲/
” ” ” چہارم	۱۰/
شبد سار (نظم)	عہ/
شبد گنجار (نظم)	[illegible]
شبد یوگ انگریزی	[illegible]
مستی کا سلسلہ	

نام کتب	قیمت
خمکدہ سرشار	۱۰/
خمکدہ تخیلات	۱۰/
خمخانہ عرفان	/
خیالات ”	۱۰/
اودھوت گیتا	۱۰/
جام مستی	۱۰/
بھگتی کا سلسلہ	
بھگت مال	[illegible]
سنت ”	[illegible]
شاہی بھگت	۶/
راج ”	۶/
راج بھگتی	۶/
قصوں کا سلسلہ	
آبدار موتی	عہ
سندھ دیش کے قصے	۱۰/
ملتان	۱۰/
عجیب و غریب	۱۰/
قصہ ابراہیم ادہم	۶/
متفرق سلسلہ	
صوفی ازم	[illegible]
کبیر اور کبیر پنتھ	[illegible]
کبیر شبد اولی	۸/
سندھ باغ کی ساکھی	۱۲/
تحفہ درویش یا فقیر پرشاد	۸/
الحیات بعد الممات	۸/
برہمہ گیان پریکچر	۸/
معیار التکاشفہ	۱۰/
ویدانت کی پہلی کتاب	[illegible]
پنجہ تقی	[illegible]
وشنو پوران حصہ اول	۴/

نام کتب	قیمت
کلکی پُران	۸؍
مسلمانی درگور مسلمانی درکتاب	۱۲؍
ظاہری و باطنی موسیقی	۶؍
سچا سناتن آریہ دہرم	۶؍
روحانی ترقی	۶؍
بہارِ تصوف	۱۲؍
مناظرہ چتوڑ	۸؍
رازِ خوبصورتی	۸؍
آئینۂ کشمیر	۱۲؍
مورلی پوجا } مجون مرکب	
کبیر ساکھی	۱۰؍
ہندی کے انمول رتن	
شبد سار گنگا (نظم)	۵؍
کبیر چرتر	۱۰؍
گیان انجلی	۸؍
سنت سلسلہ اوّل	
کبیر شبداولی	۶؍
نوجیون سدھار	۱۰؍
للت کتھا انجلی حصہ اوّل	۸؍
" " اپدیش انجلی	۸؍
" " وچار "	۸؍
" " بویک "	۸؍

نام کتب	قیمت
بھگت مال حصہ اوّل	عہ؍
سنت کبیر کی ساکھی	[illegible]
سنت سلسلہ دوم	۲؍
للت کتھا انجلی حصہ دوم	۸؍
" " وچار انجلی	۸؍
" " کرم انجلی	۸؍
" " شنوتر "	۸؍
سپتاد وچار	۱۰؍
بھگت مال حصہ دوم	[illegible]
بہلا چترانجلی	[illegible]
کبیر بیجک حصہ اول مشرح بالتصویر	[illegible]
سنت سلسلہ سوم	۱۰؍
للت پشپانجلی	۸؍
پرمارتھ سدھار	۸؍
بھگت مال حصہ سوم	[illegible]
للت کتھانجلی	۸؍
" ورتنتا انجلی	۸؍
کبیر بیجک مشرح حصہ دوم تک	[illegible]
للت مرم آنجلی	۸؍
" سار "	۸؍
" گیان "	۸؍

ملنے کا پتہ:-

رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس اسٹیٹ یو-پی

دستور العمل

۱ — ؏ سالانہ پیشگی چندہ ۔

۲ — بعد کو سالانہ مجموعہ کی قیمت ؏ یا زیادہ ۔

۳ — نمونہ طلبی کا قاعدہ انقطا ۔

۴ — خریداروں کو تاریخ اجرا سے عدم وصولی کی شکایت پر ایک ہفتہ کے اندر دوسرا پرچہ زیادہ دیر ہو جانے کے بعد قیمت طلب ۔

۵ — جملہ خط و کتابت بنام منیجر اپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواگھر چیل منڈی امرتسر

۶ — جواب کے لئے ار کا ٹکٹ ضروری ورنہ عدم جواب کی معذرت ۔

۷ — ایڈیٹر کے ساتھ خط و کتابت رادھا سوامی دھام کے پتہ سے ۔

مقاصد

۱ — ویدانت کے اصول پر بالعموم اور اپنشدوں کے مطالب پر بالخصوص مؤثر خاطر نشین اور طمانیت بخش روشنی ڈالنا ۔

۲ — اپنشدوں کے گہرے راز کی عقدہ کشائی ایسے عام فہم طریقہ میں کرنا کہ مطالعہ کرتے ہی دقت زندگی کم از کم خیالی طور پر عملی بنتی چلے۔ اور دلپر انکی سچائی پتھر کی لکیر بنجائے ۔

۳ — جو باتیں شاعرانہ انداز اور استعارہ کی زبان میں بیان ہوئی ہیں ان کو معمولی عبارت میں عام فہم کے طبقہ میں منتقل کر دینا ۔

۴ — جو بات اسپر بھی ذہن نشین نہ ہو سکے اسکا اور خط و کتابت کے ذریعہ انکو صاف کر دینا ۔

۵ — بھومیکا کے بعد مکمل اپنشدوں کو بہ احتیاط مع واضح تفسیر کے پیش کرتے رہنا ۔

نوٹ :۔ اپنشد میگزین صرف مستقل خریداروں ہی کو ؏ پر ملے گا۔ بعد کو قیمت واجبی لی جائے گی۔ ممکن ہے سال بھر کی کتابوں کی قیمت ؏ یا ؏ وصول کیجائے قیمت ہر کتاب کی اس کے ٹائیٹل پیج کے اندراج کے موافق لی جائے گی ۔

۱۵

است (غروب) ہونے وقت اُس سے ملکر ایک ہو جاتی ہیں - اور اُوے (طلوع) ہونے وقت جب وہ نکلتا ہے تب نکلتی ہیں - (پھیل جاتی ہیں) اسی طرح یہ سب اندریاں اپنے سے اونچے دیو ہیں جو من ہے اُس سے ملکر ایک ہو رہتی ہیں - اس وقت یہ پُرش نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے - نہ سونگھتا ہے نہ چکھتا ہے نہ چھوتا ہے نہ بولتا ہے - نہ پکڑتا ہے نہ آنند بھوگتا ہے - نہ (مل) تیاگتا ہے نہ چلتا ہے - وہ سوتا ہے - سب لوگ ایسا ہی کہتے ہیں - پرانوں کی اگنیاں ہی اس شہر میں جاگتی ہیں - پران - اپان - ویان - سمان اُدان" +

اس سے ظاہر ہے کہ من کو کرم اور گیان کا پہلا ہی مرکز سمجھا گیا تھا - اور رفتہ رفتہ یہ سمجھ وسیع ہوتی گئی - پھر حس - میلان - رجحان - دل وغیرہ کا اُس میں شمول ہونے لگا - اُس کی وسیع المراوی بہت بڑھ گئی - وہ آتمک جوہر مانا گیا - اور برہمہ اور آتما کا نتونک سمجھا گیا - یہاں تک کہ اپنشدوں میں برہمہ کو منومے ہونے کا خطاب دیا گیا - چھاندوگیہ (۳-۱۴-۲) ورہد آرنیک (۵-۶-۱) تیتریے (۱-۶-۱) منڈک (۲-۲-۷) اور من ایک چیز ہے - جس سے برہمہ کی اُپاسنا کی گئی - ایتریے اپنشد - (۳-۲) میں اسی کو پرگیانم مانا گیا - سوال ہے "یہ ہردے اور من کیا ہے؟" جواب دیا جاتا ہے "سنگیان (سارے شریر میں پھیلا ہوا گیان) اگیان - وگیان - پرگیان - میدھا (بدھی) - مشاہدہ - برداشت - متی (سوچ) - منشیا (وچار) - جیوتی -

(پرتین تیار ہی) کرتو (ارادہ) سور (دنا لنں) کام (خواہش)۔
وشے (بھوگ) یہ سب پرگیان کے نام ہیں" یہ سب من ہیں۔ غور۔
فکر۔ تصور۔ دھیان۔ ایجاد۔ مشاہدہ۔ معائنہ۔ ارادہ۔ خواہش۔
مقصد۔ زور۔ پریم۔ محبت۔ یہ سب کے سب پرگیان یا من ہی توہیں
کوشتکی (۳) میں من ایک اندری ہے۔ جیسے بانی۔ دیکھنا۔ سننا
ہیں۔ اور اس حیثیت میں وہ علم کے ماتحت ہے۔ کوشتکی (۳-۲)
ملاحظہ طلب ہے:۔ "ہم کو من کی تلاش نہیں ہے۔ بلکہ سوچنے
والے (یعنی من والے) کی تلاش ہے" اور پھر اس خیال کی
تردید (۳-۷) میں من کو علم یا پرگیا کا ہم معنی بتایا گیا ہے۔
بانی بغیر پرگیا کے کوئی نام تک ذہن میں نہیں لاتی۔ کیونکہ
یہ کہا جاتا ہے۔ میرا من اور جگہ تھا (انیترمے منو بھوت)
اس لئے نام ذہن میں نہیں آیا" یہی کیفیت باقی اندریوں
سانس۔ آنکھ۔ کان۔ زبان وغیرہ کی ہے۔ ان سب اشاروں
سے پایا جاتا ہے۔ کہ من سب کچھ ہوتا ہوا۔ اکثر باقی۔ سانس
آنکھ۔ کان کے معنی میں آیا ہے۔ اور یہ پانچوں آتما کے ماتحت
ہیں" سانس لیتے ہوئے اُسے سانس۔ بولتے ہوئے اُسے
بانی۔ دیکھتے ہوئے آنکھ اور سمجھتے ہوئے من کہا جاتا ہے۔
یہ سب اُس کے نتیجے ہیں۔ ورہد آرنیک (۱-۴-۷) ۱۰

پھر ورہد آرنیک (۱-۳ کے ۲ سے ۶ تک) میں من پر پران
کو فوقیت دی گئی ہے۔ اور وہ دیوتاؤں کو اسُروں سے بچا کر
جنم اور موت کے پار لے گیا ہے۔ لیکن ہر قسم کے تخیلات کا

تعلق من سے ہے - اور اندریاں اسی نظر سے اُس کے تابع ہیں - یہ وہد آرنیک کے مشہور مقولہ (۱-۵-۳) میں آتا ہے "میں من کے ساتھ اور جگہ چلا گیا تھا - اس لئے نہیں دیکھ سکا - لوگ ایسا کہتے ہیں - کیونکہ ہم صرف من ہی سے دیکھتے اور سُنتے ہیں - خواہش - فیصلہ - شک - یقین - بے اعتباری - استقلال کمزوری - شرم - علم - خوف - یہ سب من ہی سے ہوتے ہیں - جب کسی شخص کو پیچھے کی طرف سے چھو دو - تو وہ اُس چھوئے کو من ہی سے جانتا ہے" تیترے اُپنشد (۹-۳) نے اس مقولہ کا اعادہ کیا ہے - اور بارہا رشیوں نے اسے مستند مان کر اور اس کا حوالہ دیکر سمجھایا ہے کہ من اگرچہ آتما کی ایک اندری ہے پھر بھی وہ زندگی کے تمام واقفیت اور علم کا مرکز ہے - وہ صرف پانچ قسم کے گیانوں کی جڑ ہی نہیں ہے - بلکہ انہیں خیالات کی صورت میں گھڑنے والا ہے - دیکھنا - سننا - چکھنا - سونگھنا چھونا من ہی سے ہے - اسی من سے ہم دیکھتے سُنتے ہیں - اور سنکلپ کرتے ہیں - چھاندوگیہ (۷-۴) اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ من ہی سنکلپ یا قوت ارادی کی اندری ہو کر پانچ قسم کرموں کے اظہار کا آلہ ہے - کیونکہ اسی من ہی کی وجہ سے انسان کی کشش اُس کی بیوی کی جانب ہوتی ہے - وہ اُس سے اپنے مشابہ لڑکا پیدا کرتا ہے" وہد آرنیک (۴-۱-۶) - اور جب انسان اپنے من کو منترا ور منقولات کے مطالعہ کی طرف رجوع کرتا ہے یا کرموں کی تکمیل کی جانب رجوع کرتا ہے

تب وہ مکمل ہوتے ہیں"۔ چھاندوگیہ (۷۔۳۔ب۔۱) تیترے اُپنشد (۲۔۳) کے موافق "منو مے پُرش کا سر یجُر ہے۔ رِگ اِس کا داہنا انگ۔ اور سام بایاں انگ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔" اِس سے ثابت ہے۔ کہ یگیوں کا انحصار ویدوں پر ہے۔ یہ دیوتاؤں کے خوش کرنے۔ اور اُن سے برکت پانے کے لئے انسان کیا کرتا ہے۔ اِس من کی بزرگی کٹھ (۶۔۷) میں اِس طرح بیان کی گئی ہے:۔ "من اندریوں سے اونچا ہے"۔ اور کٹھ (۳۔۳) میں جہاں اندریوں کو گھوڑے بنا کر جسم کے رتھ میں جوڑا گیا ہے۔ من کو اُن کی لگام کہا گیا ہے۔ تیترے (۲۔۶) میں گیان اندریاں (بُدھی اندریانی) پانچ لگام ہیں کرم اندریاں (کلام۔ گرفت۔ حرکت۔ اخراج) گھوڑے ہیں۔ من رتھ بان ہے۔ پرکرتی کوڑا (چابک) ہے۔ اِس کی مدد سے من کرم اندریوں کو اُن کے کام میں لگاتا ہے۔ اور گیان اندریوں سے ان کو قابو میں رکھکر راہ میں لاتا ہے۔ مہا ناراین اُپنشد (۱) میں گیارہ اندریوں کا ذکر آیا ہے۔ گیان اور کرم اندریاں یہ دس ہیں۔ اور من گیارھواں ہے۔ یہ پرسن اُپنشد (۴۔۲) میں آیا ہے ؀

---

(۴) پران اور اس کی چار خصوصیتیں

پران بھی من کی طرح کثیر المعنی اور کثیر المراد ہے۔ اس کی اہمیت رفتہ رفتہ بڑھتی گئی ہے۔ ابتدا میں پران سے مُراد صرف

سانس تھی - پھر یہ زندگی یا جیون سمجھا گیا - جس کا تعلق سانس سے ہے - اس معنی میں پران کو بار ہا آتما کا چنھ مانا گیا ہے - پرسن (۳ - ۴) پہلے زمانہ میں چھاندوگیہ (۶ - ۸ - ۲) کے بموجب بانی - آنکھ - کان - من وغیرہ کو پران ہی کہا جاتا تھا - پھر من اور اندریوں کو پران سے علیحدہ اور جدا تسلیم کیا گیا - اس کی پانچ قسمیں کی گئی ہیں - جو جاگرت اور سپن میں برابر کام کرتے رہتے ہیں - اور اس حیثیت میں وہ زندگی کے آسرے یا اوزار ہیں - سوتے وقت من پران میں داخل ہوتا ہے - چھاندوگیہ (۶ - ۸ - ۲) اور پران کے ذریعہ آتما شریر کے نیچے کے گھونسلے کا محافظ بنا رہتا ہے - ورہد آرنیک - (۴ - ۳ - ۱۲) - اسی عبارت سے غالباً یہ خیال لیا گیا ہے - کہ جب سوتے وقت تمام اندریاں من میں لے ہو جاتی ہیں - تو پران کی اگنی جسم کے شہر کی محافظ رہتی ہے - پرسن (۴ - ۳) پران کی اگنیاں جو سوتے وقت حفاظت کرتی ہیں - تعداد میں پانچ ہیں - پران - اپان - ویان - سمان - اُدان - ان کا بیان تمام اپنشدوں میں بار بار استعارات کی صورت میں آیا ہے - بعض وقت کہیں کہیں صرف دو پران اور اپان کا ذکر کیا گیا ہے - کٹھ (۵ - ۳) - منڈک (۲ - ۱ - ۷) یا تین پران - اپان - کا بیان آیا ہے - ورہد آرنیک (۳ - ۴) یا چار پران (پران - اپان - ویان - اُدان) کا ذکر آیا ہے - جیسے ورہد آرنیک - (۳ - ۴ - ۱) میں - اور پانچوں پران کا ذکر تو عام ہے - جو قریب

قریب قدیم و جدید تمام اپنشدوں میں موجود ہے - اس تعداد میں
اور بھی کہیں کہیں اضافہ ہوا ہے - جیسے سرب اپنشد (۱۰) میں
چودہ پران بیان کئے ہیں ◆

(۱) پران - اور (۲) اپان - پہلے بتا دیا ہے - کہ باہر
سانس لینا پران ہے - اور اندر کی طرف کھینچنا اپان ہے -
ابتدا میں دونوں ہی عام طور پر سانس لینے یا حرکات تنفس کے
معنی میں سمجھے جاتے تھے - ان کے درمیان برائے نام فرق ضرور
تھا - پران - ان سانس کا شروع کرنا - اور اپ - ان سانس
کا ختم کرنا ہے - یہ ان کے لغوی معنی ہیں - عام طور پر پہلے ان
سونگھنے کی اندری سے مراد لی جاتی تھی - بعد کو اپان غذا کی ہضم
کرنے والی سانس سمجھا جانے لگا - اور وہ ہاضمہ کی ہوا ہے -
اگر اپنشدوں کے تمام بیانات کا ذکر کیا جاتا ہے تو طوالت
ہو گی - صرف کسی کسی کا حوالہ دیا جانا ہی ضروری معلوم ہوتا ہے
ایترے (۱-۱-۴) میں پران ناک سے نکلتا ہے - اور اپان
نابھی (ناف) سے - پران وایو ہے - اپان مرتیو (موت) ہے
ایترے (۱-۲-۴) پران غذا کو سونگھتا ہے - اپان اس پر
غالب آتا ہے - ایترے (۱-۴-۴ و ۱۰) پرسن اپنشد (۳-۵)
کے موافق ان کی جگہ آنکھ - کان - منہ اور ناک میں ہے - اپان
اندری اور گدا میں رہتا ہے - اپان مل کو خارج کرتا ہے - پران
کی رفتار اوپر کی طرف اور اپان نیچے کے جانب ہے اور وہ مل
خارج کرتا ہے - میتری (۲-۶) اپان مل کا تیاگ کرتا ہے -

رگوجھ اپنشد ا) پران ہردے میں رہتا ہے - اپان پیٹ میں رہتا ہے - امرت بند و (۳۴) وغیرہ وغیرہ +

(۳) - ویان - پران اور اپان کی برزخی حالت یا درمیانی تنفس ہے - یہ سانس کے ٹھہرانے کی حالت ہے جس پر زندگی کا انحصار ہے - اس کا اندازہ کمان کے چلہ چڑھانے وقت کیا جا سکتا ہے جب سانس رکی رہتی ہے - چھاندوگیہ (۱ - ۳ - ۵) اگر اپان ہاضمہ کی ہوا ہے - تب فطرتاً ویان کو پران اور اپان کی درمیانی گرہ ہونا چاہیئے - میترے (۲ - ۶) یہ ناڑیوں کو قاعدہ میں رکھتا ہے - پرسن (۳ - ۶) اور شعلہ کی طرح تمام اعضا میں دوڑتا رہتا ہے - امرت بندو (۵ - ۳۷ - ۳) +

(۴) - سمان - سرب سانس ہے - جو باہر بھیتر کے سانسوں کو ملاتا ہے - (پرسن ۴ - ۴) پرسن (۳ - ۵) اور میترے - (۲ - ۶) کے موافق یہ غذا کو تحلیل کرتا ہے - اور امرت بندو (۳۴ - ۳۷) کے موافق ناڑی میں سفید دودھ کی طرح رہتا ہے +

(۵) - اُدان - پرسن (۳ - ۷) کے بموجب موت کے وقت آتما کو جسم سے الگ لے جاتا ہے - اور پرسن (۴ - ۴) کے موافق سُوشپتی میں برہمہ کی طرف رہنمائی یا رہبری کرتا ہے - میتری (۲ - ۶) میں اُدان یا تو کھائی ہوئی غذا کو اوپر لاتا ہے - یا نگل جاتا ہے - اور جگہ اس کا قیام گلے یا حلق میں بتایا گیا ہے امرت بندو (۳۴) +

(۵) سوکشم شریر

آتما کے ساتھ من - اندری - اور پرانوں کی طرح سوکشم شریر ہے - جو بھوت آشرے (عناصر کے رہنے کی جگہ) اور کرموں کی بنیاد (کرم آشرے) ہے - آیندہ زندگی کا فیصلہ اسی سے ہوتا ہے - اپنشدوں میں ان دونوں کی بابت کمتر حوالے ملتے ہیں ÷

چھاندوگیہ (۶-۸-۶) میں مرتے ہوئے آدمی کی بابت کہا گیا ہے "جب کوئی آدمی مرتا ہے - تو اس کی بانی من میں لے ہوتی ہے - پران پران میں - تیج تیج میں - اور یہ سب پرا دیوتا (ست) میں جو سب سے لطیف ہے"÷

اس عبارت میں بانی کا لفظ آیا ہے - جو من میں لے ہوتی ہے - اس میں سوکشم شریر کا کوئی ذکر نہیں ہے - سوامی شنکراچاریہ جی نے برہمہ سوتر (۴-۲-۸) میں تشریح کی ہے - کہ یہاں بانی سے مراد تمام اندریوں اور تیج سے مراد تمام تتوں سے ہے جن سے یہ سوکشم شریر بنا ہوا ہے - لیکن اس کا پتہ اصلی عبارت سے نہیں لگتا - چھاندوگیہ (۶-۵) یہ اندریاں - من - پران اور بانی - چاروں ان - جل اور گرمی (آگ) سے بنتے ہیں - اور اسی طرح ایک دوسرے میں لے ہوتے ہوئے پرا دیوتا میں لے ہو رہے ہیں ÷

تاہم چھاندوگیہ (۵-۳-۱۰) میں پانچ مرتبہ ان کا اشارہ سوم یگیہ کے سلسلہ میں بارش - ان - بیج اور پرتھوی میں پیدا ہو

۲۳

آخر میں انسانی کلام کی صورت میں ملتا ہے ۔ اور وہ آتما کے ساتھی
ٹھہرائے گئے ۔ اس کا ذکر آئندہ سولھویں باب کے پانچویں فصل
میں آئے گا +

ورہد آرنیک (۴ - ۲) میں آتما کے نئے جنم دھارن کا ذکر
آتا ہے " حقیقت میں یہ آتما برہمہ ہے ۔ اس میں گیان ۔ من ۔
پران ۔ آنکھ اور کان شامل ہیں ۔ جو مٹی ۔ پانی ۔ ہوا ۔ آکاس سے
بنے ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اور . . . . یہ نیک کرم
سے نیک اور برے کرموں سے برا پیدا ہوتا ہے . . . . . .
. . . . . وہ ان سے اپنے کرموں کے اثر سے چمٹا رہتا ہے
اور اسی میں اس کے لنگم (سوکشم شریر) اور من رہتے ہیں ۔ . . .
. . . . . " یہاں 'لنگم' لفظ مشتمل ہے ۔ جو سانکھیہ مت کے موافق
شریر ہے ۔ کٹھ (۶ - ۸) اور سویتا سوتر (۶ - ۹) میں آتما کو اندریوں
یعنی سوکشم شریر کا مالک بنایا گیا ہے ۔ جو " اس پرکرتی سے اونچا
اور افضل پُرش ہے ۔ جو سب میں ویاپک ہے ۔ جس کا کوئی نشان
نہیں ۔ جس کو جان کر انسان مکلف ہو جاتا ہے ۔ اور لافانیت ۔
(امرپد) پاتا ہے " لنگ شریر کا بیان سانکھیہ اور میترے اُپنشد
(۶ - ۱۰) میں آتا ہے ۔ اور سرب اُپنت ۔ (۱۶) میں وہ اندریوں
پران ۔ گنوں اور کرموں کے رہنے کی جگہ ہے ۔ اور ہردے میں
اُس کی بیٹھک ہے +

کرم اس سوکشم شریر کے ساتھ رہتے ہیں ۔ اور دوسرے
جنم کے باعث ہوتے ہیں یہ خیال ورہد آرنیک (۳ - ۲ - ۱۳ - اور

(۴-۴-۵ و ۶) چھاندوگیہ (۳-۴-۱۴-۱) کٹھ (۵-۷) اور ایش (۱۷) وغیرہ میں ملتا ہے۔ ورہد آرنیاک (۴-۴-۳) کہتی ہے "تپ گیان اور کرم اسے پکڑتے اور اس کے پہلے تجربات کے اثرات ساتھ رہتے ہیں" مابعد کے عقاید کے بموجب جو خیال مرتے وقت انسان کی توجہ کا مرکز بنا رہتا ہے۔ اس کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ یہ پرسن (۳-۱۰) میں موجود ہے +

(۶) اپنشدوں کی نظر سے جسمانی حیثیت

ستھول شریر سے جب آتما نکل جاتا ہے۔ تو اس کی حیثیت مثل اس آم کے چھلکے کے ہو جاتی ہے۔ جس میں سے پھل کی گٹھلی نکل گئی ہے۔ (ورہد ۴-۳-۶-۳۶) یہ سوکشم شریر نہیں ہے جس میں اندریاں رہتی ہیں۔ یہ مرتے یا ستھول شریر کے چھوڑتے وقت آتما کے ساتھ چلا جاتا ہے +

شریر پران کے رہنے کا مکان ہے۔ جس کی الگ الگ کوٹھڑیاں سر ہے۔ کھونٹا طاقت۔ رسی ناج ہے۔ ورہد آرنیک (۲-۲-۱) آتما ناج کا رس ہے۔ (ان رس مے) جس میں پران مے آتما گھرا ہے۔ اس میں پھر منومے آتما ہے۔ اس میں وگیان مے آتما ہے۔ اور اس میں اندرونی سے اندرونی حصہ آنندمے آتما ہے تیتریے (۲-۱) بعد کو اس آنندمے آتما کو آتما کا اندرونی غلاف بتایا گیا۔ میتریے (۶ کے ۲۷، ۲۸) اس کے سوا ورہد آرنیک (۲-۵-۱۸) اور خاص کر چھاندوگیہ (۸-۱-۱) میں شریر کو

۱۲۵

برہمہ کا شہر (برہم پور) کہا گیا ہے۔ (۱) سورگیہ۔ (۲) قابل رغبت۔ (۳) برہمہ کا اونچا استھان۔ جس گھر میں وہ برہمہ کمل کے پھول کی طرح ہردے میں رہتا ہے۔ اور جس کی پران کی اگنیاں سوتے وقت حفاظت کرتی ہیں۔ اس شہر میں گیارہ یا نو دروازے ہیں۔ جو جسم کے تو سوراخ ہیں۔ گیارھواں اور دسواں ناھبی اور برہمہ رندر سر کی کھوپڑی کا بالائی حصہ ہے۔ جس میں سے ایترے (۱-۳-۱۲) کے موافق برہمہ اس جسم میں داخل ہوا ہے۔ اور جس میں سے ہوکر آتما میں ایک سو ایک ناڑیوں سے گذر کر (۴)۔ دمیترے ۶-۲۱ کے موافق سشمنا سے نکل کر) برہمہ میں لے ہوتا ہے۔ (۵)۔ یہ خیال بہت قدیم ہے۔ برہمہ رندر کا ذکر ہنس اپنشد (۳) میں پہلی مرتبہ چھ چکروں کے شمول میں آتا ہے۔ (وہ پیٹ کا حصہ۔ کمر۔ ناھبی۔ ہردے۔ حلق اور بھوؤں کے درمیانی حصہ ہے) غالباً یہ خیال ایترے (۱-۳-۱۲) سے لیا گیا ہے۔ جس میں آنکھ۔ من۔ اور ہردے کو پُرش کے رہنے کی جگہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ برہمہ اپنشد (۴) میں آنکھ۔ حلق۔ ہردے اور سر بیان کیا گیا ہے۔ اور برہمہ اپنشد (۲) میں ناھبی۔ ہردے۔ حلق اور سر بتایا گیا ہے۔ چھاندوگیہ (۳-۱۳-۸) کے موافق بھی "وہ جو انسان کے اندر جوتی ہے۔ اُسی سے جسم کی گرمی اور کانوں کے شور کا اظہار ہوتا ہے۔ ورہد آرنیک (۵-۹) میں وہ اگنی انسان کی ویشوا نرا اگنی ہے۔ جو من میں رہتی ہے شت پتھ براہمن (۱۰-۶-۱) بھی ایسا ہی کہتا ہے۔ اور کچھ ایسی ہی ملی جلی عبارت تیتریہ (۲-۶-اور ۶-۷-۲ اور ۸-۱-۳۱)

۱۲

اور مہارا ین (۱۱-۱۰) میں بھی آتی ہے +
مابعد زمانہ میں جسم اور اس کے حصوں کو حسرتناک اور دردناک
رنگت دی گئی ہے - میترے (۱-۳) کہتی ہے " یہ ناشمان بدبودار
شریر - ہڈی - چمڑے - ناڑیوں - چربی - گوشت - بیج - خون - آنسو
کیچڑ - پیشاب - پاخانہ - بلغم - سودا سے لپٹا ہوا کیسے آنند بھوگ کی
چیز ہو سکتا ہے " پھر میترے (۳-۴) اور بھی اس میں اضافہ کرتی
ہے " یہ شریر مجامعت سے پیدا ہوا - حمل میں پلا - بھگ کی راہ
سے نکلا - یہ ہڈی کا مجموعہ گوشت - چمڑا سے ڈھکا ہوا ہے - پیشاب
پاخانہ - بلغم - چربی وغیرہ سے بھرا ہوا بیماری کا گھر ہے - وغیرہ
وغیرہ " آتم اُپنشد (۱) اس طرح اس جسم کا بیان کرتی ہے " چمڑے
ہڈی - گوشت - بال - انگلی - انگوٹھے - ناخن - گھائیاں - پیٹ -
نابھی - کول - ران - گال - پیشانی - بھوں - ماتھے - پہلو - سر - ناڑی
آنکھ - کان وغیرہ رکھتا ہوا یہ باہری شریر جنم لے کر مرتا ہے "
گربھ اُپنشد میں اس شریر کی درگت کی حد کر دی گئی ہے - وہ کہتی
ہے " مٹی - پانی - آگ - ہوا - آکاس کا پنڈ - پانچ کرم و پانچ
گیان اندریوں - من - بدھی اور پانی کو ساتھ لئے ہوئے چھ اُمرس
کے سہارے رہتا ہے - (میٹھا - چرپرا - نمکین - کڑوا - کسیلا -
کھٹا) یہ سات رنگوں (سفید - سرخ - پیلا - دھواں کا رنگ - بھورا -
ارغوانی - بیگنی) سے رنگا ہوا ہے - بلغم - صفرا اور سودا کا برتن -
باپ کے بیرج اور ماں کے رج سے پیدا شدہ ہے " آگے چلکر
یہ کہتی ہے - سر میں چار رکھو پڑیوں کے حصے ہیں - اور ان میں

سولہ سوراخ ہیں۔ ۱۰۷ جوڑ۔ ۱۸۰ شوت۔ ۹۰۰ پیشے۔ ۷۰۰
رگ۔ ۳۶۰ ہڈیاں اور ساڑھے چار کروڑ بال ہوتے ہیں
ہردے کا وزن ۸ پلا۔ زبان کا ۱۲۔ بلغم بہ کثرت۔ چربی۔ سیج
پیشاب۔ پاخانہ سے بنا ہوا۔ کوئی کہاں تک اس کی مذمت
کرے"۔

اتھرو وید (۱۰-۸-۹) ہیں یہ سات سوراخ والا پیالہ
ہے۔ یہ سوراخ اندریاں اُس کے سات رشی ہیں۔ ورہد آرنیک
(۲-۲-۳) نے اس میں آٹھویں بانی کو شامل کیا ہے۔ اس
عبارت میں دونوں آنکھیں مع پتلیوں کے دو رشی ہیں۔ گو اس
سے پہلے آنکھوں کے سرخ۔ سیاہ۔ سفید رنگ کے ڈورے پتلی
اور روشنی اور اوپر نیچے کی پلکوں کو سات دیوتا بتایا گیا ہے۔ جو
آنکھ کی خدمت کرتے ہیں۔ آنکھوں میں رہنے والے پرش کو
آتما بتایا گیا ہے۔ جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ پھر ورہد آرنیک (۴
-۲-۳) میں اندرا اور وراج داہنی اور بائیں آنکھوں میں
رہتے ہیں۔ ان کی پرورش ہردے سے ہتا نام ناڑی کے سہارے
ہوتی ہے۔ تیتری (۱-۶-۲) اور گھٹ آکاس میں بل جلکر رہتا
ہوائیں آتما یا تما مانا گیا ہے۔

جھوٹے گیان پر غور کرنے کی سزا سر کا گرتا مانا گیا ہے۔ اس
سے غالباً یہ مراد ہوگی کہ جھوٹے گیان کے غرور سے سر کی طرف
خون کثرت سے چڑھ جاتا ہے۔ اس کا بیان ورہد آرنیک (۱-۹-۳
-۲۶) میں بھی آیا ہے۔ وہاں زیادہ سوم رس کے پینے سے سر کی

گرمی بڑھ جاتی ہے۔ معمولی طور پر یہ صرف دھکی معلوم ہوتی ہے۔ چھاندوگیہ (۸-۶-اور ۱-۸-اور ۱۰-۹-۱۱-اور ۱۱ کے ۴ سے ۹ تک اور ۵-۱۲-۲) ورہد آرنیک ۳-۸-۷- اور ۳-۷-۱) صرف ایک مرتبہ اس کا اظہار ہوا ہے۔ ورہد آرنیک (۳-۹-۲۶) وغیرہ وغیرہ +

بمقابلہ سر کے دل کی جانب اُپنشدوں کے مصنفین کی توجہ زیادہ رہی ہے۔ پران ہردے ہی میں رہتے ہیں۔ چھاندوگیہ (۳-۱۲-۴) نہ صرف پانچ پران۔ بلکہ آنکھ۔ کان۔ بانی اور من کی ابتدا ہردے سے ہے۔ چھاندوگیہ (۳-۱۳کے ۱ سے ۵ تک) سر نہیں بلکہ ہردے من کے رہنے کی جگہ ہے۔ ایتریے ۱-۲-۴) یہاں ہی سمجھ دار جانتی بوجھتی ہوئی زندگی کا مرکز ہے نیند کے وقت آتما ہردے میں رہتا ہے۔ ورہد آرنیک (۲-۱-۱۷) اور موت کے وقت یہاں ہی یہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ ورہد آرنیک (۴-۴-۱) ہردے ہی سے ہم شکلوں کو پہچانتے ہیں۔ ورہد آرنیک (۳-۹-۲۰) ہردے سے ہم شردھا کو پہچانتے ہیں اولاد پیدا کرتے ہیں۔ سچائی کو جانتے ہیں۔ اُسی پر بانی کا انحصار ہے۔ اور اس کے سوا جس پر دل کی بنیاد ہے۔ اُس سے غصہ کے ساتھ انکار کیا گیا۔ ورہد آرنیک (۳-۹ کے ۱۴ ۲۵) نہ صرف اندریاں بلکہ تمام پرانیوں کا انحصار اور پالن پوشن ہردے سے ہوتا ہے۔ اور اگر اُسے برہمہ نہ کہا جائے۔ تو اُس ہردے کے اندر ایک گپھا ہے۔ اُس میں یہ برہمہ رہتا ہے +

یہ جگت پتی جگت کا سوامی اور جگت کا حاکم ہے۔ ورہد آرنیک (۴-۴-۱۲) ہردے کو ہری دیم کہا گیا ہے۔ یعنی وہ وہ ہے جو ہردے میں رہتا ہے۔ چھاندوگیہ (۸-۳-۳) وہ جو یا چاول کے دانہ کی طرح چھوٹا ہے۔ ورہد آرنیک (۵-۶) چھاندوگیہ (۳-۱۴-۳) پرش انگوٹھے کی اونچائی والا شریر کے اندر رہتا ہے۔ اور ہردے میں سب مخلوق کا اہم ہے۔ کٹھ (۲-۲۰-۴ اور ۱۲-۶-اور ۱۷) وغیرہ ؛

چھاندوگیہ (۸-۱-۱) کی بنیاد پر باقی تمام مابعد کی اپنشدوں میں یہ کمل پھول کا لٹکتا ہوا پیالہ ہے۔ مہانارائن (۱۰-۲۳)۔ نارائن (۵) میترے (۶-۲) برہمہ بندو (۱۵) ہنس (۶)۔ وغیرہ۔ یا کیلے کا پھول ہے۔ دھیان بندو (۱۴) اس کی پوری تشریح ۔ نارائن (۱۱-۸)۔ دھیان بندو (۱۴ سے ۱۶ تک) وغیرہ میں آئی ہے۔ اس ہردے کے کمل میں چھوٹی سی جگہ یا وسعت ہے جس میں چھاندوگیہ (۸-۱-۳) کے موافق سورگ پرتھوی۔ سورج۔ چاند۔ ستارے گھرے ہوئے ہیں۔ اور اسی میں جگت کی جوتیاں گھری ہوئی چمکتی ہیں۔ منڈک (۳-۲-۱) یہی جگت کا مضبوط سہارا ہے۔ برہمہ اپنشد (۴) اس وسعت میں آتما سوتے وقت داخل ہوتا ہے۔ ورہد آرنیک (۲-۱-۱۷) اسی میں امر سنہرا پُرش رہتا ہے۔ تیترے (۱-۶-۱)۔ وہ گہا یا گپھا ہے۔ جس میں برہمہ چھپا ہوا رہتا ہے۔ تیترے (۲-۱) کٹھ (۲-۱۲-۳-۲۰-۳-۱) اور شویتا سوتر۔

(۳-۲۰) مُنڈک (۲-۱-۱۰) وغیرہ) +
ان رگوں کے بیانات جو ہردے سے نکلتی ہیں متعدد ہیں -
ان کی صراحت بھی ذرا مشکل ہے +
ورہد آرنیک (۴-۲-۳) میں ہتا نام کی ناڑیاں بال سے زیادہ باریک - ہزاروں حصّوں میں منقسم ہردے میں رہتی ہیں اور پنڈی آتما کا سہارا ہیں - ایک خاص رگ ہے جو اوپر کی طرف جاتی ہے - اور آتما اس میں یا اُس پر چلتا ہے +
ورہد آرنیک (۴-۳-۲۰) ہتا نام ناڑی بال سے زیادہ باریک ہزار حصوں میں منقسم - سفید - سُرخ - مٹ میلا - بھورا ہرا - اور سُرخ سے بھری ہوئی - یہ ناڑیاں سُوشپتی میں آتما کی جائے سکونت میں +
ورہد آرنیک (۲-۱-۱۹) ہتا ناڑیاں تعداد میں بہتر ہزار ہیں - (پوری تت) سُوشپتی میں یہ آتما کے رہنے کی جگہ ہیں +
کوشتکی (۴-۱۹) میں یہی بیان لفظ بہ لفظ آتا ہے -
چھاندوگیہ (۸-۶-۱) میں بھی رنگوں کے معاملہ پر اتفاق ہے +
چھاندوگیہ (۸-۶-۱) ہتا ناڑی کے رنگوں کو مد نظر رکھکر سورج کو بیحد نگا بناتی ہے - یہ رگیں ہردے کو سورج سے ملاتی ہوئی دو کانوں کے درمیان ایک قسم کی سڑکیں بن جاتی ہیں - اور سوشپتی کے وقت آتما ان رگوں سے گذرتا ہُوا جس

۳

سے مِلکر ایک ہو جاتا ہے۔ چھاندوگیہ (۸-۶-۳) اور موت کے وقت آتما سورج کی کرنوں میں چڑھا ہوا سورج کو جا کر ملتا ہے۔ گیانی سورج کو پراپت ہوتے ہیں۔ اگیانیوں کے لئے اس کا راستہ بند رہتا ہے ❖

ورہد آرنیک کے (۴-۴-۸ و ۹) کے خیالات غالباً اسی نظر سے لئے گئے ہیں۔ وہ ایک قدیم راہ کا ذکر کرتی ہے۔ جس سے آتما گذر کر سورگ لوک کو جاتا ہے۔ یہ سفید۔ سرخ۔ زرد اور ہرے رنگ کا ہے۔ اس پر گیانی چلتا ہے۔ اور پھر تیجسوی ہو جاتا ہے۔ چھاندوگیہ میں بھی یہی رنگ آتے ہیں ❖

چھاندوگیہ (۸-۶-۶) اور کٹھ (۲-۱۶-۶) میں اس طرح بیان آتے ہیں۔ ہردے کی ناڑیاں جو سر کی طرف لی جاتی ہیں۔ ایک سو ایک ہیں۔ ان میں سے ایک ایسی ہے جس میں سے جو ہو کر جاتا ہے۔ وہ امرپد کو پراپت ہوتا ہے۔ باقی ہر طرفوں میں بکھری ہوئی ہیں۔" اس بیان سے پایا جاتا ہے۔ کہ امرپد تک پہنچانے والی صرف ایک ناڑی ہے۔ باقی اور بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تمام ناڑیاں سورج کی کرنوں سے ملی ہوئی ہیں۔ اور سورج لوک کو لے جاتی ہیں۔ جہاں سے پھر علیحدگی ہوگی ❖

ف بشرط ممکن اُپنشدوں کی تفسیر کے وقت ان پر اور روشنی ڈالی جائے گی ❖

اور عبارتوں کا انحصار ۷۲۰۰۰ یا ۱۰۱ ناڑیوں کے الحاق پر منحصر ہے۔ انہیں کی بنیاد پر پرسن اُپنشد کے (۳-۶) میں (۱۰۱) خاص ناڑیوں کا شمار آتا ہے۔ اور کچھ عجیب طرح کے حساب جمع اور ضرب سے اُن کی تعداد ۷۲ کروڑ ۷۲ لاکھ دس ہزار اور دوسو ایک بنائی جاتی ہے ؛

کٹھ اُپنشد (۳-۶) کی عبارت یہ ہے "آتما ہردے میں ہے۔ یہاں ایک سو ایک ناڑیاں ہیں۔ اور ان کی سو سو چھوٹی ناڑیاں ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک ناڑیوں کی بہتر بہتر ہزار شاخیں ہیں۔ ان میں سے ویان گھومتا ہے" اِس کی تشریح اس طرح کی گئی ہے "۱۰۱ ناڑیاں خاص ہیں۔ ایک ایک کی سو سو شاخیں ہیں۔ یعنی ۱۰۱ × ۱۰۰ = ۱۰۱۰۰۔ ان میں سے ہر ایک کی بہتر بہتر ہزار شاخیں ہیں۔ یعنی ۱۰۱۰۰ × ۷۲۰۰۰ = ۷۲۷۲۱۰۲۰۰۔ میتری (۶-۳۰) میں یہ بے شمار ہیں۔ اور ان کا رنگ سفید۔ غیر سفید سیاہ۔ سرخ۔ زرد۔ نیلا۔ پیلا ہے۔ اور یہ سب ہردے سے نکلتی ہیں۔ سوشمنا کی خاص ناڑیاں ۱۰۱ ہیں۔ ایک سورج لوک کو لے جاتی ہے۔ سو دیوتاؤں کے لوک میں۔ باقی اور سب نیچے کے لوگوں کو جاتی ہیں۔ چھوریک اُپنشد ۱۵ سے ۷۲۰۰۰ ناڑیوں کا ذکر آتا ہے۔ ان میں سے ۱۰۱ کی فضیلت ہے۔ ان ۱۰۱ میں سے جو سوشمنا ہیں۔ ایک ناڑی گولی تکیہ کی طرح ہے۔ اور اُس میں سے یوگی اپنا راستہ برہمہ لوک کی

طرف نکالتا ہے۔ برہمہ ودیا اپنشد (۱۱، ۱۲) میں مرقوم ہے۔ کہ اوم سر کی ناڑی سے جو سورج سے ملی ہوئی ہے ۷۲۰۰۰ ناڑیوں کو توڑ کر برہمہ سے لیجا کر ملا دیتی ہے ؛

جسم میں پانچ تتو ہیں۔ ورہد آرنیک (۴-۴-۵)۔ یہ آکاس۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ اور پرتھوی ہیں۔ چھاندوگیہ (۶-۵) میں صرف تین تتو۔ تیج۔ پانی۔ پرتھوی (غذا) بتائے گئے ہیں۔ اور اس بات کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ کس طرح ان سے سوکشم درمیانی اور استھول حصے بنتے ہیں۔ ان کا خاکہ اس طرح کھینچا گیا ہے :۔

	استھول	درمیانی	سوکشم
(۱) اناج (پرتھوی)	مل (پاخانہ)	گوشت	من
(۲)۔ پانی	پیشاب	خون	پران
(۳) تیج (اگنی)	ہڈی	چربی	بانی

سوکشم حصہ کی پیدائش ویسے ہی ہوتی ہے۔ جیسے دودھ کے متھنے سے لطیف مکھن اوپر آجاتا ہے۔ چھاندوگیہ (۶-۶) اس کے ثبوت میں کہ پانی سے پران کیسے بنتا ہے۔ یہ کہا گیا ہے۔ اگر آدمی غذا نہ کھائے۔ اور صرف پانی پی کر رہے۔ تو زندگی (پران) قایم رہے گی۔ من مردہ رہیگا۔ چھاندوگیہ (۶-۷) ورہد آرنیک (۴-۲-۳) میں ذکر آتا ہے۔ کہ آتما کی غذا سرخ (رنگ کا) گولہ ہے۔ جو ہردے کے اندر رہتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؛

ایترے (۱-۲-۵) کے موافق بھوک - پیاس - دیوتا ہیں - جو انسان کے اندر رہتے ہیں - بیان آتا ہے :- جب کسی پرش کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ پیاسا ہے - تو اُس کا مطلب یہ ہے - کہ جل اس کی کھائی ہوئی غذا لئے جا رہا ہے - تاکہ شریر بنے - اور بھوک میں اس کی نسبت کہا جاتا ہے - کہ اگنی پیئے ہوئے پانی کو لئے جا رہا ہے - تاکہ شریر بنے - بھوک پیاس ہیں - آگ پانی اور پانی آگ (یا گرمی) ہو جاتے ہیں +

آتما کی اوستھاؤں (حالتوں) کا بیان آئندہ باب میں آئیگا یہ جاگرت سوپن اور سُوشپتی ہیں - یہاں صرف شریر اور شریر دھاریوں کا ذکر ہے - اور یہ چار قسم کے ہیں - انڈج - پنڈج اُدبھج - استھاور - جو انڈے سے پیدا ہوں انڈج - جو پیٹ سے پیدا ہوں پنڈج - جو پسینہ وغیرہ سے پیدا ہوں اُدبھج اور چوتھے درخت جو استھاور ہیں - چھاندوگیہ (۶-۳-۱) میں صرف انڈج - پنڈج - استھاور کا ذکر آتا ہے - ایترے (۳-۳) میں اُدبھج یعنی رطوبت یا میل سے پیدا شدہ کو بھی اضافہ کیا ہے - پُنر جنم کے مسئلہ کے موافق پرانی پہلے ہی مرتبہ نہیں پیدا ہوئے - بلکہ یہ اُن کی چندر لوک سے واپسی ہے - وہ (مرے پیچھے) چندر لوک میں اتنی دیر رہتے ہیں - جب تک اُن کے کرم چھین نہیں ہوتے - اس کے بعد وہ اُسی راہ سے لوٹتے ہیں - جس راہ سے گئے ہوئے تھے - پہلے وہ آکاس کو پراپت ہوتے ہیں - آکاس سے وایو کو - وایو بن کر دھواں بنتے ہیں - دھواں بن کر

بھاپ بنتے ہیں - بھاپ بن کر بادل ہوتے ہیں - بادل بن کروہ برستا ہے - تب وہ وہاں اوشدھی - بنسپتی - تل اور موٹھ کی شکل میں یہاں پرتھوی پر جنم لیتا ہے - یہاں سے اُس کا نکلنا بڑا مشکل ہے - کیونکہ جو ناج کھاتا ہے - وہ بیرج بنتا ہے - اور وہ اُسی شکل کا ہو جاتا ہے - (چھاندوگیہ ۵-۱۰ کے ۵-۶) منڈک (۲-۱-۵) اور کوشتکی (۱-۲) میں اسی چھاندوگیہ کے موافق پرانی کا جنم ماں باپ کے جسموں سے ہوتا ہے - باپ کا بیرج آخری حالت ہے - اور یہ جوہر یعنی تمام اعضا سے اکٹھا کیا ہوا عطر یا خلاصہ ہے - ورہد آرینک (۶-۴-۱) اور ایترے (۲-۱) اور "یہی پیدایش ہے" چھاندوگیہ (۶-۱-۶) اُس کا گھر ہردے میں ہے " ورہد آرینک (۳-۹-۲۲) پرجاپتی نے عورت کو اُس کے رہنے کی جگہ بنائی " ورہد آرینک (۶-۴-۲) - اُس میں مرد اپنا آتما داخل کرتا ہے اور اُسے جنم دیتا ہے " تب وہ عورت کے جوہر (رج) میں داخل ہوتا ہے - گویا کہ وہ اُس کا اپنا عضو ہے - اور یہی وجہ ہے کہ وہ اُسے نقصان نہیں پہنچاتا - اور جب اُس کا آتما اس میں آجاتا ہے - تب وہ اُسے پالتی ہے " ایترے (۲ کے ۲-۳) میں - اس بیان کے بموجب یہ باپ کا آتما ہے - جو بیج کی شکل میں ماں کے گربھ میں داخل ہوا ہے اور یہ راہ کے درمیان منزل یا مرحلہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔

اولاد پیدا کرنا دھرم ہے - تیترے (۱-۹) میں سوادھیائے اور ویدوں کی سکشا کے ساتھ یہ فرض مانا گیا ہے - اور

استعارہ کی شکل میں اسے یگیہ قرار دیا گیا ہے۔ چھاندوگیہ (۳-۱۷-۵) اور ۵ کے ۸-۹) ورہد آرینک (۶-۲-۱۳- اور ۶-۴-۳) گورو دکشنا ادا کرنے کے بعد گورو شاگرد کو حکم دیتا ہے۔ دیکھنا تیری نسل کا سلسلہ نہ ٹوٹنے پائے"۔ "جو شخص اپنی زندگی میں جائز طور پر سلسلہ تناسل کے سُوت کو کاتتا ہے۔ وہ اپنا قرض پتروں کو ادا کرتا ہے۔ کیونکہ پیدا کرنا قرضہ کا ادا کرنا ہے"۔ مہا راین (۴۳-۸) اس کی وضاحت ورہد آرینک کے (۱-۵-۱۶) میں ہے۔ انسان کے لوک میں لڑکے کے ذریعہ زندگی کا سلسلہ یقین کے ساتھ جاری رہتا ہے"۔ اولاد کا جاننے والا ہی پتروں کے لوک کا قایم رکھنے والا ہے"۔ وہ پتری لوک میں دھرم کے پھل بھوگنے کے لئے داخل کیا جاتا ہے۔ اینترے (۲-۴) "اور اگر اس نے کچھ بُرا کیا ہے۔ تو اُس کا لڑکا اُس کا کفارہ دے گا۔ اسی وجہ سے اُسے پُتر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ پُتر کی صورت میں اب بھی جگت میں قایم ہے۔ ورہد آرینک (۱-۵-۱۷) ورہد آرینک (۶-۴) میں لڑکا لڑکی پیدا کرنے کی ہدایت برہمہ چاری کو سکشا کے ختم ہونے پر دیجاتی ہے +

اس طرح اولاد پیدا کرنے کو دھرم کا انگ قرار دیا گیا ہے لیکن آہستہ آہستہ اس خیال کے ترک کرنے کا میدان بھی شروع ہو گیا۔ اور ورہد آرینک (۱-۴-۱۷) میں آتما۔ بیوی۔ اولاد۔ راج۔ کرم کی جگہ من۔ بانی۔ سانس۔ آنکھ اور کان جسم کو دی گئی ہے۔ ورہد آرینک (۳-۵-۱) میں حکم

۹

ہے " براہمن جنہوں نے آتما کو جان لیا ہے۔ وہ اولاد۔ جائداد اور جگت کی خواہش سے آزاد ہیں "۔ اسی طرح ورہد آرینک (۴-۴-۲۲) میں کہا گیا ہے۔ کہ " ہمارے بزرگ اس بات کو جانتے تھے۔ اسی وجہ سے اولاد کی خواہش کو ترک کر کے کہا۔ کہ ہم کو اولاد کی کیا ضرورت ہے یہ ہمارا آتما ہی جگت ہے "۔ یاگیہ ولکیہ کی دو بیویاں تھیں۔ جن کو اس نے ترک کر دیا تھا۔ یہ تیاگ کا ثبوت ہے۔ لیکن اصل میں یاگیہ ولکیہ نام ہی نام ہے۔ جس کے سر واج سینئی شاکھا کے بلند خیالات کا سہرا باندھا گیا ہے۔ چھاندوگیہ (۸-۱۴) میں آیا ہے۔ کیا اب میں سفید ریش اور بے دانت والا ہو کر بھی ریش کو نہ پراپت ہوؤں اور شویت (سفید) گھر کو نہ پاؤں "۔ اس بیان سے نیا محل مراد لی جاتی ہے مابعد کے اپنشد مہانارائن (۹۲-۷-۱۱- اور ۹۳-۸-۱۳) میں تیاگ کی بڑی مہا گائی ہے۔ اُس کا اس موقع کی نفس مراد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پرسن (۱-۱۳-۱۵) میں پرجاپتی ورت کا حکم اس شرط پر ہے۔ کہ دن کے وقت یہ کام نہ کیا جائے بلکہ برہمہ لوک کا وعدہ ان کے لئے ہے۔ جو سچی پونترتائی میں قائم ہو چکے ہیں "۔ سنیاس اپنشدوں میں بھی تیاگ پر بہت زور دیا گیا ہے۔ پرجاپتی یگیہ کا حکم سنیاسی کے لئے ہے۔ کنٹھ شروتی (۴) لیکن اور جگہ ممانعت ہے۔ جابال (۴) اس سے پایا جاتا ہے کہ سنیاس لینے پر پھر اولاد پیدا کرنے سے نجات ہو جاتی ہے۔

ماں کے پیٹ میں دس مہینہ یا اس سے زیادہ بھی حمل رہتا ہے۔ چھاندوگیہ (۵-۹-۱) حمل کا مزید بیان گربھ اپنشد (۲-۴) میں آتا ہے "حمل رج اور بیرج کے میل سے ہوتا ہے۔ اس میل سے بج قایم ہوتا ہے۔ . . . . ایک مہینہ میں سخت ہوتا ہے۔ دو مہینہ میں سر بنتا ہے۔ تین مہینہ بعد پاؤں کے حصے۔ چوتھے میں کول۔ پیٹ وغیرہ . . . . چھٹے میں منہ۔ ناک۔ کان۔ اور ساتویں میں حمل میں جیو آتا ہے۔ آٹھویں میں تمام عضو درست ہو جاتے ہیں۔ پھر لڑکا لڑکی پیدا ہوتے ہیں۔ اندھے۔ لنگڑے۔ باونے۔ کبڑے صرف طاقت کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر داخل ہوتے وقت ہوا کا زور دونوں طرف سے زیادہ ہوتا ہے۔ تو جوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ نویں مہینہ یہ پورے طور سے پورا ہو جاتا ہے۔ اعضا بن جاتے ہیں۔ گیان آجاتا ہے۔ اور وام دیو کی طرح (اپنشد ۲-۴ کے موافق) اپنے پہلے جنموں اور شبھ اشبھ کرموں کو یاد کرنے وقت اور تکلیف کے ساتھ۔ دُکھ اُٹھاتا ہوا بھاگ کے دروازہ پر آتا ہے۔ اور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ویشنو وایو سے چھو جانے پر پھر سب بھول جاتا ہے۔ اور نیک بد کرم کوئی یاد نہیں رہتے +

تیرھواں باب

آتما کی اوستھائیں

(۱) چار اوستھائیں

آتما جسم میں مجسم ہوکر انگلیوں کی پور تک جسم کے ہر حصہ میں محیط ہو جاتا ہے - کنتھ (۵-۷) اور ورہد آرینک (۱-۴-۷) - اور اس طرح وقت وقت پر اس پر حالتیں نازل ہوتی ہیں - اور اُسے ان کا علم ہونے لگتا ہے - یہ اوستھائیں یا حالتیں چار ہیں - (۱) - جاگرت (بیداری) - (۲) - سوپن - (خواب) - (۳) - سوشپتی (بے خبری کی گہری نیند) - جس میں وہ عارضی طور پر برہمہ سے ملا ہوا پرمانند سُکھ بھوگتا ہے - (۴) - تریا (چتور تھ - ترِیا - تورِیا) جسے عام طور پر تریا کہتے ہیں اس میں اُسے عالم کثرت اور برہمہ کی وحدانیت کا لطف سوشپتی کی بے خبری کی طرح نہیں - بلکہ ہوش حواس رکھتے ہوئے برابر حاصل ہوتا رہتا ہے ✤

ان چار اوستھاؤں کے مسایل کی صورت کی گھڑت رفتہ رفتہ ہوئی ہے ✤

سپن میں تمیز گئی - جاگرت میں تمیز آئی - اور ورہد آرینک

(۲-۱-۱۹) کے موافق اس قسم کے خیال دل میں گذرنے لگے "جب وہ نیند میں گیا تو جاننے والا (وگیان مے) پرش کہاں تھا اور کہاں سے وہ جاگنے پر لوٹ آیا ہے" اس معمہ کا حل اس طرح کیا جاتا ہے "اندریاں (بانی - آنکھ - کان - اور من) پران میں لے ہو جاتے ہیں" شت پتھ براہمن (۱۰-۳-۳-۶) اور پھر چھاندوگیہ (۴-۳-۲) باہمی اتفاق رکھتے ہوئے کہتے ہیں - کہ "جب آدمی سوتا ہے - اُس کی بانی پران میں لے ہوتی ہے - آنکھ پران میں - کان پران میں - اور من پران میں لے ہو جاتے ہیں" چھاندوگیہ (۶-۸-۲) اور ورہد آرنیک (۴-۳-۱۹) یوں کہتے ہیں: "جیسے رشتہ سے بندھا ہوا پرندا ادھر اُدھر اُڑتا ہے اور کہیں ٹھہرنے کی جگہ نہیں پاتا - اُسی جگہ آکر ٹھہر جاتا ہے جہاں وہ بندھا ہوا ہے - اسی طرح بھگون! من اِدھر اُدھر دوڑتا ہے - اور سکون و قرار کی جگہ نہ پاکر پران کی طرف واپس آتا ہے - کیونکہ وہ من پران ہی سے بندھا ہوا ہے" چھاندوگیہ (۶-۸-۱) کی عبارت کا خیال مختلف جگہ سے لیا ہوا معلوم ہوتا ہے - جب یہ کہا جاتا ہے - کہ آدمی سو گیا - تو بھگون! وہ بالذات قایم آتما میں سما گیا" وہ اپنے ہی میں داخل ہوا - اس لئے اُسے سوتا ہوا (سوشپتی) یا (سوم اپیتا) اپنے میں سمایا ہوا کہا جاتا ہے"

اوپر کے حوالہ جات سے سپن اور سُوشپتی کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا - یہ تمیز پہلے ورہد آرنیک (۴-۳ کے

۳

۹ سے ۱۸ - پھر ۱۹ سے ۳۳ تک پھر ۲ - ۱ کے ۱۸ - ۱۹) -
اور آخر میں چھاندوگیہ (۸ - ۶ - ۳، ۸ - ۱۰، ۱۱ - ۱۲) میں
پائی جاتی ہے - یہ تواریخی ترتیب کے بموجب ہے - ورہدآرینک
(۴ - ۳ کے ۱۹ سے ۳۳ تک) میں یہ تمیز تفصیلی وضاحت کیساتھ
پھر بھی نہیں ہے - ورہدآرینک (۲ - ۱ - ۱۸، ۱۹) میں کچھ
واضح ہے - یہاں سونے والے کو سوشپتا - کہا گیا ہے - اور
پھر سوشپتم (مانڈوکیہ ۵) سوشپتی (کئوبیہ ۱۳ - ۱۷ میں) آیا
ہے +

چھاندوگیہ (۸ - ۳ - ۴) میں سوشپتی (۶ - ۲ - ۳ کے
بموجب) خالص جیوتی میں داخلہ بتایا گیا - اور اس سے اٹھاو
اسی کی صورت میں کہا گیا - اور ورہدآرینک (۴ - ۳ - ۷)
میں "وہ آتما وگیان مے ہے - جو ہردے کے اندر جیوتی دے
رہا ہے" اور جاگرت سپن سوشپتی میں وہ اپنے پرکاش میں
آپ پرکاشوان ہے" وغیرہ وغیرہ +

اسی کے متعلق ابتریے (۱ - ۳ - ۱۲) اور پرسن (۴) میں
مفصل بحث ہے +

جاگرت - سپن - سوشپتی کے سوا آتما کی ایک چوتھی اوستھا
بھی ہے جو چتورتھ یا تریا ہے - اس کا ذکر مانڈوکیہ (۷) اور میترے
(۶ - ۱۹، ۷ - ۱۱) میں ہے - ان میں پہلی تین اوستھاؤں
کو دیسواز - تیجس اور پرگیا کہا گیا ہے - جاگتا ہوا آتما دیسواز
ہے - کیونکہ جاگتے وقت جگت سب کے لئے عام ہے - سپن میں

ہر ایک کا جگت جدا جُدا ہے۔ اس حالت میں آتما تیجس ہے کیونکہ وہ اپنے تیج میں آپ تیجسوی ہے۔ سوشپتی میں آتما پرگیا ہے۔ کیونکہ ورہد آرنیک (۴-۳-۲۱) کے موافق وہ عارضی طور پر پرگیا تما (برہم) سے مل کر ایک ہو جاتا ہے *

سرو اپنشد سار (۵-۸) میں ان چاروں اوستھاؤں کا ذکر اس طرح آتا ہے :-

"چودہ اندریوں (من - بدھی - چت - آہنکار اور پانچ کرم اور پانچ گیان اندریوں) کے ساتھ باہری جگت میں سورج وغیرہ دیوتاؤں کے سہارے بیوہار کرتا ہوا آتما شبد وغیرہ کو ست سمجھتا ہے - یہ اس کا جاگرتم (بیداری) ہے" *

"جاگرت کے سنسکاروں سے آزاد ہو کر جب وہ صرف چار اندریوں (من - بدھی - اہنکار کے ساتھ) بیوہار کرتا ہوا اصلی شبد وغیرہ کو ان اثرات کے تابع مانتا ہے - تو وہ اس کی سوپنم (خواب) کی حالت ہے" *

"جب وہ چودہ اندریاں لے ہو گئیں - اور کسی خاص وشے کا گیان نہیں رہا - تب اُس کی یہ حالت سُوشپتم (گہری نیند) کہلاتی ہے" *

"جب تینوں اوستھایئں نہیں رہیں - اور آتما ساکشی رُوپ میں اور تمام اشیا سے الگ رہ کر آپ ہی آپ ہوتا ہے - تب اس حالت کو آتما کی تُریم (چوتھی حالت) کہی

جاتی ہے"۔

۲- جاگرت اَوستھا

مانڈوکیہ (۳) کا بیان ہے " جاگتے ہوئے - باہری پدارتھ کا گیان رکھتا ہوا جب ویسوانر سات اندریاں اور اُنیس منہ سے وشئے کو بھوگتا ہے - تو یہ اس کا پہلا پاد ہے۔" چار اوستھاؤں میں سے پہلی اوستھا میں آتما کو چھاندوگیہ (۲-۱۸) نے بھی سات عضو والا کہا ہے - اسی وجہ سے اُسے ویسوانر کہا جاتا ہے - آکاس - رئی - پرتھوی - جل - سورج - ہوا اگنی اُس کے حصے ہیں - اس کے اُنیس منہ - دس اندریاں پانچ پران - من - بُدھی - چت - اہنکار ہیں - ان سے وہ پرکرتی کے بھوگ بھوگتا ہے - کیولیہ اپنشد (۱۲) کہتی ہے "جب یہ آتما مایا سے اندھا ہو جاتا ہے - وہ شریر میں رہتا اور کرم کرتا ہے - عورت - کھانا پینا - اور کئی بھوگ بھوگتا ہے اُسے جاگرت اوستھا میں سکھ ملتا ہے۔" یہ مادّی سکھ آتما اپنے انتر سے نکالتا اور بھوگتا ہے - کہیں باہر سے نہیں پیدا کرتا - ایترے اُپنشد (۱ - ۳ - ۱۲) جاگرت اور سپن کے معاملہ میں کہتی ہے - کہ "سپن تین طرح کے ہیں" " ایک آنکھ میں رہنے کی جگہ - دوسری گلا رہنے کی جگہ - تیسری ہردے رہنے کی جگہ ہے" اس سے پایا جاتا ہے - کہ جسے ہم جاگرت کہتے ہیں - وہ بھی خواب ہی ہے - صرف آتما کے استھان بھید کی بات ہے - مانڈوکیہ کارکا

میں گوڑپد آچاریہ نے جاگرت کو بھی سپن کی طرح بھرم ہی بتایا ہے - یہ اور انیک واد جگت کا بھاسن بھی ہمارے اپنے اندر ہی ہوتا ہے - اور جیسے سپن کی ہستی جاگنے پر ختم ہوتی ہے - ویسے ہی سو جانے پر اس جاگرت کی بھی کیفیت ہے - یہی خیال ورہد آرنیک (۴ - ۳ - ۷) میں ملتا ہے - جنک کے پوچھنے پر کہ یہ آتما کون ہے - یاگیہ ولکیہ جواب دیتا ہے "جو یہ ہردے کے اندر وگیان والا پرانوں سے گھرا ہوا جیوتی پرش ایک رس دونوں لوکوں میں گھومتا ہے گویا سوچتا ہے - یا خواہش کرتا ہے - وہ خواب بن کر اس دنیا کو پار کر جاتا ہے - اور موت کو بھی پار کر جاتا ہے۔ (یہ آتما ہے)" خواہ "جیسے مچھلی دونوں کناروں کو چھوئے ہوئے بغیر تیرتی رہتی ہے - یہ آتما جاگرت سے سپن میں اور سپن سے جاگرت میں جاتا ہے - اس پر ان دونوں کا اثر نہیں پڑتا - اور نہ کوئی شے اسے چمٹتی ہے" ورہد آرنیک (۴ - ۳ - ۱۰ - اور ۴ - ۳ - ۱۶) ÷

۳ - سپن اوستھا

سپن کے معاملہ میں ورہد آرنیک (۴ - ۳ کے ۹ سے ۱۴ تک) کا مضمون ملاحظہ طلب ہے "جب وہ سوتا ہے - اس جاگرت اوستھا کے جگت سے یہ جیوتی والا ہنس اپنی جیوتی سے سڑک - تالاب - ندی - جھیل سب کچھ بنا لیتا ہے - وہاں اس سپن کی حالت میں کچھ نہیں رہتا - نہ وہاں بھوگ ہے نہ آنند نہ کنواں

نہ تالاب وہ خود سب اپنے لیے آپ پیدا کر لیتا ہے۔ دوست عورت۔ لیکن اصل میں وہ خود ہی اکیلا ہنس ہے"۔ اپنی مرضی کے موافق وہ ادھر سے ادھر پھدکتا رہتا ہے"۔ اسی واسطے لوگ کہتے ہیں۔ کہ کسی سوئے ہوئے کو مت جگاؤ۔ ممکن ہے وہ اپنی راہ پر واپس نہ آسکے۔ پھر اُس کا علاج مشکل ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ جو وہ جاگرت میں دیکھتا ہے وہی سپن میں بھی دیکھتا ہے۔ وہ آپ اپنے لیے جیوتی ہے ❊

اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔ اوّل آتما اپنی جگہ پر رہتا ہے۔ اور خود ہی اپنی جیوتی سے نئی شکلوں کی دنیا جاگرت کے سامان سے بنا لیتا ہے۔ دوسرے وہ سپن میں اس شریر کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دوسرے لوک میں خود ہی جاتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ اُسے کبھی کبھی واپسی میں دقّت واقع ہوتی ہو ❊

یہ دو خیالات جو شاعرانہ انداز میں ادا کیے گئے ہیں۔ باہم گر مختلف نہیں ہیں۔ ورہد آرینک (۲-۱-۱۹) میں آتما کے پھرمن کرنے کے خیالات کو اس جسم کے اندر محدود کیا گیا ہے"۔ اور جب وہ خواب دیکھتا ہے۔ تو وہ خواب اسی لوک (خواب کی دنیا) کا ہوتا ہے۔ اور اس وقت ایک بڑے راجہ کی طرح ہوتا ہے۔ . . . . . . جیسے کوئی بڑا راجا یا بڑا براہمن اپنے اہلکاروں کو ساتھ لیکر اپنی خواہش سے اپنے راج میں دورہ کرتا ہے۔ اور اس طرح یہ پرش خواب میں راپنشدوں کے گیان کو لے کر خواہش کے موافق اپنے جسم

میں دورہ کرتا ہے" اس غیر معمولی مسئلہ کی غرض صرف دونو خیالات کے بارنے کی معلوم ہوتی ہے - بڑے راجہ اور بڑے براہمن کی مشابہت کی تہ میں ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے کا راز ہے - ورہد آرنیک (۴ - ۳ - ۲) میں کہا گیا ہے " (جب وہ نیند میں ہے تو) تو گویا لوگ اس کو مارنے (قابو میں) کرتے ہیں - گویا ہاتھی اس پر دھاوا کرتا ہے - گویا وہ گڑھے میں گرتا ہے - جس کا وہ جاگتے وقت خوف کھا رہا ہے - یہ خوف محض اودیا کی وجہ سے تھا - پھر جب وہ اپنے آپ کو دیوتا یا راجہ کی طرح سمجھتا ہے کہ میں ہی سب کچھ ہوں وہ اس کا پرم لوک ہے - یہ اس کی آخری حالت (پرم لوک) آئندہ سطروں کی عبارت میں دکھائی گئی ہے - جب وہ پراگیہ آتما سے ملکر ایک ہو جاتا ہے - اور پھر اس میں شخصی تمیز کا گیان نہیں رہتا - ورہد آرنیک (۴ - ۳ - ۲۱) +

پرسن (۴ - ۵) میں ذکر آتا ہے - کہ نیند کے وقت من اور اندریاں لے رہتی ہیں - اور جسم کے شہر کی نگہداشت پران اگنی کرتی ہے - یہ سب خیالات ورہد آرنیک کے چوتھے ادھیائے کے تیسرے براہمن سے لئے گئے ہیں +

مانڈوکیہ (۴) میں بھی جاگرت کا بیان کر کے سپن کی اوستھا پر یہ کہا گیا ہے : " سپن اوستھا میں تیجس (آتما) کو اندرونی گیان رہتا ہے - سات اعضا اور انیس منہ سے وہ دوسرے پہر میں اچھا بھوگ بھوگتا ہے " ورہد آرنیک (۴ - ۲ - ۳)

میں بھی بمقابلہ جسم کے سپن کے بھوگ کو بہتر اور افضل بتایا گیا ہے ॥

(۴)-سوشپتی اَوستھا

سپن کے بعد سوشپتی کی باری آتی ہے - اور آتما دوسرے لوک کے قریب جاتا ہے - سپن میں تو اسے "اس کا" "اس کا" "راجہ" "دیوتا" سب کا علم رہتا ہے - پھر سوشپتی کے لوک میں جاکر وہ پرگیا تما سے مل کر ایک ہو جاتا ہے - پھر تمیزی طاقت نہیں رہتی - یہ اس کا عارضی اور تھوڑی دیر کا حال ہوتا ہے - سوشپتی کے مثال استعارات - تشبیہات - اور تشریحات اپنشدوں میں بہت ہیں - اور اگر یہ سب ایک جگہ اکٹھا کیے جائیں - تو ایک اچھی خاصی علیحدہ کتاب بن جائے گی - ورہد آرنیاک اپنشد قدیم ہے - اس کے (۴-۳) کے (۱۹ سے ۳۲) شلوکوں کا لب لباب سنو "جیسے ایک بازیا اور کوئی تیز پرواز پرند آکاس میں اِدھر اُدھر اُڑ کر دونوں پروں کو لپیٹ کر گھونسلے کی طرف آجاتا ہے - اسی طرح پرش اس اوستھا کی طرف دوڑتا ہے - جہاں گہری نیند میں مست ہو کر نہ خواہش رہتی ہے نہ خواب دکھائی دیتا ہے " یہ عبارت (۴-۳) کے اُنیسویں شلوک کی ہے - اس کے بعد بیسویں شلوک میں ہتا نام ناڑیوں کا ذکر آتا ہے - جن میں جاکر آتما کو سکون اور قرار آتا ہے - اور سپن سے سوشپتی میں تبدیلی کا ذکر اس طرح

کیا گیا ہے: "جہاں کوئی خواہش نہیں - کوئی پاپ نہیں - کوئی خوف نہیں - وہی اُس کا سچا روپ ہے - جس طرح کوئی شخص اپنی پیاری استری کو گلے لگائے ہوئے نہ باہر دیکھتا ہے نہ بھیتر دیکھتا ہے - اسی طرح یہ پُرش پرگیا آتما کو گلے لگائے ہوئے نہ کچھ باہر جانتا ہے نہ اندر جانتا ہے - بلاشک یہی اُس کا روپ ہے - جہاں اس روپ میں اُس کی خواہش پوری ہوئی رہتی ہیں - یہاں صرف آتما ہی آتما ہے - کوئی خواہش نہیں رہتی - اور وہ ہر ایک فکر سے آزاد ہے - (۲۱) "اب باپ باپ نہیں ہے - ماں ماں نہیں ہے - لوک لوک نہیں ہے - دیوتا دیوتا نہیں ہے - فقیر فقیر نہیں ہے - وغیرہ وغیرہ (تمام تمیزی مدات معدوم اور گم ہیں) اس روپ میں بھلائی اُس کے پیچھے نہیں آئی ہے - بُرائی اُس کے پیچھے نہیں آئی ہے - کیونکہ وقت وہ دل کے تمام ترددات سے پار ہو جاتا ہے" (۲۲) "یہاں وہ دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا - کیونکہ دیکھنے والے سے اُس کی طاقت زایل نہیں ہوتی - وہ ابناسی ہے - وہاں اُس سے الگ اور کوئی چیز نہیں ہے - جس کو وہ دیکھے" (۲۳) اسی طرح ۳۳ شلوک تک برابر اسی راگ کا سلسلہ ورہد آرنیک اپنشد میں چھڑا ہے - علم معلوم عالم - گے گیا تا گیان کی تمیزی خصوصیتیں مل جل کر ایک ہو رہی ہیں - کوئی جاننے بھی تو کیا جاننے اورہد آرنیک (۲-۱-۲۰) میں اوپر کے تمام شلوکوں کے جوہر اور عطر خواہ نچوڑ کو اس طرح دکھایا گیا ہے: "اب

جب کہ وہ گہری نیند میں سویا ہوا ہوتا ہے۔ اس وقت ہتا نامی ناڑی ہردے سے سارے بدن میں پہنچتی ہے۔ ان ناڑیوں میں چل کر آتما شریر میں سوتا ہے۔ جیسا کہ کوئی شاہزادہ۔ بادشاہ یا بڑا براہمن آنند کی چوٹی پر پہنچکر سووے۔ اس طرح وہ سوتا ہے"

کوشتکی (۳-۳) میں پران پرگیا تما سے ملا ہوا۔ اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

"جب کوئی شخص گہری نیند میں سووے کہ اسے خواب نہ دکھائی دیں۔ تب وہ پران (پرگیا تما) سے ملا ہوا ہے۔ تب بانی معہ تمام ناموں۔ آنکھ معہ تمام شکلوں۔ کان معہ تمام آوازوں۔ اور من معہ تمام سنکلپوں کے اس پران (پرگیا تما) میں لئے ہو جاتے ہیں۔ کوشتکی ۴ کے ۱۹-۲۰ میں ہردو حوالہ جات کا شمول ہے"

چھاندوگیہ میں بھی اسی طرح عبارت آتی ہے۔ اس میں اور ورہدآرینک میں صرف کہیں کہیں لفظوں کا اختلاف ہے۔ جو درصل کوئی اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔

"جب کوئی شخص گہری نیند میں سرشار ہے۔ اور مکمل اور پورے طور پر آرام میں ہے۔ سپن بھی نہیں دیکھتا۔ ان ناڑیوں میں چل آیا ہے۔ اسے کوئی برائی نہیں چھوتی۔ کیونکہ وہ تیجس سے مل کر ایک ہو گیا ہے۔ (چھاندوگیہ ۸-۶-۳-۲-۸-۹) وہ ہی آتما ہے۔ اس نے ایسا ہی کہا۔ وہی امر اور ابھے برہمہ ہے

۲۲

چھاندوگیہ (۸ - ۱۱ - ۱) میں اس پر اعتراض کیا جاتا ہے: "وہ تو معدومیت میں داخل ہو گیا - اس میں مجھے کوئی بھلائی نظر نہیں آتی" (چھاندوگیہ ۸ - ۶ - ۳) - اور ہوا - یا دل نے بجلی اور گرج کا حوالہ جو مجہولیت کی حالت میں پڑی ہوئی رہتی ہیں - اُن کا اصلی روپ دکھا کر اس پورن شانتی کو ذہن نشین کرایا گیا ہے "جسمانیت کو ترک کر کے وہ پورن تیج میں داخل ہوتا ہے - اور اپنے روپ میں اُٹھتا ہے - جب وہ اس طرح سویا ہوا ہے - اُس کا وہ اپنا ہی تیج ہے - وہ گویا عورتوں کے ساتھ بھوگ بلاس کر رہا ہے - یا رتھ کا سکھ لے رہا ہے) - یا دوستوں کے ساتھ ہے - اور جسم کے تصور سے آزاد ہے - جس میں گاڑی کے بیل کی طرح پران جتے ہوئے ہیں"+

کم و بیش اسی قسم کے بیانات اور اپنشدوں میں بھی ملتے ہیں پرشن (۴ - ۶) میں چھاندوگیہ (۸ - ۶ - ۳) کی طرح سوشپتی کی تیج کے ساتھ یکتائی بتائی گئی ہے "جب وہ دیوتا تیج میں ہوتا ہے - تب وہ سپن نہیں دیکھتا - اور اُس کا شریر آنند کے ماتحت رہتا ہے"+

مانڈوکیہ ۵ کا بیان یہ ہے "جس اوستھا میں وہ نیند میں سرشار ہو رہا ہے نہ اُس میں کوئی خواہش رہتی ہے نہ سوشپتی میں وہ سپن دیکھتا ہے - سوشپتی میں پرگیا ہی پرگیا رہتی ہے اور وہ اُس سے مل کر ایک ہو رہتا ہے - آنند سے ملا ہوا آنند بھوگتا ہے - پرگیا اُس کا منہ ہے - اور یہ اُس کا تیسرا

یاد ہے - وہ سب کا سوامی ہے - وہ سب کا جاننے والا ہے -
وہ انتریامی ہے - اور جگت کا ہنڈولا ہے - وہی سب پرانیوں
کی سرشٹی اور پرلے ہے"۔

۵ - تُریا

جاگرت - سپن - اور سُوشپتی یہ آتما کی تین اوستھائیں ہیں
یہ خیال تمام قدیم اپنشدوں میں ملتا ہے - اُن کے بموجب سوشپتی
میں برہم کے ساتھ مکمل ملاپ ہے - اور یہی سب سے اونچی اوستھا
ہے - یہ اس کی بہت اونچی حالت ہے - یہ اُس کی سب سے
اونچی دولت ہے - یہ اُس کی سب سے اُونچی دنیا ہے - یہ اُس
کا سب سے اُونچا آنند ہے - اور سب جاندار اسی آنند کا ایک
چھوٹا سا حصہ بھوگتے ہیں" ورہدآرنیک (۴ - ۳ - ۳۲) -
ان لفظوں سے صاف پایا جاتا ہے - کہ اب سوشپتی سے اُونچی
کوئی اور حالت نہیں ہے۔

لیکن جب یوگ کے فلسفہ کا ظہور ہوُا - آتما کی ایک اور اوستھا
کی طرف دھیان گیا - جو سوشپتی سے اونچی سمجھی گئی اور اُسی کو برہم
کا ملاپ مانا گیا - اور پورن آنند کا تعلق اُسی کے ساتھ سمجھا گیا -
یہ وہ حالت ہے - سُوشپتی میں بے خبری رہتی ہے - اس اوستھا
میں گیان کی بیداری ہوتی ہے - اور مانڈوکیہ کارکا (۳ - ۳۳)
میں گوڈپد آچاریہ نے اُس کا خاکہ اس طرح کھینچا ہے :-
"نت گیان گے سے بھنیہ نہیں ہے - برہم جانا ہوُا ہے

رنت ہی سے رنت جانا جاتا ہے" +

"اس کی ودھی یہ ہے۔ تمام سنکلپ وِکلپ کو بس میں کرلے یہ سُوشپتی سے بھنّیہ ہے +

"سوشپتی میں آتما کا (سمرتی) کا گیان رہتا ہے۔ جب سادھن کیا جاتا ہے۔ تو یہ اوستھا نہیں رہتی۔ وہ اُبھے برہمہ اور گیان کا گیان ہو جاتا ہے" +

وشئے گیان کو محکوم کر لینا اور آتم گیان میں لِل رہنا۔ یوگ سے ممکن ہے۔ اُس وقت کامل بیداری رہتی ہے۔ اور اسی کو چوتھا پد۔ چوتھی اوستھا۔ چتور تھۃ یا تُریا کہتے ہیں۔ اور یہ جاگرت۔ سپن اور سوشپتی کے علاوہ ہے +

چونکہ یہ یوگ کا مضمون ہے۔ اس پر مختلف ابواب میں مفصل بحث ہوگی۔ یہاں صرف یہ دکھانا ہے۔ کہ تُریا کا خیال کہاں کہاں سے لیا گیا۔ اور کیسے کیسے اُس کا ظہور ہوا۔ اس میں تو شک ہی نہیں ہے۔ کہ برہمہ کے چار پاد کا شمول خود گانیتری۔ چھاندوگیہ (۳-۱۲-۳)۔ ورہد آرنیک (۵-۱۴) میں ہے۔ لیکن صاف الفاظ میں جن اُپنشدوں میں تُریا کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ وہ مانڈوکیہ (۷) اور میترے اُپنشد (۶-۱۹- اور ۷-۱۱) ہیں۔ میترے اُپنشد میں تُریا کا لفظ اس طرح استعمال کیا گیا ہے۔ گویا وہ عام پسند ہو چکا تھا۔ یہ حالت مانڈوکیہ (۷) کی نہیں ہے۔ اس میں تُریا کی اصطلاح تک استعمال نہیں کی گئی بلکہ اُس کی جگہ "چتور تھۃ" آیا ہے۔ مانڈوکیہ کے اس ساتویں

شلوک کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"نہ اندر کا پرگیا والا - نہ باہر کا پرگیا والا - نہ دونوں کا پرگیا والا - نہ پرگیا گھن - نہ جانتے والا - نہ نجانتے والا - نظر نہ آنے والا - بیوہار میں نہ آنے والا - نہ گرفت میں آنے والا - بغیر علامت کا - چنتا میں آنے والا نہیں - بتایا نہیں جا سکتا - وہ آتما ہے - صرف اسی قدر یقین کا جوہر - پرپنچ کا جھگڑا نہیں وہ شانت ہے - شو ہے - ادّویت ہے - وہ جاننے کے قابل ہے"+

گوڑپد آچاریہ نے اس کی نہایت خوبصورت اور واضح تشریح کی ہے :-

"نہ وہ ست کا پرگیا ہے نہ است کا - نہ اپنا نہ دوسرے کا سب میں تریا او ستھا نتیہ ہے"+

"عالم کثرت کے انکار میں پرگیا اور تریا یکساں ہے - پرگیا بیج کی طرح مجہولیت میں ہے - تریا مجہولیت سے پرے ہے"+

"خواب اور نیند دو میں ہیں - سُوشپتی پرگیا ہے - جس میں تریا ہے - وہ نیند اور خواب کو نہیں جانتا"+

"خواب دیکھنے والے کا علم جھوٹا ہے - سوشپتی میں رہنے والے کو نہیں ہے - دونوں گم ہیں - جہاں یہ سب نہیں ہیں - وہاں تریا ہے"+

"جگت کے انادی بھرم میں آتما سوتا ہے - جب وہ جاگتا

ہے - تب اُس میں ترت - اکال اور سُپن سوشپتی سے مُکت جاگتا ہے"

یہ تُریا کیا ہے؟ جو کہنے اور نہ کہنے میں نہیں ہے - جو نیند اور سوشپتی میں نہیں ہے - سب سے پرے ہے - ترت ہے - صرف زمان اور مکان کی خصوصیت سے آزاد ہے - وہ تُریا ہے - نہ وہ علم ہے نہ جہل ہے - نہ یہ ہے نہ وہ ہے - دونوں سے اُونچی وہ تُریا ہے

یہ تُریا آخر کیا ہے؟ میترے (۶-۱۹) سمجھاتی ہے - کہ یوگ سے پران کا قابو میں کر رکھنا تُریا ہے - اور (۷-۱۱) میں آتما کی چار اوستھاؤں کو وہ پُرش کا چار پاد بتاتی ہے - جاگرت - سوپن - سوشپتی - تینوں ایک پاد ہیں - تُریا تین پاد ہے :-

"جو آنکھ میں ہے - جو سپن میں ہے - جو سوشپتی میں ہے جو پرماتما ہے - یہ چار اُس کے پاد ہیں - تُریا چوتھی ہے"

"برہم کی ایک چوتھائی تینوں میں ہے - تین چوتھائی آخری میں ہے - ست اور است کے چکھنے کے لئے پرماتما دو طرح کا ہو گیا"

کہنے کو تو کہا گیا - مضمون صاف نہیں ہوا - نرسنگھ اُتر تاپنی اُپنشد ۲ - اور ۸ میں اُسے اس طرح واضح کرتی ہے "جگت میں ویاپک سن کا پرکاش کرنے والی - آتمتو (روحانیت) اُداسینتا - جاگرت - سپن - سُوشپتی بھرم ہیں - صرف اُدِ کلپ - جس میں تمیز

۲۷

اور تفریق کی معدومیت ہے۔ جگت کے بھرم سے پاک ہے۔ وہ
تریا ہے۔ چوتھے کا چوتھا۔ شدھ۔ نروپد (اکھنڈ) خیال"۔
یہ بیان واضح ہے۔

پانچواں مرحلہ

اپنشدوں کے فلسفہ کا

آواگون کا اصول۔ مکتی عملی فلسفہ

چودھواں باب

آواگون

۱۔ آواگون کا اصول

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ یہ سوال ہے۔ جو دنیا میں ہر جگہ
پوچھا جاتا ہے۔ یہ عملی اور با اثر ہے۔ ہر شخص کو اس کے جاننے
کی دلچسپی رہتی ہے۔ اپنشدوں کے زمانہ سے لے کر اب تک یہ

ہندوؤں کے درمیان ہمیشہ زیر بحث رہتا ہے اور اس کی دلچسپی
وا ہمیت میں کبھی فرق نہیں آئے گا۔
یہ مسئلہ کرم سے متعلق ہے۔ شنکر آچاریہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کرم
بیج ہے۔ اور درخت کی صورت میں پیدا ہو کر پھر بیج کو پیدا
کرتا ہے۔ درخت غائب ہو جاتا ہے۔ بیج رہ جاتا ہے۔ زمین
پر گرتا ہے۔ اُس سے پھر درخت ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد
انسان کے کرم بیج کی شکل میں محفوظ رہتے ہیں۔ اور اگیان کے
کھیت میں پڑنے سے وہ پھر اُسی طرح کا ہو کر اُگتا ہے۔ ہر جنم
کے کرم اور دکھ ہوتے ہیں۔ جو پہلے جنموں کے کرم کے بیج تھے
آئندہ جنم میں وہ پھر اُکھواتے اور جنم لاتے رہتے ہیں۔ اور
علیٰ ہذالقیاس۔ یہ عقیدہ۔ یقین۔ اور خیال زندگی کی مصیبتوں
کے وقت تشفی کا باعث رہتا ہے۔ استقلال دیتا ہے۔ جو کیا وہ بھگتنا
پڑے گا۔ اور یہ انسان کے نیک راہ پر لانے کا سبب بنتا ہے۔
ہر شخص کہتا رہتا ہے۔ میں نے جو کرم پہلے جنموں میں کیا تھا۔
وہ اس جنم میں میرے آگے آیا۔ اب اسے کرم کرنا چاہیئے۔ کہ
آئندہ جنم میں یہ دکھ نہ ہوئے۔
چاہے کوئی شخص کرم کے مسئلہ کی کتنی ہی تردید کر دے
لیکن اس میں سچائی ہے۔ یہ فلسفہ ہے۔ یہ فلسفہ کی بنیاد ہے
یہ سچ ہے کہ تفصیلی مدات اور توضیحی حالات کا پتہ لگانا دشوار
ہے۔ لیکن پھر بھی یہ اپنے اثر اور غور و فکر سے خالی نہیں رہتا
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ کیا ایسا بھی کوئی آدمی یہاں ہے۔

جو اس معمہ کے حل کرنے کا خواہشمند اور شایق نہ ہوگا؟ جواب دیئے جائیں گے۔ تسلی نہ ہوگی۔ سوال پر سوال کئے جائیں گے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ یہ ہمیشہ زبان پر رہے گا۔ کیونکہ ہمارا (خارجی) علم محدود ہے۔ ظرف زمان۔ مکان۔ دیس کال نمت۔ حایل رہتے ہیں۔ سوال پھر بھی جوں کا توں رہتا ہے مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ یا ہوتا ہے؟ اس کے تین جواب ہوتے ہیں۔ (۱) معدومیت اور فنائیت۔ (۲)۔ سزا جزا سورگ اور نرک کا بھوگ (۳)۔ پُنر جنم یا آواگون ۔

پہلا جواب اطمینان بخش نہیں۔ کیونکہ انسان میں یہ خیال ہی نہیں ہے۔ کہ وہ معدوم یا فنا ہوگا۔ دائمی موت اُس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ موت کے پس پشت پھر بھی باقی رہتا ہے۔ دوسرا جواب کسی حد تک تسلی دیتا ہے۔ دنیا میں انسان ہر چہار طرف واقعات اور حالات سے گھرا رہتا ہے بھول اور بھرم میں پڑنا معمولی بات ہے۔ سیانے سے بھول چوک ہوتی رہتی ہے۔ لیکن سزا بڑی ہے۔ مصیبتیں اکثر سخت ہوتی ہیں۔ تھوڑی زندگی اور اُس کے کام نے یہ پھل! سبب اور نتیجے کا قانون گو صحیح ہو۔ پھر بھی دنیا میں یکسانیت نہیں ہے۔ کسی کو زیادہ سکھ حاصل ہے کسی کو کم ہے۔ باہمی مقابلہ کرنے اور انسان کی دلی اور عقلی حالتوں کے اندازہ لگانے سے لوگوں کے دردناک حالات دیکھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف تیسرا حل کسی حد تک

اطمینان کی صورت پیدا کرتا ہے۔ انسان کی سمجھ میں یہ بات آجاتی ہے۔ کہ اُس کی زندگی یا زندگیوں کا سلسلہ نیا نہیں ہے۔ دیش کال اور نمت کی نظر سے اُسے بار بار جنمنا اور مرنا پڑتا ہے۔ اور اگر کوئی سمجھے یا اُسے سمجھایا جائے تو غالباً اُسے اس کے سچ ماننے سے انکار نہ ہوگا ❊

یہ پُنر جنم کا مسئلہ چاہے جیسا ہو۔ اس کے اندر فلسفا نہ سچائی ہے ❊

ویدانت کا اس پُنر جنم کے مسئلہ پر بہت زور ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رہے۔ کہ یہ زور صرف اپرا وِدّیا (خارجی علم) کی نظر سے ہے پرا وِدّیا میں اور ہی صورت رکھتا ہے۔ است جگت کے ساتھ یہ بھی است ہو جاتا ہے ❊

اس مسئلہ کی بنیاد کا ویدوں کی نظر سے کہاں تک تعلق ہے۔ اُس پر غور کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا ❊

پتروں کی بابت یہ عام ہندوؤں کا خیال ہے کہ وہ برابر جنمتے مرتے ہیں۔ کبھی کسی جونی میں آتے ہیں اور کبھی کسی میں۔ ایک بودھ ماتا کا ذکر ہے۔ کہ اُس نے مرنے پر گیدڑنی کی صورت اختیار کی۔ اور اپنے لڑکے کو محتاط کیا کہ جنگل سے ہو کر نہ گذرے۔ جڑ بھرت کا ہرن کے قالب میں آنا بچہ بچہ کو معلوم ہے۔ یہ عقیدہ ہے۔ کہ کیڑے مکوڑے تک کی جونی میں بلکہ درختوں کے شریر میں بھی

انسان کی روح داخل ہوا کرتی ہے۔ یوگ کا دعوے ہے۔ کہ یوگی مُردوں کے قالب میں داخل ہوتا ہے۔ یا وَیتال کی روح انسان کی لاش میں سما سکتی ہے۔ ان دونوں باتوں کا پُنر جنم کے مسئلہ سے تعلق نہیں ہے۔ اُس کا مقصد صرف یہ جتانا ہے۔ کہ آتمائیں جونیوں میں آتی جاتی رہتی ہیں۔ یہ عام خیال ہے ÷
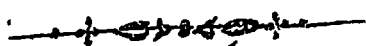
۲۔ ویدک عقیدہ

اپنشدوں میں کہیں کہیں پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ مسئلہ رِگ وید میں موجود ہے۔ مثلاً ورہد آرنیک (۱۔۴۔۱۰) میں آیا ہے "سچ مچ شروع شروع میں برہمہ ہی تھا۔ اُس نے صرف اپنے آپ کو جانا کہ میں برہمہ ہوں۔ اُس سے وہ سب کچھ ہو گیا۔ اس طرح جو جو دیوتاؤں میں سے جاگ اُٹھا۔ وہی برہمہ بن گیا۔ اسی طرح رشیوں میں سے اور اسی طرح آدمیوں میں سے جو جو جاگ اُٹھا وہ برہمہ بن گیا۔ جب یہ بات وام دیو رشی نے دیکھی۔ تو اُس نے یقین کیا۔ میں منو ہوا۔ میں سورج ہوا۔ سو اس راز کو اب بھی جو اس طرح پہچانتا ہے۔ کہ میں برہمہ ہوں وہ سب کچھ ہو جاتا ہے ÷

یہ وام دیو رشی۔ رگ وید (۴۔۲۶۔۱) کا رشی ہے یہ مثال ہے۔ یہ سند ہے۔ یہ حوالہ ہے۔ جو پُنر جنم کے ثبوت میں اُپنشد ویدوں سے اخذ کرتی ہیں۔ رگ وید (۴۔۲۷۔۱)

میں وام دیو کی نسبت یہ کلام ہے :-
"جب میں ابھی ماں کے گربھ میں تھا۔ ان دیوتاؤں کے سب جنموں سے واقف ہو گیا۔ سینکڑوں آہنی قلعوں نے مجھے روک رکھا تھا۔ باز کی طرح میں اُڑا اور بچ گیا"
اینتریہ ۲ کے ۵ میں یہ مذکور ہے "در حمل میں ہونے ہی میں نے ان دیوتاؤں کے جنموں کو جانا ہے۔ سو لوہے کے قلعوں نے مجھ کو بند کر رکھا تھا۔ مگر میں نیچے کی طرف دیکھتا ہوا باز کی طرح جلدی سے جھپٹ آیا۔ وام دیو نے ایسا کہا ہے۔ جب وہ گربھ میں تھا"۔

۳۔ اپنشدوں میں پنر جنم

پنر جنم کی بنیاد کرم کے اصول پر ہے۔ کرم کا پھل ضرور ملتا ہے۔ یہ ہندو مذہب کی اعلٰی درجہ کی اخلاقی تعلیم ہے۔ جب تک کرم ہے۔ تب تک اُس کا پھل ہے۔ اور تب تک جنم مرن بھی ہے۔ جب کرم دگدھ ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ مکت ہو جاتا ہے۔ پھر جنم مرن سے اُسے تعلق نہیں رہتا۔ جب تک کرم ہے۔ تب تک مرنے پیچھے پرانی چندر لوک کو آیا جایا کریگا جب وہاں کرم چھین ہو جاتے ہیں۔ تب وہ آکاس وایو دھواں۔ بھاپ۔ بادل۔ بنسپتی اور بیج بن کر پھر پیدا ہوتا ہے۔ چھاندوگیہ (۵۔۳ کے ۵-۶)۔ اسی چھاندوگیہ کے

بھی ان میں اتفاق نہیں ہے - منڈک (۳-۲-۷) اور پرسن (۶) میں کہا گیا ہے - کہ ۱ - "منشیہ پرجاپتی کی طرح سولہ کلاؤں والا ہے جیسا کہ چاند ہے"... ... شت پتھ براہمن (۱۰-۴-۱-۱۷) میں بال - چمڑا - خون - رس گوشت - تانت - ہڈی - چربی کی تا بت کہا گیا ہے کہ وہ انہیں فرایض کو انجام دیتے ہیں - پرسن (۶) میں ان کی صراحت یوں ہے - (۱) پران - (۲) شردھا - (۳-۷) پانچ تتو (۸) اندریاں (مجموعی طور پر) - (۹) من - (۱۰) ان (غذا) (۱۱) ویرج - (طاقت) - (۱۲) تپ - (۱۳) منتر - (۱۴) کرم - (۱۵) لوک - (۱۶) نام - سویتا سوتر (۵-۱۴) میں ان کی کچھ صراحت ٹیکا کاروں نے کی ہے - غالباً ان سے مراد دس اندریاں - من - اور پنچ پران سے ہے - یہ جسم کے سولہ حصے ہیں - شت پتھ براہمن (۶-۴-۲-۵) میں - اور نیز اور جگہ سر کے سات سوراخ سے مراد ہے - سویتا سوتر (۳-۱۸) میں دو نیچے کے سوراخ بھی شامل کئے گئے ہیں - اور پھر جسم کو نو دروازوں کا شہر مانا گیا - نابھی اور برہم رندھر کے ملانے سے یہ صرف گیارہ ہوتے ہیں - اتھرو وید (۱۰-۸-۹) میں سر کو پیالہ سے مشابہ کر کے اس میں سات سوراخوں کو قایم کر کے ان کو سات رشی (سات اندریاں) بتایا ہے جو دشاؤں کے سات دیوتاؤں سے مشابہ ہیں - ورھد آرنیک (۲-۲-۳) میں بانی کو آٹھواں کہا گیا ہے *

سر کے سات سوراخ سے شمار کرنے کی ابتدا کا پتہ چلتا ہے - پرانی اپنشدوں میں صرف بانی - سانس - آنکھ - من - اور پانچویں

پران کا ذکر آیا ہے۔ ورہد آرنیک (۱-۳ کے ۲ر۹ - اور ۱-۴-۴ - اور ۶-۲-۳) چھاندوگیہ ۱-۲ کے ۲ سے ۶ تک اور ۲-۷ اور ۱-۲-۱۱ - اور ۳-۱۸ کے ۱ سے ۶ تک اور ۸-۱۲ کے ۴ سے تک) کین اپنشد (۱ کے ۴ سے ۸ تک) ہیں۔ اسی طرح کہیں نمبر کم ہے - اور اس کا سبب بھی بیان کیا گیا ہے - وریدآرنیک (۳-۱ نے ۳ سے ۱۰ تک) ایک جگہ چار ہی تک تعداد محدود ہے یا چھاندوگیہ (۳-۱۳-۵ - اور ۵-۵-۲۳-۲) اس میں فروگذاشت کا یہ سبب بیان کیا ہے - کہ وہ پنچ پران میں شامل ہیں - یہاں پانچ سے زیادہ کا بیان ہے - وہاں پانی - بسانس - آنکھ - کان - اور رسن کا شمولا ہے - کوئی کہاں تک اس سولہہ اندری یا کلا پر بحث کرے - . . . . . . پرسن اُپنشد (۴-۸) میں پانچ تنو - پانچ تن ماترا - دس اندریاں اور دس اُن کے وشئے - من - بُدھی - آہنکا - رچِت - تیجس اور پران سب ہی شامل ہیں +

زمانہ حال یا مابعد کے ویدانت نے سولہہ اندریوں کو لیا۔ اور سانکھیہ میں یہ پچیس تتو یا پچیس پرکرتی سمجھی گئی +
اس قدر جیو آتما اندریوں کی بابت کافی ہے +

---

(۳) من اور دس اندریاں

دس اندریوں کا دس کی پوری تعداد میں پہلا ذکر پرسن ۔ (۴ کے ۲-۳) میں آتا ہے ۱۱ اے گارگیہ! جیسے سورج کی کرنیں

پرپاٹھک ۵ - اور کھنڈ ۳ کے ۷ میں آیا ہے :- کہ "جن کا برتاؤ اچھا رہا - وہ جلد اچھے جنم کو پاتے ہیں - جن کا برتاؤ نیچا رہا - جلد نیچے جنم کو پاویں گے - کتے - سؤور - اور چانڈال کے جنم کو" +

کیا اس سے صاف پتہ نہیں لگتا - کہ اُپنشد پُنرجنم کے قایل ہیں ؟ اس قسم کی مثالیہ عبارت کئی اپنشدوں میں دکھائی جا سکتی ہے +

پُنرجنم کرم کے پھل کے موافق ہوتا ہے - اور کرم اُس کے نئے اور موزوں قالب کی گھڑت کرکے پھر اُس میں اُسے داخل ہونے کا موقع دیتا ہے - ورہدارنیک (۳ - ۴ - ۳) کا بیان ہے :- "جس طرح کیڑا تنکے کے ایک سرے پر پہنچکر اور دوسرے سرے کا سہارا پاکر اپنے آپ کو کھینچکر (ایک سے دوسرے کو) کھینچ لیتا ہے - اُسی طرح یہ آتما شریر کو دور پھینک کر مردہ بناکر اور ایک اور سہارا پکڑکر اپنے آپ کو کھینچ لیتا ہے" "جیسا کرم ہوگا ویسا شریر بنے گا - ورہدآرنیک (۴ - ۴ - ۴) "جیسا کرم کرے گا ویسا پھل پائے گا" (ایضاً ۵) "کامنا سے آزاد ہوکر وہ برہمہ کو پائے گا" (ایضاً ۶) +

ورہدآرنیک کے چوتھے ادھیائے کا چوتھا براہمن اسی قسم کے مسایل سے بھرا ہوا ہے - کرم کا تعلق نیت - تجربات - اور مشاہدات کے مجموعہ سے ہے - یہ سب سنسکار روپ میں لنگ شریر میں چمٹے رہتے ہیں - اور اُن کے موافق پرانی کا آیندہ جنم

ہونا اور آیندہ شریر بنتا ہے +

۴- پُنر جنم کے خیال کی نشو و نما

خیالات اور روایات کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں - اور ان کا اظہار واقعات کی صورت میں پیدا ہوا کرتا ہے - یہ عقیدہ ہے کہ کرم کا پھل ضرور ملتا ہے - یہ ذہن نشین شدہ بات ہے - یہ پھل کہاں ملتا ہے ؟ یا تو یہ اونچے لوگوں میں ملیگا یا نیچے لوگوں میں ملیگا شُبھ کرم سے اونچے لوگوں میں جانے پھل بھوگنے کے بعد پھر پرتھوی پر آنا ہوگا - یہ کرم کی بھومی ہے - اگر کرم کا پھل بھوگ لیا گیا - اور آیندہ بھوگ نہیں رہا - اور نہ کرم کا بیج من میں ہے تو پھر ایسے پرانی کی واپسی نہ ہوگی +

اس کے متعلق دو قسم کی راہیں بتائی گئی ہیں - ایک تو شردھا کا مارگ ہے - جو برہم لوک کو لیجا کر واپس آنے کا مانع ہوتا ہے - دوسرا کرم اور کرم کے اچھیا کا مارگ ہے - جو پرتھوی پر لا کر ٹِک دیتا ہے - اپنشدوں نے اس کی یا ان کی وضاحت پنچ اگنی ودیا کی صورت میں تلقین کی ہے - اس پنچ اگنی ودیا کے معلومات چھاندوگیہ (۵-۴-۹) - ورہد آرنیک (۶-۲ کے ۹ سے ۱۴) تک - چھاندوگیہ (۵-۱۰) وغیرہ میں ملیں گے +

ورہد آرنیک (۶-۲ کے ۱۴-۱ اور ۱۵- اور ۱۶) میں اس طرح کہتی ہے " تب وہ اُس کے جلانے کے لئے لکڑی سے جلتے ہیں - تب اگنی ہی اُس کی اگنی ہوتی ہے - سمدھ سمدھا

ہوتی ہے۔ دھواں ہوتا ہے۔ شعلے شعلے ہوتے ہیں۔ انگارے انگارے ہوتے ہیں۔ چنگاریاں چنگاریاں ہوتی ہیں۔ اس چتا کی اگنی میں دیوتا پرش کا ہوم کرتے ہیں۔ اس آہوتی سے پرش چمکتا ہوا رنگ والا بنتا ہے" (۱۵)۔

"جو اس پنچ اگنی ودیا کو اس طرح مانتے ہیں (چاہیے) وہ گرہستیہ یا بن میں رہکر ستت کی اُپاسنا کرنے والے ہوں۔ شعلہ میں جاتے ہیں۔ شعلہ سے دن کو۔ دن سے اُجلے پکش۔ اُجلے سے اُجلی چھ ماہی (اُترائن) اُجلی چھ ماہی سے دیولوک۔ دیولوک سے سورج کو۔ سورج سے بجلی کی جگہوں میں رہنے والوں کے پاس ایک مانس پُرش آتا ہے۔ وہ اُن کو برہم لوکوں میں لے جاتا ہے۔ وہ ان برہم لوکوں میں تیجسوی بن کر برسوں تک رہتے ہیں۔ اور پھر واپس نہیں آتے" (۱۶)۔

"جو لوگ یگیہ۔ دان۔ اور تپ کے ذریعہ لوکوں کو فتح کرتے ہیں۔ وہ پہلے دھوئیں کو پراپت ہوتے ہیں۔ دھوئیں سے رات کو۔ رات سے اندھیرے پکش کو۔ اندھیرے پکش سے اندھیری چھ ماہی۔ اندھیری چھ ماہی سے سورج کے دکشنائن کو جو پتری لوک ہے پتری لوک سے چندر لوک کو۔ چندر لوک میں پہنچکر وہ انّ (اناج) بن جاتے ہیں۔ تب اُن کو وہاں دیوتا کھاتے ہیں۔ جیسے سوم میں رتوج سوم راجا کی بار بار پورن کرتے ہوئے اور گھٹاتے ہوئے اُپ بھوگ کرتے ہیں۔ ان کا جب وہ کرم (جس سے چندر لوک کو پایا تھا) چھین ہو جاتا ہے۔ تو وہ پھر اسی اکاس کی طرف

آتے ہیں۔ آکاش سے وایو کو۔ وایو سے بارش کو۔ بارش سے پرتھوی کو۔ اور جب وہ پرتھوی میں پہنچ جاتے ہیں تو اناج بنتے ہیں۔ اور پھر پورش روپی اگنی میں ہوم کئے جاتے ہیں۔ پھر وہی ستری روپی اگنی میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگوں کی طرف اُٹھتے ہیں۔ اسی طرح چکر لگاتے ہیں" وغیرہ (۱۶)+

گو یہ[1] شاعرانہ استعارہ ہے۔ لیکن سچی۔ واقعی۔ اصلی۔ اور حقیقی حقیقت ہے۔ پہلے کو۔ دیو۔ یان۔ پنتھا اور دوسرے کو پتری۔ یان۔ پنتھا کہتے ہیں۔ ایک روحانیت کا طریق ہے۔ دوسرا مادیت کا طریق ہے۔ ایک نورانی راستہ ہے دوسرا تاریکی رکھتا ہوُا راستہ ہے۔ ایک میں گیان ہے دوسرے میں بھرم ہے۔ ایک مکت کرتا ہے۔ دوسرا آواگون میں پھنسا رکھتا ہے۔ اے انسان! اگر تجھ میں ذرا بھی عقل و تمیز ہے۔ تو ان کی اہمیت کو سمجھ۔ اپنے اوپر رحم کر۔ بھرم میں نہ پڑ۔ اس پتری۔ یان۔ پنتھا کو اَست مایا کا گورکھ دھندا سمجھ اور سچے راستہ پر آکر اپنا کام بنا۔ اور اس سے آزاد ہو کر آتم اوستھا کو پراپت ہو۔ جو سکھ۔ دُکھ۔ جنم مرن عذاب ثواب۔ اور پنیہ پاپ سے نیارا ہے!

یہ اشارے رمز اور کنائے ہیں۔ رہسیہ اور کنایہ علم سینہ

---

[1] اس وقت میں اُپنشدوں ہی کی لفظی عبارت کا پابند ہو کر لکھتا ہوں۔ اس سلسلہ کے خاتمہ پر اس کی اس طرح صراحت کر دونگا۔ کہ پھر سمجھنے میں ذرا بھی بھرم نہ رہے گا+ شیو برت لال +

ہیں - یہ رازِ باطن ہیں - یہ سر اکبر ہیں - اشاروں کی سمجھ اشاروں ہی میں آتی ہے *

اب اپنشدوں کی گاتھا سنو - وریہد آرنیک اُپنشد - (۳ - ۲ - ۱۳) :-

"اُس نے کہا :" اے یاگیہ ولکیہ! جب اس مرے ہوئے پُرش کی بانی آگ میں مل جاتی ہے - پران وایو میں - آنکھ سورج میں - من چندر میں - کان دشاؤں میں - شریر پرتھوی میں - آتما ہردے آکاش میں - جسم رونگٹے اوشدھیوں میں - سر کے بال - بنسپتوں میں - خون و ویرج پانی میں - تب بھلا یہ پُرش کہاں رہتا ہے" اور اُس نے جواب دیا "پیارے ارت بھاگ! ہاتھ لاؤ - اس بات کو اکیلے ہم دونوں ہی جانیں گے - ہم اس پر لوگوں کے درمیان نہ غور کرینگے" دونوں نے وہاں سے نکل کر وچار کیا - انہوں نے جو کچھ کہا کرم ہی کیا - اور جس کی تعریف کی وہ کرم ہی کی تعریف تھی - بلاشک کرم سے پنیہ آتما بنتا ہے - اور پاپ کرم سے پاپی بنتا ہے - تب جر تکارو ارت بھاگ خاموش ہو رہا" *

کٹھ اپنشد - ۵ - ۶ :" ایک ماں کے گربھ میں داخل ہو کر شریر دھاری بنتا ہے - دوسرا درختوں کی جونی میں آتا ہے - جس کے جیسے کرم اور سمجھ ہیں - اُس کا ویسا جنم ہوتا ہے" *

مُنڈک - ۲ - ۱ - ۱۰ :" کرم کا پھل اونچے لوکوں میں بھوگ کر وہ پھر اس لوک میں آکر جنمتے ہیں" *

منڈک - ۲ - ۱ - ۵ ہیں پنچ اگنی ودیا کی نظر سے :" اُس سے اگنی

پیدا ہوتی ہے۔جس کا ایندھن سورج ہے۔ ہوم سے بارش ہوتی ہے۔ پرتھوی سے درخت اُگتے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی کے گربھ میں دھار کو داخل کرتا ہے۔ اُس سے کئی اولاد آتما کی پیدا ہوتی ہیں +

پندرھواں باب
مکتی کا مسئلہ

زندگی کا پیارسب میں ہے۔ زندگی کے قائم رکھنے کے لئے انسان کیا کیا قربانیاں نہیں کرتا۔ ہم لمبی زندگی چاہتے ہیں۔ ہم زیادہ دنوں تک جئیں۔ اور ہمارے دوست احباب عزیز اقارب جیتے رہیں۔ جس کو یہ نصیب ہے اُسے ہم مبارکباد دیتے ہیں۔ جو قبل از وقت مرجاتے ہیں اُن کے لئے ماتم کیا جاتا ہے یہ ماتم اس وجہ سے نہیں کیا جاتا۔ کہ مرنے والے کو ہماری ضرورت تھی۔ بلکہ ہم کو اُس کی ضرورت ہے۔ اِس لئے دکھ ہوتا ہے جو مرگیا اُس کا غم اس وجہ سے بھی کیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ دنوں تک نہیں جیا۔ گویا زندگی قیمتی نعمت ہے۔ ہم اپنے آپ کو ڈھارس بھی دیتے ہیں۔ کہ وہ زیادہ دُکھ اور مصیبت سے بچ گیا۔ لیکن انسان کی فطرتی حس کیا کہتی ہے؟ زندگی کا نقصان سب سے بڑا نقصان ہے

۷۹

موت کی سزا سب سے بڑی سزا ہے - زندگی کا یہ پیار فطرتی جذبہ ہے - کون مرنا چاہتا ہے ؟ کوئی بھی نہیں +

کیسے ممکن ہے کہ حالات اور واقعات کی موجودگی میں زندگی کا پیار فطرت ہو جاتا ہے - انسان خواہشوں کی الجھن میں پڑا رہتا ہے - ان کے پورے ہونے میں زندگی نہیں ہے - بلکہ ان کے مغلوب اور دبا کر رکھنے میں - اس خیال سے مکتی کا بھاؤ انسان میں پیدا ہوتا ہے - وہ بھاؤ موت یا معدومیت نہیں ہے - بلکہ ناخوشگوار حالات اور واقعات کے مغلوب کرنے کی نیت سے ہے - دلوں کے تہہ میں داخل ہو کر پوچھو - وہاں کس بات کی خواہش کا غلبہ ہے ؟ موت کا یا ناخوشگوار حالات کی معدومیت کا ؟

ہندو عام طور پر زندگی اور زندگی کے پیار میں دُکھ کی جڑ مانتے ہیں - یہ کیوں ہے - کیونکہ اس کے پانوں کے اندر خواہشات کا غلبہ اور جذبہ موجود رہتا ہے - یہ خواہش ہی بندھ ہے - یہی گرہ تھی ہے - جس نے آتما کو نفسانی لذات سے باندھ رکھا ہے - نادان راز کو نہ سمجھ کر کچھ کا کچھ سمجھے سمجھاتے ہیں - رگ وید رشی (۷ - ۸۹) کیا کہتے ہیں ! اُن میں زندگی ہے - موت سے نفرت ہے - وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے سو برس کی زندگی چاہتے ہیں +

اس سرزمین میں سب سے پہلے مکتی کا سوال پیدا ہوا - یہ کیسے - کیوں - اور کس لئے - اور کس خیال اور کس وجہ سے پیدا

۴۰

اور وہ مکتی کیا ہے ؟ یہ غور طلب مضمون ہیں ؟

۲۔ مکتی کے مسئلہ کی ابتدار

زمینی زندگی کی مدت مختصر ہے۔ اس مختصر زندگی کے کاروبار اور اعمال و افعال محدود ہیں۔ اُن کی سزا یا جزا میں دائمی دوزخ اور دائمی بہشت کا سوال ہندو طبیعت کے فیصلہ کے برخلاف اور انصاف سے بعید تھا۔ ساتھ ہی زندگی کی مختلف حیثیتوں کی قدرتی عطیات کی غیر مساویت نے اُن کو سوچنے کے لئے مجبور کیا۔ امارت افلاس صحت بیماری۔ چھوٹائی بڑائی وغیرہ کیوں ہے ؟ اس معمہ کا حل جنم جنمانتر کرم کا مسئلہ ہے۔ اور آواگون یا پنرجنم میں ہاتھ لگا۔ یہہ بھی پیچیدگیوں سے خالی نہیں تھے۔ کیا وجہ ہے کہ اس اختلاف حالت کی جڑ نہ کٹے۔ اور سب کو کرم کے موافق مساویت حاصل نہ ہو اس باریک بینی اور باریک فہمی سے مکتی کا سوال زیر بحث آیا۔ اور اُس کی خیالی شکل و صورت قایم ہوئی۔ لوگوں کا خیال یہ ہے۔ کہ مکتی یا نروان بودھ دھرم کے مسایل ہیں۔ یہ بالکل غلط خیال ہے۔ بدھ مذہب سے پہلے یہ الفاظ۔ یہ اصطلاح۔ اور یہ خیال ہندوؤں کے درمیان موجود ہے۔ نہ آواگون کا اصول نیا ہے۔ نہ مکتی ہی نئی مذہبی شق ہے۔ بلکہ بدھ مذہب نے قریب قریب تمام باتیں ہندو مذہب سے لیں۔ اور وہ اُس کی صرف ایک شاخ ہے ؛

اس کی ابتدا دراصل چھوٹی مذہبی فضیلت اور مذہبی ترجیح

کی وجہ سے ہوئی۔ مخالفت اور رقابت نے خوفناک صورت اختیار کی۔ براہمن اور کشتری برسر جنگ اور برسر پیکار ہوئے کشت وخون کی نوبت آئی۔ خون کی ندیاں بہیں۔ مظلوم تنگ آگئے۔ زندگیاں تلخ ہوگئیں۔ اور جگت دکھ روپ دکھائی دینے لگا۔ اس دار وگیر۔ اور مار دھاڑ نے ایسی ہیبتناک شکل اختیار کی۔ کہ اکیس مرتبہ کشتریوں کی نسل معہ زن و بچوں کے صاف کردی گئی۔ لیکن کیا رقابت کا خاتمہ نہیں ہوا۔ قدرتی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دلوں میں زندگی کی طرف سے مایوسی کے ساتھ نفرت پیدا ہوتی گئی۔ اور دکھوں سے حقیقی نجات پانے کا سوال انسان کے دلوں میں پیدا ہوا۔ پیدا ہونا دکھ ہے۔ مرنا دکھ ہے۔ محنت دکھ ہے۔ ضعیفی دکھ ہے۔ بیماری دکھ ہے۔ مرغوب سامان سے محرومیت دکھ ہے۔ غیر مرغوب سامان سے تعلق دکھ ہے۔ اس سے یا ان سے کیسے چھٹکارا ملے۔ اس پر زور شور کے ساتھ بچار شروع ہوا۔ کوششیں کیں۔ سوچتے سوچتے طبیعتیں اس نتیجہ پر پہنچیں کہ خواہش دکھوں کی جڑ ہے۔ خواہش کے پورے ہونے میں سکھ نہیں ہے۔ بلکہ سکھ خواہش کی بیخ کنی میں ہے۔ اسی کے سلسلہ میں آتما۔ پرماتما وغیرہ کے لیے شمار وسایل ظہور میں آئے۔ اور اس کی عملی صورت یہ اپنشدیں ثابت ہوئیں۔ اور اسی وقت مکتی کا وہ روپ ذہن میں آیا۔ جو اپنشدوں کا آدرشی گیت یا معراجی نغمہ ہے ⁂

ویدک زمانہ میں مکتی کے بھاو کی کیا صورت تھی یا رہی ہوگی وہ ہمارا اس موقع پر نفس مضمون نہیں ہے۔ اور نہ ہم ادھر توجہ ہی دلانا چاہتے ہیں۔ وید صرف بیج ہیں۔ بیج مجہولیت کی کیفیت ہے۔ جب یہ پھل پھول انکھوے لاتا ہے۔ تب اس میں معروفیت آتی ہے۔ اور ہمارا تعلق اسی معروفیت سے ہے۔ یہ حالت اپنشدیں اور اپنشدوں ہی کی تعلیمی سلسلہ کی ابتدا میں پرگٹ ہوئی +

تواریخی نقطہ نگاہ سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ جب جب دل سخت مصیبتوں کا نشانہ بنتا ہے۔ تب تب وہ اپنی اندر کی جانب رجوع ہو کر وہاں اطمینان اور سکون قلب تلاش کرتا ہے۔ یہ حالت برہمن اور کشتریوں کے باہمی جنگ و جدل کے وقت آئی۔ یہ رامائن کے عہد سے پہلے کی بات ہے اور اس کا اثر نتیجہ اور اثر کشتریوں پر پڑا۔ جو زیادہ ستم رسیدہ تھے۔ اُس وقت جو تواریخی نام ہم کو اپنشدوں میں ملتے ہیں۔ وہ یاگیہ ولکیہ اور جنک کے ہیں۔ جو کہ راجہ رام چندر کے ہمعصروں میں تھے۔ وربہد آرنیک اُپنشد سب سے قدیم اپنشد ہے۔ اس سے پورانی کوئی کتاب نہیں ہے۔ کوشش کا سلسلہ براہمن اور کشتری دونوں ہی کے دلوں میں پیدا ہوا ہوگا۔ کشتری زیادہ کامیاب ہوئے۔ کیونکہ بلا اُن کے سر پر زیادہ نازل ہوئی تھی اس لئے اکثر راجاؤں کا نام اپنشدوں کے معلمین کی صورت میں صورت میں ملتا ہے۔ ان راجاؤں کو براہمنوں کی فضیلت سے انکار نہیں تھا۔ لیکن وہ اس کے دعویدار تھے۔ کہ اُپنشدول

کا یہ سب صرف ان کی میراث ہے۔ جس کا اکثر اپنشدوں میں ذکر آیا۔ یاگیہ ولکیہ بعدازاں بیدار مغز معلوم ہوا۔ یہ برہمن تھا اس قدر اشارہ سمجھانے کے لئے کافی ہے ٭

یہی کیفیت مہابھارت کے بعد ہوئی۔ جب کشتری کشتری کے درمیان باہمی جنگ وجدل۔ بے چینی اور بے اطمینانی پیدا کی۔ اُس وقت گیتا کی تعلیم ظہور میں آئی۔ اور جیسے راماین سے پہلے یا بعد اصلی اپنشدیں پیدا ہوئیں اُس مہابھارت کے وقت یا اُس کے بعد وہی حیثیت گیتاؤں کی سمجھنی چاہیئے دونوں ہی ویدانت ہیں۔ دونوں ہی متعدد اور مختلف ہیں۔ ایک پہلی اور دوسری مابعد کی ہے۔ اس کے بعد اپنشد اور گیتا نے مِل جُلکر ویدانت کی خوبصورت شکل برہمہ سوتریں اختیار کی۔ اور یہ ویدانت کے ترقی یافتیں پا دیئے۔ بدراین نے اپنشدوں کے مختلف خیالات کو یکسانیت کا جامہ پہنا کر ویدانت سوتر کی شکل میں لاکر کھڑا کر دیا ٭

یہ ویدانت کے دو دَور یا عہد ہیں ٭

تیسرا دور ہندوؤں کے درمیان طوایف الملوکی اور خانہ جنگی کا ہے۔ جو ایک اور کشمکش کا زمانہ ہے۔ اس وقت بدھ اور جین دھرم زور پر تھے۔ مذہبی کھینچ تان تھی۔ ادھر غیر ملک والوں کے حملے کثرت سے ہونے لگے۔ یہ اور سخت پریشانیوں کے باعث ہوئے۔ اس وقت سوامی شنکراچاریہ کا ظہور ہوا۔ جنہوں نے بدھ دھرم کے ہردلعزیز اخلاقی اور روحانی مسایل

سے تعلق پیدا کر کے ویدوں کی اہمیت پر زور دیکر سب کو اُن کے ماتحت لانے کی کوشش کی اور جو کمی رہ گئی تھی۔ اُسے نہایت دانشمندانہ۔ فلسفانہ اور حکیمانہ طریقہ پر پوری کر دکھائی۔ موجودہ مکمل ویدانت اسی کی کوشش کا نتیجہ ہے ✣

یہ موٹی موٹی باتیں ہیں۔ جو تواریخی نقطۂ نگاہ سے ہر محقق آسانی کے ساتھ جان اور سمجھ سکتا ہے ✣

الغرض روحانیت اور روحانی تسکین کا وقت ہمیشہ مصیبتوں ہی کے وقت میں آتا ہے ✣

اگر ہم کو اجازت ہو۔ تو ہم غیر متعلق صورت میں اسی روحانی سلسلہ میں ایک اور تواریخی دور دکھا سکتے ہیں۔ جو اسلامی دار وگیر کی کشمکش کا وقت ہے۔ اس زمانہ میں کبیر صاحب کے دماغ سے بھی وہی خیالات زیادہ عملی صورت میں برآمد ہوئے۔ اور وہ لاکھوں ہی مظلوم ستم رسیدوں اور آفت زدوں کی تسلی کے باعث ہوئے۔ ویدانت ابن شنکر آچاریہ کے بعد وششٹ ادویت۔ دویتا دویت نے ظاہر ہو کر ہندوؤں کے درمیان مذہبی نفاق کی صورت پیدا کی۔ دوسری طرف سے اسلام آیا۔ اُس نے سخت بے چینی پھیلائی۔ ساتھ ہی اسلام تصوف کی بھی لہر ساتھ لایا تھا۔ ہندوؤں کے ہاتھ پاؤں ایسے ڈھیلے ہو گئے کہ ان سے کچھ نہیں بن پڑا۔ اُس وقت پرم سنت کبیر صاحب نے کام کیا۔ اور روحانی خیالات کو مانجھا اور جابجا دیکر اتفاق۔ محبت۔ میل جول اور اطمینان کی صورت پیدا کی۔ اس

سلسلہ میں سو سے زیادہ معلمین کے نام ہمارے ذہن میں ہیں۔ مثلاً کبیر۔ دادو۔ نانک۔ جمبھ۔ لال داس۔ بیربھان۔ غریب داس۔ پلٹو۔ جگ جیون۔ وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ یہ سنسکرت دان نہیں تھے۔ ادھر علمی طور پر اس جانب توجہ کم گئی۔ لیکن یہ کام کر گئے۔ آیندہ مذہبی مورخ کو ان سب کی متفقہ کوششوں میں سوچنے کا بہت سامان ملے گا۔ یہ جملہ یہاں غیر متعلق تھا۔ اسلئے صرف اشارہ پر اکتفا کیا گیا۔ اب پھر اپنشدوں کی مکتی کی جانب رجوع کیا جاتا ہے۔

ابتدا میں دیوتاؤں کا خیال پیدا ہوا تھا۔ اس وقت مکتی کی چار صورتیں تھیں۔ سالوکتا (لوک میں پاس) سامیپتا (قربت میں سکون) ساجتا (چنتن کے ساتھ) اس خیال میں اگنی۔ ورن۔ اندر۔ آدتیہ وغیرہ کی سلطنت تھی۔ یہ شخصی صورتیں تھیں رفتہ رفتہ غیر شخصی برہمہ کا خیال آیا۔ معراج اور آدرش بنا۔ دیوتا اس اشٹ پد میں داخل ہونے کا پھاٹک تسلیم کیا گیا۔ اگنی سے داخل ہو کر برہمہ کی ساجتا اور سالوکتا کا عقیدہ پختہ ہوا" (شت پتھ براہمن ۱۱-۴-۴-۱) "صرف وہ شخص جو پرش کو جانتا ہے موت کے راج سے بچ سکتا ہے۔ اور کسی طریقہ پر اس کا امکان نہیں ہے" (واج سنئی سنہتا ۱۸-۳۱-۱۸) "وہ جو اُسے جانتا ہے۔ وہی گیانی مکت اور جوان ہو کر موت سے نہیں ڈرتا" (تیتریہ براہمن ۳-۱۲-۹-۸) "اہم (آتما) ہی راستہ کا پانے والا ہے۔ جو اُسے پا گیا ہے پھر کرم یا بدی کا دھبہ اُسے نہیں لگتا" (شت پتھ

برہمن ۱۰-۵-۸-۴-۲۴) اس آخری حوالہ میں خصوصیت کے ساتھ مکتی کا مکمل خیال موجود ہے "آتما باسنا سے رہت ہے اُسے جو اچھیا ہے وہ پوری ہوئی ہوتی ہے - کوئی اچھیا اُسے نہیں کھینچ سکتی" "گیان ہی سے (انسان) اونچے چڑھ سکتا ہے - جہاں خواہشوں سے قرار ہے - وہاں یگیوں کے بھینٹ کی پہنچ نہیں ہے - نہ اگیانیوں کا تپ وہاں پہنچتا ہے - یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ "یگیہ اور تپ کی اُس تک رسائی نہیں ہے - کیونکہ صرف گیان سے انسان اُس تک پہنچتا ہے" (شت پتھ براہمن ۱۰-۵-۴-۱۵) ٭

آتما گیان سے ملتا ہے تپ اور ریاضت سے نہیں - لیکن اب تک عالم بالا کے طبقات کا حصول ذہن سے دُور نہیں ہوا - یہی شت پتھ براہمن کہتا ہے :- کہ "جو کرتو (باطنی کرتب) انسان نے اس بیچے کے لوک میں حاصل کر لیا ہے - اُسی سے آتما کا گیان ملتا ہے - جو سب میں محیط کل اور بڑے سے بڑا ہے - سورگ اور پرتھوی سے بھی بڑا اور رائی کے دانہ سے بھی چھوٹا ہے - یہ اہم رہتا ہے - آخر میں یہ بات کہی جاتی ہے :" وہ میرا آتما ہے - یہاں سے کوچ کرنے میں میں اُس میں داخل ہوں گا" (شت پتھ براہمن ۱۰-۶-۳) ٭

اب صرف برائے نام روکاوٹ رہ گئی - لوگ اُسے آکاش میں تلاش کرتے تھے - حالانکہ وہ ہم میں ہمارے اندر سب سے زیادہ قریب ہے - یہ برہمہ اور آتما کا ملاپ آیندہ موت کے بعد

کیسا! یہ شروع ہی سے ہم کو حاصل ہے۔ اب بھی ہے۔ صرف اُس کے جان لینے کی دیر ہے ✤

ورہدآرنیک اُپنشد میں یاگیہ ولکیہ اس آتما کی قطعی مکتی کا خیال پیش کرتے ہیں ✤

۳۔ صرف گیان ہی مکتی ہے

مکتی میں ہم کچھ نہیں بن جاتے۔ یہ غلط ہے۔ کہ پہلے مکتی نہیں تھی۔ مکتی ہو جانا نہیں ہے بلکہ ہونا ہے۔ اگر وہ پہلے ہی سے حاصل نہ ہوتی تو اب کیا۔ کیوں اور کیسے حاصل ہو سکتی تھی۔ گوڈ پدآچاریہ (کارکا ۴-۳۰) میں کہتے ہیں ”جس کا یہ خیال ہے کہ مکتی سب سے اعلےٰ حالت ہے اُس کے ناش ہونے کا ڈر نہیں ہے“ تمام آتما میں شروع ہی سے تاریکی اور وشے سے آزاد ہیں۔ بیدار ہیں۔ اور اس جگت کی پیدائش کے پہلے سے مکت ہیں۔ وہ اوپر اٹھتے ہیں۔ یہ گورو کا کلام ہے“ (گوڈپد اچاریہ ۴-۹۸) ✤

ہم مکت ہیں۔ ہماری مکتی میں کوئی شک نہیں ہے ”لیکن جس طرح چھپے اور گڑے ہوئے ہوئے خزانہ کو کوئی نہیں جانتا۔ حالانکہ وہ اُس پر پاؤں رکھکر جاتا ہے۔ اس طرح تمام پرانی برہم لوک سے ناواقف ہیں۔ گو سوشپتی میں وہ اُس میں داخل ہوا کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ بھٹکے ہوئے ہیں“ (چھاندگیہ ۸-۳-۲) یہ نقص گیان سے دور ہوتا ہے ”میں برہم ہوں“

میں جدا شخصیت نہیں ہوں ۔ بلکہ اصل الاصول سب کا جوہر اور پرم تتو ہوں ۔ جس سے سب لوک لوکانتروں کی سرشٹی اور استھتی ہے ۔ (دیکھو ورہدآرنیک ۱ ۔ ۴ ۔ ۱۰) "اور اس لئے آج بھی جو شخص جانتا ہے کہ میں برہمہ ہوں ۔ وہ کُل ہے ۔ دیوتا بھی اسے اس سے نہیں روک سکتے ۔ کیونکہ وہ آتما ہے "۔ یہی خیال اختصار اور موثر صورت میں منڈک ۳ ۔ ۲ میں آتا ہے " جو پرماتما کو جانتا ہے وہی فی الحقیقت برہمہ ہے "۔ خواہ وُہ پہلے ہی سے برہمہ ہے گیئیہ۔ یوہا وے تت پرمم برہمہ وید برہمہ ایو بھوتی " ناتی گیان سے نہیں بلکہ گیان میں ہے ۔ آتم گیان کا پھل نہیں ہے ۔ بلکہ گیان خود ہی قطعی مکتی ہے ۔ جو یہ جانتا ہے کہ میں آتما اور سب کا پرم تتو ہوں ۔ وہ اُس گیان کی وجہ سے بے حواس ہو چکا ہے ۔ (اکامیہ مان) اور اب اُس کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں ہے ۔ جس کی وہ خواہش کرے ۔ آپت کامسّیہ کا سپر ہا " جسے ہر چیز مل چکی ہے وہ کس کی خواہش کرنے "۔ (گوڑ پڈ آچاریہ ۱ ۔ ۹) اور جس نے اپنے آپ کو آتما جان لیا ہے " اسے اس بات کی مطلق فکر نہیں ہے ۔ کہ اُس نے کیا کیا ہے اور کیا نہیں کیا ہے " چاہے وہ بُرا ہے یا بھلا ہے (وِرہدآرنیک ۴ ۔ ۴ ۔ ۲۲ چھاندوگیہ ۸ ۔ ۴ ۔ اور ۸ ۔ ۱۳ ۔ منڈک ۳ ۔ ۱ ۔ ۳ ۔ تیترے ۲ ۔ ۹) ۔ کوشتکی ۱ ۔ ۴ ۔ اور ۱ ۔ ۳) تیترے ۲ ۔ ۷ ۔ اور ۶ ۔ ۴ ۳ ۔ وغیرہ) اُس کے بھرم سرکنڈے کی طرح آگ میں بھسم ہو گئے ہیں (چھاندوگیہ ۵ ۔ ۲۴ ۔ ۳) آیندہ کے کرم اُسے نہیں چھوتے ۔

جیسے کمل کے پتے پر پانی نہیں ٹھہرتا (منڈک ۲-۲-۸)۔ اس کی حقیقت اور اصلیت ہی سب کچھ ہے۔ وہ سب کو بھرم جان چکا ہے۔ اس میں آتم گیان ہے۔ اور وہ مکت ہے "وہ جو سب سے اونچے اور سب سے گہرے کو دیکھ لیا ہے۔ اس کے لئے دل کی زنجیر پاش پاش ہوگئی ہے۔ تمام شکوک رفع ہوگئے اور اس کے کرم دگدھ ہو چکے ہیں" (چھاندوگیہ ۴-۱۴-۳)+

۴- آتم گیان کی وجہ سے مکتی نہیں ہے گیان ہی خود مکتی ہے یہ خیال کہ گیان خود مکتی ہے۔ تمام اپنشدوں کا محیط کل جوہر ہے +

درہد آرنیک ۴-۲ میں یاگیہ ولکیہ جنک سے مخاطب ہوکر کہتا ہے۔ یہ دونوں اپنے زمانہ کے مجتہد اور جید گیانی تھے۔ (کم و بیش چھاندوگیہ میں نارد کے ساتھ بھی ایسی ہی گفتگو کی گئی ہے) وہ گفتگو یہ ہے :- "چونکہ دنیاوی ساز و سامان اور اہلکاروں کے مالک ہو۔ وید کو پڑھا ہے۔ اور 'اذہت وید' اور 'اکت اپنشت' کے باطنی اصول سے واقف ہو۔ مجھ سے کہو کہ یہاں سے کوچ کرنے پر کہاں جاؤگے" جنک جواب دیتا ہے "بھگون! مجھے خبر نہیں ہے۔ کہ میں کہاں جاؤں گا رگو وید اور اپنشدوں میں دیو۔ یان اور دیو۔ لوک کا ذکر آتا ہے۔ لیکن جنک کو اطمینان نہیں ہے) تب یاگیہ ولکیہ جواب دیتے ہیں :- تب میں تم سے کہوں گا۔ کہ تم کہاں جاوٴگے" جنک پوچھتا ہے "بھگون! بتایئے" جواب کیا ہوتا ہے؟

۵۰

اُس وقت یہ خیال غالباً بنا رہا ہوگا۔ تب یاگیہ ولکیہ سمجھاتے ہیں کہ کس طرح ہردے۔ اندر اور ویرج کو ذی حس حیثیت دیتے ہوئے دونوں آنکھوں میں پہنچتا ہے۔ اور ہردے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور یکبارگی اس محدود مادی طبقات کو چھوڑ کر کہہ اٹھتے ہیں "اُس تیجس کے پورب کی طرف پورب جانے والے پران ہیں۔ پچھم کی طرف پچھم جانے والے پران۔ اُتر کی طرف اتر جانے والے پران اوپر نیچے کی طرفوں میں اوپر نیچے جانے والے پران میں تمام طرفوں میں تمام پران میں یہ آتما جو نہ یہ ہے نہ وہ ہے پکڑا نہیں جا سکتا کیونکہ قابل گرفت ہے۔ ٹکرے نہیں ہوتا۔ کیونکہ ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ وہ اسنگ ہے۔ کیونکہ جوڑا نہیں جا سکتا۔ وہ بندھن سے آزاد ہے۔ نہ بہکتا ہے نہ برباد ہوتا ہے۔ اے جنک تو ابھے پد کو پراپت ہو چکا ہے۔ یہ یاگیہ ولکیہ نے کہا۔"

اس عبادت کے آخری جملہ سے اپنشدوں کی اعلےٰ تعلیم کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہ اُس سوال کا جواب ہے۔ کہ "کچھ کرنے کے بعد تو یہاں سے کدھر کو جائے گا۔ جواب معقول ہے نہ کہیں جانا ہے نہ آنا ہے۔ آتما جہاں ہے وہاں ہے۔ وہ نت ہے۔ اور سرو ویاپک ہے۔ ورہد آرنیک ۴ کے ۲-۴- میں یاگیہ ولکیہ نے جنک کو اور بھی تعلیم دی ہے۔ یہ کلام جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان سے بہتر زیادہ اچھے اور زیادہ اچھے اور زیادہ

۵۱

گہرے آج تک کسی انسان کی زبان سے برآمد نہیں ہوئے۔ یہ آتما ہی ہے۔ جو سب کچھ اور سب میں ہے +

"اب اکام (کامنا رہت پرُش) کے بارہ میں کہتے ہیں۔ جو بغیر خواہش کا ہے۔ خواہش سے آزاد ہے۔ اُس کے پران جدا نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ برہمہ ہے۔ اور برہمہ میں ہے۔ اس پر یہ شلوک ہے:۔

جب ہر ایک جذبہ دور ہو گیا۔ جو انسانی ہردے میں رہتا ہے۔ وہی فانی لافانی ہو جاتا ہے۔ یہاں ہی وہ برہمہ کو پراپت ہے +

جیسے سانپ کی کینچلی نکلی ہوئی اور مری ہوئی دیمک کے بل پڑی رہتی ہے۔ اُسی طرح اُس کا دیہہ پڑا رہتا ہے۔ وہ نر دیہہ لافانی۔ وہی خالص برہمہ اور خالص جیوتی ہے" (ورہدآرنیک ۴۔۴۔ ۶، ۷) +

ذیل کی عبارت یہاں اس وجہ سے داخل کی جاتی ہے تاکہ جہاں جہاں مُراد کے سمجھنے سمجھانے میں ابہام پیدا ہو۔ اُس پر کچھ روشنی پڑ سکے +

ورہدآرنیک (۳۔ ۲۔ ۱۱) اُس نے پوچھا:۔ یاگیہ ولکیہ! جب آدمی مرجاتا ہے۔ پران اُس سے جدا ہوتے ہیں یا نہیں؟ یاگیہ ولکیہ نے جواب دیا "نہیں۔ ہرگز نہیں۔ پران اُسی جگہ اکٹھا ہو کر رہتے ہیں۔ اس کا جسم پھول جاتا ہے۔ اُبھر جاتا ہے۔ وہ مردہ اور پھولا ہوا پڑا رہتا ہے" لیکن اس پر کسی کو

یقین نہیں آتا۔ اس لئے یاگیہ ولکیہ نے دوسری جگہ کہا ہے۔ کہ "مرنے کے ساتھ ہی اندریاں اُس کے ساتھ کوچ کر جاتی ہیں"۔ اس میں در اصل کوئی ابہام نہیں ہے۔ صرف سمجھ کا پھیر ہے +

دوسری جگہ یہ کلام آتا ہے :۔ "اس نے پوچھا۔ یاگیہ ولکیہ! جب وہ مرجاتا ہے۔ تو کون سی ایسی چیز ہے۔ جو اُسے نہیں چھوڑتی؟"

اُس نے جواب دیا "یہ نام ہے۔ نام لامحدود وشودیو ہے۔ اور اس کی مدد سے وہ لامحدود لوک کو پراپت ہوتا ہے" (ورہد آرینک ۳ - ۲ - ۱۲) یہاں یہ لامحدود نام کیا یہ جگت نہیں ہے؟ جب وہ ہے۔ تب یہ کیوں نہ رہے گا اُس کی ہستی ہی یا نام کا نام تو جگت ہے۔ اس جگہ بھی ابہام نہیں +

ورہد آرینک ۲ - ۴ کے ۱۲ - ۱۳ میں یاگیہ ولکیہ جی میتری کو جواب دیتے ہیں :۔

"مرنے کے بعد کوئی نام نہیں ہے" (۱۹) "میتریئی نے کہا" بھگوان! مجھ کو آپ نے گھبراہٹ میں ڈالدیا (یہ کہکر کہ) مرکر کوئی نام نہیں ہے۔ اے میتریئی! میں گھبراہٹ والی بات نہیں کہتا ہوں۔ جاننے کے لئے یہی کافی ہے۔ (۱۳) "مرنے کے بعد تمیز کی سمجھ نہیں رہتی۔ جب دوسرا ہو جب دوسرا ہو تو دوسرے کو جانے۔ دوسرا ہو تو دوسرے

کو کہے . . . . . وغیرہ وغیرہ - وہاں اس کے سوا دوسرا نہیں ہے - پھر جاننے والا کیسے جانے"۔

اب اس طوالی بحث کو زیادہ بڑھانا منظور نہیں ہے - دیکھئے اور کیا کہا جا رہا ہے :-

جس نے اپنے آپ کو آتما جان لیا - پھر وہ جسم کی برائیوں میں کیوں بندھنے لگا! جو اس شریر کی گہری برائی میں آتم گیان میں بیدار ہو چکا - وہ اس جگت کا کرتا - زبردست طاقت ور ہے - جگت اس کا ہے - وہ اپنا جگت آپ ہے۔

جس نے پرماتما کو روبرو دیکھ لیا - اُسے اپنا آتما مان لیا - جو گذشتہ اور حال کا مالک ہے تو اُسے اب خوف نہیں رہا - نہ وہ اپنے آپ کو خوف سے چھپاتا ہے۔

جس کے قدموں میں دن اور برس چکر کھاتے ہوئے بڑھتے ہیں - جسے دیوتا جیوتی کی جیوتی اور امر سمجھ کر پوجتے ہیں - جس کے آدھار پر پانچ قسم کے پرانی رہتے رہتے ہیں - جس میں آکاش ہے - اُسے میرا امر اور اجر آتما سمجھ"۔

(ورہدآرنیک ۴-۴ کا ۱۲-۱۳-اور ۱۵-۱۷)

"درشٹا کے لئے نہ موت ہے نہ بیماری ہے - نہ تھکاوٹ ہے - درشٹا صرف تمام و کمال کو دیکھتا ہے - اور یہ

تمام وکمال محیط کل ہے" ۔ (چھاندوگیہ ۷-۲۶-۲)

"جس کے سامنے بانی کانپتی ہے۔ اور من کو اُس کا پتہ نہیں ملتا۔ اس برہمہ کے آنند کو جو جانتا ہے۔ اُس کو کسی کا خوف نہیں ہوتا" ۔ (تیتریہ ۲-۸)

"جو اسے جاننے کا (دعویدار) ہے۔ اُسے نہیں جانتا۔ جو کہتا ہے میں اُسے نہیں جانتا وہ اُسے جانتا ہے۔ گیانی اُسے نہیں جانتا۔ اگیانی جانتا ہے" ۔

"جس میں وہ جاگتا ہے وہ اُسے جانتا ہے اور امر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ وہی ہے۔ وہ اُس کا پُرشتو ہے۔ وہ اُسے امر سمجھتا ہے" ۔ (کین ۱۱ و ۱۲)

"من بانی اور آنکھ اُسے نہیں پاتیں "وہ ہے" صرف اسی ہے پنے (ہستی) سے اُس کی سمجھ آتی ہے۔ دوسرا اور طریقہ نہیں ہے" ۔

"وہ ہے" اس سے وہ سمجھ جاتا ہے۔ وہی دونوں کی اصلیت ہے۔ "وہ ہے" جس نے یہ سمجھ لیا۔ اُس پر اس کا تتو پرگٹ ہو گیا" ۔

۵۵

"جب تمام مصیبت دور ہو جاتی ہے - جو انسانی دل میں جگہ پاتا ہے اس وقت فانی لافانی ہو جاتا ہے - اور وہ برہمہ اُسے پراپت ہوتا ہے" +

"جب سب بندھن جو ہردے کے اردگرد تھا - ٹوٹ گیا - تب فانی لافانی ہو گیا - یہاں تک سدھانت کی حد ہے" + (کٹھ کا ۱۲ - اور ۶ کے ۱۲-۱۵)

"جو سب پرانیوں کو اپنے میں دیکھتا ہے - اور اپنے کو سب پرانیوں میں دیکھتا ہے - پھر اُسے کوئی پریشانی نہیں رہتی" +

"جہاں جاننے والا آتما سب پرانیوں میں اپنے کو سمجھتا ہے اُسے پھر دکھ کا بھرم کیسے ہونے لگا! کیونکہ وہ ایکتا (وحدت) کو دیکھتا ہے + (ایش ۶ و ۷)

"تاریکی مٹ جاتی ہے - وہاں نہ دن ہے نہ رات ہے نہ ست ہے نہ است ہے - وہ مبارک ہے - وہ اوم سوتر کی پیاری جیوتی ہے - اُس کے لئے گیان شروع ہی سے بہہ رہا ہے +

(سویتا سوتر ۴-۱۸)

۵

"جس کا آتما وچار سے شدھ ہے۔ وہ آتما میں لین ہوتا ہے۔ اُسے کس قدر بےحد آنند ملتا ہوگا! بانی اُسے ادا نہیں کر سکتی۔ وہ صرف من کے اندرونی حس سے جانا جاتا ہے"۔ (تیتری ۲-۹-۴)

"جو آتما خواہشوں میں پھنسا اور چمٹا ہے۔ وہ خواہشوں کی وجہ سے اِدھر اُدھر جنمتا پھرے گا۔ جس کی خواہشیں دور ہو گئی ہیں۔ اُس کا آتما اُس کے لئے تیار ہے۔ اُس کی تمام خواہشیں یہاں ختم ہو چکی ہیں"۔

"جو اونچے سے اونچا اور گہرے سے گہرے کو دیکھتا ہے اُس کے دل کی زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں۔ اس کے تمام شکوک مٹ گئے۔ اور اس کے کرم جل گئے"۔

"جیسے دریا بہہ کر سمندر میں اپنے نام روپ کو کھو کر گم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گیانی نام روپ سے چھوٹ کر پرماتما میں لے ہو رہتا ہے"۔ (منڈک ۳-۲-۸-۳-۲-۸)

جگت کے جھوٹے نظاروں میں جس کی ابتدا نہیں ہے۔ آتما سوتا ہے۔ جب یہ جاگتا ہے۔ تب اُس میں نتیجہ جاگتا ہے جو سپن سوشپتی سے پرے ہے۔ (مانڈوکیہ کاریکا ۱-۱۶)

مکت آتما کی بانی :-

"بھوگ بھوگتا - بھوگ کے وشے کی تین اوستھاؤں کو بھوگنے والا جانتا ہے - اسے ساکشی! میں ان سے نیارا پوتر آتما دھنیہ ہوں" +

"مجھ سے سب کی ابتدا ہوئی - مجھ ہی میں سب ٹھہرے ہوئے ہیں - اور مجھ ہی میں یہ لے ہوتے ہیں - یہ اکال برہمہ میں آپ ہوں" +

"میں چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا ہوں - میں جگت میں سب سے زیادہ دولتمند ہوں - میں قدیم - آتما - ستھرا سوامی - میں پرکاش ہوں" +

"نہ میرے ہاتھ ہیں نہ پاؤں ہیں - اور میں بیحد طاقت ہوں - میں بغیر آنکھ کے دیکھتا اور بغیر کان کے سنتا ہوں میں گیانی ہوں - میرے سوا مدتوں اور برسوں کوئی گیانی نہیں ہے" +

"تمام ویدوں میں میں جاننے کے قابل ہوں - میں ویدوں کا عالم اور ویدوں کی مراد ہوں - نیکی بدی سے آزاد - امر - اجنما - نہ میرے شریر ہے نہ اندریاں

۵۸

میرے لئے جل اور پرتھوی - آگ - ہوا - اور آکاس
نہیں ہے + (کیولیہ اپنشد ۱۸-۲۳)

۵ - مکت جیو کی خصوصیتیں

اپنشدوں کے ان حوالہ جات اور مقولات کے سہارے - مکت جیوؤں کی خصوصیتوں اور علامتوں کا پہچان کم دلچسپ اور سبق آموز نہ ہوگا +

آتم گیان مکتی کا ذریعہ نہیں ہے - بلکہ وہ خود مکتی ہے - جسے یہ گیان مل گیا - اسے اپنے اور جگت کے روپ کی سمجھ آگئی اور مایا کا بھرم ودیہہ مکتی کی مشابہتی اصلاحات مستعمل ہونے لگیں - اپنشدوں کی اصلی تعلیم میں یہ موجود نہیں تھیں - بلکہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ گیان کے پراپت ہوتے ہی آتما مکت اور جیون مکت ہے - جسم رہے یا نہ رہے اس کی مطلق پروا نہیں ہے - مرنے کے بعد کی مکتی کی جانب اُن کا خیال نہیں تھا - گیان کے حاصل ہوتے ہی یہ پہلے ہی سے انسان کو پراپت ہے +

ودیہہ مکتی کا مسئلہ بھی بالکل غلط ہے - اس کے استعمال سے یہ پایا جائے کہ ہمارے اور آتما کے درمیان عارضی جدائی ہے جس کا خاتمہ مرنے کے بعد ہوگا - اور یہ صرف خارجی عقلی تراش ہے - اس کے ماننے سے انکار نہیں ہے - کہ یہ خیال جابجا اپنشدوں میں ملتے ہیں - لیکن اُن کی مراد کچھ اور ہی ہے - اور ان پر غور کرنا بے سود نہ ہوگا +

وِرہد آرینک کے تیسرے ادھیاے کے تیسرے براہمن میں
اشومیدھ یگیہ کا ذکر آتا ہے۔جس سے لوک جیتتے جاتے ہیں۔
لیکن یہ خیال رہے کہ یہ سب باتیں اپنشدوں کی تعلیم کے زمانہ
سے پہلے کی ہیں۔اور یوں ہی یاگیہ ولکیہ کے سر منڈھی گئی ہیں۔
اسی طرح پانچویں ادھیاے کے دسویں براہمن کو بھی سمجھنا چاہیئے
جس میں پرش کے وایو میں داخل ہونے کا ذکر آتا ہے۔اور پھر وہ
چندر اور سورج کے لوک کو جاتا ہے۔جو گرمی اور سردی سے آزاد
ہیں۔اور وہاں وہ بہت دنوں تک رہتا ہے۔اسی طرح وِرہد
آرینک اپنشد کے پانچویں ادھیائے کے پندرھویں براہمن (اور
ایش اپنشد کے ۱۵ سے ۱۸ ویں منتر کو بھی) سمجھنا چاہیئے۔چھاندوگیہ
کے آٹھویں پرپاٹھک کے چھٹے کھنڈ کے ۱ سے ۵ نمبر تک کی عبارت
بھی ایسی ہی ہے۔جس میں کرم کانڈ اور قدیم زمانہ کے روایتی
عقیدہ کا شمول ہے۔چھاندوگیہ ۵-۱۳ پانچ پرانوں اور پانچ
گیان اندریوں اور پانچ دیوتاؤں کو دیوسوشئے یعنی دیوتاؤں
کے دروازے اور برہمہ کے پانچ اہلکاروں کی حیثیت سے یعنی
دیوتاؤں کے دروازے اور برہمہ کے پانچ اہلکاروں کی حیثیت
دی ہے۔اور یہ سورگ کے دوارپال کہے گئے ہیں لیکن وہاں
بھی اس بات کا اقرار ہے۔کہ جو جیوتی سورگ میں ہے۔وہی
یہاں انسان کے اندر ہے۔" اسی طرح اور کتنی پورانک باتیں
ملیں گی جو اپنشدوں میں شامل ہیں۔اگر ان باتوں کی طرف
دھیان دیا جائے۔تو بہت جگہ اجتماع ضدین کا نقص ملیگا۔اور

اور فضول طوالت ہوگی - چونکہ ان سب پر اُپنشدوں کی کتابوں کے لکھتے وقت روشنی ڈالی جائے گی - اس لئے اس پر زیادہ خامہ فرسائی کرنا مصلحت نہیں معلوم ہوتی ؛

جہاں تک اپنشدوں کی خالص اور خاص تعلیم کا تعلق ہے۔ وہ یاگیہ ولکیہ کے اصلی خیال کے بموجب صرف آتما کا گیان ہے آتم گیان کا ہونا ہی مکتی ہے - اس کے سوا اور کوئی مکتی نہیں ہے ؛ کرم سے مکتی کا مسئلہ بھی اسی طرح ان میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس دخل در معقولات کا باعث صرف کرم کانڈ کے تقویت دینے کا خیال تھا ؛

سولھواں باب

عملی فلسفہ

۱ - تمہید

عملی فلسفہ یا نظری فلسفہ میں اس قدر فرق نہیں ہے - ہندوؤں میں ابتداً یہ الفاظ بھی مستعمل نہیں تھے - صرف گیان یا درشن اصلی اصطلاح تھے - درشن کا لفظ بطور خود اپنی مراد کے ذہن نشین کرانے کے لئے کافی تھا - درشن کے معنی ہی نظر

نظارہ - آیتہ ہیں - اس لفظ کے اندر (ایسا معلوم ہوتا ہے)
پہلے عمل یا غیر عمل کی مراد یا مفہوم کی شمولیت نہیں تھی - یہ بعد
کی شق معلوم ہوتی ہے - اور غالباً اپنشدوں کے ظہور میں
آنے کے بعد ان کا استعمال شروع ہوا - اور جہاں درشن سے مراد
مشاہدہ اور تجربہ دونوں ہی سے تھی - بعد کو وہ کرم اور گیان
کے کانڈ سے مشہور ہوئے - اور عملی فلسفہ یا نظری فلسفہ کے اظہار
کی بنیاد پڑی جو بالکل نیا لفظ ہے +

عملاً کرم پہلا ہے یا یوں کہنا چاہیے کہ یہ فطرتاً فطرت کی اقتضا
ہے - اور اسی کے سلسلہ میں تجربہ اور کامیابی کے مدارج کی صراحت
کا نام گیان یا فلسفہ ہو - لیکن ہم ہندوؤں کے درمیان ان کی
غرض میمانسا لفظ سے ظاہر کی گئی - اور کرم اور گیان دو میمانسائیں
قایم ہوئیں - کرم کانڈ پورب میمانسا ہے - اور گیان کانڈ اُتر میمانسا
ہے - میمانسا سنسکرت مادہ مان (علمی تحقیقات) سے اخذ ہوا
ہے - یہ علمی تحقیقات ہے - پورب 'پہلے' کو اور اُتر 'پیچھے' کو
کہتے ہیں - ان لفظوں کے استعمال اور مراد سے خود ظاہر ہے کہ
کرم پہلا ہے اور گیان مابعد کا ہے - لیکن یہ خیال رہے کہ کرم سے
غرض اس موقع پر صرف ویدوں کی رسمی شریعت - مذہبی ضابطہ
سے ہے - اور گیان سے مراد حقیقت اور ماہیت ہے - اس کا
بھی تعلق ویدوں کے اصلی مقصد کا علم اور اس علم کی مجسم عملی
صورت بن جاتا ہے - یہ گیان ہے - اسلئے محض نظری یا خیالی
فلسفہ کہنا غلط ہوگا - کیونکہ اس کے اندر خود مختلف صورت ہیں

۶۲

عمل کی حقیقی مراد بطور روح کے مخفی ہے - وہ گیان گیان نہیں ہے جو حال کی صورت اختیار نہ کرے - تاہم جیسے حال کے مقابلہ میں قال کا لفظ استعمال ہؤا - ویسے ہی اُس گیان کے لئے رفتہ رفتہ واچک گیان کا لفظ گھڑا گیا جو صرف زبانی جمع خرچ تک محدود ہو - یہ بالکل نئی اصطلاح ہے - جس پر اُپنشدوں کے مصنفین کی کبھی نظر نہیں تھی - اور وہ کیوں ہوتی ؟ گیان میں تو واچ اور لکش دونوں ہی موجود ہیں - اگر لکش (معراج) نہیں ہے - تو پھر جاتا رہا +

اوّل - گیانی اکامیہ مان ہے - اُس کی خواہش - اُمید - آرزو - تمنّائیں - ارمان اور حوصلے سب کے سب معدوم ہوگئے خوف جاتا رہا - کیونکہ جب خواہش ہی نہ رہی تو پھر ان کی ہستی کیا رہی - اب کوئی مقصد اُس کے لئے نہیں ہے - ورہد آرنیک ۔ ۳ - ۵ کہتی ہے :- "جب آتما کا گیان ہوگیا - تو براہمن کو اولاد - جائداد اور جگت کی خواہش سے پرہیز رہے - اولاد کی خواہش میں جائداد کی خواہش اور جائداد کی خواہش میں جگت کی خواہش ہے - یہ سب خواہشیں دُکھ روپ ہیں " قدیم زمانہ کے لوگ اس راز سے واقف تھے - کیونکہ جب اولاد ہی کی خواہش نہیں رہی تو پھر اولاد کی غرض ہی کیا رہی - ہمارا آتما ہی جگت ہے " (ورہد آرنیک ۴ - ۴ - ۲۲) +

گوڑپد آچاریہ اس عبارت کی مختصر اور مؤثر صراحت عجیب پیرایہ میں کرتے ہیں :- "جس کے پاس سب کچھ ہے - اُسے کس بات

کی ضرورت ہے"۔ گیانی کو اس وجہ سے خوف نہیں ہوتا۔ (کارکا ۲۱) "جسے برہمہ آنند مل گیا ہے۔ وہ اب یا اور کسی وقت میں نہیں ڈرتا"۔ (تیتری ۲-۴) "اُسے کسی بات سے پریشانی نہیں ہوتی"۔ (کٹھ ۴-۵-۱۲) "وہ کیوں ڈرنے لگا۔ دوسرا کوئی تو ہے ہی نہیں" (ورہد ۱-۴-۲) +

دوم۔ آتم گیان سے شخصیت کو وسعت ملتی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ دکھ نہیں ہوتا۔ "جو آتما کو جانتا ہے وہ دکھ پر غالب آجاتا ہے"! (چھاندوگیہ ۷-۱-۳) "جو جسم میں ہے اُس میں خواہش اور دکھ ہے۔ جسم والے کے لئے خواہش اور دکھ سے بچاؤ نہیں ہے۔ جو شریر رہت ہے اُس پر خواہش اور دکھ کا اثر نہیں ہوتا"۔ چھاندگیہ ۸-۱۲-۱) "جو پل پر سے گذر گیا ہے وہ اندھے سے سوجھا کا ہو ہو گیا۔ زخمی ہو کر تندرست بن گیا۔ مثل بیمار کے اُسے صحت نصیب ہو گئی ہے"۔ (چھاندوگیہ ۸-۴-۲) +

سوم۔ "اس کا کرم دگدھ ہو گیا ہے"۔ (منڈک ۲-۲-۸) "نیک اور برے تمام کرم اُس کے لئے بے اثر ہیں۔ جسے گیان حاصل ہے۔ جیسا کہ اکثر کہا جاتا ہے"۔ (چھاندوگیہ ۸-۱۲-۱)۔ "گیانی کی نظر میں محدودیت جگت کے بھرم کا ایک حصہ ہے۔ جسے اُس نے چھید دیا ہے +

چہارم۔ اسی وجہ سے آیندہ کے کرم اُسے نہیں چمٹتے۔ جیسے کمل کے پھول کو پانی نہیں چمٹتا (چھاندوگیہ ۴-۱۴-۳)۔ "خواہش سے نجات پا کر وہ تمام بدیوں سے آزاد ہو گیا ہے"۔

"اس لئے جو اسے جانتا ہے ۔ شانت ۔ راضی اور ایکاگر چت ہے ۔ وہ نہ صرف اپنے ہی میں آتما دیکھتا ہے بلکہ سب میں ۔ بدی اُسے مغلوب نہیں کرتی ۔ اس نے بدی کو مغلوب کر لیا ہے ۔ . . . . . بدی سے آزاد ۔ دکھ سے آزاد ۔ شکوک سے آزاد ۔ وہ برہمہ ہو گیا ہے ۔ وہ جس کا سب کچھ برہمہ ہے" (ورہد آرنیک ۴ ۔ ۴ ۔ ۲۳) "برہمہ کیسے رہتا ہے ؟ جیسا کہ سنجوگ سے رہنا چاہیئے" (ورہد آرنیک ۳ ۔ ۵) اُس کی آیندہ حالت جو جسم سے متعلق ہے ۔ بالکل اُسی طرح ہیچ ہو گئی ہے جیسے سانپ کے لئے اُس کی اُتری اتری ہوئی کیچلی ۔ چاہے وہ کرم کرتا ہوا سو برس تک جیتا رہے ۔ تو بھی اسی طرح رہ ۔ اور طرح نہیں ۔ کرم تجھے نہ چمٹے گا" (ایش ۲) +

پنجم :۔ جو سچ مچ اس اوستھا کو پراپت ہو گیا ہے ۔ اُسے کوئی شبہ نہیں ستاتا" (چھاندوگیہ ۳ ۔ ۱۴ ۔ ۴) "کیونکہ اُس کے تمام شبہات حل ہو گئے ہیں" (منڈک ۲ ۔ ۲ ۔ ۶) "بلاشک وہ برہمہ ہو گیا ہے" (ورہد آرنیک ۴ ۔ ۴ ۔ ۲۳) "کیونکہ اُس کے آتما کا گیان ترک (غور اور بحث) پر منحصر نہیں ہے" (کٹھ ۲ ۔ ۹) بلکہ انوبھو پر ہے ۔ انبھو کی وجہ سے وہ حل نہیں سکتا جو بھرم مٹ گیا ہے پھر اُسے نہ بھرمائے گا ۔ دوبارہ اُس کے بھرم میں آنے کا امکان نہیں ہے +

ششم :۔ خارجی نقطہ نگاہ سے مکتی کے اصول +

(۱) ۔ آتما جاننے سے پرے ہے +

(۲)۔ آتما ہی ست ہے +
(۳)۔ آتما کا انبھو مکتی ہے +
یہ تین مسایل اپنشدوں میں زیر بحث آئے ہیں۔ جہاں تک انسان کے عقلی امکان میں تھا۔ وہاں تک ان مسایل پر غور کرکے سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ اوران کو علمی اور عقلی جامہ پہنایا گیا۔ نتیجہ کیا ہوا؟
(۱)۔ آتما کو علم کا مقصد بنایا گیا۔ جو وہ دراصل نہیں ہے +
(۲)۔ جگت کو ست مانا گیا۔ اور اُسے است کہکر بار بار آتما کے ساتھ یکسانیت اور وحدانیت کی حیثیت دی گئی +
(۳)۔ مکتی آخر میں سبب اور نتیجہ کے نقطہ نگاہ سے ایک ایسی حالت سمجھی گئی جو پہلے نہیں تھی۔ اور کال اور دیش کے تعلق میں اُس کی عارضی علیحدگی سمجھی گئی تھی۔ جو دراصل نہیں تھی۔ اور اس لئے وہ کبھی دور نہیں تھی +
مکتی کے معاملہ میں یہ خارجی اور غلط خیال ہے۔ جو ابتدا سے لے کر آج تک ہمارے درمیان برابر موجود ہے۔ اور جسم کے برباد ہوتے ہی مکتی کی اُمید دلاتا ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ اپنشدوں میں ایسے جملے آتے ہیں۔ مثلاً "جب میں یہاں سے کوچ کروں گا اُس میں داخل ہوں گا" (چھاندوگیہ ۳-۱۴-۴)۔ اور "اس (جگت) سے میرا تعلق صرف اس وقت تک ہے۔ جب تک کہ میرا جسم ہے۔ اور جسم سے نکلتے ہی مکتی ہے"

(چھاندوگیہ ۶-۱۴-۲) کمھار کے چاک کی مثال مابعد کا اضافہ (کنٹھ ۵-۱) یہ تمیز اور مشابہت کی مثالیں اُس وقت سے ہیں جب سے ویدانت کا رجحان سانکھیہ کی طرف ہوا ہے۔ اور جیون مکتی تو واچ (زبانی اظہار یا معراج کے ظہور) کا پہلا زینہ کیا ہوگا! گیان تتو ہے۔ اور اس تتو میں دو لفظ موجود ہیں۔ تت۔ توہ (وہ اور تو) وہ اور تو ہی کو تتو کہتے ہیں۔ اس کے سوا فلسفہ کی نظر سے تتو اور کچھ نہیں ہے۔ اور اسی پر ویدانت کا دار و مدار ہے۔ یہ مراد تتوم اسی (تت۔ توم۔ اسی) کے مہا واکیہ میں بڑی واضح خوبصورتی کے ساتھ موجود ہے۔ یہ ابتدا ہے۔ درشن یا نظر کے سامنے پہلے دو مدارج۔ تت۔ توم (وہ اور تو) رہتے ہیں۔ توم واچ (بنیاد) ہے۔ اور تت (بنیاد دیہ کی) عمارت یعنی لکش اور معراج ہے۔ بعد کو اس کی صورت اہم برہم (میں۔ برہم) ہو جاتی ہے۔ اور اہم برہم آسمی کا مہا واکیہ آجاتا ہے۔ اور توم کی جگہ اہم لے لیتا ہے۔ تعلیم گورو دیتا ہے۔ ششیہ قبول کرتا ہے۔ وہ اب تک گورو کی نظر سے تو یا توم ہے۔ اور برہم یا لکش تت یا وہ ہے۔ جب تک گفتگو یا قیل وقال یا پوچھ گاچھ ہے۔ تب تک گورو کہتا رہتا ہے "تت توام اسی" اور جب حال نازل ہونے لگا۔ نظر اصلیت پر گئی۔ تو پھر گورو اور ششیہ کی خصوصیت نہیں رہی۔ تب اہم برہم آسمی (میں برہم ہوں) کا خیال آگیا۔ یہ حال یا حالت کا ظہور ہے۔ اگر پہلا مہا واکیہ قال

تھا۔ تو یہ دوسرا تھا واکیہ حال ہوگیا۔ اس کے بعد کیا ہے؟
خاموشی۔ تاہم ویدانت میں چہار تھا واکیہ چار مدارج ترقی
صورت میں موجود ہیں۔ جن پر رفتہ رفتہ اُپنشدوں کی تفسیر
کے ساتھ ساتھ روشنی ڈالی جائے گی +

اب پڑھنے والے خود ہی نتیجہ نکالیں۔ کہ اپنشدوں کے
معاملہ میں عملی یا نظری فلسفہ کی اصطلاحات استعمال کرنے کی
کہاں تک ضرورت ہے۔ یہاں درحصل جو عمل ہے۔ وہی
نظر ہے۔ اور جو نظر ہے وہی عمل ہے۔ واچ اور لکش کے
ساتھ ساتھ ہیں دونوں کے درمیان جدائی نہیں ہے +

ہمارا تو یہ خیال ہے کہ جو فلسفہ عملی یا حالی نہ ہو۔ وہ خشک
ہڈی ہے۔ جس کے چبانے میں کتوں ہی جیسے خشک مغزوں
کو لذت ملتی ہوگی۔ اُپنشد اس رعایت سے آزاد ہیں۔ دنیا
میں انکی حیثیت ہی جداگانہ ہے۔ علمی یا تفریحی مشغلہ کی نظر سے
ان کا مطالعہ سخت خام خیالی اور بے سود ہے۔ وہ خود اپنی
مراد آپ ہیں۔ جیسے گیان خود اپنی مراد ہے +

ویدانت وید کا انت ہے۔ وید کا انت حال ہے۔
وہ زبانی گفتگو یا تقریر نہیں ہے۔ اور جو لوگ ایسا کرتے
ہیں وہ نفس مراد سے ہزاروں کوس کی دوری پر پڑے
دیئے ہیں +

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور قال کی پہچان
حال ہے۔ کرم کی پہچان اس کا نتیجہ ہے +

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے درمیان اُپنشدوں کی تعلیم کا نتیجہ کیا ہوا؟ اپنشدوں پر وچار کرنے والے تو دراصل ہمیشہ شاذ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اپنشد ہمیشہ سے سربستہ سرالبرار اور راز باطن سمجھی چلی آتی ہیں۔ ان کا عام رواج کبھی نہیں ہوا۔ شنکر آچاریہ سوامی کے بعد ویدانت کے بیشمار تصانیف کا ظہور ہوا۔ جو عام مطالعہ کی مرکز بنیں۔ اور ان کے نتیجوں کو دیکھکر یہ کہنا یا یہ غلط فیصلہ سنانا کہ ویدانت نے اپاہج اور سُست بنا کر قوم کو نقصان پہنچایا۔ غلطی میں داخل ہے۔ اس غلطی کے لئے اپنشد بطور خود کبھی ذمہ وار نہیں ہیں یہ کیا ہو گیا۔ سوچنے اور سمجھنے کا مضمون بن جاتا ہے۔ اپنشدوں کی مراد اور انسان کی علمی اور عملی مقصد کی تشریح بھگوت گیتا ہے۔ کیا وہ اپاہج پنا سکھاتی ہے؟ معمولی ذہانت کا آدمی اسے سوچ سکتا ہے۔ خود اپنشد ایسے اپاہج پنا کی مخالف ہیں اور نہیں تو کوئی اٹھارہ منتر والی ایش اپنشد کو بغور مطالعہ کرے۔ خود ہی سمجھ جائے گا۔ کہ اُپنشد کس طرف تعلیمی نقطہ نگاہ سے لیجانا چاہتی ہیں ✣

اپنشد کی مراد۔ بھرم سے مکتی دلانا ہے۔ بھرم سے آزاد انسان اپاہج نہیں ہوتا۔ ایسا کہنا سخت غلطی اور غلط فہمی

ل؎ اس اپنشدوں کے فلسفہ کے بعد ایش اپنشد کا نمبر آئے گا۔ ناظرین انتظار کریں ✣ شیوبرت لال ✣

میں داخل ہے +

تاہم اس تمہید میں ہم کو بتدریج تمام خارجی اور باطنی رموز کو نظر کے سامنے لاکر حقیقت کا پردہ اٹھا دیتا ہے - تاکہ اس قیمتی خزانہ کی وراثت کا استحقاق ہمارے پڑھنے والوں کے ہاتھ آوے +

دو باتیں یہ ہیں :-

اول - خواہش کی بیخ کنی (نشکام بنانا) +

دوم - وحدت کا خیال ذہن نشین کرانا +

عملاً ہر انصاف پسند اور غیر متعصب آدمی کو اس نتیجہ پر پہنچنا چاہیئے کہ اعلےٰ درجہ کے علم اخلاق - ادب اور تہذیب کی معیاری بنیاد یہی دو اصول ہیں - جن پر روحانیت کی بنیاد قایم کی گئی ہے - اپنی غرض - ذاتی غرض - اور نفسانی غرض کو مغلوب کر رکھنا ہی سچی انسانیت ہے - اس کے سلسلہ میں خود بخود اپنے جیسا دوسروں کو اور دوسروں کو اپنے جیسا سمجھنے کے علم و عمل کا اظہار ہوتا ہے - ان کی عملی صورت +

سوم - سنیاس - اور

چہارم - یوگ ہیں +

جن کا بیج قدیم سے قدیم اپنشدوں میں موجود ہے خواہش کی بیخ کنی کی عملی صورت سنیاس ہے - اور وحدت کی عملی صورت یوگ ہے - یوگ ملاپ کو کہتے ہیں - پہلی خارجی کوشش ہے - دوسری اندرونی کوشش ہے - اور جیسے اپنشدوں

نے مکتی مانا ہے۔ وہ ان کا نمایاں نتیجہ ہے۔ یہ دونوں ہی اپاریج پنا کی مراد سے دور ہیں +

عملی فلسفہ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ سنیاس اور یوگ ہی ہے۔ اور ان کی صورت کی اختراع۔ تراش خراش۔ ترکیب اور تدبیر۔ اُپنشدوں کی خارجی تعلیم پر منحصر ہے۔ جس کے لئے وہ زیادہ تر اتھروویدی اپنشدوں کی زیر بار احسان ہے +

۲۔ اپنشدوں کا علم ادب

اُپنشدوں کا علم ادب تمام دنیا سے نرالا۔ اور سب پر افضل ہے۔ یہ بات کسی غرور۔ ناز۔ یا قدامت پسندی کی نظر سے نہیں کی جاتی +

چھاندوگیہ ۳۔۱۷۔ استعارتاً (النکار کی نظر سے) زندگی کو سوم یگیہ سے مشابہ کرتی ہے۔ اور اس یگیہ کی آہوتی ہیں پانچ باتیں ہیں :۔

(۱)۔ تپ +

(۲)۔ دان +

(۳)۔ آرجوَم (جایز برتاؤ) +

(۴)۔ اہنسا (غیر دلآزاری۔ کسی جاندار کو اذیت نہ دینا) +

(۵)۔ سچ وچنم۔ (سچائی یا سچ بولنا) +

تیتریے اُپنشد ۱۔۹ میں ویدوں کا پٹھن پاٹھن پر زور

دیتے ہوئے بارہ فرائض مقرر کئے گئے ہیں:۔

(۱)۔جائز اور مناسب سلوک۔ اور
(۲)۔سچائی +
(۳)۔تپ +
(۴)۔خود ضبطی۔ اور
(۵) شانتی +
(۶)۔اگنی ہوتر +
(۷)۔اتیتھی سیوا (مہمان نوازی) +
(۸)۔اخلاق +
(۹)۔(۱۰)۔(۱۱)۔(۱۲)۔بیوی۔ بال بچے۔پوتے پرپوتوں کی پرورش پرداخت۔ وغیرہ +

پرجاپتی کی آواز دا! دا! دا گرج کی صدا کی صورت میں سُنی گئی۔ اور وریدآرنیک ۵۔۲ نے اُسے دمایت (خود ضبطی) دت (دان) اور دیہہ دھرم (رحم دلی) سمجھا +

نیک اعمال کا بیان مہانارا ین اپنشد (۹) میں نہایت خوبصورت طریقہ میں بیان کیا گیا ہے۔ پھولوں سے لدے ہوئے درخت کے پھولوں سے جس طرح دور دور تک خوشبو

لہ مقابلہ کرو:۔

دیہہ۔ دیہہ۔ کچھ دیہہ تو جب لگ تیری دیہہ
دیہہ کھیہہ ہو جائے گی پھر کون کہیگا دیہہ

اُڑا کرتی ہے۔ ویسے ہی نیک کرم (کی خوشبو اپنا اثر پھیلاتی رہتی ہے)+

بداعمال کی مذمت ۵-۱۰ نہایت سختی کے ساتھ کرتی ہے +'' سونا کا چورانے والا۔ شراب نوش۔ براہمن کا قاتل۔ گورو کی بیوی کو نظر بد سے دیکھنے والا۔ یہ چاروں برباد ہوں۔ اور پانچواں وہ جوان کا ساتھ دیتا ہے +

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ صرف خاص قسم کے جرم ہی کا شمار کیوں کیا گیا ہے! اس کا سبب یہ ہے۔ کہ اُس زمانہ کی اخلاقی حالت اعلےٰ درجہ کی تھی۔ جرائم شاذ ہوا کرتے تھے (اس کا اقرار میگاستھنیز نامی یونانی عالم اور مصنف نے اپنی کتاب ''ہندوستان کے حالات'' میں زوردار پیرایہ میں کیا ہے۔ یہ مہاراجہ چندر گپت کے دربار میں بطور سفیر اور ایلچی تھا) چھاندوگیہ اُپنشد ۵-۱۱-۵ میں مہاراجہ اَسوپتی کیکئے خود اس طرح کہتا ہے :'' میرے راج میں کوئی چور۔ اُچکا۔ نشہ باز۔ نہیں ہے۔ اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اگنی ہوتر نہ کرتا ہو۔ یا پوتر پستکیں نہ پڑھتا ہو۔ اور کوئی عیاش اور زناکار نہیں ہے''+

تمام اپنشدوں کو پڑھئے۔ شوہر اور بیوی۔ باپ بیٹا۔ گورو اور شیشیہ۔ راجا اور پرجا کے تعلقات نہایت تعظیمانہ۔ ہمدردانہ حلیمانہ اور پاکیزہ نظر آئیں گے +

خارجی یا ظاہرداری کے سلوک تو یوں ہی حد درجہ کے پاکیزہ اور شستہ تھے۔ اندرونی سلوک کی بابت بھگوت گیتا ادھیائے

۶ کا ۵ واں شلوک اب تک ضرب المثل بنا ہوا ہے :- [ل۵] اپنے
آپ میں اپنا دوست اور اپنے آپ میں اپنا دشمن سمجھ" +
اندرونی دشمن کے ساتھ لڑائی کا نام تپ ہے۔ اور فتح
کا نام تیاس (تیاگ) ہے۔ اور انہیں دو اصول کے ارد گرد
اپنشدوں کے تمام اخلاق کے اصلی خیالات چکر لگاتے
ہیں +

مہا نارائن اپنشد ۶۲-۱۱ میں تمام تپوں کی چوٹی۔ تیاگ
(نیاس) کو بتایا ہے +

اس تپ کے رفتہ رفتہ کئی مدارج ہوئے۔ برہمہ چاری
گرہست۔ ون پرستی اور اس فہرست میں سنیاس آخری درجہ
ہے۔ یہ چار آشرم کی تواریخ ہے۔ ہر درجہ میں تپ ہے۔
وہ درجہ بدرجہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور آخر میں وہ اسی سنیاس
کا نام پاتا ہے +

پورانی اپنشدوں میں باقاعدہ ان کی صراحت نہیں ہے
ایسا معلوم ہوتا ہے۔ وہ تکمیل یا نشوونمائی کی حالت میں تھیں
چھاندوگیہ ۸-۱۵ میں برہمہ چریہ۔ گرہستی۔ سوادھیائے۔ اولاد
پیدا کرنے۔ یوگا بھیاس۔ اہنسا اور یگیہ کا ذکر ہے۔ چھاندوگیہ

ل۵ مقابلہ کرو:-
میٹھے بچن اُچاریئے اہم آنیئے نا نہہ
تیرا پریتم تجھ میں۔ دشمن بھی تجھ ماںہہ

۲-۲۳-۱ میں تپ سوادھیائے (مطالعہ) کی تیسری شاخ بنتا ہے۔ اس کے بموجب برہمچاری گورو کے گھر رہتا ہوا کچھ دنوں گرہست کے فرائض بھی ادا کرتا تھا۔ اور کچھ دنوں جنگل میں رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چھاندوگیہ ۵-۱۰ میں جنگل میں رہکر تپ کرنے والے اور گانوں میں رہتے ہوئے یگیہ کرنے والوں کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے۔ چھاندوگیہ ۲-۲۳-۱ ان فرائض کا مقابلہ برہمہ نیشٹھی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ وربد آرنیک ۲-۴-۲۲ میں (۱) وید پاٹھ۔ (۲) یگیہ اور دان۔ اور (۳)۔ تپ کا بیان برہمہ گیانیوں کے شمول میں آیا ہے۔ جو منی اور پرپوراجن (یاتری کہے جاتے تھے۔ دونوں ہی برہمہ گیانی ہوتے تھے۔ وربد آرنیک ۵-۳ میں منی زیادہ اونچے درجہ کا تسلیم کیا گیا ہے۔ وربد آرنیک ۳-۸-۱۰ میں برہمہ یا آتم گیان ہی کو یگیہ اور دان کے مقابلہ میں اصلی مقصد قرار دیا گیا ہے۔ اور اُسے تپ سے مخصوص کیا ہے ۔۔۔۔ اور اسے تینوں آشرموں سے اونچا بتایا ہے +

چار آشرموں کا باقاعدہ ذکر جابال اپنشد ہم میں آیا ہے + جب برہمچریہ کا زمانہ ختم ہو جائے۔ تب آدمی گرہستی بنے۔ گرہستی کے بعد ون پرستی ہو۔ اور ون پرستی ہو لینے کے بعد اُسے گانوں پھرنا چاہیئے۔" پھر یہ چوتھی سنیاس کی حالت مرنے تک رہتی ہے +

ان آشرموں کے فرائض کی مختصر صورت حسب ذیل ہے:۔

۳۔ برہمچریہ

چھاندوگیہ ۶-۱-۱۔ "سویت کیتو اوالک ارونی کا لڑکا تھا۔ اس سے اس کے باپ نے کہا۔ سویت کیتو! یا برہمہ ین چریا کر۔ کیونکہ ہمارے خاندان میں جاہل رہنا اچھا نہیں سمجھا جاتا" +

ان لفظوں سے ابھی تک پتہ لگتا ہے کہ اب تک برہمچاری ہونا ہر ایک کے لئے لازمی نہیں تھا +

اس کے سوا ستّیہ کام (چھاندوگیہ ۴-۴-۱) خود ہی اپنے ارادہ سے برہمچاری ہوا تھا +

اس کے سوا تعلیم گورو ہی سے نہیں ملتی تھی۔ باپ بھی تعلیم دے سکتا تھا۔ (چھاندوگیہ ۵-۳-۱۔ وربہد آرنیک ۶-۲-۱۔ کوشتکی ۱-۱) +

شاگرد ہاتھ میں سمدھا (لکڑی) لے کر گورو کے پاس جاتے تھے۔ یہ دستور تھا۔ (کوشتکی ۴-۱۹۔ چھاندوگیہ ۴-۴-۵ وغیرہ وغیرہ وغیرہ) +

شاگردی میں قبول کر لینے سے پہلے گورو۔ خاندان۔ اور جنم وغیرہ کی بابت پہلے ہی پوچھ لیا کرتا تھا۔ (چھاندوگیہ ۴-۴-۴) بعض وقت بغیر اوپ نیہ (جنیو کے رسم ادا ہوئے) بغیر بھی شاگرد بنائے جاتے تھے (چھاندوگیہ ۶-۷-۲) +

ایک مثال اُپ کوسل کی آتی ہے۔ یہ ۱۲ برس تک اگنی ہوتر کرتا رہا۔ اور گورو نے اب تک اُسے تعلیم نہیں دی تھی —

(چھاندوگیہ ۴-۱۰ کے ۱-۲) +

ستیہ کام دور دراز ملک میں جاکر برسوں گورو کی گائیں چراتا تھا۔ اور قدرتی طور پر وسیع دماغ ہو کر گورو کی تعلیم کے انتظار میں رہا (ورہد آرنیک ۳-۱-۲) +

اس کے سوا یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ برہمچاری گورو کی تلاش میں جگہ جگہ گھوما پھرا کرتے تھے۔ (تیترے ۱-۴-۳) بعض وقت کوئی کوئی تعلیم گورو کے گھر مقیم رہ جاتا تھا (چھاندوگیہ ۲-۲۳-۱)۔ اور دوسروں کو وید پڑھ لینے کے بعد گورو حکم دیتا تھا۔ کہ "سچ بولو۔ دھرم کا پالن کرو۔ ویدوں کا مطالعہ نہ ترک کرنا۔ گورو دکشنا دینے کے بعد اپنی نسل کے قایم رکھنے کا خیال رکھو۔ (ورہد آرنیک ۱-۴) دوسری ہدایت یہ ہوا کرتی تھی "تندرستی اور جائداد کا خیال رکھو۔ ماں۔ باپ۔ گورو۔ مہمان اور بزرگوں کی عزت کرو۔ مناسب طریقہ میں دان دو۔ اور مشکوک معاملات میں مسلمہ اور مصدقہ پرمان کے بموجب سلوک کرو۔ وغیرہ وغیرہ +

---
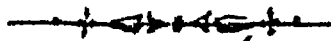
۴ - گرہستیہ

چھاندوگیہ کے آٹھویں پرپاٹھک کے پندرھویں کھنڈ میں آیا ہے:-

". . . . . . . آچاریہ کُل میں جاکر گورو کے ساتھ جو تعلق ہے اُس کو پورا کرے۔ باقی وقتوں میں ویدوں کو پڑھے۔ بہ سماورتن کے بعد گرہست آشرم میں قایم ہو کر اچھے مقام میں مطالعہ

کرتا ہوا۔ اولاد کو دھارمک بناتا ہوا۔ تمام اندریوں کو آتما میں لین کر کے کسی کو بھی ایذا نہ پہنچائے۔ اور جو تمام زندگی اسی طرح کرم کرتا ہے۔ وہ برہمہ کو پراپت ہوتا ہے۔ اور پھر واپس نہیں آتا *

یہ گرہست آشرم ہے۔ گرہستی تمام عمر گرہستی رہ سکتا ہے۔ اب چھاندوگیہ ۵۔۱۰ کا صرف اختصار ملاحظہ ہو *

"پنچ اگنی ودّیا کے پانچ اگنی کے ذریعہ جنم کا جاننے والا چاہے گرہستی یا ون پرستی ہو۔ آگ کی لاٹ کو حاصل کر لیتے ہیں۔ آگ سے دن رات شکل پکش کے چھ مہینوں کو اور پھر برس کو۔ برس سے سورج کو۔ سورج سے چندرماں کو۔ چندرماں سے بجلی کو پراپت ہو کر غیر مانسی پرش کو مل کر برہمہ کو پاتا ہے۔ یہ دیویان مارگ ہے "لیکن وہ جو یگیہ دان میں رہکر دھوئیں۔ دھوئیں سے رات اور کرشن پکش۔ پھر تاریک ششماہی کو پراپت ہوتا ہے۔ برس کو پراپت نہیں ہوتا۔ پتری لوک سے آکاش اور آکاش سے چندرماں۔ (سوم راجا) کو پراپت ہو کر کرم کے چھن ہونے پر...... پھر پرتھوی پر جنم لیتا ہے" *

یہ دیویان اور پتری یان پنتھ ہیں *

یہاں یگیہ اور دان برہمہ کی پراپتی کے لئے کافی نہیں سمجھے گئے۔ اس کا تعلق دیو۔یان۔پنتھ سے اس پر اور کسی وقت ہم کافی روشنی ڈالیں گے۔ یہاں اپنشدوں ہی کے اشاروں تک اکٹھا کیا جاتا ہے *

یہ گرہستیہ آشرم اور اس کے فرایض کی بابت کافی ہے +

۵ - ون پرست

ون پرستی یا جنگل میں جا کر رہنے کی نظیر ہم کو ورہد آرنیک ۲ - ۴ - ۱ - یا ۴ - ۵ کے ۱ - ۲ میں یاگیہ ولکیہ کی مثال میں ملتی ہے "جب آتم گیان حاصل ہو - جائداد اور لوگوں اور اولاد کی خواہش نہ رکھے - اُس وقت (آدمی) بھکشو بن کر بھرمن کرے" اور اسی خیال سے یاگیہ ولکیہ اپنی دو بیویاں میتری اور کیناتنی کو چھوڑ کر جنگل کو چلے گئے تھے +

اوپر کی عبارت ون پرستی اور سنیاسی کے درمیان تمیز نہیں کراتی - اِس سے پایا جاتا ہے - کہ یہ رفتہ رفتہ ہوئی ہوگی +

پھر راجہ برہدرتھ کی نظیر آتی ہے - اس نے راج چھوڑا - بن میں گیا - کھڑا ہو کر ہاتھوں کو سینہ پر رکھکر سورج کو ٹکٹکی باندھکر دیکھا کیا - لیکن وہ اقرار کرتا ہے - کہ "مجھے آتم گیان نہیں ملا" (میتری ۱-۲) +

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ تپ سے خواہ ہزار برس کیا جائے - بغیر آتم گیان کے محدود پھل ملتا ہے - (ورہد آرنیک ۳ - ۸ - ۱۰) "تپ بھی نثری یان ہے" (ورہد آرنیک ۶ - ۲ - ۱۶) اصلی تپ بھی (صرف) وشواس ہی ہے" چھاندوگیہ -

۹

۵-۱۰-۱) *
"تب صرف آتم گیان کا ذریعہ ہو سکتا ہے" (تیتریہ ۳-۴)
دوسروں کے خیال میں وہ بالکل فضول ہے۔ (جابال اپنشد ۴)
اگر مکتی حاصل کرنے کی چیز ہے۔ تو یگیہ اور تپ اور وید پاٹھ سب
بے سود ہے۔ (ورہد آرنیک ۳-۵-اور ۴-۴-۲۱) ہاں اگر
مکتی آتم گیان ہے تب صحیح ہے" *
"جو آتما کو جانتا ہے۔ وہ ایتا شرم (آشرموں سے اونچا)
ہے" (سویتا سوتر ۶-۲۱) *
"جس کے لئے تپ کیا جاتا ہے۔ اور گھر بار اور دنیا چھوڑ
دی گئی ہے۔ اسے سنیاس کہتے ہیں۔ ورہد آرنیک ۳-۵-
اور ۴-۴-۲۱) سنیاسی وہ ہے جس نے سب کچھ ترک کر رکھا
ہے۔ اور پری وراجک کی صورت میں گھر بار سے علیحدہ رہکر گھومتا
ہے۔ اور بھکشو ہے" *

۶-سنیاس

سنیاس تمام کرم دھرم کا تیاگ ہے۔ اور برہمچریہ۔
گرہست اور ون پرستی کے بعد کی حالت ہے۔ اور عام طور پر
اس کا خیال مرنے کے قریب کے زمانہ میں کیا جاتا تھا۔ اس حالت
میں آتم گیان کی شرطیہ اور یقینی امید کی جاتی تھی۔ وہ برہم گیان
کا سادھن مانا جاتا تھا۔ اس کی بابت مفصل بحث برہم اپنشد۔
سنیاس اپنشد۔ ارنیہ اپنشد۔ کٹھ شردنی اپنشد۔ پرم ہنس اپنشد

جابال اُپنشد۔ اور آشرم اُپنشد میں کی گئی ہے۔ ان سب کے بیانات کا اکٹھا کرکے دکھانا نہایت غیر دلچسپ طوالت ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ سنیاسی

(۱) کو جائداد۔ آل اولاد۔ عزیز و اقارب کسی سے تعلق نہ رہے۔ ورن آشرم کی تمام پابندیاں اس سے ترک ہوگئی ہیں۔ وہ اوروں کی خیرات پر زندگی بسر کرے۔ صرف ایک مثال ایسی آتی ہے۔ جس میں بیوی کے ساتھ رکھنے کی اجازت ہے۔ (سنیاس ۲-۷) ورنہ بیوی کا تعلق بھی ترک ہوجاتا ہے۔ اس کا لباس کالا یا بھگوا ہو۔ (سنیاس ۳۔ اور کنٹھ شروتی ۵) یا بغیر رنگ کا ہو۔ (جابال ۵) پھٹا ہو۔ یا درخت کی چھال ہو۔ (کنٹھ شروتی) پیوند در پیوند لگے ہوں۔ (سنیاس ۴) کسی کسی میں صرف لنگوٹی اور ایک چادر کا ذکر ہے (آشرم اُپنشد ۴) جابال اُپنشد ۶۔ میں برہنہ مادرزاد رہنے کا بھی حکم ہے۔ ورن کی تمیزی خصوصیت کا اظہار لباس سے نہ ہو۔ (آشرم اُپنشد ۵) تردنڈ ہاتھ میں رہے (سنیاس ۴)۔ ہاتھ میں ڈنڈا تک نہ رکھے۔ (کنٹھ شروتی)۔ سنیاس اُپنشد ۴ میں کمنڈل۔ جوتا۔ موند وار لباس تردنڈا اور کمل رکھنے کا بھی حکم دیتی ہے۔ غذا بھیکھ ہو (کنٹھ شروتی ۵) پانی۔ ہوا۔ اور پھل پر گذر کرے (سنیاس ۲-۴) چاروں ورنوں سے مانگی ہوئی روٹی کھائے۔ آشرم اُپنشد ۴ میں ۳-۴ قسم کے سنیاسیوں کا ذکر ہے۔ (۱) کُوٹیچر جو صرف اپنے بال بچوں کے گھر بھیکھ مانگے۔ (۲) بہُودک براہمنوں کے لقمہ

کی بھیک لے - (۳) پرم ہنس سب کے یہاں کی روٹی
کھائیں +

سنیاسی موٹا نہ ہو - غذا دوا کی طرح استعمال کرے (کٹھ شروتی
۲) - گھی کا استعمال نہ کرے - دُبلا رہے (ایضاً ۲) کمزوری کی حالت
میں اس قسم کے پرہیز نہ کرے (ایضاً ۲) بیماری میں خیال زبان
سے یگیہ کرے (جابال ۵) اُس کا کھانا پینا ہی پران اگنی ہوتر
ہے - (کٹھ ۴) +

ہمیشہ سفر میں رہے - ایک جگہ نہ رہے - بنارس میں بھی رہنے
کی شرط نہیں ہے - اُس میں ورنا (بھرو مدھیہ میں) اور ناسا (ناک)
میں ہے (جابال ۱-۱۲) بنارس میں ورنا اور اسی ندیاں ہیں)
دریا کے کنارے (کٹھ ۲) مندر کے پھاٹک (سنیاس ۴ کٹھ ۵)
پر قیام کرے - زمین پر اُٹھے بیٹھے - لیٹے اوجاڑ میں درخت کے
کھوکھلے - گھاس - جزیرہ - دریا - گپھا وغیرہ میں سکونت اختیار
کرے (جابال ۶) ایک گانوں میں ایک دن اور شہر میں پانچ رات
رہے - (کٹھ ۲) برسات کے دنوں میں گانوں شہر میں رہنے کا
مضائقہ نہیں ہے (کٹھ ۵) اکیلے یا جماعت کے ساتھ سفر
کرے +

اپنشدوں کا مطالعہ کرے (آرنیک ۴) نہائے - دھیان
کرے - تین دنوں کے بعد پوتر جل سے جسم دھوئے -
(سنیاس ۹ - کٹھ ۵ - آرنیک ۲) خاموشی میں دھیان اور یوگ
کا سادھن کرے (سنیاس ۴) اہنسا - ست اور نردھنتا اُس کا

ورت ہو (آرینک ۳) بچاؤ کے لئے ڈنڈ رکھنے سے وہ جھوٹا سنیاسی ہوگا۔ اور نرک میں جائے گا۔ شہوت۔ غصہ۔ خواہش تعلق۔ مکر۔ غرور۔ حسد۔ ضد۔ خودپسندی اور جھوٹ سے بچے (آرینک اُپنشد ۴) استتی سے خوش اور کسی کی بدگوئی سے ناخوش نہ ہو۔ (پربرہم اپنشد ۴) شانت چت رہے۔ اور سوچا کرے میں اکال ہوں۔ گیان اور آنند ہوں وغیرہ وغیرہ (پربرہم اُپنشد ۲) +

۷۔ یوگ

مکتی وحدت یا یکتائی کے خیال میں ہے۔ خواہشیں دل سے دور ہوں۔ اور سنسار کا بھرم جاتا رہے۔ پہلا سنیاس اور دوسرا یوگ ہے۔ یوگ کا تعلق جہاں تک اپنشدوں سے ہے وہ مبالغہ سے آزاد ہے۔ اور سمجھ میں آنے والا مضمون ہے۔ اگر در اصل یہ آتم گیان ہی اصلی چیز ہے۔ تو پھر ہم اس بھرم کے جگت کے ظاہری رشتوں کے توڑنے کی عملی کوشش نہ کریں۔ خارجی یا باہری جگت کو یوگ سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرف آدمیوں کی توجہ کا رخ نہیں ہے۔ مادیت اور مادہ پسندی کے زور میں ادھر رجوع کون ہونے لگا! یوگ ایک جسم کا عملی مشغلہ ہے۔ جس کی مشاقی کے سلسلہ میں دل کی تمام طاقتیں متحد ہو کر یک رخ ہوتی ہیں اور خاص قسم کا سکھ بھی ملتا ہے۔ اس کا نتیجہ یا پھل کسی قدر

سوشپتی کی ازخود فراموشی کی حالت سے مشابہ ہے +
پتنجلی کے یوگ سوتر کی ترتیب اور تصنیف ویدک زمانے کے بعد کی ہے۔ اُپنشدوں میں کٹھ ۳ - ۸ - ۶ - سویتا سوتر ۳ - اور تیترے ۴ میں اس کے اشارے آتے ہیں - یہ بہت قدیم نہیں ہیں +

یوگ سادھنا ہے - اور اس کا ظاہری پھل وِبھوتی ہے اور اصلی مقصد آتما کے ساتھ ملاپ ہے - جہاں وہ کیولیہ اوستھا میں پرکرتی سے جدا پرتیت ہوتا ہے +

یوگ اشٹانگ[1] (آٹھ انگوں والا) کہلاتا ہے - وہ (۱)- یم - (۲) نیم - (۳) آسن - (۴) پرانایام - (۵) پرتیاہار - (۶) دھارنا - (۷) دھیان - (۸) سمادھی +

(۱) - یم - غیر دلآزاری - سچائی - ایمانداری - پاکی - اور مفلسی ہے +

(۲) - نیم - قناعت - تپ - سوادھیار (مطالعہ) پاکی اور ایشور پرستی ہے +

(۳) - آسن - خاص قسم کے بیٹھنے کی وضع ہے - جس میں من چنچل نہ ہو +

(۴) - پرانایام - سانس کا باقاعدہ بنانا ہے +

[1] یوگ کے متعلق یہاں جو کچھ لکھا جا رہا ہے - اُپنشدوں یا مسلمہ نابوں کے تتبع میں لکھا جا رہا ہے + شیو برت لال +

(۵)۔ پرتیاہار۔ اندریوں کی روک تھام ہے +
(۶)۔ دھارنا۔ دل کی طاقتوں کا متحد کرنا ہے +
(۷)۔ دھیان۔ تصور ہے۔ اور
(۸)۔ سمادھی۔ اپنے آپ میں خواہ تصور کے مقصد میں محویت ہے +

یہ یوگ کے آٹھ انگوں کی نہایت مختصر صراحت ہے +

قدیم اپنشدوں میں یہ الفاظ جدا جدا آتے ہیں مثلاً چھاندوگیہ ۸۔ ۱۵ میں پرتیاہار ہے۔ جس سے اندریوں کو آتما میں لگانا مقصود ہے۔ پرانایام کا اشارہ ورہدآرنیک اپنشد ۱۔ ۵۔ ۲۳ میں سانس کی روک تھام کے مضمون میں ہے۔ اس میں اور نیز اور جگہ اسے یگیہ کا مرادف قرار دیا گیا ہے۔ یوگ کی اصطلاح تیترے ۲۔ ۴۔ اور کٹھ ۲۔ ۱۲ میں ادھیاتم یوگ کے نام سے آئی ہے۔ تیترے ۶۔ ۲۵ میں وہ اوم شبد سے پران کا ملاپ یا جوڑنا ہے +

کٹھ ۳۔ ۱۳ میں من یا بانی کو بدھی میں۔ بدھی کو مہان میں۔ اور اسے اویکت میں محو کرنا ہے۔ اور کٹھ ۶ کے ۱۰۔ ۱۱ میں اندریاں کو گرفت میں کر رکھنے (دھارنا) کی ہدایت ہے۔ تاکہ پرش اس جسم سے سرکنڈے کے تیر کی طرح الگ تھلگ کھینچ لیا جائے" شویتا سوتر ۲ کے ۸ سے ۱۵ تک استھان جیس دم۔ ہردے میں من اندریوں کی روک تھام کا ذکر کرتے ہوئے ان مقاصد کا اشارہ کرتی ہے۔ جو یوگ سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں اوم سے

جوڑنے کی ہدایت ہے۔ جو برہمہ کا چنھ ہے۔ چھاندوگیہ ۱-۱ اور تیترے ۱-۸ میں اسے (اوم کو) دھیان کا اَلمبن (ذریعہ) یا اپندھن۔ کمان۔ تیر وغیرہ بتایا ہے۔ جس سے تاریکی کو چھیدتے ہوئے برہمہ کو نشانہ بنانا مقصود ہے۔ اوم میں تین حرف ہیں۔ ا۔ وُ۔ م۔ یہ پرسن ۵۔ تیترے ۶-۳۔ اور مانڈوکیہ ۱۲ میں آیا ہے۔ اور ان تین حرفوں کے ساتھ چت کو جوڑکر دھیان کرنے کی ہدایت ہے۔ اس طرح اپنشدوں میں یوگ کے رتنوں کا بیان آیا ہے۔ اور اس کی صراحت اتھرو ویدی۔ یوگ اپنشدوں میں ہے۔ ان سے برہمہ ودیا اپنشد۔ کشوریک اپنشد۔ چولیکا اپنشد۔ نادبندو اپنشد۔ برہمہ بندو اپنشد۔ دھیان بندو اپنشد۔ برہمہ بندو اپنشد۔ امرت بندو اپنشد۔ تیجو بندو اپنشد۔ یوگ سکھا اپنشد۔ یوگ تتو اپنشد۔ اور ہنس اپنشد خاص اور مکھیہ یوگ کی اپنشدیں ہوسکتی ہیں۔ جن میں یم۔ نیم آسن۔ پرانایام۔ پرتیاہار۔ دھارنا۔ دھیان۔ سمادھی کا ذکر آتا ہے۔ ان سب کا نام یہاں اس وجہ سے داخل کر دیا گیا ہے۔ کہ طالب علم کے معلومات مکمل رہیں۔ اور ضرورت کے وقت وہ انہیں بھی دیکھ سکیں +

(۱)۔ (۱) یم۔ (۲) نیم

یم ضبط ہے۔ اور نیم اپنے آپ کو ضبط میں رکھنا ہے۔ یہ تقسیم ابھی تک میتری ۶-۱۸۔ اور امرت بندو ۶میں نہیں پائی جاتی یوگ تتو اپنشد ۱۵ میں آتا ہے۔ مگر یوگی کو یہ سمجھ ہے کہ یہ سب

اُسی کے آتما ہیں۔ اس لیئے وہ پرانیوں اور جیوں کی رکھشا کرتا ہے۔ اور اس طرح سمجھایا کرتا ہے :-

خوف۔ غصہ۔ سُستی۔ زیادہ بیداری اور زیادہ نیند
زیادہ سُونپنتی۔ زیادہ کھانا۔ اور زیادہ فاقہ کشی سے
اپنے آپ کو بچا رکھو + (امرت بندو ۲۷)

اس نصیحت کا مقصد اعتدال۔ اور میانہ روی کی زندگی بسر کرنا ہے +

(۲)۔ (۳) آسن

آسن بیٹھنا ہے یا بیٹھنے کی وضع ہے۔ سب سے زیادہ جگہ یا استھان کے انتخاب پر زور دیا گیا ہے۔ سویتا سوتر ۲-۱۰ کہتی ہے :-

"جگہ پاک صاف۔ کنکر پتھر یا ریت والی نہ ہو۔ آگ۔
دھوآں۔ پانی سے محفوظ ہے۔ دل اور آنکھوں کو دُکھ
یا چنچلتا نہ ہونے پاوے۔ ہوا سے بچتا ہوا کھو کھلے (ہی)
میں اپنے کو شانت رکھے" +

(تیتر ے ۶-۳۰) "جگہ صاف ہو" (امرت بندو ۱۷)۔ "ہموار۔ خوشگوار۔ اور بے عیب ہو" (یوگ تتو ۱۵) جائز مناسب جگہ۔ شانت (بستی سے) دُور۔ اشانت کرنے والے معاملات سے پاک ہو" یہ سیدھی سادی باتیں ہیں۔ مبالغہ سے خالی ہیں بعد کو ۸۴۔ آسن کا اضافہ ہوا۔ (کشوریکا اپنشد ۲-۲۱)۔ "شور و غل نہ ہو" (سویتا سوتر ۲-۸) "سینہ۔ سر اور گردن

۸۷

بیدھ میں رہیں " (امرت بندو ۱۸) "رخ" اتر کی جانب رہے صرف پدم آسن - سوستک آسن (؟) بھدراسن کی وضع اختیار کی جائے " ان تینوں کے درمیان صرف معمولی فرق ہے یوگ شاستر کے موافق وہ آسن مناسب ہے - جو دل پسند اور آسان ہو - اور زیادہ دیر تک بیٹھنے میں مددگار رہو - (امرت بندو ۲۲ کے موافق) "یوگی بے حرکت اور نشچل ہو کر بیٹھے - اور اُس کا دھیان اپنے ہی میں ہو " وغیرہ وغیرہ - سنیاس اپنشد ۲ میں خاص وضع پر بیٹھنے کی تاکید ہے - جو اُس کے آخری حصہ میں بیان کئے گئے ہیں - اپنشدوں میں یم نیم کو ابھی تک یوگ میں داخل نہیں کیا گیا تھا - صرف شٹ انگ (شٹ انگو یوگ اپنیتے) چھ انگ تسلیم کئے گئے تھے - میتری ۶ - ۱۸ میں پرانا یام - پرتیاہار - دھیان - دھارنا - ترک - سمادھی کا ذکر ہے - تعجب ہے - کہ دھارنا کو دھیان کے بعد بتا دیا گیا ہے - اس کا سبب آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے - دھیان کو دھارنا کی ابتدائی منزل سمجھا گیا - ترک کو کیوں شامل کیا گیا - یہ بحث طلب ہے - شاید اُس کا مطلب وچار سے ہو گا ⁂

۳ - (۴) پرانا یام

پرانا یام کی غرض سانس کا باقاعدہ بنانا ہے - اور ریچک پورک - کمبھک کی صورت میں اس کی ہدایت ہے - ریچک یعنی سانس کو باہر نکالنا ہے (امرت بندو ۱۰) - پورک اندرونی

سانس کو اندر کی طرف کھینچتا ہے۔ (یوگ تتو اپنشد ۱۲) کمبھک سانس کو روک رکھتا ہے۔ (کشوریک ۴-۶) ریچک میں شیو کا دھیان۔ پورک میں وشنو اور کمبھک میں برہما کا دھیان ہو (دھیان بندو ۱۱-۱۲) پرانایام سے پاپ دگدھ ہو جاتے ہیں (امرت بندو ۷-۸)

۴-(۵) پرتیاہار
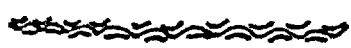
پرتیاہار اندریوں کا بس میں کرنا ہے۔ اس کا ذکر چھاندگیہ ۸-۱۵ تک میں آیا ہے۔ جس طرح کچھوا اپنے اعضا یا انگوں کو اندر کی طرف سکوڑ لیتا ہے (کشوریک ۱۳- دھیان بند و ۱۱) ایسے ہی انسان اپنے من اور اندریوں کو اندر کی طرف سکوڑ لے کیونکہ یہ آتما (ہی) سے نکلے ہیں۔ (امرت بندو ۵- کٹھ ۳-۲) یہ ہردے میں بند ہیں (سوتیا سوتر ۲-۸) اور شانتی سے مغلوب کی جا سکتی ہیں۔ (منیٹھ ۶-۱۰) اس طرح وشے کے سامان شانت کر لئے جاتے ہیں۔ (میتری ۶-۱۹) اور اندریاں مغلوب ہو جاتی ہیں جیسے نیند کی حالت میں (میتری ۶-۲۵)
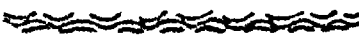
۵-(۶) دھارنا

دھارنا کا تعلق من سے ہے۔ اگر یہ بس میں نہ آئے گا۔ تو مکتی نہ ہو گی۔ اسے ہردے میں مقید کر لو۔ وہ چنچل نہ ہونے پاوے۔ اور پھر مکتی ملے گی۔ (برہم بندو ۱-۵- میتری ۶-۲۴)

من باہر کی طرف بھٹکنے نہ پاوے۔ (میتری ۶ - ۱۹) ہر طرف سے اُس کی روک تھام رہے (یوگ سکھا ۳) وہ آتما میں لے ہو جاوے۔ (امرت بندو ۱۵) اور وہ بالکل جذب ہو رہے۔ (ناد بندو ۱۸) +

۶ - (۷)۔ دھیان

دھیان تصور ہے +

گو سوادھیا، (مطالعہ) خاص قسم کا نیم (قاعدہ) ہے۔ لیکن لوگوں کے درمیان ویدوں کے مطالعہ کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ اُسے نہ برہمن پنے یا برہمن کل میں جنم لینے کا غرور ہوتا ہے۔ اور نہ پنڈتائی پر ناز ہوتا ہے۔ (امرت بندو۔ ۱) اس نے سچے ودیا کی تلاش دھرم گرنتھوں میں کی۔ انہیں پڑھا۔ گیہوں کے عوض ان سب میں بھوسی ہی بھوسی ملی۔ (پنچو بندو ۱۳۔ اور برہمہ بندو ۱۸) اصلی علم وہ ہے جس سے ہردے کے اندر من لیں میں آئے۔ باقی فضول اور عبث ہے۔ (برہمہ بندو ۵)۔ یوگ میں وید کی فضیلت کی جگہ دھیان کو دی گئی اور دھیان اُس شبد پر ہے جس کا تمام ویدوں نے اعلان کیا ہے (کٹھ ۲ - ۱۵) وہ پد نو یعنی 'اوم' ہے۔ وہ سہارا ہے (کٹھ ۲ - ۱۷) وہ کمان ہے جس میں لگ کر آتما برہمہ کی طرف تیر کی طرح اُڑتا ہے۔ (منڈک ۲ - ۲ - ۴) تیر جسم کے کمان سے کھینچکر (پھینکا) جاتا ہے تاکہ اندھیرے کو چھید دے۔

(میترے ۶-۲۴) اوپر کا ایندھن جسم کو نیچے کا ایندھن بنا کر
ایشور کے درشن کی آگ سے جلا دیتا ہے۔ (سویتا سوتر ۱-۱۴)
وہ جال جس سے پران کی مچھلی کھچی جاتی ہے۔ اور آتما کی آگ
میں ہوم کی جاتی ہے۔ (میتری ۶-۳۶) یہ جہاز ہے جس پر
سوار ہو کر انسان ہردے آکاس کے اوپر چلتا ہے (میترے
۶-۲۸) یہ رتھ ہے جو اُسے برہم لوک کی طرف لیجاتا ہے۔
(امرت بندو ۲) اُس اوم کے تین ٹکڑے ا۔ وُ۔ م آگ۔
سورج۔ اور وایو ہیں۔ (میتری ۶-۳) وہ تتوں کے تتو ہیں
(میتری ۶-۵) جو اس کے ایک ٹکڑے پر دھیان کرتا ہے۔
آدمیوں کے لوک کو پراپت کرتا ہے۔ دوسرے پتری یان ملتا ہے
اور تینوں سے دیو- یان کی پراپتی ہوتی ہے۔ (پرسن ۵)۔
تین کے سوا ایک اُس کا چوتھا حصہ ہے (مانڈوکیہ ۱۲) جو اوم
کی چوٹی ہے۔ (میتری ۶-۲۳) اُسے تیسرا اردھ ماترا کہتے ہیں
(نادبندو ۱- دھیان بندو ۱۷- یوگ تتو ۰- وغیرہ وغیرہ)
یہ اردھ ماترا پر برہم کو پہنچاتا ہے (یوگ تتو ۷) وہ انوسوار کا
بندو (نقطہ) ہے۔ طاقت کا نقطہ جس کے گہرے معنی ہیں۔
(تیجو بندو ۱) اور ایک جگہ لکھا ہے۔ تادکا شبد مکار کا بغیر
سور کے ہے۔ (امرت بندو ۴) جو خاموش۔ بغیر شور کا۔ بغیر
حرف ربط یا حرف علت کے ہے۔ (امرت بندو ۶) دوسری
جگہ لکھا ہے۔ وہ مثل کانسے کے برتن کی آواز یا گھنٹے کی آواز
کے ہے (دھیان بندو ۱۸) یہ دس مختلف طور پر آواز دیتا ہے

۹۱

آخری آواز کا دھیان کرنا چاہیئے۔ جو بجلی کے کڑکا سے مشابہ ہے۔ (ہنس اپنشد ۴) اتھروسکھا اپنشد امیں سخت مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ اوم کے پانچ طبقات (امرت بندو ۳۰) تین آواز اور تین آواز بازگشت (پرنو اپنشد) تین ٹکڑے اور چار اردھ ماترا۔ الوسوار اور آواز بازگشت (راموترتاپنی ۲)۔ اور بارہ حصوں دوادش چکروں کا بیان ہے (ناد بندو ۸۔ ۱۱ کشور ۳۔ امرت بندو ۲۳۔ نرسنگھ پوتر ۲)۔ اپنشدیں اس اوم کی مہما کا راگ الاپنے سے نہیں تھکتیں۔ اس کے تین اور ساڑھے تین ٹکڑوں کو استعارتاً (النکرت) اگنی۔ وایو۔ سورج اور ارن بتایا گیا ہے۔ (ناد بندو ۶۔ ۷) وہ تین لوک۔ تین وید تین اگنیاں۔ تین دیو۔ تین کال۔ تین ماپیا۔ اور تین گن کہے گئے ہیں۔ (برہم ودیا اپنشد ۴۔ ۷۔ یوگ تتو اپنشد ۶۔ ۷۔ اتھروسرس اپنشد ۵۔ اتھروسکھا ا وغیرہ وغیرہ) +

یہ اوم ناقابل بیان اور ہر قسم کے اعلیٰ بیان کا مرکز ہے رگ وید نے اسے ست اور است دونو کہا۔ اور ست است سے نیارا بھی بتایا۔ ورہد آرنیک میں یاگیہ ولکیہ نے اسے نیتی نیتی کا نام دیا۔ یہ اوم ہے۔ پھر خیال اس کے آگے بھی بڑھنے لگا اور اوم کو پیچھے چھوڑ گیا۔ سنئے:۔

"وہ اوم سے بھی اونچا نقطہ ہے۔ وہ اونچا اس سے ہے شبد کے ساتھ اوم غائب ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ کیفیت خاموشی ہے + (دھیان بندو ۴)

"لفظ یا لفظوں کے مجموعہ سے - اوم کے ذریعہ سے دھیان نہیں ہو سکتا - اُس کی اعلےٰ کیفیت کا اظہار اس سے ممکن نہیں ہے ۔ وہ صرف خاموشیٔ مطلق ہے" (تیجو بندو ۷) "اوم کے جاپ سے آدمی یوگ کی صرف ابتدا کر سکتا ہے" (برہمہ بندو ۷) "جب سڑک پر چلتے - چلتے چلتے رتھ کو چھوڑ دیا - پگ ڈنڈی کا راستہ لیا" (امرت بندو ۳) "اوم صرف برہمہ شبد ہے - وہ پرتھم تتو اُس کے کہیں پرے ہے" (برہمہ بندو ۱۷) "یہاں اس لفظ سے صرف اوم کی آواز مراد ہے - اس سے چڑھکر آدمی ستّ یا شونیہ میں پہنچتا ہے - جو لفظ نہیں ہے - لیکن پھول کا عرق رقیق شہد میں ہوتا ہے" (میتری ۶-۲۲) یہ آٹھویں اور سب سے اونچی حالت ہے"*

۷ - (۸) - سمادھی

سمادھی محویت - استغراق - لَے اور جذبیت ہے - یہ وہ حالت ہے جس میں فاعل فعل - آتما اور پرماتما دونوں ملکر ایک ہو رہتے ہیں - جدا کرنے کی تمیز جاتی رہتی ہے - اور میتری ۶ کے ۲۰ - ۲۱ میں اسے تُرا تمکتوم کہا ہے - یہ کیا ہے؟ چھاندوگیہ ۸ - ۶ کے ۵ - ۶ - اور تیتریہ ۱ - ۶ نے بتایا ہے کہ یہ اُس آتما کے ملاپ کی چڑھائی ہے - جو ہردے سے دھیان کرتا ہوا سُوشمنا اور برہمہ رندھر سے گذرتا اُس برہمہ سے ملکر ایک ہو گیا ہے - جو سب میں ویاپک ہے -

۹۳

اس مضمون کی صراحت مختلف طور سے کی گئی ہے "ہردے کو کمل دل یا کمل کا پھول بتایا گیا ہے"۔ یہ خیال چھاندوگیہ ۸۔۱۔۱ کے زمانہ سے چلا آتا ہے "وہ نیچے کی طرف پھول کی طرح لٹکا ہوا ہے"۔ "اس میں گرم آگ جلتی ہے۔ اور اس سے شعلہ پھوٹتا ہے۔ جس کا رُخ اوپر کی طرف ہے" (مہا نارائن ۱۱ کے ۸۔۱۲) اس کمل کا مفصل بیان دھیان بند و اپنشد ۱۴۔۱۶۔ اور ہنس ۸ میں پایا جاتا ہے۔ دھیان پاتے ہی آ ہلکا ہو جاتا ہے۔ وہ کھل جاتا ہے۔ اور تم ذرا اُچک جاتا ہے۔ اور اردھ ماترا بے حرکت رہتا ہے۔ جسم کے اندر ایک سورج ہے۔ اس میں ایک آگ ہے۔ اور اس میں شعلہ ہے جو پرماتما ہے۔ (یوگ سکھا ۴۔۷) یوگ کا یہ آخری دھیان ہردے کے سورج سے

"اوپر کی طرف چلتا ہے سوشمنا ناڑی سے ہوتا ہوا کھوپڑی کے محراب کو چھیدتا ہوا پرماتما کو دیکھتا ہے"۔

میتری ۶۔۳۸ میں ہردے کے اندر ایک سورج ہے۔ اس سورج میں ایک چاند ہے۔ پھر اس میں اگنی ہے۔ اور اس اگنی میں ست (ستوگن) ہے۔ اور اس میں آتما۔ ان سے پران سے۔ منو سے۔ وگیان سے کو توڑتا ہوا۔ اوم کی جہاز پر چڑھکر ہردے آکاش پر جاتا ہے۔ اور پرماتما سے مل کر اس کا درشن کرتا ہے (میتری ۶۔۲۸) اس کا سمجھنا سمجھانا آسان نہیں ہے۔ کہا گیا ہے۔ کہ وہ سورج کی طرح چمکتا ہے۔ اس میں

ؤچاند ہے۔ اس میں مد اگنی ہے۔ اور اردھ ماترا اُس آگ کا شعلہ ہے +

ओ३म

اس پر اور کئی بیانات بھی آئے ہیں۔ میتریی ۷-۱۱ میں اوم کے دھیان سے تیجس (آتما) اُٹھتا ہے۔ دھوئیں کی صورت میں کھینے کی طرح اوپر کی طرف اٹھتا ہے۔ اور اوپر چڑھکر یکے بعد دیگرے شاخ کی طرح پھیل جاتا ہے۔ امرت بندو ۲۶ میں "پران اوم (خاموشی کے جاپ) کے سہارے۔ ہردے اور وایو کے پھاٹکوں سے گذرکر اوپر اور مکتی کے دروازہ میں پہنچتا ہے"۔ دھیان بندو ۲۶ میں "اردھ ماترا رسی کی طرح من کو ہردے کمل سے ناڑیوں میں سے دونوں بھوؤں کے بیچ سے کھینچتا ہے۔ اور وہ پرماتما میں گم ہو جاتا ہے"۔ برہمہ ودیا اُپنشد ۱۱-۱۲ کہتی ہے۔ کہ "اوم ہردے کے سورج اور ۷۲ ہزار ناڑیوں کو بیندھ کر سوشمنا کے سہارے سر کی طرف پہنچاتا ہے۔ سر چھید جاتا ہے۔ اور وہ زندہ رہ کر سب پرانیوں کو جیون دیتا ہے۔ اور سب میں محیط ہو جاتا ہے"۔ کشوریک اُپنشد ۸ میں "پران نابھی سے ہردے میں سوشمنا کے تار پر مکڑی کی طرح چڑھتا ہے۔ اور ہردے سے اوپر چڑھ جاتا ہے اور یوگ کی چھری کی طاقت سے وہ بہتر ہزار اور ۱۰۱ ناڑیوں میں صرف ایک کو چھوڑکر اور سب کو کاٹ دیتا ہے۔ اپنے بُرے بھلے کرم پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ اور برہمہ کی حد تک چڑھ

۵

جاتا ہے۔" اس طرح یوگی میتری ۶-۱۹ کے موافق تمام تمیزی اور عقلی حواس کو پار کرتا ہوا خارجی جگت سے جدا ہو کر نِراشرے ہو کر اجر۔ برہم میں سما جاتا ہے (میتری ۶-۲۲) +

"وہ جو اس طرح یوگ کا ہر وقت سادھن کرتا رہتا ہے۔ تین مہینہ بعد گیان کو پراپت ہوتا ہے۔ چار مہینے کے بعد دیوتاؤں کے درشن پاتا ہے۔ پانچ مہینہ کے بعد شکتی والا ہو جاتا ہے۔ چھ مہینہ کے بعد برہمہ مئے ہو رہتا ہے۔" (امرت بندو ۲۸)۔ ساتھ ساتھ یہ بھی خیال دلایا گیا ہے "چھ مہینہ کے بعد یوگ کی شکتی کا اُسے ایک حصہ ملتا ہے۔" (میتری ۶-۲۸) اور وہ بار بار کے لگاتار دھیان سے وہ سوکشم ہونے لگتا ہے۔ اور پھر وہ آخر میں چنتہ ابد آتم یا آتم لِی ہو جاتا ہے۔" (میتری ۶-۲۸) +

"نہ پھر اس کو بیماری۔ بڑھاپا۔ اور دُکھ کا بھئے ہوتا ہے۔ اُسے یوگ کی اگنی پراپت ہوگی۔ تندرستی۔ خواہش سے آزادی اور مصروفیت۔ خوبصورتی۔ خوب کلامی۔ خوشبو۔ بول و براز کی کمی آگئی۔ پہلے ہی یوگ میں اُس لوک کی یہ علامات اُس میں ظاہر ہونے لگتی ہیں + (سویتا سوتر ۲-۱۲-۱۳)

"پاپ چاہے پہاڑوں کی طرح میلوں اونچے رہنے ہوں سب کے سب دگدھ ہو جاتے ہیں۔" (دھیان بندو اپنشد ۳) +

"جس کے ہزاروں جنموں میں پاپ دُور نہیں ہوتے۔ یوگ سے وہ ناش ہو جاتے ہیں اور سنسار بھی نہیں رہتا + (یوگ سکھا اپنشد ۱)

سترھواں باب

اُپنشدوں کی تعلیم اور فلسفہ کا ریویو

۱۔ تمہید

اپنشد ویدانت۔ وید کا انت ہیں۔ اور براہمن گرنتھوں اور آرنیگ گرنتھوں کے آخری حصے ہیں۔ یہ ہر دو سلسلہ کرم کانڈ سے متعلق ہیں۔ اُپنشد عملاً ان کی مخالف ہیں۔ جو اپنشد جس قدر قدیم ہیں۔ ان میں اسی قدر یگیہ وغیرہ کے برخلاف سر دست مخالفانہ خیالات ہیں۔ ورہد آرنیک ۱۔ ۴۔ ۱۰ کہتی ہے:۔ "جو اور کسی دیوتا کی اُپاسنا کرتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے۔ کہ وہ اور ہے۔ اور میں اور ہوں۔ وہ عقلمند نہیں ہے۔ بلکہ وہ دیوتاؤں کے گھر کے کتوں کے مانند ہے۔ جیسے انسان کیلئے کتے مفید ہوتے ہیں ویسے ہی دیوتاؤں کے لئے ہر ایک انسان مفید ہے۔ اور اگر کسی کا ایک کتا چوری جائے تو کس قدر بُرا لگتا ہے۔ اگر کئی چوری جائیں تو اور بھی کتنا بُرا لگے گا۔ اس لئے دیوتا نہیں پسند کرتے۔ کہ انسان اس کو جانے"۔

یہ قدرتی بات تھی۔ کہ یگیوں کی مخالفت براہمنوں کو بُری لگتی۔ اس لئے ابتدا میں اس نئی تعلیم کی مخالفت ہوگی۔ اسکی

ایک مثال یاگیہ ولکیہ کے ساتھ براہمنوں کے حسد اور رشک کی
ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ جنک اُن کا زبردست حامی تھا۔ ورہد
آرنیک کے تیسرے ادھیائے کے چوتھے براہمن میں اس کا
تذکرہ محفوظ ہے۔ ممکن ہے کہ یاگیہ ولکیہ کی مخالفت براہمن ہونے
کی وجہ سے کی گئی ہو۔ لیکن کشتریوں نے اسے قبول کیا۔ اس کو
نشوونما دی۔ براہمنوں کو اسے بہت دنوں تک نفرت تھی۔
اور وہ اُسے اپنشد اور رہسیہ کہکر ٹالتے اور اُس سے بچتے تھے۔
براہمن بالاکی کو خبر نہیں تھی۔ کہ آتما برہم ہے۔ راجہ اجات شترو
نے اُسے اس کی تعلیم دی۔ (ورہد آرنیک ۲-۱- اور کوشتکی ۴)
چھ جیّد براہمن عالم ویسوانر آتما کی تعلیم راجہ اسوپتی سے پاتے
ہیں۔ (چھاندوگیہ ۵ کے ۱۱-۱۸) میں اسی طرح براہمن نارد
کو سنت کمار فوجی دیوتا تعلیم دیتا ہے۔ (چھاندوگیہ ۷) اور تین
براہمن کو راجہ پرواہن اپنی شاگردی میں قبول کرتا ہے۔
(چھاندوگیہ ا کے ۸-۹۰) یہی راجہ پرواہن۔ براہمن اوّالک
اروئی کو آواگون کی مسئلہ کی تلقین کرتے ہوئے کہتا ہے:۔ کہ
"اب تک موجودہ وقت تک براہمن کو بھی یہ علم نہیں ملا تھا"
(چھاندوگیہ ۵ کے ۳ سے ۱۰ تک۔ ورہد آرنیک ۶-۲-
ورہد آرنیک ۶-۲-۸)*

یہ زبردست شہادتیں ہیں۔ جو براہمنوں نے خود محفوظ
کر رکھی ہیں۔ اور ان کو اقرار ہے کہ آتم ودّیا کی تعلیم براہمنوں
کو کشتریوں ہی سے نصیب ہوئی۔ وقت آیا جب یہ تصانیف ویدک

۹۸

ویدک لٹریچر میں شامل کر لیا گیا۔ اور اپنشدوں کو ویدانت کا نام دیا گیا۔ پہلے یگیوں کی مخالفت استعارہ کی تاویلی زبان میں کی گئی۔ اور ویدک شاکھاؤں نے اُسے اپنے اپنے طریقہ میں شامل کر کے مخفی رکھا۔ اور اُسے اپنی میراث بنا کر دعویدار ہوئے۔ اور اعلان کیا۔ کہ جو شخص ویدوں کو جانتا ہے وہی کل آتما کے اصول کو سمجھ سکتا ہے۔" (تیترے براہمن ۳-۱۲-۹-۷) اور آتما کے سدھانت اس طرح اُن کے ہاتھ میں آکر نشو نما یاب ہوا۔ قدیم اُپنشد اس محنت کے نتیجے ہیں۔ بعد کو اس میں کئی کئی کتابوں کا اضافہ ہوتا گیا۔ اور ان سب کو مجموعی طور پر اپنشد اور ویدانت کا نام دیا گیا۔ غالباً بہت دنوں کے بعد اُن کو تحریری صورت نصیب ہوئی۔ کٹھ اپنشد کے ۲ کے ۷ سے ۹ تک میں بیان ہے۔ کہ "بغیر گورو کے اس تک رسائی نہیں حاصل ہوتی" یہ ثبوت ہے کہ وہ قلمبند نہیں ہوئی تھیں۔

قابل اطمینان طریقہ میں اپنشدوں پر تواریخی روشنی ڈالنا غیر ممکن ہے۔ قدیم اور جدید خیالات سب میں پہلو بہ پہلو ملتے ہیں۔ تاہم جہاں تک قیاس جاتا ہے۔ ورہد آرنیک ۱-۴ معہ شت پتھ براہمن ۱۰-۶ کے دوسروں کے مقابلہ میں قدیم ہیں۔ کم از کم وہ چھاندوگیہ اُپنشد سے تو پورانے ضرور ہیں اس کی تحریرات کا انحصار شت پتھ ۱۰- اور یاگیہ ولکیہ کے مقولات پر ہے۔ بہت سی باتیں چھاندوگیہ کی مہمل بھی ہیں۔ ان کی صراحت کے لئے یاگیہ ولکیہ کے مکالمہ سے مدد لینی پڑتی ہے۔

جو برہد آرنیک میں موجود ہیں ؛

۲- اپنشدوں کے اصلی اصول

وحدت کا خیال رگ وید ۱-۱۶۴-۴۶ میں پایا جاتا ہے وہ کہتا ہے :- "ایکم ست ویپرا بہودھا ودنتی" "وہ ایک ہے اور شاعر اوسے کئی نام سے پکارتے ہیں" یہ وحدت کا خیال یا آتما اپنشد کی تمام تعلیم بیج کی طرح مجہولیت میں چھپی ہوئی تھی - رگ وید کے اسی ایک منتر میں وحدت الوجود کی روح عالم کثرت کے انکار کے ساتھ موجود ہے - اصلیت ایک ہے کثرت صرف واچ آرمبھن - لفاظی اور گفتگو کی ابتدا ہے - (چھاندوگیہ ۶-۱-۴) وحدت ہی اصل میں اصلی اور حقیقی چیز ہے - اس کے سمجھنے میں پھر بھی دیر لگی - آتما کی مراد میں دیوتا - پرجاپتی - برہم وغیرہ سب کا شمول رہا - رفتہ رفتہ آتما خیال کا مرکز بنتا گیا - اور اسی کو لوگوں میں محیط کل تسلیم کیا گیا - یہ انسان کے ہردے میں نہایت چھوٹی شکل میں رہتا ہوا مانا گیا - اور آخر میں یہ کہا گیا :- "وہ میرا آتما ہے اور یہاں سے کوچ کرنے پر اسی میں داخل ہوں گا" اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ جب وہ میرا ہی آتما ہے - تو اس میں داخل ہونا کیسا ! اسی بات کے سمجھانے کی یاگیہ ولکیہ نے کوشش کی - اور وہ برہد آرنیک اپنشد میں محفوظ ہے ؛

یاگیہ ولکیہ کی تعلیم ہر درجہ کی دلیرانہ اور بیباکانہ ہے -

اس کی ذیل میں باقاعدہ اس طرح ترتیب دی جا سکتی ہے :—

(۱) ۔ آتما ہمارے اندر گیان ہے +

"اے گارگی! یہ اکشر دیکھتا ہے ۔ لیکن دیکھا نہیں جا سکتا سنتا ہے ۔ لیکن سُنا نہیں جا سکتا ۔ سمجھتا ہے ۔ لیکن سمجھا نہیں جا سکتا ۔ جانتا ہے ۔ لیکن جانا نہیں جا سکتا ۔ اُس کے سواء کوئی نہیں ہے جو دیکھے ۔ کوئی نہیں ہے جو سُنے ۔ کوئی نہیں ہے جو سمجھے ۔ کوئی نہیں ہے جو جانے ۔ دراصل اسی اکشر میں آکاس اوت پروت ہے" (ورہد آرنیک ۳ ۔ ۸ ۔ ۱۱) ۔ مضمون صاف ہے ۔ بغیر لگاؤ لپیٹ کے ہے ۔ اس سے اور کئی خیالات بہ کثرت اخذ کئے جا سکتے ہیں +

(۲) ۔ آتما گیان ہے ۔ لیکن وہ کسی اور کے جاننے سے پرے ہے +

"تو دیکھنے کے دیکھنے والے کو نہیں دیکھ سکتی ۔ تو سننے کے سننے والے کو نہیں سُن سکتی ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ (ورہد آرنیک ۳ ۔ ۴ ۔ ۲) " اُسے کوئی کیسے جانے ۔ جس سے سب کچھ جانا جاتا ہے ۔ جاننے والے کو کوئی کیسے جانے" (ورہد آرنیک ۲ ۔ ۴ ۔ ۱۴) +

(۳) ۔ آتما ہی حقیقت ہے +

اوپر کی عبارت آکاس کو اُسی (آتما) میں اوت پروت بتاتی ہے " جس نے اُس آتما کو دیکھ لیا ۔ سُن لیا ۔ سمجھ لیا ۔

۱۰۱

جان لیا۔ اُس نے تمام جگت کو جان لیا۔" (ورہد آرنیک ۱۔ ۴۔ ۵) "جو اس جگت کو آتما سے مختلف سمجھتا ہے۔ جگت اُسے دور پھینک دیتا ہے۔" (ورہد آرنیک ۲۔ ۴۔ ۶)۔ "جہاں دو ہیں وہاں ہی ایک دوسرے کو دیکھ سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔" (ورہد آرنیک ۲۔ ۴۔ ۱۴) "اُس کے سوا اُس کے علاوہ۔ اُس سے جُدا دوسرا کوئی نہیں ہے۔ جسے وہ دیکھتا۔" (ورہد آرنیک ۴۔ ۳۔ ۲۳) *

"ہردے میں اُسے دیکھنا چاہیئے۔ یہاں کہیں کثرت
نہیں ہے۔ جو کثرت کو دیکھتا ہے۔ وہ اندھوں کی طرح
مرکر مرتا ہی رہتا ہے۔" * (ورہد آرنیک ۴۔ ۴۔ ۱۹)

یہ تین خیالات اپنشدوں کی تعلیم کی مغز۔ روح۔ عطر۔ خلاصہ اور جوہر ہیں۔ اور یہی فلسفانہ عقیدہ ہندوستان تمام مذاہب کا اصل الاصول بن گیا۔ تاہم اس مغز کے اردگرد بھوسی اکٹھا ہوتی گئی۔ اور اُس کی تہ روز بروز موٹی بنتی گئی۔ اور نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بھوسی بھوسی رہ گئی (جیساکہ سانکھیہ ہے) اور روح دبتی دبتی معدوم ہوگئی۔ پھر ویدانت نے ان کے علیٰحدہ کرنے کی کوشش کی۔ اور دو قسم کے علوم کی ہستی ٹالی گئی۔ پرا و دیا (علوی علوم) اپرا ودیا (سفلی علم) یہ سمجھ میں آتی ہیں۔ یاگیہ ولکیہ کی تعلیم الوبحنو کے متعلق ہے۔ اس کے ادھکاری ملے۔ لیکن دو حالتیں پیدا ہوگئیں۔ اول قدیم روایتوں اور روایتی رواجوں کا شمول دوسرے خارجی علمی

مشاہدہ اور تجربہ جس میں دیس کال نمت کا تصور غالب ہے۔ تاہم ان دونوں کی صراحت شمولیت کے ساتھ ساتھ پہلو بہ پہلو ہوتی چلی۔ ذیل میں اپنشدوں کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی +

۳۔ آتما یا برہم

سروسیہ آتمنہ پرانیم "جو بیان میں آسکتا ہے۔ اُس سب کی چوٹی آتما ہے" (ورہد آرنیک ۳-۹-۱۰) یاگیہ ولکیہ کی تعلیم میں اس چوٹی تک رسائی بتدریج رفتہ رفتہ پُرش۔ پران آتما۔ آکاس۔ من۔ آدتیہ کے سلسلہ میں ہوئی ہے +

قدیم نوشتہ جات میں پُرش پران (ایترے آرنیک ۲ کے ۱-۲) پران (ورہد آرنیک ۱-۱-۳۔ چھاندگیہ ۱-۲ ر ۳۔ ۴-۳ کوشتکی ۲) آدتیہ (چھاندگیہ ۳) آکاس وغیرہ مستعمل ہوئے ہیں۔ کہا گیا ہے۔ "آکاس سے سب پرانی نکلے ہیں۔ اور اسی میں واپس جاتے ہیں۔ آکاس ان سب سے بڑا اور پورا تلہ ہے آکاس ہی سب کی ابتدا ہے (چھاندگیہ ۱-۹-۱) یہ سب ملے جلے بھی آئے ہیں۔ مثلاً پرانتّیہ آتما۔ منومے۔ پران شریر آکاس آتما۔ یا جب کہا گیا ہے کہ برہم پران ہے۔ برہم آنند ہے۔ برہم آکاس ہے" (چھاندگیہ ۴-۱۰-۵) +

پھر پُرش پہلا تنو نہیں رہتا۔ بلکہ اُس کی جگہ آتما لے لیتا ہے "آتما کے باہر نہ کچھ دیکھا نہ سنا۔ نہ جانا جاتا ہے۔ وہ لامحدود

۳

ہے - وہ جو دوسرے کو دیکھتا - سنتا یا جانتا ہے وہ محدود ہے"۔ (چھاندوگیہ ، کے ۱۵ سے ۲۴ تک) اس انقلاب کا پتہ خود اپنشدوں سے لگتا ہے - ذیل میں اس کا مختصر خاکہ ملیگا +

(۱) - آتماگیان ہے ۹

"وہ آتماگیان مے ہے جو ہردے میں پرکاشوان ہے" (ورہدآرنیک ۴ - ۳ - ۷) "وہ جوتی جو سورج چاند - ستارے اور آگ کے بجھ جانے پر چمکتی رہتی ہے - جیوتی کی جیوتی ہے" (ورہدآرنیک ۴ - ۳ - ۲ ، ۳) "وہ جیوتی جو یہاں انسان کے اندر ہے اور اونچے سے اونچے لوکوں میں چمکتی ہے" (چھاندوگیہ ۳ - ۱۳ - ۷) "سب سے بڑی جیوتی ہے - جس میں آتما سوشپتی میں داخل ہوتا ہے - اور اپنے ہی روپ میں اٹھتا ہے" (چھاندوگیہ ۸ - ۳ - ۴) یہ گیان کی جیوتی جو سب میں محیط کل ہے - اور جس کی شان میں کہا گیا ہے ا - کہ

"نہ وہاں سورج چمکتا ہے نہ چاند نہ ستارے جگمگاتے ہیں - نہ وہاں بجلی ہے - زمینی آگ بجھی پڑی ہے - اور جیوتی اُس جیوتی سے چھوٹی ہے - جو جیوتی دیتی ہے - اور جس سے سارے جگت کو جیوتی ملتی ہے" +

(کٹھ ۵ - ۱۵ - سویتا سوتر ۶ - ۱۴ - منڈک ۲)

کٹھ اُپنشد ۲ - ۱۸ کے موافق "صرف یہی جوتی سوپرکاشوان ہے - جو نہ پیدا ہوئی نہ مرتی ہے" "پری درشٹا - ساکشی ہے - اُپنشد اسے آتما کہتی ہیں - (سویتاسوتر ۶ - ۱۴) +

(۲) - آتما کو ہم نہیں جان سکتے - وہ اس لئے نہ جانا ہوا ہی ہے +

"تو کیسے دیکھنے کے دیکھنے والے کو دیکھ سکتی ہے - وغیرہ (ورہد ۳ - ۴ - ۲) - جتنا چاہو اُسے سوچ سمجھو - وہ 'نیتی' 'نیتی' (نہ یہ ہے نہ وہ ہے) ہی کہلائے گا" (ورہد آرنیک ۴ - ۴ وغیرہ) "من اور من اس کے پانے میں شرم کھاتے ہیں" (تیترے ۲ - ۴) "گیانی نہیں جانتے - اگیانی جانتے ہیں" (کین - ۲ - ۱۲) +

"نہ بانی سے نہ من سے - نہ آنکھ سے وہ سمجھا جاتا ہے
'وہ ہے' صرف اسی لفظ سے اور کسی دوسرے طریقہ سے
نہیں - وہ سمجھ میں آتا ہے" + (ورہد آرنیک ۳ - ۸ - ۸)

اُس کو کوئی اثبات میں نہیں کہہ سکتا - اس لئے نفی سے اُس کا اظہار ہوتا ہے: "وہ نہ بڑا ہے نہ دُھلا ہے - نہ چھوٹا ہے نہ لمبا ہے - نہ سرخ ہے - نہ رقیق ہے - نہ بھاپ والا ہے نہ اندھیرا ہے - نہ ہوا ہے نہ اکاس ہے - نہ ذایقہ ہے نہ بُو ہے بغیر آنکھ کان کے - بغیر بانی کے - بغیر سمجھ کے - بغیر پران اور سانس کے - نہ منہ والا ہے نہ قد والا - نہ اُس کا اندر ہے نہ باہر - نظر نہ آنے والا سمجھ سے پرے - نہ اس کا رنگ ہے نہ نسل ہے اس کے آنکھ - کان - ناک کچھ بھی نہیں ہیں" (منڈک ۱ - ۱ - ۶)

مابعد زمانہ میں اُسے سچدانند کہکر منسوب کیا گیا - اس کا اشارہ قدیم اپنشدوں میں بھی ہے - لیکن یہ سچدانند بھی سے

۵

جدا نہیں ہے - وہ ست نہیں ہے - کیونکہ عقل اور من اُسے
جان ہی نہیں سکتے - اور دل اور عقل کی نظر سے نہ جانا ہوا
است ہی ٹھہرتا ہے - اسی طرح وہ چت کیسے ہوا! کس لئے
اُسے چت سمجھا؟ اور نہ وہ آنند سے تمام دکھوں کا نفی سے
جو سُوشپتی میں رہتا ہے - جو عقل میں اور خیال میں نہ آوے
اُس کا اقرار کوئی کیسے کرے!

(۳) - آتما ہی ستیسیہ ستیم - ست کا ست ہے ۔

یہ ستیسیہ ستیم کیا ہے؟ یہ وحدت ہے - یہی سب میں محیط
کل ہے - اور ورہد آرنیک ۳ - ۸ میں اسی کو سب میں پھیلا
ہوا مانا گیا ہے - اسی میں پرتھوی اکاس اور لوک - اوتا پروت
ہیں - اسی کی نظر سے کہا گیا ہے - کہ آتما کے جان لینے سے
سب جانا ہوا جانا جاتا ہے - (ورہد آرنیک ۲ - ۴ - ۵ - چھاندوگیہ
۶ - ۱ - ۲ - منڈک ۱ - ۱ - ۳) جیسے کسی باجے کو جان لو - اُس
کے پرزوں کا علم ہو جائے گا - ورہد آرنیک ۲ - ۴ - ۷ -
سے ۹ تک) "جو شخص جگت - انسان - دیوتا وغیرہ اپنے آتما
سے علیحدہ سمجھتا ہے - یہ جگت انسان - دیوتا وغیرہ اُسے ترک
کر دیتے ہیں" (ورہد آرنیک ۲ - ۴ - ۶) - اس کے سوا اور کوئی
ہستی ہی نہیں ہے - کثرت صرف نام روپ ہے - تبدیلی بھی
نام روپ ہے " (چھاندوگیہ ۶ - ۱ - ۴) "جگت مایا (بھرم)
ہے" (سویتاسوتر ۴ - ۱۰) دو کی ہستی کا امکان نہیں ہے -
صرف اکال آتما ہی کی ہے - اور وہ اپنی ہستی کی آپ دلیل ہے

(ترشکھو ترتاپنی اُپنشد ۹) *

۴- انتریامی آتما

آتما کے علاوہ نہ ہستی ہے نہ گیان ہے - یہ خیال کہ جگت ہم سے جُدا ہستی رکھتا ہے - اپنشدوں کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے - جگت ست ہو - لیکن آتما ست کا ست ہے - کیونکہ اصلی ست آتما ہی ہے - اور اس نظر سے اُسے انتریامی کہا گیا - یہ جگت - جسم - اندریاں - آکاس - ہوا - پانی سب کچھ سہی لیکن ان کے اندر کیا ہے؟ وہی انتریامی آتما! وہ چھوٹے سے چھوٹا - بڑے سے بڑا ہے *

۵- جگت اور آتما

"آتما جگت ہے اور جگت آتما ہے - اس کی سمجھ جلد نہیں آتی - اس کا تعلق خود ویدوں کی تعلیم سے ہے " ایکو ست وپرا بہودا ودنتی " ست ایک ہے اور وِپر (گیانی یا شاعر) اُسے انیک اور متعدد ناموں سے یاد کرتے ہیں - ورہد آرنیک ۱-۴ - سب کو آتما کے ماتحت قایم کرتی ہے - چھاندوگیہ ۳-۱۹ - اور ۶-۲ - تیترے ۲-۶ - ایترے ۱-۱ میں یہ خیال پایا جاتا ہے " آتما ہی نے جگت کو اپنے میں سے نکالا اور اُس کے اندر رُوح بن کر سمایا " " اس دیوتا نے سوچا - میں ان دیوتاؤں (اگنی - جل - ان) میں داخل ہونگا "

(چھاندوگیہ ۶-۳-۲) "جب وہ اس جگت کو پیدا کر چکا وہ اُس میں سما گیا" (تیتریے ۲-۶) "اُس نے سوچا" یہ بغیر میرے قایم کیسے رہ سکتا ہے! . . . . اس نے کاسۂ سر کو پھاڑا۔ اور اس دروازہ سے اُس کے اندر داخل ہوا" (ایتریے ۱-۳-۱۱) اس درجہ میں بھی جیونی کی یکتائی آتما کے ساتھ ثابت ہے۔ یہ جگت آتما کا صرف پیدا کردہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود آتما ہے۔ اور آتما اس کے اندر سمایا ہوا ہے۔ ابھی آتما اور پرماتما کے درمیان تمیزی مد کا خط نہیں کھینچا گیا +

ایشور کا خیال۔ پھر رفتہ رفتہ ایشور کا خیال پیدا ہوتا گیا۔ یہ صاف طور پر سویتا سوترا اپنشد میں پایا جاتا ہے۔ تاہم جیو اور ایشور کی حقیقی نسبت کو دھکہ نہیں پہنچایا گیا +

مُنکر اور مُصِر۔ بعد کو سانکھیہ آیا۔ اس نے بہت سی آتماؤں کے مسایل گھڑے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایشور کا مسئلہ مغلوب ہو گیا۔ پُرش اور پرکرتی رہ گئے۔ اور ایشور کی ضرورت کی محسوسیت کالعدم ہو گئی۔ پھر اسی سانکھیہ کے سلسلہ میں یوگ کا ظہور ہوا۔ اُس نے اُس کے انکار کو اقرار کی صورت عطا کی۔ اپنشدوں میں یوگ کے اشارے بہ کثرت ہیں۔ ان سب کو لے دے کر یوگ سوترینا۔ اور ایشور کے خیال اور عقیدہ کو تقویت بخشی +

۱۰۴
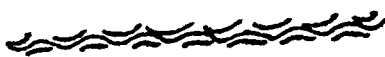
۶ - آواگون اور مکتی

برہمہ نے دیوتاؤں سے جگہ چھین لی - وہ برہمہ ہی تھا جو جگت کے اندر داخل ہوا تھا - بعد ازاں یہ خیال آیا " وہ میرا آتما ہے - میں یہاں سے کوچ کر کے اس میں داخل ہونگا" (شت پتھہ براہمن ۱۰ - ۶ - ۳ - ۲) یہ دو خیال مختلف قسم کے خیالات کے موجد ہوئے +

اگر یہ آتما دراصل میرا ہی آتما ہے - تو اُس میں داخل ہونا کیسا! اس سوال کے جوابات کے سلسلہ میں اس فیصلہ پر قرار آیا - کہ اس واقعہ کے صرف جان لینے کی ضرورت ہے اور جانتے ہی مکتی ہو جاتی ہے - جاننے کی بات کیا ہے ؟ وہ یہ ہے - " اہم برہمہ آسمی " میں ہی برہمہ ہوں " - اس گیان کے ہونے سے آپ ہی آپ مکتی ہو جاتی ہے - مکتی تو پہلے ہی سے تھی - وہ حاصل نہیں کرتا ہے - حاصل کردہ چیز ٹھہراؤ - اور دیرپا نہیں ہوتی - برہمہ مکت ہے - جگت کی کثرت کے بھرم میں آتما اپنے ہی آپ کو دیکھ رہا ہے - وہی سب کی بنیاد ہے - اور کام (کامنا) سے پرے ہے - یاگیہ ولکیہ شاید پہلے ہی معلم ہیں - جنہوں نے یہ تعلیم دی " جس میں خواہش نہیں جو بغیر خواہش کے ہے - جس نے خواہش کو پرے رکھ دیا - اپنی آپ خواہش ہے - اُس کے پران کس کے پیچھے جائیں گے وہ برہمہ ہے - اور وہ برہمہ میں اٹھتا ہے " (ورہد آرنیک ۴ - ۴ - ۶) +

مکتی گیان سے نہیں ہوتی ۔ بلکہ گیان خود مکتی ہے ۔ جس نے اپنے آتما کو جان لیا ۔ جگت کی کثرت کا خیال اور کثرت سے پیدا شدہ خواہش بھرم پرتیت ہونے لگی ۔ اور اب وہ بھٹکتا نہیں ہے ۔ اُس کا جسم اب اُس کا جسم نہیں رہا ۔ اُس کے کرم اس کے کرم نہیں رہے ۔ چاہے وہ جئے اور کرم کرتا رہے ۔ ہر بات میں اُسے اوداسینتا ہے ۔ (ایش ۲) ۔ لیکن خارجی علم اور سفلی علم خواہ اندریوں اور من کے پچھلے تجربہ اور مشاہدہ کو کیا کیا جائے ایسے روکاوٹ معلوم ہوتے ہیں ۔ اس لئے مرنے کے بعد کا مکتی کا عقیدہ پیدا ہوا ۔ اس میں قدیم روایتوں اور روایتی رسم و رواج کا شمول تھا ۔ اس لئے آتما کی چڑھائی اور برہمہ کے ساتھ ملونی کا خیال اپنی باری پر آیا ۔ اور وہ دیو یان ۔ پنتھ بنا ۔ اور دیوتاؤں کے لوکوں سے گذرتے ہوئے نورانی مرحلوں کے طے ہونے پر برہمہ کا ملاپ مانا گیا ۔ جس سے واپسی نہیں ہوتی ۔ (چھاندوگیہ ۴ ۔ ۱۵ ۔ ۵) ۔

لیکن اُن کا مرنے پر حال کیا ہوتا ہے ۔ جو آتما کو نہیں جانتے ؟ براہمن شبھ کرم اور اشبھ کرموں کے پھل چاہے وہ خوشی ہو یا دُکھ دوسرے لوگوں کے داخلہ میں قائم کرتے ہیں ۔ بُرے کرم کرنے والے بار بار مرتے ہیں (کیترا مرنیو) جب یہ بھوگ بھوگ لیتے ہیں پھر نیا جنم پاتے ہیں ۔ اور پھر دُکھ سہتے ہیں ۔ پہلے یہ اُپنشدیا راز تھا ۔ اور یاگیہ ولکیہ کی

زبان سے پہلے مرتبہ اُس کا اظہار ہوُا۔ یہ پُنر جنم یا آواگون کے مسئلہ کی ابتدا ہے۔ اس پر دلیل اور حوالے آتے ہیں۔
"شبھ کرم سے انسان نیک اور اشبھ کرم سے بُرا بنتا ہے"
(وربہد آرنیک ۳-۲-۱۳) +
"درحقیقت اپنے ہی کرموں کے موافق جو وہ زندگی میں کرتا ہے۔ انسان جنم دھارن کرتا رہتا ہے۔ نیک کرم والا نیک پیدا ہوتا ہے۔ بُرے کرم والا بُرا پیدا ہوتا ..... جیسا وہ کرم کرتا ہے۔ اُسی کے موافق اُسے پھل ملتا ہے" (وربہد آرنیک ۴-۴-۵) +
یاگیہ ولکیہ کے یہ کلام پُنر جنم کے مسئلہ کو تقویت دیتے ہیں۔ ویدوں میں خود نیک کرم کی جزا اور بُرے کرم کی سزا کا خیال موجود ہے۔ اگر کرم کا بھوگ باقی رہ گیا ہے۔ تو پھر پرتھوی پر جنم لینا ہوگا +
شبھ کرموں کی تعلیم کے سلسلہ میں پنچ اگنی ودیا۔ اور اور اُس سے پھر دیو۔یان۔ پنتھ کی ابتدا ہوئی۔ جس کا منزل مقصود برہم ہے۔ اور وہاں سے واپسی نہیں ہوتی۔ واپسی کی راہ پتری۔یان۔ پنتھ ہے +
عقلی تراش خراش اور علمی اختراع نے مکتی کے کئی مناسب وسایل گھڑے +
(۱)۔ کثرت کے خیال کا دفعیہ +
(۲)۔ خواہشوں کے خیال کی معدومیت +

جب تک یہ دونوں ہیں تب تک مکتی غیر ممکن ہے۔ اور اس عقیدہ کی بنیاد پر عالیشان عمارت قایم کی گئی۔ جو ہمارے درمیان اب تک موجود ہے +

ان میں سے

ایک یوگ ہے +

دوسرا سنیاس ہے +

یوگ کا مقصد محویت کی مشاقی میں کثرت کے خیال کو معدوم کر دینا ہے۔ اور سنیاس گھربار۔ جائداد۔ اولاد وغیرہ کا ترک اور خانماں آوارہ ہو کر سنسار میں بھرمن کرتا ہے۔ تاکہ پھر تعلقات گلے کے ہار نہ ہوں +

لیکن اپنشدوں کی اصلی۔ حقیقی۔ اور سچی تعلیم بھی ساتھ ساتھ موجود ہے۔ گیان سے مکتی ہے۔ گیان ہی مکتی ہے۔ اور مکتی گیان ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مکتی نہیں ہے +

ختم ہوئی

اُپنشد بھاشیہ بھومیکا

جس کو

اپنشدوں کے فلسفہ کا

نام دیا گیا

۱۱۲

ریویو

مخزن آیوروید - حصہ اوّل ضخامت ۵۷۴ صفحہ قیمت عمار مجلد عہ لکھائی واضح - چھپائی صاف - کاغذ چکنا موٹا - مصنفہ ویدراج کرشن دیال وید شاستری ایڈیٹر گھر کا وید - امرتسر -

ایسی وسیع، جامع، اور پُر از معلومات کتاب اس فن میں ہماری نظر سے نہیں گزری - طرز بیان مدلّل - تجربہ پر مبنی، اور وسیع مطالعہ کا شاہد اس کی غیر معمولی جدت کا پتہ کتاب کھولتے ہی دیباچہ سے ہونے لگتا ہے - آیوروید کو زندگی کا علم بتا کر اس کی اہمیت ماہیت اور ضرورت قدامت حقیقت موجودہ زمانہ میں اشاعت وغیرہ پر معقول بسیط اور دلپسند بحث کی گئی ہے - جو صرف بخار کے مضمون پر ہے - اور قریب قریب ۸۸ عنوان میں بیان کیا گیا ہے بخار کو راج روگ تسلیم کر کے اس کا یہ سبب بتایا گیا ہے - کہ یہ رُدر بھگوان کے کوپ سے اس وقت پیدا ہوتا ہے - جبکہ دکش پرجاپتی انکو ناراض کر دیتا ہے - کہنے کے لئے یہ قصہ اور پورانک کہانی ہے - مگر حقیقت میں بالکل سچی اور کھری بات ہے - دکش پرجاپتی نابھی چکر یعنی طبقہ ناف کا موکل ہے - ناف ہون کرنے کی جگہ ہے - جس میں غذا کے لقموں کی آہوتیاں دی جاتی ہیں - یہ آہوتیاں اگر اعتدال کے ساتھ دی جاتی ہیں - تب تو رُدر بھگوان جو دل کے موکل ہیں - راضی رہتے ہیں - لیکن جس وقت رُدر کی عزت کا پاس نہ کرتے ہوئے وہ اسی یگیہ کا اہتمام کرتا ہے - اس وقت ستی یعنی دل کی قوت ارادی اسی یگیہ میں بھسم ہو کر خاک سیاہ ہو جاتی ہے - اس وقت رُدر یعنی دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے - اور وہ غصہ میں آکر یگیہ کو

درہم برہم کر دیتا ہے۔ غیر معمولی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور حرارت
عزیزی کے بیجا طور پر مشتعل ہونے سے تمام جسم میں آگ لگ جاتی ہے
اور پھر رُدر بھگوان اس جسم کی بربادی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں ؛
رُدر کے معنی رُلانے والے کے ہیں۔ وہ اس طرح بے اعتدالی
کرنے پر رُلاتے ہیں۔ اور پھر انسانی جسم کا سنگھار کر دیتے ہیں ؛
بات معقول ہے۔ سچی ہے۔ مدلل ہے۔ زوردار ہے۔ مؤثر ہے۔
اسے ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ پیٹ کے اگنی کنڈ میں ضرورت سے زیادہ
غذا کی آہوتی دینے سے دل کی قوت ارادی صدمہ پا کر کمزور اور معدوم
ہو جاتی ہے۔ اس وقت حضرت دل کو سوائے اس کے کچھ نہیں سوجھتا
کہ اسے برباد کر دیں ؛

وید صاحب نے بخار کے اقسام قائم کرنے اور ان کی خیالی صورت
کا خاکہ کھینچنے میں کمال دکھایا ہے۔ اس کی بے شمار قسمیں ہیں۔ جن کی
صراحت ریویو میں غیر ممکن ہے۔ جیسے کہ غصہ، عشق، عزیزوں کی
موت۔ زیادہ دوڑ دھوپ، اور خوف کھا جانے سے بھی بخار کا آنا بتایا
گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کے اسباب قائم کرنے میں بھی نہایت جدت
سے کام لیا ہے۔ علاج تشخیص اور نتائج کے معاملات میں بھی ان کی
اُپج لاثانی اور بے نظیر کہی جا سکتی ہے۔ اور لطف یہ کہ ہر جگہ سنسکرت
شلوک کا حوالہ دیتے ہوئے ان کے معمولی عام فہم اردو ترجمے سے
سمجھنے میں حد درجہ کی سہولیت ہوتی ہے۔ زبان کی سلاست اس
قسم کی ہے۔ کہ مصنف کو مشتاق اور تجربہ کار انشاء پرداز کہا جا سکتا
ہے۔ سنسکرت اور عربی کے اصطلاحات پہلو بہ پہلو رکھتے ہوئے

عام مروّجہ الفاظ تک کو نظر انداز نہیں کیا۔ جہاں یہ کتاب طبیبوں اور ویدوں کے مطب میں عملی مشیر کی حیثیت میں رکھے جانے کے قابل ہے۔ وہاں میری سمجھ میں یہ ہر خانہ دار کو اپنے گھروں میں ضرور رکھنا چاہیئے۔ طرز علاج ہر جگہ مجرب اور آسان ہے۔ کشتہ جات اور سفوف سے شروع کرتے ہوئے جڑی بوٹی جوشاندہ خیساندہ اور عام مستعمل اشیاء تک کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو ضرورت وقت کے موافق آسانی سے دستیاب ہو سکیں۔ ساتھ ساتھ مستند کتابوں کی ادویات کو درج کرتے ہوئے مصنف نے اپنے ذاتی تجربہ شدہ نسخہ جات وغیرہ بھی کثرت سے داخل کئے ہیں۔ کمال یہ ہے۔ کہ معمولی اشیا سونٹھ مرچ وغیرہ کے ذریعہ بخار کے علاج کی ترکیب تک کو اپنی لاثانی کتاب میں داخل کر دیا ہے۔ ایک جگہ مصنف نے زمانہ موجودہ کے طریق علاج کا ذکر کرتے ہوئے زمانہ قدیم کے سوچکا بھرن کا نام دے کر یہ بتایا ہے۔ کہ انجیکشن یعنی سوئی کے ذریعے سے مریض کی جلد میں رقیق دوا داخل کر کے بخار کا علاج بھی قدیم زمانہ میں کیا جاتا تھا۔ اس کی ترکیب کا بھی ذکر کیا ہے۔

تین سو سے زیادہ صفحات کی کتاب کا سرسری طور پر ایک دو صفحات میں ریویو کرنا مشکل کام ہے۔ اس حصہ اول میں مصنف نے صرف بخار ہی کی اصلیت ماہیت اور حقیقت کا خاکہ کھینچا ہے اور عمدہ کیا ہے۔ کہ اس کے دیگر حصوں میں باقی دیگر تمام امراض کی تفاصیل اور معالجہ کی تدابیر پر اسی طرح شرح و بسط کے ساتھ بحث کی جائے گی۔ ہم صرف اتنی ہی سفارش کر سکتے ہیں۔ کہ اس

کتاب ہے کسی حکیم کا مطب وید کی چکتسالہ اور گرہستی کا گھر خالی
نہ رہے۔ ہمارے پاس ۵ جلدیں موجود ہیں۔ جن کی ایک کاپی ہم نے دھام
کے کتب خانہ کے لیئے محفوظ کر رکھی ہے۔ باقی چار ان عزیزوں اور
دوستوں کو تحفتہً اور ہدیتہً پیش کردی ہیں۔ جو اس فن کے شائق
اور قدر دان ہیں۔ کیونکہ ہم اپنے طور پر اس کی اشاعت کو بھی کار خیر
اور کار ثواب تصور کرتے ہیں۔ جو صاحب اس طرح خرید کر اس کی
اشاعت میں حصہ لینگے۔ وہ جزائے خیر کے حصہ دار ہونگے۔

شیوبرت لال ایڈیٹر اپنشد میگزین

سنت

ہندی کے پریمی جنوں اور استریوں کیلئے انمول رتن ہے۔ یہ
ادھیاتمک رسالہ دنیا بھر میں اپنی قسم کا لاثانی۔ گیان کرم۔ اپاسنا۔ یوگ ویدانت
بھگت چرتر سنت برتانت۔ تواریخ کلام۔ فقرا پہلو سے انسانی نگاہ کو بلند دل
وسیع اور خیال کو لطیف تر بنا کر بام معراج پر پہنچانے کا یقینی روحانی زینہ ہے۔ ممکن نہیں کہ اس
کے باقاعدہ مطالعہ سے چشم حقیقت وا نہ ہو۔ اور روحانیت شانتی اور بھگتی کا رنگ نہ چڑھے
زیر ایڈیٹری شیوبرت لال جی مہاراج نکلتا ہے۔ قیمت سالانہ بارہ نمبروں کی قیمت چار
روپیہ آٹھ آنہ (للعہ) نمونہ کا پرچہ آٹھ آنہ میں جاتا ہے۔ عالی ظرف طبیعتوں کو اس مبارک
پھل دینے والے کلپ برکش کی طرف جھکنا چاہیئے۔ اس کی خریداری منظور کرنے والے
اصحاب کو شبد سار گنگا نامی بھجنوں کی نہایت اچھی کتاب مفت انعام میں دی جاتی ہے۔

مینجر رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج۔ راج بنارس (یوپی)

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
رادھا سوامی یوگ	ع ۱/	**سندیش کا سلسلہ**	
ناتک یوگ	عہ ۱۰/	کرتا سندیش	۸/
سہج یوگ	۱۲ ۸/	گیان "	۸/
وگیان راماین	۳ے ۲/	اُپاسنا سندیش	۸/
" کرشنایَن	عہ ۹/	لوپک سندیش	۸/
سنت سنجوگ کا سلسلہ		یانترا سندیش	۸/
سنت سنجوگ حصہ اوّل	ع ۸/	بچن "	۸/
" " " دوم	عہ ۱۲/	سار سندیش	۸/
" " " سوم	۱۲ ۱/	سہج "	۸/
" " " چہارم	ع ۸/	ادبھت سندیش	۸/
" " " پنجم	۱۲ ۸/	اگم "	۸/
کلپدرم سلسلہ		وچار سندیش	۸/
برہم وچار کلپدرم	۱۲/	ست "	۸/
آتم وچار کلپدرم	۶/	مرم سندیش	۸/
ویدانت کلپدرم	۱۲/	ابھو "	۸/
بویک کلپدرم	۱۰/	وگیان سندیش	۸/
چرتر کلپدرم	۱۰/	پریم سندیش	۸/
وچار کلپدرم	عہ ۲/	درشٹانت سندیش	۸/
جین برتانت کلپدرم	۶/	**بچن کا سلسلہ**	

ملنے کا پتہ:- رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج - راج بنارس سٹیٹ۔ یوپی

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
بجن سار حصہ اول	عہ ۲ر	**قصوں کا سلسلہ**	
،، ،، ،، سوم	۱۲ر	آبدار موتی	عہ ۸ر
،، ،، ،، چہارم	۱۰ر	سندھ دیش کے قصے	۱۰ر
شبد سار (نظم)	عہ ۸ر	ملتان ،، ،،	۱۰ر
شبد گنجار (نظم)	عا	عجیب وغریب ،،	۱۰ر
شبد یوگ انگریزی	عا	قصہ ابراہیم ادہم	۶ر
مستی کا سلسلہ		**متفرق سلسلہ**	
خمکدہ سرشار	۱۰ر	صوفی ازم	عا ۸ر
خمکدہ تخیلات	۱۰ر	کبیر اور کبیر پنتھ	عہ ۲ر
خمخانہ عرفان	۱۰ر	کبیر شبداولی	۸ر
،، خیالات	۱۰ر	نند وبھالی کی ساکھی	۱۲ر
اودھوت گیتا	۱۰ر	تحفہ درویش یا فقیر پرشاد	۸ر
جام مستی	۱۰ر	الحیات بعد الممات	۸ر
بھگتی کا سلسلہ		برہمہ گیان پر لیکچر	۸ر
بھگت مال	ے ۸ر	معیار المکاشفہ	۱۰ر
سنت مال	عا ۸ر	ویدانت کی پہلی کتاب	عہ ر
شاہی بھگت	۸ر	پنچدشی	عا
راج بھگت	۶ر	وشنو پوران حصہ اول	۱۰ر
راج بھگتی	۶ر	کلکی پوران	۸ر

ملنے کا پتہ:- رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج - راج بنارس سٹیٹ یوپی

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
مسلمان درگور مسلمانی درکتاب	۱۲ر	للت کتھا انجلی حصہ اوّل	۸ر
ظاہری و باطنی موسیقی	۶ر	" اُپدیش انجلی	۸ر
سچا سناتن آریہ دھرم	۶ر	" وچار "	۸ر
روحانی ترقی	۶ر	" یوگ "	۸ر
بہار تصوف	۱۲ر	بھگت مال حصہ اوّل	عہ ر
محاصرہ چتوڑ	۸ر	ست کبیر کی ساکھی	[illegible]
باز خوبصورتی	۸ر	سنت سلسلہ دوم	[illegible]
آئینہ کشمیر	۱۲ر	للت کتھا انجلی حصہ دوم	۸ر
مورتی پوجا	۱۲ر	" وچنا انجلی	۸ر
معجون مرکب	۱۲ر	" کرم انجلی	۸ر
کبیر ساکھی	۱۰ر	" پرشنوتر "	۸ر
ہندی کے انمول رتن		سپتاہ وچار	۱۰ر
شبد سار گنگا (نظم)	۵ر	بھگت مال حصہ دوم	عہ ۸ر
کبیر چرتر	۱۰ر	پہلا چترا انجلی	۸ر
وگیان انجلی	۸ر	کبیر بیجک حصہ اوّل شرح بالتصویر	[illegible]
سنت سلسلہ اوّل		سنت سلسلہ سوم	۱۰ر
کبیر شبد اولی	عہ ر	للت پشپا انجلی	۸ر
نوجیون سدھار	۱۰ر	پریوار سدھار	۸ر

ملنے کا پتہ:- رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس سٹیٹ یوپی

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
بھگت مال حصہ سوم	عمر	للت مرم انجلی	۸؍
للت کتھنا انجلی	۸؍	" سار "	۸؍
" درشٹا انجلی	۸؍	" گیان "	۸؍
بیجک شرح حصہ دوم تک	عمر		[illegible] ۱۰؍

رعایت

سنت ساہتیہ سلسلہ اوّل و دوم کا کامل سیٹ ... میں علاوہ محصول ڈاک دیا جاتا ہے۔ مگر دونوں سیٹ کے خریدار ... صرف ... محصول ڈاک دے جائیں گے۔ جو اشخاص سنت کے مستقل خریدار ہو جائیں گے۔ انہیں سلسلہ سوم کی ساری کتابیں ... محصول ڈاک دی جائیں گی۔ اور ... نہایت نفیس کتاب فری بلا قیمت بھیجی جائیگی۔

ملنے کا پتہ:۔ رادھاسوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس سٹیٹ یوپی

قدیم رشیوں کی رسائن دریافتوں میں سرتاج اور ہندو کیمسٹری کا بیش بہا کرشمہ

سدھ مکردھوج رسائن

اندرونی یا بیرونی ذہنی و دماغی روحانی اور جسمانی شاید ہی کوئی
ایسی کمزوری ہو۔ جو اس اکسیر بے نظیر کے سامنے ٹھہر سکے ۔
بوڑھے، کمزور، کم ہمت، ناتواں اور پژمردہ غرضیکہ ہر طرح کے کمزور
اور مایوس مریضوں کے لئے یہ ایک جادو اثر رسائن دوا ہے۔ وہ کون سا
مرض ہے۔ جو اس کے مختلف طریقہ استعمال وانوپان سے جسم میں رہ سکے ۔
کمزوری وناطاقتی اور کمی خون کے باعث جنکا دل ہر وقت دھڑکتا رہتا ہو۔
یا ذرا کھٹکا اور زوردار آوازہ ہونے پر دل جہاج کی طرح پھٹکنے لگتا ہو۔ انکے لئے
اس رسائن کی چند ہی خوراکوں سے کلی فائدہ ہو جاتا ہے۔ یہ رسائن کمی باہ۔ کمزوری
باہ اور دل، دماغ، معدہ، جگر وغیرہ اعضائے رئیسہ کے لئے بلاشبہ پہلے ہی
روز اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بڑھاپا کوسوں دور بھاگ جاتا ہے۔
عقل و قوائے ذہنی کو خاص تقویت ملتی ہے۔ قوائے جسمانی میں پھرتیلاپن
آجاتا ہے۔ اور چوبیس گھنٹے محنت کرنے پر بھی تھکان محسوس نہیں ہوتی ۔
اوج شکتی کے پیدا کرنے قوت اعصابی یا نروس وال ٹیلٹی کو بحال
رکھنے کے لئے دنیا بھر کی دیگر طبی ادویات اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔
یہ اکسیر رسائن خاصکر راجوں مہاراجوں امراء و رؤساء کے استعمال کی خاطر
ہندوستانی رسائن شالا میں خاص طور سے تیار کی جاتی ہے ۔
قیمت فی ماشہ صرف سات روپے دس ۱۰ فی تولہ اسّی روپے علاوہ محصولڈاک بذمہ خریدار

ہندوستانی دواخانہ امرتسر

افتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام گوری شنکر لال پرنٹر چھپا